نیّرِ احمدیّت

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّرؓ

مجاہد انگلستان و مغربی افریقہ

نعمت اللہ بشارت

نام کتاب	:	**نیّرِ احمدیت**
مصنف	:	نعمت اللہ بشارت
سن اشاعت	:	2006ء
تعداد	:	1000
ناشر	:	اسماعیل خلیل نیّر

231-03 67th Ave.
Bayside, NY 11364
USA.
Ph. # : 001-9176709705 , 001-7184235963

مقام اشاعت	:	قادیان

Unitech Publications
mobile : 0091-9815617814 , 9872341117
e-mail : khursheedkhadim@yahoo.co.in
k_ahmad2@rediffmail.com

بسم الله الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

پیش لفظ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو نصیحت فرمائی تھی کہ
''ہر خاندان کو اپنے بزرگوں کی تاریخ اکٹھا کرنے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔
(خطبہ جمعہ ۱۷/ مارچ ۱۹۸۹ء)

بعد ازاں اسی تسلسل میں حضور نے فرمایا۔
''وہ سارے خاندان جن کے آباء اجداد میں صحابہ یا بزرگ تابعین تھے ان کو چاہئے کہ اپنے خاندان کا ذکر خیر اپنی آئندہ نسلوں میں جاری کریں ......سب سے زیادہ زور اس بات پر ہونا چاہئے کہ آنے والی نسلوں کو اپنے بزرگ آباء واجداد کے اعلیٰ کردار اور اعلیٰ اخلاق کا علم ہو، ان کی قربانیوں کا علم ہو۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰/ اپریل ۱۹۹۳ء)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اس مبارک ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح اور سیرت پر مشتمل یہ کتاب قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

خاکسار نے جب ہوش سنبھالا تو والد ماجد حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے تھے۔ پھر بصد شوق اپنے نانا ڈاکٹر عبدالغنی خان کڑک، اپنی امی جان محمودہ کڑک نیّر صاحبہ، حضرت نیّر صاحب کی زوجہ اول سے بہنوں مبارکہ بانو وحمیدہ بانو، اور دیگر بزرگان جماعت سے اپنے ابا جان کی حیات جاوداں کی جھلکیاں سمیٹتا رہا۔ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ ربوہ پر مولانا جلال الدین شمس صاحب ملے مجھ سے بغلگیر ہوئے اور کہنے لگے مجھے حضرت نیّر صاحب بیٹا کہتے تھے میں نے برجستہ کہا پھر تو ہم دونوں بھائی ہوئے مولانا مسکرائے اور کہنے لگے یقیناً۔

امی جان بتاتی تھیں کہ ابا جان انتہائی دھیما مزاج رکھتے تھے کسی سے تُو کر کے بات نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ خاکروبوں کو بھی آپ کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ انگلستان میں تبلیغی سرگرمیوں میں اکثر لندن کے ہائیڈ پارک جا کر کچھ اونچائی کا انتظام کر کے شُستہ انگریزی میں دیر تک تبلیغ کرتے، سوالوں کے جواب دیتے اور تلخ کلامی کرنے والے کچھ انگریزوں کو انتہائی حلیم انداز میں اسلام احمدیت کا امن اور سلامتی کا پیغام دیتے۔ افریقہ میں غانا سیرالیون اور نائجیریا میں جماعت کی بنیاد رکھی مولوی عبدالوہاب آدم امیر جماعت غانا جب جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ التحصیل ہوئے تو ہمیں ملنے بہاولپور آئے۔ نیّر صاحب کی افریقہ میں انتھک تبلیغ کو بار بار سراہتے اور کہتے کہ غانا میں آج تک مشہور ہے کہ جب حضرت نیّــــر صاحب قرآن کی تلاوت کرتے تو درختوں سے پرندے اڑ اڑ کر ان کے اردگرد جمع ہو جاتے اور انہماک سے تلاوت سنتے امی جان نے سن کر کہا یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفیق ہونے کی برکتیں ہیں۔ مولوی عبدالوہاب آدم اب بھی جب امریکہ آتے ہیں تو از راہ محبت ہمارے ہی گھر میں ٹھہرتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے لندن میں ملاقات ہوئی تو حضور نے نیّــر صاحب کے انداز تبلیغ جس میں وہ میجک لینٹرن Magic Lantern (سلائیڈ شو) کا استعمال کرتے، سراہا میری امی جان اور دیگر اہل خانہ کی شدید خواہش تھی کہ حضرت نیّــــر صاحب کی سوانح حیات شائع ہو، اور اس سلسلہ میں مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب اور مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کا مشکور ہوں کہ ان کی کاوشوں سے یہ کار خیر انجام پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ مولیٰ کریم میرے والدین کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کرے، اور ان کے صدقے میں حضرت نیّر صاحب کے تمام خاندان کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین ثم آمین

﴿اسماعیل خلیل نیّر﴾

فہرست مضامین

باب اوّل

فصل اوّل

خاندانی حالات۔ تعلیم

فصل دوم

قبولیت احمدیت اور قادیان کیلئے ہجرت

فصل سوم

ازدواجی زندگی
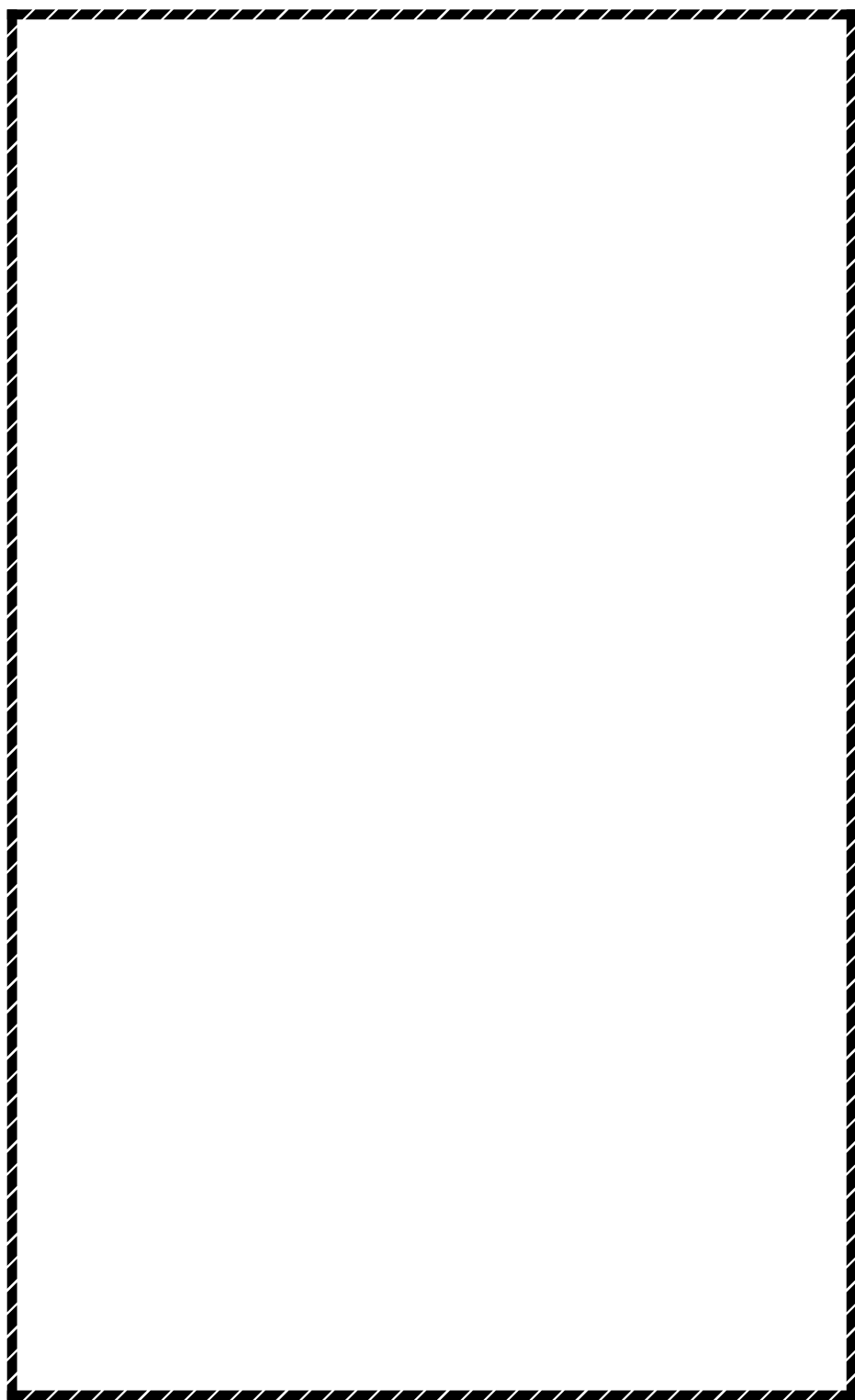
فصل اوّل

خاندانی حالات۔ تعلیم

ابتدائی حالات

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّرؓ دسمبر ۱۸۸۳ء میں ریاست کپورتھلہ میں پھگواڑہ کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے آپ کے والد محترم کا نام (حافظ) محمد سلیمان تھا جو ضلع کرنال کے رہنے والے تھے اور آپ کے نانا جان ضلع ہوشیارپور سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱

آپ کے والد صاحب طبیب تھے اور انہیں اس زمانہ کے مروجہ دیسی علم جراحت سے شغف تھا اور گاؤں میں مرہم پٹی اور پھنسی پھوڑا کا علاج کیا کرتے تھے۔ آپ کے والد صاحب نے دو شادیاں کیں۔ دوسری بیوی کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ان میں سے بڑے بیٹے حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی صغرسنی میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے تھے۔ آپ تیسری جماعت میں تھے کہ آپ کے والد بھی وفات پاگئے۔ ۲

حضرت مولانا نیّر صاحب نے اپنے ابتدائی خاندانی حالات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ کو بتایا کہ

''میری والدہ نوجوان عورت تھی جو میرے والد کی دوسری بیوی تھیں۔ پہلی بیوی کا میرے والد محترم پر اس قدر اثر تھا کہ انہوں نے میری والدہ کو قریباً چھوڑ دیا تھا اور میری والدہ مجھے لے کر اپنے بھائی کے پاس چلی گئیں اور وہاں رہنے لگیں۔ انہوں نے مجھے پالنے کے لئے سخت محنت مزدوری کی۔ وہ ہاتھ کی چکی کے ساتھ گندم پیستی تھیں۔ وہ بہت ہی خدا رسیدہ تھیں۔ اور گاؤں کی لڑکیوں کو قرآن کریم پڑھاتی تھیں۔'' ۳

حاجی پورہ میں آمد

آپ کا تعارف سید حسام الدین صاحب کے ذریعہ حضرت حاجی منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پورہ (رفیق حضرت مسیح موعودؑ) سے ہوا۔آپ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ حاجی پورہ میں آ گئے۔اس وقت آپ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس، پاؤں میں پُرانی جوتی، سر پر رومی ٹوپی اور ایک زرد رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔حاجی صاحب نے اظہار ہمدردی فرمایا اور آپ کو سکول میں داخل کرا دیا۔آپ دل لگا کر پڑھتے رہے۔

والدہ محترمہ کی وفات

آپ ابھی مروجہ تعلیم کی آٹھ سیڑھیاں ہی چڑھ پائے تھے کہ آپ کی والدہ محترمہ بھی آپ کو داغ مفارقت دے گئیں اور آپ تن تنہا حالات زمانہ کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ [۴]

تعلیم

حضرت نیر صاحب نے ابتدائی تعلیم پھگواڑہ اور بھونگہ میں حاصل کی اور تیسری سے آٹھویں جماعت تک حاجی پورہ میں تعلیم حاصل کی۔قادیان میں آمد کے بعد آپ نے جے وی کا کورس کیا۔ [۵]

آپ نے میٹرک کا امتحان یو۔پی کے ایک سکول سے ۱۹۰۲ء میں پاس کیا۔[۶] ۱۹۰۸ء میں آپ نے سینٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ابتدائی تعلیم سے متعلق آپ خود فرماتے ہیں۔

”میری ابتدائی تعلیم میں معمولی مذہبی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض فارسی کتب کا بڑا دخل ہے۔ان میں سے تاریخ میں **حدیقة الاحباب**، فقہ میں **مالا بدمنه** اور تصوف میں کیمیائے سعادت خاص طور پر قابل ذکر ہے۔“ [۷]

چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی اپنی تصنیف In the company of the Promised Messiah میں رقمطراز ہیں۔

آپ نے میٹرک کا امتحان یو پی کے ایک سکول سے ۱۹۰۲ء میں پاس کیا۔ وہ انگلش بڑی روانی سے بول سکتے تھے۔ وہ ہندی اور اردو میں بھی بہت مہارت رکھتے تھے۔ یو پی میں کپور تھلہ کے مہاراجہ کی چند ایک ریاستیں تھیں جہاں عبدالرحیم نیّر صاحب ریاست کے ملازم تھے۔ بعدازاں ان کی ٹرانسفر کپورتھلہ میں ہوئی جہاں انہوں نے گورنمنٹ ہائی سکول کپورتھلہ میں انگلش ٹیچر کے طور پر کام کیا۔ (ترجمہ) ۸

سر درد کا عارضہ اور شفا

دوران تعلیم آپ کو اکثر سر درد کی شکایت رہتی تھی ایک موقع پر آپ حضرت حاجی منشی حبیب الرحمٰن صاحبؓ کے ہمراہ قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان کے لئے ایک قیمتی نسخہ تجویز فرمایا۔ اس علاج کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو پھر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔ ۹

ڈپلومہ B.Phil

فارسی و سنسکرت کے باہمی ایک ہی نسل سے ہونے پر آپ نے انگلستان میں ایک تحقیقی مضمون لکھا جس پر ۱۹۲۱ء کے اوائل میں Societest Philology کی طرف سے آپ کو B.Phil کا ڈپلومہ دیا گیا۔ ۱۰

☆......☆......☆......☆

حوالہ جات

۱۔رجسٹر روایات صحابہ جلد۱۱
۲۔غیر مطبوعہ بیان شیخ عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی نائب تحصیلدار
۳۔غیر مطبوعہ بیان محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ زوجہ ثانیہ حضرت نیّر صاحب
۴۔ غیر مطبوعہ بیان محترم شیخ عبدالرحمٰن صاحب ابن حاجی منشی حبیب الرحمٰن کپورتھلوی
۵۔بیان شیخ عبدالرحمان صاحب ابن منشی حبیب الرحمٰن کپورتھلوی
۶۔الحکم قادیان ۱۴/دسمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۵
۷۔رجسٹر روایات جلد۱۱ صفحہ ۲۵۴
۸۔مطبوعہ Lion Press Lahore صفحہ ۲۱۹۔۱۲۲۰ اشاعت دسمبر ۱۹۹۷ء
۹۔غیر مطبوعہ بیان مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب ابن منشی حبیب الرحمٰن صاحب کپورتھلوی
۱۰۔الفضل ۷/مارچ ۱۹۲۱ء صفحہ ۹

فصل دوم

قبولیت احمدیت اور قادیان کیلئے ہجرت

قبول احمدیت

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر ؓ صاحب کو قبول احمدیت کی سعادت حضرت منشی حاجی حبیب الرحمٰن ؓ صاحب کپورتھلوی (رئیس حاجی پورہ یکے از رفقاء ۳۱۳) کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ آپ پانچویں یا چھٹی جماعت میں تھے کہ حضرت حاجی صاحب نے آپ کو احکام نماز اور دیگر اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ احمدیت کا تعارف کروایا اور سلسلہ احمدیہ کی بعض کتب مطالعہ کے لئے دیں۔ اس طرح آپ حضرت حاجی صاحب کی تربیت کے نتیجہ میں احمدیت کی طرف مائل ہوئے اور آپ کے ہمراہ قادیان جانے کے مواقع ملے اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ''وَاٰخرین منھم لما یلحقوا بھم'' کے مقدس گروہ میں شامل ہو گئے۔ آپ کے قبول احمدیت سے متعلق تفصیلی حالات و واقعات آپ کی زندگی میں ہی ''الحکم'' میں شائع ہو گئے تھے۔ قبول احمدیت کی ایمان افروز داستان کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''مجھے ابتدائی عمر سے تصوف کے ساتھ محبت تھی۔ حضرت عبدالقادر جیلانی ؒ کی نسبت کہانیاں بڑے شوق سے پڑھتا تھا اور ہندو لٹریچر جس قدر بھی ملتا اسے ضرور زیر مطالعہ رکھتا۔ سادھو اور فقراء سے باتیں سنتا، ان سے مل کر علم میں اضافہ کرنا مجھے پسند تھا۔ اس شوق نے آخر ش فارسی میں فقہ کی ''مَالَا بُدَّمِنْہُ'' تاریخ کی ''حدیقۃ الادب'' وغیرہ کتب پڑھنے کے بعد حضرت امام غزالیؒ کی کیمیائے سعادت کے مطالعہ کی طرف متوجہ کیا۔ مگر استاد ایک 'باوا جی' ملے جو 'اتم درشنی' کہلاتے تھے۔ باوا جی نے حصول مدعا کے لئے توجہ کے طریق بتائے، کچھ فنا فی الشیخ کی طرف راہنمائی کی اور عشق الٰہی سے بہرہ ور ہونے کی پہلی منزل کا بھی سبق پڑھا۔

علم لدنی سبق ہوتے ، دلچسپ باتیں رہتیں ۔ ہندو ویدانت کی طرف روزانہ بڑھتا ہوا قدم اٹھتا، مسلمان ملاؤں کے قصے کہانیاں دن بدن سامنے آ کر مقدس اسلام و بانی اسلام سے محبت کی مرلی میں شگاف پیدا کرنے لگے، مگر نیک والدہ کی دعائیں کام آئیں اور مذہب کی محبت کے سبق اور بالخصوص ''امام مہدی'' آنے والے ہیں کا آوازہ ہر وقت امید کی شعاع کو عالم تاریکی میں دور سے دکھا دیتا۔ آخر ایک دن خدا کا دن آیا اور باوا جی علم لدنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

''اوہ علم لدنی ! جیسا کہ حضرت محمد (ﷺ) کو ہوا تھا اور جیسا کہ اس زمانہ میں مرزا قادیانی کو ہے''

''مرزا قادیانی کو علم لدنی'' حضرت محمد (ﷺ) کی طرح اور ہمارے زمانہ میں ! میرے لئے چونکا دینے والے فقرات تھے جو باوا جی کے منہ سے تو نکل گئے مگر وہ ان پر مزید بات کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن میں نے اصرار کیا اور میرے سوال پر کہ ''یہ مرزا قادیانی کہاں اور کون ہیں''؟ باوا جی بولے کسی مولوی سے پوچھو اور آگے چل پڑے۔

تمام وظائف ، تمام مطالعہ ، تمام اخلاص سے بھرے ہوئے گھنٹوں کی توجہ اور مراقبے اب تو جمع ہو کر ویدانت کے کیلاش سے حرا کی طرف متوجہ کرنے لگے، حرا سے دامن کیلاش (کدعہ) میں لانے کے لئے تیار ہو گئے ۔ مرزا کی دید کا شوق ہوا اور ایک مولوی صاحب سے پوچھا۔ ''مولانا یہ مرزا قادیانی کون ہے''؟

مولانا بولے ! بھئی ایک منشی آدمی گاؤں کا رہنے والا ہے ان کی عربی دانی پر علماء نے اعتراض کیا اور اب یہ مرزا منشی ایسی اچھی عربی لکھتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

دل نے تو فوراً علم لدنی کے سوال کا جواب پایا اور گوہر مقصود حاصل ہونے کا یقین ہو گیا۔ اس کے بعد گفتگو جاری رکھتے ہوئے میں نے مولوی صاحب سے کہا۔ ''کیا آپ کی کوئی کتاب؟'' ہاں ۔ یہ پڑھیئے ۔ شکریہ۔

یہ کتاب ''ست بچن'' تھی۔ اس میں مضمون تو یہ تھا کہ حضرت باوا نانکؒ مسلمان تھے۔ مگر خدا

شاہد ہے کہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے یقین ہو گیا کہ اس کا مصنّف اللہ سے علم پا کر لکھنے والا آدمی ہے۔

کچھ اور مطالعہ کیا۔ میاں حبیب الرحمٰن صاحبؓ رئیس حاجی پور نے کچھ اور کتابیں دیں اور حضرت کا ایک رسالہ پڑھا جس کے ٹائٹل پر طبع تھا۔

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

انہی ایام میں ایک طبیب صاحب کا اشتہار تھا جس پر منجملہ دوسرے القاب کے لکھا تھا۔

''حضرت مسیح الزمان''

ان دونوں عبارتوں کا بغور مطالعہ کیا۔ 'بیمار دل' 'بیمار قوم' 'بیمار ملک' روحانیت کا قحط مقتضی تھے کہ مسیح بادلوں پر سوار جلدی کے ساتھ زمین والوں کی دستگیری کیلئے اترتا۔

اس مطالعہ کے اثر کے بعد دعا کرتے ہوئے میں نے ایک سبز پوش بزرگ کو دیکھا جو مجھے بلا رہا ہے اور بچپن کی ایک رؤیا یاد آ گئی جس میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہیں اور میں نے حضورؐ کی رکاب پکڑی ہوئی ہے۔ میری والدہ نے اس کی تعبیر کی تھی کہ

''بیٹا! یا تو تم خود ایک بڑے عالم دین بنو گے یا پھر امام مہدی سے ملو گے''

ان تمام علوم نے مجھ پر واضح کر دیا کہ علم لدنی کا سکھانے والا رسول (ﷺ) کا بروز روحانی مریضوں کا مسیح قادیان میں آ گیا ہے۔ شاعر مزاج تو تھے ہی میں نے یہ کہہ کر کہ لوگ تو خوبوں کو مسیحا بنا لیتے ہیں ہم کیوں ایک روحانی ڈاکٹر مسیح علیہ السلام کے فیض سے محروم رہیں۔ قادیان کا راستہ لینے کا فیصلہ کیا......

میں قادیان آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ جب میں آیا تو اس وقت گورداسپور کے مقدمہ کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ آخر آپؑ سے عرض کیا گیا کہ حضور بیعت لے لیں تو حضور علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ذرا ٹھہرو۔ تین دن

بعد میرے تمام شکوک رفع ہو گئے اور میں نے بیعت کے لئے عرض کیا تو حضور نے فوراً بیعت لے لی۔ ۱

بیعت کے بعد مخالفت

آپ فرماتے ہیں:۔

''احمدی ہو گئے۔ راستہ بتانے والے مولوی صاحب عیسائی کہہ کر پکارنے لگے۔ لوگوں نے نفرت کرنا شروع کیا۔ تالیاں، گالیاں، سب ہی کچھ تھا۔ گو احمدیت کی تعلیم سے مجھے ناواقفیت تھی۔ مگر اس مخالفت نے ایمان کو مضبوط کیا اور ہر روز علم میں اضافہ ہونے لگا اور حضورؑ کی خدمت میں آمدورفت کا سلسلہ جاری ہوا۔'' ۲

قادیان میں آمد

خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی صحبت اور مجالس میں ایک روحانی جاذبیت ہوتی ہے اور فرشتے ہر آن اُن کی پیاری مجالس میں پاکیزہ انوار کی بارش کرتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو پاک دل ہو کر صرف ایک مرتبہ ہی مجلس میں حاضر ہو جائے اس کے لئے اس سے جدا ہونا مشکل ہو جاتا ہے، یہی کیفیت آپ کی تھی۔ آپ نے بیعت کے بعد صدق و وفا میں کمال درجہ ترقی کی۔ آپ قادیان میں آمد سے متعلق فرماتے ہیں۔

''(میں نے۔ ناقل) بیعت ۱۹۰۱ء میں کی ......(اس وقت) ملازمت اکونہ ضلع بہرائچ میں تھی جہاں سال بھر زادِ راہ جمع کرتا اور پھر مسیح پاک کی زیارت کیلئے آتا، گو جوانی تھی مگر اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، سوائے مسیح موعود علیہ السلام کے پاک چہرہ کے اور کوئی چہرہ خوبصورت نہیں دکھائی دیتا تھا۔ ایک سال فراق میں گذرتا اس کے بعد وہ پاک صورت دکھائی دیتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ''جس نے مجھے دیکھا خدا تعالیٰ کو دیکھا'' اور مسیح پاک کے فرمان ''جس نے میرے اور مصطفیٰ کے درمیان فرق کیا اس نے نہ مجھے دیکھا نہ مجھے پہچانا'' کی عملی تفسیر کا مشاہدہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ محبت کی آگ بھڑکی اور مجھے جلا کر ایک دوسرا رنگ دیا۔'' ۳

آپ مزید فرماتے ہیں:۔

’’میں ہر سال تعطیلات موسمی قادیان میں گذارتا اور ہر سال ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۵ءتک مئی وجون مہدئ برحق کے قدموں میں بسر کرتا خواہ حضور (علیہ السلام) قادیان میں ہوں یا باہر چنانچہ ایک سال (رخصتوں کے ایام میں۔ناقل) گورداسپور میں ہی ٹھہرنا پڑا اور ایک رات حضرت اقدس کے ساتھ گورداسپور سے قادیان پیدل آیا۔دو برس تو یونہی گزر گئے، تیسرے سال جب میں آیا تو میں نے حضرت کے زیادہ قریب ہونے اور اپنا تعارف کرانے کی سبیل نکالنے کی ٹھانی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدّام کو نمازوں کے بعد زیارت کا موقع دیا کرتے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھ کر لوگ اپنے اخلاص کے پھول گلدستہ اشعار کی صورت میں آسمان کے دولہا کی نذر کرتے۔فارسی بھی ہوتی،عربی بھی اور اردو بھی، پشتو بھی اور کشمیری بھی،مگر سب سے زیادہ سادہ اور دلچسپ کلام پنجابی ہوتا کیونکہ اس کے شاعر کچھ ردیف قافیہ کے بہت پابند نہ ہوتے تاہم مقبولیت ان کو ہی زیادہ ہوتی۔ میں سوچتا رہا کہ آخر کس طرح حضور علیہ السلام کو اپنی طرف متوجہ کروں کیا، پیش کروں کہ نظر عنایت اٹھ جائے۔جن کو خدا نے زروسیم دیا تھا وہ اسے اسلام کی خاطر حضرت کے قدموں میں ڈالتے۔جن کو قابلیت دی تھی وہ علمی رنگ میں اپنا کلام پیش کر کے خوشنودئ سرکار حاصل کرتے۔میرے پاس کچھ نہ تھا مجھے ایک پنجابی شاعر کا قرآن مجید کی آیات پڑھ کر اس کے پیچھے ’’وچ قرآنے آیا‘‘ (یعنی قرآن میں آیا ہے) کہنا پسند آیا اور جب (حضرت مسیح موعودؑ نے) مسکرا کر خوشی سے ’جزاک اللہ‘ کہا تو میرے لئے جرأت کرنے کا سامان بن گیا۔مگر میں نے فیصلہ کر لیا کہ یوسف کی خریدار بنوں گی مگر سوت کی اٹی کسی اچھے چرخہ پر کاتوں گی،اس کے لئے واپس جا کر میں نے پوربی زبان میں تُک بندی کی اور ’’کرشن اوتار‘‘ کے نام سے نظم لکھ کر چوتھے سال ساتھ لایا۔ پہلے حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ کو یہ نظم سنائی اور اس کے بعد حضورؑ (کے قدموں میں) میں رسائی ہوئی۔

حضرت (علیہ السلام) مجلس میں تشریف فرما تھے۔کرشن کا دعویٰ فرما چکے تھے۔میں کرشن

ویدانت سے محبت کے سبب سے پہلے ہی عاشق تھا۔ مجھے اس دعویٰ سے بے حد خوشی تھی، اس لئے آنند کند بھگوان کو مخاطب کر کے درفن کیا۔ حضرتؑ کے حضور جو کچھ عرض کیا اس میں سے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔ ۔ے

ہے مہدی میں تمرو داشا
تہ سوامی گن دان مہاشا
مہرش عرجی ہمری سنیو
ہم کا گیان پرش نبھّو
مہما میں کا کروں بچارا
تمری کرت کہت جگ سارا
تمھوں امام اس ایں اپارا
تمھوں سدھ مہنت کرتارا
عرج کروں تموں کر جوری
دور پرا ہوں لو سدھ موری
مور پری منجھدھارا نیّا
تم بن اور نہ کوئ کھویّا
تم ہو ہمرے نیک کھویّا
پار کرو نرگن ہوں دیّا
گوالن پورب دیش سوں تہاڈے دوار کا آئے
مہانت کے لال جی کرپا روچت لائے

مسوں بچھڑے شام جی گجرس بارہ ماس
درشن پر اپت اب ہوؤ جو ایش پچھوئی آس
نیّر میرد ناؤں ہے تمرو گوال کہات
دو دھوا تمرے گیاں کا بچیت ہوں دن رات

اخلاص سے پیش کئے ہوئے بے جوڑ پوربی اشعار قبول ہو گئے۔ مردوں کو زندہ کرنے والی نظر مسیحائی اٹھی۔ سراپا نور نے میری طرف میری درخواست کے مطابق آنکھ اٹھا کر نظر کی اور فیضان نور سے نیّر بنا دیا۔ میری اس نظم میں کچھ اور اشعار بھی تھے جو صاحبزادوں کو پسند آئے اور وہ دوڑتے کودتے ان کو پڑھتے پھرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے گھر جا کر ذکر کیا۔ سیدہ اُمّ المومنین حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ نے نظم کی نقل منگوائی۔ پیر سراج الحق صاحب مرحوم نے دوسرے ہی دن لکھائی شروع کرا دی۔ چند کاپیاں چھپوا لیں اور اُمِّ پسر موعود کی خدمت میں بھجوا دیں۔

اس کے بعد مجھے قادیان میں سب جاننے لگے۔ میں مدرسہ میں آنریری مدّرس بھی رہا اور جب رخصت لی تو آقائے نامدار خود دروازے پر باغ میں ملنے کے لئے آ گئے اور لکھ کر دیا کہ میری ''تعلیم کشتی نوح'' سے جس قدر حصہ ضروری ہو اس کا ترجمہ کر کے اس زبان میں شائع کرنے کی اجازت ہے اور دوبارہ آنے کا قصد رکھیں کیونکہ یہ ضروری ہے۔''

اس زمانہ میں لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پڑھ کر نتیجہ اخذ کرنے کی خاص مہارت تھی۔ چنانچہ ایک دوست نے کہا کہ ''اس خط کے بعد آپ اب قادیان سے باہر نہیں ٹھہر سکتے۔''

میں روتا ہوا گیا۔ ایک دن دیر کر کے ملازمت پر حاضر ہوا۔ دل بے چین رہتا، سخت گھبراتا، قادیان اور قادیان والا سامنے رہتا اور اس گھبراہٹ کو ایک دن میں نے اسی طرح موزوں کیا۔ ؎

وہ دن خدا کرے کہ جائیں قادیاں میں
جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

اے اہل قادیان تمہیں پہلے سلام ہے
پھر بعد اس کے اتنا یہ میرا پیغام ہے

کہنا جناب احمد مرسل مسیح سے
سلطان دین عالم و فاضل و فصیح سے

اس خادم جناب رسول امین سے
اس دستگیر حامی دین متین سے

نیّــــر کو لے بلا تیرے قدموں سے دور ہے
درد فراق گرمی ہجراں سے چور ہے

یہ اگست کا مہینہ تھا۔ بارشوں کا زمانہ تھا۔ ایک بادل حاضر ہوا اور اس پیغام کو لے کر حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچا اور قادیان سے ایک ذمہ دار کارکن نے لکھا کہ آپ آجائیں آپ کے لئے ایک جگہ ہے۔ میں نے لکھا کہ جب تک مسیح موعود علیہ السلام نہ بلائیں نہیں آؤں گا۔ وہی خط پیش ہوا۔ میری تمنائیں، میری التجائیں، میری خواہش آسمان کے فرشتے پہلے ہی پہنچا چکے تھے۔ سرکار، پیاری سرکار نے قلم حاضر سے اس قرطاس پر لکھا اور مجھے مخاطب فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کے آنے پر خوش ہوں آپ ضرور آجائیں۔

مرزا غلام احمد

پھر کیا تھا۔ میری بگڑی بن گئی، جو مانگا تھا وہ ملا۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو قادیان آ گیا اور ''آپ آ گئے'' کے خطاب سے عزت ملی۔ روتے گئے، ہنستے آئے، نوازا اور بہت نوازا اور میں ایک فارسی نظم لکھ کر لایا جو حضور کو سنائی اور فرمایا ''فارسی میں بھی دخل ہے؟'' اور پھر پنڈت لیکھرام

سے مباہلہ پر ''کرشن لیلا'' نام نظم جو میں لکھ کر لایا تھا سنائی۔ اظہار خوشی ہوا اور ہم پردیس سے پیا کے دیس آئے اور یہی دعا ہے کہ سابقہ دعا قبول رہے۔ ؎

جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں ۴

قادیان آنے کے بعد آپ نے اپنے وطن کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ دیا اور قادیان کے ہی ہو کر رہ گئے اور قادیان سے جدائی آپ کو کسی قیمت میں بھی گوارا نہ تھی۔ جب آپ کو باہر تبلیغ کے لئے بھجوایا گیا تو اس وقت بھی آپ قادیان کو بہت یاد فرماتے اور اکثر اوقات اس کی جدائی میں بے قرار و بے تاب ہو جاتے۔

مسیح کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا

قادیان ہجرت کے بعد ۱۹۰۷ء میں حضرت نیّر صاحب شدید بیمار ہو گئے اور ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور پر شفاء کامل عطا فرمائی۔ آپ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میں بیمار ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا۔ بایاں پھیپھڑا گل گیا ہے اور ۶۰ دن میں زندگی کا خاتمہ ہو گا۔ میں نے مردوں کو زندہ کرنے والے مسیح کو لکھا۔

حضور! دعا تھی۔

؎

وہ دن خدا کرے کہ جائیں قادیان میں

جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

یہ دعا پوری ہوئی۔ مگر جی چاہتا ہے کہ حضور کی کامیابی میں حصہ لوں۔ اس لئے زور سے وہ دعا فرماویں جو نواب صاحب (نواب محمد علی خان صاحب) کے صاحبزادہ عبدالرحیم کے لئے (مندرجہ حقیقۃ الوحی) کی تھی۔'' اس پر ارشاد عالی ہوا۔

’’میں نے زور سے دعا کی ہے۔تاصحت یاد دلاتے رہیں۔‘‘

میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور غالباً خان صاحب عبدالعزیز مدرس تعلیم الاسلام سے کہا:۔

’’میں اس بیماری سے نہیں مر سکتا۔مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔’’تاصحت یاد دلاتے رہو‘‘

دعا کے اس اطمینان قلب کے ساتھ حضرت مولانا صاحب نورالدین اعظمؓ کی دوا بھی جاری رہی اور ساتھ خداوند خدا حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے خدا سے خود بھی عرض کیا کہ باری تعالیٰ! کوئی خاص دعا سکھائیں۔تو ارشاد ہوا۔’’رب اشرح لی صدری ‘‘پڑھو۔اللہ نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام کو یہ دعا سکھائی تھی کہ وہ فرعون کے سامنے اچھی طرح بات کر سکیں مگر مسیح موعودؑ کے غلام کو ان نئے معنوں کے ساتھ سکھائی کہ’’سینہ کی بیماریوں کو دور فرمائیں۔‘‘

میں یہ دعا پڑھتا اور ورد کرتا رہا۔آخرش کشف میں دیکھا کہ سینہ پر سے ایک بلّی کودی اور کودنے کی آواز سنی اور زبان پر جاری تھا’’یا نار کونی برداً‘‘اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور بخار کی آگ بجھ گئی۔طبیب جسمانی حضرت مولانا نورالدین اعظم نے نبض پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ’’واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ‘‘جو چیز نفع بخش ہوتی ہے وہ زمین میں قائم رہتی ہے۔‘‘ مجھے کیا معلوم تھا کہ خدا مجھ سے کام لے گا اور دنیا کو نفع پہنچائے گا اس نے دوبارہ زندگی دی۔پہلے سے اچھی صحت بخشی۔جو پھیپھڑا گل گیا تھا اس نے لندن کی سردی و برف میں اور صحرائے اعظم کے کناروں پر گرمی و سموم میں بولنے کا کام دیا۔یہ معنے تھے’’تاصحت‘‘ کے اور

ع

میرا دم معجزہ ہے ان کے دم ان کی توجہ کا

میں زندہ ہوں اگرچہ قصہ لا زر ہے افسانہ ۵

مکرم ایڈیٹر صاحب الحکم کی درخواست پر حضرت نیّر صاحب نے اس معجزہ کی مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک بیمار کی درخواست

سیدی ومولائی ادا م اللہ فیضکم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افسوس کہ میری طبیعت اچھی ہوکر پھر بگڑ جاتی ہے۔کل کسی قدر بخار پھر ہوگیا اور کل تمام دن زور سے کھانسی آتی رہی۔رات ایک دفعہ کھانسی آئی اور پسینہ آیا۔صبح سے اب دس بجے تک بڑے زور سے تین دفعہ آ چکی ہے۔آنکھوں سے پانی نکل پڑتا ہے۔سخت تکلیف ہوتی ہے۔ میرے لئے دعا فرماویں اور کوئی دوا بھی عنایت کریں۔شاید اللہ اس سے ہی شفا بخشے۔

افسوس میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔میری خواہش تھی کہ حضور کی مزید کامیابی دیکھوں۔خدا معلوم اب میسر آئے گی یا نہیں۔خیر میں دعا سے ناامید نہیں۔میرے لئے زور سے دعا فرماویں۔

عاجز دعا کا سخت محتاج

عبدالرحیم نیّر

بڑی شرم کے ساتھ چار آنے اس خط میں رکھتا ہوں اور امید ہے کہ آج اس غریب نادار بیمار کے لئے خاص توجہ سے دعا کی جائے گی۔

مسیح پاک کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

انشاء اللہ میں زور سے دعا کروں گا۔اور کوئی دوا بھی تجویز کروں گا دوسرے تیسرے دن یاد دلاتے رہیں۔

والسلام

مرزا غلام احمد

مسیح کے حضور میں دوسرا خط

چند روز کی صحت کے بعد میں پھر بیمار ہو گیا۔ زکام، بخار خفیف، کھانسی خشک اب پھر زور پر ہے۔ سوائے دعا کے کوئی علاج نہیں۔

سیدی! اس سے قبل مجھے کوئی فکر نہیں تھا کیونکہ حضور کے قدموں میں آ چکا تھا اور سب سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ مگر اب شادی کرنے سے دو فکر ہو گئے۔ ایک تو قرض دوسرا بیوی۔ قرض کی بیباکی کی کوئی صورت ظاہراً سوائے زندگی کے کوئی نہیں دیکھتا۔ اگرچہ میں ہجرت کے وقت سے ہی خدمات مفوّضہ سے بڑھ کر خدا کے فضل سے ہی کام کرتا رہا ہوں۔ ابھی میرے دل میں بہت امیدیں ہیں اور کچھ اور خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کرے میں حضور کی مزید کامیابی دیکھ سکوں۔ میری صحت کے لئے دعا فرماویں۔ مجھے سخت گھبراہٹ ہے۔ متواتر دعا فرماویں۔

عبدالرحیم (نیّر)

مسیح پاک کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انشاءاللہ میں بہت دعا کروں گا۔ کبھی کبھی صحت تک یاد دلاتے رہیں۔ کل سے میں بھی دردجگر سے بیمار ہوں۔ والسلام

مرزا غلام احمد

معجزہ۔ ناظرین وہ دق اور سل کا مریض جس کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کے پھیپھڑے بالکل خراب ہو گئے ہیں اور جو ساٹھ روز میں اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اس کو خدا نے ہاں مسیح موعود کے خدا نے اپنے فرستادہ کی زور سے کی ہوئی بہت سی دعاؤں نے زندگی بخشی اور اس کے پھیپھڑوں کو وہ طاقت دی کہ لندن میں وہ بولا اور راونچا بولا اور مقابلے پر بولا اور برف پڑتے وقت بولا پھر وہ افریقہ میں بولا۔ اور صحرائے اعظم کے کناروں پر گرم ہوا میں چلتے

ہوئے اوقات میں بولا۔اوراب بولتا ہےاوراونچا بولتا ہے۔یہ کس کا اعجاز، یہ کس کا معجزہ ہے کس نے مردہ کوزندہ کیا؟ مسیح موعود نے مرزا غلام احمد قادیانی نے۔**اللھم صلِّ علیٰ محمد وَ عَلٰی اٰلِ محمدٍ وَ علیٰ عبدک المسیح الموعود .**

مرا دم معجزہ ہے ان کے دم ان کی توجہ کا
میں زندہ ہوں اگرچہ قصۂ لا ذر ہے افسانہ

حضرت نیّر صاحب کے ایک خط جو آپ نے اس بیماری کے دوران حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جواب تحریر فرمائے ان کا عکس پیش ہے۔

حوالہ جات

۱۔الحکم ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۳

۲۔الحکم ۱۴؍اگست ۱۹۳۸ء ۴ تا ۵

۳۔الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۳۸ء

۴۔الحکم ۲۱؍اگست ۱۹۳۸ء

۵۔الحکم ۷؍اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۶۔الحکم ۲۸؍مئی، ۷؍جون ۱۹۳۹ء صفحہ ۲

فصل سوم

ازدواجی زندگی

پہلی شادی

حضرت مولانا عبدالرحیم نیـــر صاحبؓ کی پہلی شادی حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں حضور ہی کی نظر شفقت اور خصوصی مشورہ سے حضرت سیّد عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کی صاحبزادی سے ہوئی۔سید صاحب موصوف کی چار بیٹیاں تھیں جن میں سے تین علی الترتیب ڈاکٹر عطر الدین صاحب، حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی اور حضرت محمد یحییٰ خان صاحب ایسے نیک سیرت افراد سے بیاہی گئیں اور چوتھی بیٹی محترمہ عائشہ بانو صاحبہ کے نکاح کا مکمل اختیار حضرت مسیح موعودؑ کو دیا گیا تھا۔حضور نے حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب کو لکھا کہ کیا لڑکا ذات کا سید ہو۔آپ نے جواباً تحریر کیا کہ جبکہ آپ کی تعلیم یہ ہے کہ ایک سید ہو اور دوسرا کنجرا (سبزی فروش) تو میری بیعت کے بعد دونوں ایسے ہیں جیسے ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہوں۔ میں چونکہ آپ کی بیعت میں آچکا ہوں اس لئے اگر آپ پسند فرمائیں کہ دوسرا احمدی بھائی بھنگی ہے اور اسے لڑکی دینے کو فرمائیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے مشورہ سے محترمہ سیدہ عائشہ بانو کا نکاح حضرت مولانا عبدالرحیم نیّـر صاحب کے ساتھ ہوگیا۔آپ کی شادی ۱۹۰۵ء میں ہوئی جبکہ آپ کی اہلیہ عائشہ بانو کی عمر قریباً ۱۹ سال تھی۔رخصتانہ کے موقع پر کھانے کا انتظام پرانے دستور کے مطابق کیا گیا تھا تاکہ تمام عزیز شادی میں شامل ہوسکیں مگر جب انہوں نے بارات نہایت سادہ طرز کی دیکھی تو ایک دم بگڑ گئے کیونکہ بارات حضرت مولانا نیّر صاحب اور حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ صرف دو افراد پر مشتمل تھی۔

آپ کے خسر حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ والہانہ عشق

اور فدایانہ تعلق تھا۔ وہ بریلی کے رہنے والے تھے۔ جہاں احمدی ہونے کے باعث ان کے قتل کے منصوبے بنائے گئے۔ ان کا مقاطعہ کیا گیا۔ سقّے، بھنگی اور آٹا پیسنے والی نے کام ترک کر دیا۔ دھوبی معذرت کر کے چلا گیا۔ الغرض ہر قسم کی اذیتیں انہیں دی گئیں مگر وہ نہ صرف ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہے بلکہ اخلاص و وفا میں ان کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔ موصوف اس وقت ریاست کپورتھلہ میں بطور منشی ملازم تھے۔ ازاں بعد ملازمت ترک کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں آ گئے۔

حضرت نیّـر صاحب کی اہلیہ حضرت سیدہ عائشہ بانو صاحبہ اپنی والدہ کے ہمراہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاں بکثرت حاضر ہوتیں۔ حضور نے ان کا نام برقع پوش رکھا تھا کیونکہ انہیں حضور کے سامنے جاتے شرم آتی اور آپ برقع پہن کر بیٹھا کرتی تھیں۔ [1]

مارچ ۱۹۳۳ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ کو نمونیہ کی شکایت ہوگئی اور باوجود علاج معالجہ کے بیماری کا حملہ بڑھتا گیا اور بالآخر ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء بروز جمعۃ المبارک ساڑھے اڑتالیس سال کی عمر میں اپنے مولا کے حضور حاضر ہوگئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصیہ اور صحابیہ تھیں۔ آپ نے ۱۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو وصیت کی۔ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۳ء کو آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعہ صحابہ میں ہوئی۔ [2] بوقت وفات حضرت مولانا نیّـــر صاحب بسلسلہ تبلیغ حیدرآباد میں مقیم تھے، وفات کی خبر ملنے پر فوراً قادیان تشریف لائے اور اپنے ہاتھوں سے مرحومہ کی تدفین کی۔ آپ کی وفات پر اخبار ''فاروق'' نے لکھا۔

''یہ خبر نہایت افسوس سے لکھی جاتی ہے کہ مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نیّـــر کی اہلیہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو بروز جمعہ بعارضہ نمونیہ وفات پا گئیں۔ مخدومی نیّر صاحب حیدرآباد میں تھے۔ وہ اس کی اطلاع پا کر عازم قادیان ہوئے اور ہفتہ کو قادیان پہنچ گئے۔ اور اپنے ہاتھوں سے مرحومہ کو سپرد خاک کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ مرحومہ کی دو لڑکیاں ہیں جن کی شادی ہو چکی ہے۔ چھوٹی لڑکی کا رخصتانہ ہونے والا تھا کہ وہ چل

بسیں۔(انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)

ہمیں نیّر صاحب اور مرحومہ کے تمام خاندان سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔'' ۳

اولاد اور مختصر حالات

آپ کی پہلی بیوی محترمہ عائشہ بانو صاحبہ کے بطن سے خدا تعالیٰ نے تین لڑکیاں اور تین لڑکے عطا فرمائے۔ مگر چار بچے یعنی تینوں لڑکے اور ایک لڑکی بچپن میں ہی وفات پا گئی صرف دو بیٹیاں مبارکہ بانو اور حمیدہ بانو نے لمبی عمر پائی۔

آپ کی بڑی صاحبزادی محترمہ مبارکہ بانو صاحبہ کا نکاح جلسہ سالانہ ۱۹۲۵ء کے ایام میں مکرم محمد احمد صاحب ابن مکرم عنایت حسین خان صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس کے ساتھ ہوا۔ اور ۲۳ مئی ۱۹۲۶ء بروز اتوار رخصتانہ عمل میں آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور تمام بزرگان سلسلہ نے تقریب رخصتانہ میں شمولیت فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ازراہ شفقت دعا کرائی۔ ۴ اس شادی سے ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آفتاب احمد رکھا گیا جو سات آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ محترم محمد احمد صاحب کچھ عرصہ بعد وفات پا گئے تو محترمہ مبارکہ بانو کا عقد ثانی مکرم افتخار احمد سہروردی سے ہوا جو کہ اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے۔ محترمہ مبارکہ صاحبہ کے ہاں کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ حضرت مولانا نیّر صاحب بہت دعا کیا کرتے تھے کہ ''یا اللہ میری مبارکہ کو اولاد دے'' آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بچی عطا فرمائی جس کا نام ''شاہین'' رکھا گیا۔ جب نیّر صاحب کو حیدر آباد دکن سے ۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو بذریعہ تار نواسی کی پیدائش کی اطلاع موصول ہوئی تو بہت خوش ہوئے۔ محترمہ شاہین رحمان صاحبہ آجکل امریکہ میں ہیں ان کی شادی مکرم حمید الرحمٰن صاحب ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب سے ہوئی۔ محترمہ مبارکہ بانو صاحبہ کی وفات ۱۹۷۸ء میں ہوئی۔

حضرت مولانا نیّر صاحب کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ حمیدہ بانو کی شادی اپریل ۱۹۳۲ء میں مکرم مولوی عبدالکریم خان صاحب مولوی فاضل سے ہوئی۔ بوقت رخصتانہ دیگر بزرگان کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی ازراہ شفقت تشریف لائے اور دعا کرائی۔ آپ کے ہاں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔

بیٹوں کے نام: (۱) خورشید احمد خان مرحوم (۲) منیر احمد خان حال کراچی پاکستان (۳) سہیل احمد خان حال کینیڈا (۴) خالد نعیم سہروردی حال امریکہ۔ انہیں ولادت پر ان کی خالہ مبارکہ نیرّ، زوجہ افتخار احمد سہروردی، نے گود لے لیا تھا اور خالد نعیم سہروردی نام رکھا۔

بیٹی کا نام: صبیحہ پروین خان زوجہ مکرم راشد خان حال امریکہ ۵

سیرت وسوانح عائشہ نیرّ

حضرت مولانا نیرّ صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ عائشہ بانو کی وفات پر ایک مضمون سپرد قلم فرمایا جو درج ذیل ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

عمر واولاد

''۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو میری رفیق زندگی عائشہ بانو ۲۷ سال کی وفادارانہ رفاقت کے بعد قریباً ساڑھے بیالیس سال ۶ کی عمر میں عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گئیں۔

مرحومہ کے بطن سے خدا نے تین لڑکیاں اور تین لڑکے عطا فرمائے۔ مگر چار بچے بچپن ہی میں اللہ نے اپنی طرف بلا لئے صرف دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ ایک کی شادی ۱۹۲۶ء میں ہوئی اور دوسری کا نکاح ۳۱ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ہوا۔ رخصتانہ ۱۳ / اپریل (۱۹۳۳ء) کو مقرر تھا۔ مگر بیٹی کے رخصتانہ سے قبل مرحومہ رخصت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بچپن

مرحومہ کے والد سید عزیز الرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کے وقت عائشہ بانو کی عمر تین سال کی تھی۔ سید صاحب کو بیعت کرنے کے بعد خطرہ تھا کہ بیوی مخالفت کرے گی۔ مگر جب وہ گھر پہنچے تو دیکھا کہ عائشہ دیوار کی طرف منہ کئے کھڑی

ہے اور دیوار سے باتیں کرتے ہوئے کہتی ہے۔ میرے ابو تو ہندو تھے اب مسلمان ہو گئے ہیں۔ بچی کی یہ بات سن کر بیوی نے کہا میری بیعت کا خط بھی فوراً لکھ دیں۔ اس طرح خداوند تعالیٰ نے مرحومہ کی والدہ کو احمدیت کو قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ ور کر دیا۔

مخالفت میں صبر

سید صاحب کی کپورتھلہ سے (جہاں وہ مہاراج کے ذاتی ملازم تھے) منصوری تبدیلی ہو جانے پر اُن کے عیال بریلی (جو ان کا وطن تھا اور جہاں ذاتی مکان تھا) چلے گئے۔ یہاں ایک وقت ایسا آیا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی فتوی زا اور کافر گر کوششیں متواتر جماعت احمدیہ کی مخالفت پر صرف ہونے لگیں اور چونکہ سید صاحب کو احمدیت کی اشاعت کا جوش تھا پرانے شہر بریلی میں وہی دشمن کے مدنظر تھے۔ اس لئے ہر قسم کی مخالفت کا نشانہ ان کا گھر تھا۔ سید صاحب اکثر منصوری رہتے۔ گھر پہ پانی بند، اینٹوں کی بوچھاڑ، کامل مقاطعہ یہاں تک کہ پسنہاری نے آٹا پیسنے سے انکار کرتے ہوئے کہا ہم بے دینوں کا آٹا نہیں پیستے۔ اب بھی سید صاحب بچشم تر کہا کرتے ہیں ماں بیٹیوں نے آٹا پیسا اور میری عائشہ (تیرہ برس کی ہوگی) کے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے۔ رات کو پانی بھرنے جاتیں اور اینٹوں سے بچنے کے لئے صحن میں کپڑے تان دیتیں اور قلت پانی کو مدنظر رکھ کر برتنوں کا دھون بھی محفوظ رکھتیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے مرحومہ کو سلسلے کی مخالفت کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرنے اور صعوبتیں برداشت کرنے کی توفیق بخشی۔ سید صاحب فرمایا کرتے ہیں جوابی ٹریکٹ چھپ کر آتے اور ان کو سینے کا کام دونوں ماں بیٹیاں مل کر کرتیں۔

شادی

باپ کی خواہش تھی کہ میری بیٹی قادیان جائے۔ بیٹی کی دعا تھی کہ میں قادیان جاؤں۔ سید صاحب نے حضرت مسیح موعود کے حضور لکھا مجھے قادیان کا بھنگی بریلی کے سید سے افضل ہے

حضور جہاں چاہیں لڑکی کا رشتہ کر دیں۔

دوسری طرف میری دعا تھی ۔

وہ دن خدا کرے کہ جائیں قادیان میں
جاں بھی ہماری نکلے تو دارلامان میں
نیّر کو لے بلا تیرے قدموں سے دور ہے
دردِ فراق و گرمیٔ ہجراں سے چور ہے

میں بریلی سے بھی آگے ضلع بھڑائچ میں تھا۔خداوہاں سے مجھے لایا اور پیارے مسیح نے مجھے بلایا اور آجانے کے بعد وہ ہاتھ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کے باعث چکی پیسنے سے چھالے پڑے تھے میرے ہاتھ میں دیا گیا اور خدا کے برگزیدہ مسیح نے نکاح کے بعد جو بذریعہ تحریر ہوا۔رخصتانہ کے لئے حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ کو میرے ہمراہ بریلی بھیجا۔

عسرت کی زندگی و وفاداری

میری تنخواہ اس وقت بیس روپے تھی۔اور انجمن سے سو روپیہ قرض لیا تھا جس سے پچاس کرایہ پر صرف ہو گئے۔اور پچاس منی آرڈر کر کے سید صاحب کو بھیج دیئے کہ کوئی چیز ہماری طرف سے بنا دیں۔میرے گھر میں تو کچھ تھا ہی نہیں مگر اس بے سامان گھر کی زینت ایک ایمان رکھنے والا مکین تھا۔میں بیمار تھا۔بخار تھا کھانسی اس زور سے ہوتی کہ قے ہو جاتی۔ایک خادمہ کام کرنے آئی۔اس نے قے اٹھانے پر کراہت ظاہر کی۔عائشہ نے دیکھ لیا اور آنے کے تیسرے دن مجھ سے کہا اگرچہ میرے نئے دن ہیں مگر میں برداشت نہیں کرسکتی کہ خادمہ حقارت سے دیکھے۔میں خود اٹھاؤں گی۔اور اس وقت سے نہایت وفاداری کے ساتھ مجھ بیمار کی خدمت شروع کر دی۔بھوک میں باپ کا دیا ہوا زیور فروخت کر کے کھلایا۔میرے چھ سال تبلیغ کے لئے ہندوستان سے باہر رہنے پر صبر واستقلال کے ساتھ زندگی بسر کی۔چھوٹی بچیوں کی پرورش کی۔

ان کو پڑھنے پر لگایا۔اسی کا نتیجہ ہے کہ بڑی لڑکی نے مولوی تک عربی تعلیم حاصل کی اور چھوٹی نے میٹرک پاس کیا۔اور سچ تو یہ ہے کہ میری خدمت تبلیغ میں اس نیک باوفا بیوی کا بہت حصہ تھا۔

ایمان

مرحومہ کو اللہ تعالیٰ پر قابل رشک ایمان تھا۔ ہر مشکل پر کہا کرتیں میں دعا کروں گی اور مشکل ضرور حل ہو جائے گی۔ ہر فکر اور تردّد پر اٹھتیں اور وضو کرتیں۔ مصلّٰی پر رو رو کر دعائیں کرتیں۔بعض اوقات سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

آخری وقت میں دعائیں کرتے ہوئے کہا میں احمدی اور پرانی احمدی ہوں اے میرے پیارے اللہ۔ خلافت پر ایمان اس قدر مضبوط تھا کہ...... جب اہل لاہور نے حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں خلافت کی مخالفت کی اور میں بھی متاثر تھا تو ماں اور باپ کی موجودگی میں مجھے مخاطب کر کے کہا۔تم حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اولؓ) کی مخالفت کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ہم طلاق لے لیں گے۔

ایثار

غریبوں پر شفقت، بچوں سے محبت، دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنا، اپنی ضرورت کو دوسرے کی خاطر قربان کرنا، اور سلسلہ کی ضروریات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا مرحومہ کا خاص وصف تھا۔ایثار کی دو مثالیں میں لکھتا ہوں۔صرف ایک مرتبہ میں نے سونے کی بالیاں بنوا کر دیں پہننے کے چند روز بعد غائب تھیں۔ میں نے پوچھا بالیاں کہاں ہیں۔کہا اللہ سے سودا کر لیا ہے۔مزید دریافت پر معلوم ہوا کہ لندن مشن کے لئے چندہ کا اعلان ہوا تھا اس میں دے آئی ہوں۔

ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت ہمارے گھر آئی۔میں ڈلہوزی حضرت کی پیشی میں کام کرنے کے لئے گیا تھا۔گھر پر صرف پانچ روپے قرض لے کر دے گیا تھا۔اس نے آ کر پانچ

روپے کا مطالبہ کیا۔ مرحومہ نے عذر کیا۔ بڑھیا نے جب دیکھا کہ اس کی امید پوری نہیں ہوئی تو جاتے وقت ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ''بی بی میں بڑی امید لے کر آئی تھی'' مجھ سے بیان کرتی تھیں کہ اس فقرہ نے مجھے اپنی تمام ضرورتیں بھلا دیں اور میں نے وہی پانچ روپے اسے دے دیئے اور دعا کی کہ اللہ میں نے ایک ضرورت مند کی ضرورت رفع کی ہے تو میری ضرورت رفع کر۔ دوسرے روز دوپہر کو جب خادمہ نے سودا لانے کو پیسے مانگے تو میں شش و پنج میں تھی کہ یک بہ یک دروازے پر دستک ہوئی۔ خادمہ پانچ روپے کا منی آرڈر لے کر آئی جو 'بوشہر' (ایران) سے ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے بھیجا تھا۔ میں نے دستخط کر کے لے لیا اور الحمدللہ کہا۔

علمی مذاق

گو تعلیم کے لحاظ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ عالمہ تھیں مگر سلسلے کے اخبارات اور دوسرے لٹریچر کا انہیں ہمیشہ شوق رہا۔ قرآن کریم کا ہر نیا ترجمہ و تفسیر خریدتی تھیں اور مطالعہ کرتی تھیں۔ چونکہ حج کی بہت خواہش تھی اس لئے آخری ایام میں احکام حج پر جو مسائل ہیں ان کا مطالعہ کیا اور کتاب ''اسرار شریعت'' پڑھی۔ چونکہ حج میں تبلیغ کے مواقع ہوتے ہیں اس لئے ریویو آف ریلیجنز اردو کا مطالعہ شروع کیا۔ پہلی جلد ۱۹۰۲ء کا مطالعہ کر رہی تھیں۔ تصوف کی کتب بھی منگوائی تھیں۔ وفات سے قبل ''ہدیۃ الارواح''، ''ترجمۃ تحفۃ القلوب'' پڑھ رہی تھیں۔ آخری نشان صفحہ ۱۹۵۰ پر ہے جہاں آخری عربی عبارت قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ ہے۔ جس کی تفسیر خود مطالعہ کرنے والی بن گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انگریزی بہت کم جانتی تھیں مگر موزوں الفاظ کلام میں استعمال کر سکتی تھیں۔ قرآن و حدیث و دیگر دینی مسائل کا تذکرہ ہو تو کہا کرتی تھیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس پر یوں فرمایا۔ ہم نے درس میں اس طرح سنا تھا۔ غیر احمدی و مسیحی عورتوں سے مباحثہ بھی کر لیتی تھیں۔ مس شیرڈ نام ایک مسیحی مبلّغہ سے اسلام و مسیحیت پر

معقول گفتگو کیا جانا مجھے خوب یاد ہے۔

عبادت

تلاوتِ قرآن، عام مطالعۂ کتب اور نوافل میں وقت گزارتی تھیں۔ گذشتہ رمضان المبارک میں تمام روزے رکھے اور مسجد میں جا کر ختم القرآن کے وقت دعا میں شریک ہوئیں۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر بھی آخری دعا میں شرکت کی۔ رمضان المبارک میں قرآن پاک ختم کیا۔ اس کے بعد آخری دور میں اٹھارہ پارے تک پہنچی تھیں۔ **قد افلح المومنون** پر آخری نشان ہے۔ جب نماز میں رونا نہ آتا تو افسوس کیا کرتی تھیں۔ صدقہ،قربانی کی بہت قائل تھیں اور اکثر ہر منذر خواب پر قربانی کرتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے ''شہادت القرآن'' آخری دفعہ پڑھ چکی تھیں۔ ''الوصیت'' کا آخری دنوں میں بار بار مطالعہ کیا اور کہا حضور نے جو شرائط لکھی ہیں میں نے ان سب کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

وفات سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی رؤیا

مرحومہ کی وفات سے تین ماہ قبل گھر بھر کو منذر خوابیں آتی رہیں۔ میرے آخری سفر حیدر آباد سے قبل کہا میں نے دعا کی ہے وہ ٹل نہیں سکتی۔ میں آپ سے پہلے جاؤں گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رؤیا میں دیکھا۔ دو عورتیں ایک سیاہ برقعہ والی اور دوسری موتیا برقعہ والی حضور کی موٹر کے عید گاہ سے واپس آتے وقت سڑک کے کنارے کھڑی ہیں۔ مؤخر الذکر نے موٹر ٹھہرانے کے لئے کہا۔ حضور نے موٹر ٹھہرائی۔ موتیا رنگ کے برقعہ والی بیوی نے جس کی آواز سے حضور فرماتے ہیں کہ میں نے پہچانا مرحومہ تھیں۔ حضور سے اس طریق پر تخاطب کیا جیسا کہ موت کے وقت غلطیوں کی معافی مانگتے ہیں۔ حضور نے شفقت سے جواب دیا۔ اس طرح خداوند تعالیٰ نے حضور کو ان کی وفات سے قبل از وقت اطلاع کر دی اور حضور نے اور اہل بیت حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت شفقت و محبت کا اظہار کیا اور صحابہ مسیح موعود

اور قادیان کے دوستوں کی بہت بڑی جماعت نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔ میں بھی خوش قسمتی سے وقت پر پہنچ گیا۔ حضرت صاحب کوٹھی سے پیدل تشریف لائے۔ چارپائی اور صفیں درست کیں۔ کندھا دیا۔ لمبی دعائیں کیں۔ صحابہ کے قطعہ بہشتی مقبرہ میں جگہ عنایت فرمائی اور غریب نوازی خادم پروری اور قدامت کا پاس کیا۔

اے خدا بر تربتش باران رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

عید کے خطبے میں مجھے غنودگی سی ہوئی۔ میں نے دیکھا مرحومہ نے رؤیا میں آ کر کہا کہ میں حج کرنے آئی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ذوالحج میں جمعہ کے روز بلا کر اس خواہش کو بھی پورا کر دیا۔

آسماں تربت پہ تیری شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اللہ اقبال کی آخرت اچھی کرے۔ اس کے الفاظ میں یاد کرتا ہوں۔ ؎

کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار
خاک مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا

(غمزدہ عبدالرحیم نیّر) ۷

دوسری شادی

حضرت نیّر صاحب کو نرینہ اولاد کی بہت خواہش تھی تا کہ وہ بڑے ہو کر آپ کی طرح تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں۔ اس غرض کیلئے آپ نے غالباً ۱۹۴۱ء میں محترمہ محمودہ کڑک صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر عبدالغنی کڑک صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) سے شادی کی۔ آپ کا نکاح

حضرت المصلح الموعودؓ نے پڑھا۔

محترمہ محمودہ کڑک صاحبہ لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ انگریزی میں یدطولیٰ رکھتی تھیں اور ایک لمبے عرصہ تک صادق پبلک سکول بہاولپور کے جونیئر حصہ کی انچارج رہیں۔ آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی تصنیف لطیف ''ذِکرِ حبیب'' کے ایک حصہ کا انگریزی میں ترجمہ کر کے رسالہ سن رائز (Sunrise) میں شائع کرایا۔ ۸

اس شادی سے آپ کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ آپ ان کے ذریعہ عورتوں میں بالخصوص یورپین عورتوں میں بآسانی تبلیغ کر سکیں۔ خواتین میں تبلیغ کی یہ خواہش اس طرح پوری ہوئی کہ بمبئی مشن میں قیام کے دوران آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ آپ کے ہمراہ تھیں چنانچہ نیّر صاحب انہیں انگریزی میں غیر احمدی خواتین کی مجالس میں اسلام اور دوسرے مذاہب، اور اسلام میں خواتین کا مقام جیسے موضوعات پر تقاریر اور سوالات کے جوابات کے مواقع فراہم کرتے۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ نے ۲۸ ستمبر ۱۹۵۰ء کو ۱۰؍۱ حصہ کی وصیت کی۔ حضرت نیّر صاحب کی وفات کے بعد قریباً ۴۸ سال زندہ رہیں اور کسی پر بوجھ بنے بغیر خود بچوں کی پرورش کی اور بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی اور ان کی اچھی تربیت کی۔ آپ ۷۴ سال کی عمر میں ۲۰؍اکتوبر ۱۹۹۶ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔ ۹

اولاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت نیّر صاحب کو زوجہ ثانیہ سے دو بیٹیاں اور پھر دو بیٹے عطا فرمائے بڑی بیٹی کا نام انیسہ نیّر وجاہت صاحبہ ہے ان کی شادی سید وجاہت حسین صاحب ابن سید انتظار حسین صاحب آف احمدیہ فرنیچر سٹور دہلی سے ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں تین بیٹے

۱۔ احمد افتخار حال کراچی ۲۔ وقاص وجاہت حال امریکہ ۳۔ طلحہ وجاہت حال کراچی۔ عطا فرمائے

حضرت مولانا نیّر صاحب کی چھوٹی بیٹی بشریٰ راحت نیّر حال لاہور ہیں۔ ان کی

شادی کرنل خلیفہ تقی الدین صاحب کے بیٹے مکرم بشیر الدین صاحب سے ہوئی۔

حضرت مولانا نیّر صاحب کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ (زوجہ ثانیہ) کا بیان ہے کہ ''قادیان میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان لیٹی ہوئی تھیں کہ یکا یک آہ بھر کر فرمایا ''یا اللہ میرے نیّر کو بیٹا دے دے'' دوسری طرف حضرت نیّر صاحب کو یہ دعا رویا میں سکھائی گئی۔رب جلیل میک می خلیل گرانٹ می اسماعیل Rabbe Jaleel. Make me Khaleel. Grant me Ismail ان بابرکت دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔آپ نے اس کا نام اسماعیل خلیل رکھا۔موصوف مع فیملی امریکہ میں مقیم ہیں۔آپ کی شادی مکرم ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کڑک کی صاحبزادی ''ریحانہ'' سے ہوئی ان کے دو بیٹے خالد بلال نیّر اور عامر جاوید نیّر اور ایک بیٹی سارہ نیّر ہے۔

حضرت نیّر صاحب کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہونے والا تھا تو آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملنے کے لئے گئے۔حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کیا دوسرا بیٹا آ گیا ہے؟ شاید حضور کو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ آپ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ آپ کے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوا۔ حضور نے دوسرے بیٹے کا نام عبدالقادر رکھا لیکن ڈاک کا انتظام بہتر نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو یہ نام نہ مل سکا۔اس کے بعد جب حضورؓ گوجرانوالہ تشریف لائے تو نیّر صاحب نے نام پوچھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے دوبارہ 'آدم نیّر، نام رکھا۔انہوں نے جرمنی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں مقیم رہے۔ان کی شادی ۱۹۷۸ء میں ہوئی۔ [۱۰]

ازواج سے حسن سلوک

آپ کی ازدواجی زندگی بہت خوشگوار تھی۔آپ ہمیشہ آنحضرتؐ کے ارشاد مبارک **خیرکم خیرکم لاھلہ** کے مصداق اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک فرماتے اور ہر طرح سے ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھتے۔

مئی ۱۹۲۱ء میں (جبکہ آپ مغربی افریقہ میں مقیم تھے) آپ شدید بیمار ہو گئے۔اس موقع پر آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ عائشہ بانو سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی۔آپ نے فرمایا۔

''عائشہ پیاری نوں بین نہ کرن دینا جیوڑا لاونا ہاں سہیلونی

یعنی یہ کہ میری بیوی کو غمگین نہ ہونے دیں۔اس کی طبیعت لگانے کی کوشش کریں۔ ۱۱

حضرت مولانا نیّر صاحب اپنی پہلی بیوی کی وفات کے قریباً اڑھائی سال بعد قادیان سے کلکتہ کے ایک سفر پر روانہ ہوئے۔دوران سفر آپ اپنی مرحومہ بیوی کے وطن ''بریلی'' کے پاس سے گذرے تو آپ نے اپنے غم اور جذبات محبت کا اظہار اس طرح فرمایا۔

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو آئے

بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

۱۲

اگرچہ آپ کی گھریلو زندگی کے بارے میں زیادہ تفصیلات نہیں مل سکیں تاہم آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ عائشہ بانو کی وفات پر جو مضمون الفضل میں شائع فرمایا وہ آپ کی حسین اور جنت نما گھریلو زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔

آپ کی اہلیہ ثانی محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے آپ کے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:۔

''بسا اوقات نیّر صاحب صبح کی نماز پڑھنے تشریف لے جانے سے قبل میرے لئے پھولوں کا ہار بنا کر میرے پاس رکھ جاتے۔مجھے کنول کے پھول بہت پسند تھے۔ایک مرتبہ ہم باہر گئے تو وہاں کنول کے پھول تھے۔پانی دو یا تین فٹ گہرا تھا۔آپ پانی میں گئے اور میرے لئے پھول توڑ کر لائے۔ ۱۳

بچوں اور اہل کے ساتھ عزّت و محبت کا سلوک

مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ناظر دیوان وصدر انجمن احمدیہ بیان فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ خاکسار کو سیالکوٹ سے قادیان کا سفر کرنا ہوا۔ ہم دونوں گاڑی کے ایک کمپارٹمنٹ میں تھے۔ ساتھ والے کمرے میں میری بیوی اور کچھ عزیز عورتیں اور نیرّ صاحب کی بیگم (دوسری اہلیہ) تھیں۔ ہر اسٹیشن کے آنے سے پہلے نیّـر صاحب اپنی پھل کی ٹوکری میں سے کوئی پھل لیتے اسے نہایت نفاست سے چھلکا اتارنے کے بعد قاشیں بناتے۔ جب گاڑی کھڑی ہوتی تو اترتے اور اپنی اہلیہ کو دے آتے اور فرماتے! آنحضرتؐ بھی بیویوں کا بہت خیال رکھتے تھے اور دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔ غرض ہر سٹیشن پر وہ ایسا کرتے چلے گئے اور جب ہم قادیان پہنچے تو (بیوی کا نام لے کر) کہنے لگے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ مجھے تو ہر وقت یہی خیال رہا۔'' [۱۴]

حضرت نیرّ صاحب کے اس حسن سلوک اور محبت کے انداز کو آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیرّ صاحبہ کبھی بھلا نہ سکیں۔ اگرچہ آپ کو شادی کے بعد صرف قریباً سات سال کا عرصہ اکٹھے رہنے کا موقع ملا اور عمر کے لحاظ سے بھی بہت تفاوت تھا تاہم ان بیتے ہوئے دنوں کی یاد ساری عمر آپ کے ساتھ رہی۔ آپ حضرت نیّـر صاحب کا ذکر ہمیشہ بہت پیار اور محبت، عزت و تکریم سے کرتیں اور ان کے ایمان افروز واقعات کو ہمیشہ یاد رکھتیں۔ اس مقالہ میں درج حضرت مولانا نیّـر صاحب کی سیرت کے کئی ایک واقعات محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے خود خاکسار (مولف مقالہ) کو بتائے۔ علاوہ ازیں انہوں نے ایک گرانقدر مضمون (انگلش میں) حضرت نیـّر صاحب کے بارے میں خاکسار کو لکھ کر دیا جس کا ترجمہ ''بیاد نیرّ'' کے عنوان کے تحت سپرد اشاعت کیا گیا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اور شفقت

آپ بچوں سے بے حد پیار و محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے اور اپنے نیک نمونہ سے ان کی احسن رنگ میں تربیت فرماتے اور اپنے قول اور فعل سے نیکی اور تقویٰ کی باتیں ان میں راسخ فرماتے۔ علاوہ ازیں آپ کی ازواج کی نیکی، تقویٰ، پرہیز گاری اور اسلام و احمدیت اور نظام خلافت سے وابستگی اور گھر کا جنت نما ماحول بچوں کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ہوتا۔ آپ بچوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا یقین پیدا کرنے کیلئے اور خدا تعالیٰ کے انعامات پر شکر ادا

کرنے کے لئے اکثر گھر میں یہ ذکر فرماتے رہتے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے بیان فرمایا کہ انیسہ بیٹی ابھی بہت چھوٹی تھی کہ آپ نے ایک دفعہ کسی بات پر اسے کہا ''دیکھو ایسا کرو گی تو میں آپ کی امی کو چیز خریدنے کیلئے پیسے نہیں دوں گا'' اس پر انیسہ نے فوراً کہا کہ آپ تو پیسے نہیں دیتے۔ پیسے تو اللہ میاں دیتا ہے۔

آپ بچوں کو ہمیشہ اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرماتے رہتے۔آپ سیر پر جاتے ہوئے بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے اور بچے کی گاڑی خود چلاتے۔ نیز راستہ میں اونچائی یا اترائی آنے پر بچوں کو بتاتے کہ اونچائی پر جاتے ہوئے اللہ اکبر اور نیچے اترتے وقت سبحان اللہ کہا جائے۔ [۱۵]

حوالہ جات

۱۔اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۶ تا ۸ (حاشیہ) تالیف ملک صلاح الدین صاحب ایم اے

۲۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ

۳۔فاروق ۷/اپریل ۱۹۳۳ء

۴۔ فاروق قادیان ۲۷/مئی ۱۹۲۶ء

۵۔غیر مطبوعہ بیان محترمہ بشریٰ راحت نیر صاحبہ

۶۔ریکارڈ دفتر وصیت کے مطابق آپ نے ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۶۔ الفضل ۹/مئی ۱۹۳۳ء صفحہ ۹،۱۰

۷۔الفضل ۲۴/مئی ۱۹۵۰ء

۹۔ ریکارڈ بہشتی مقبرہ ربوہ (وصیت نمبر ۱۲۷۳۶)

۱۰۔غیر مطبوعہ بیان محترمہ بشریٰ راحت نیّر صاحبہ

۱۱۔ الفضل ۲۵/جولائی ۱۹۲۱ء صفحہ ۱

۱۲۔فاروق ۱۴/نومبر ۹۱۳۵ء صفحہ ۱۰

۱۳۔ غیر مطبوعہ

۱۴۔غیر مطبوعہ

۱۵۔ غیر مطبوعہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ

باب دوم

فصل اول

خدمات سلسلہ کا آغاز

فصل دوم

زیارت دیارِ حبیب
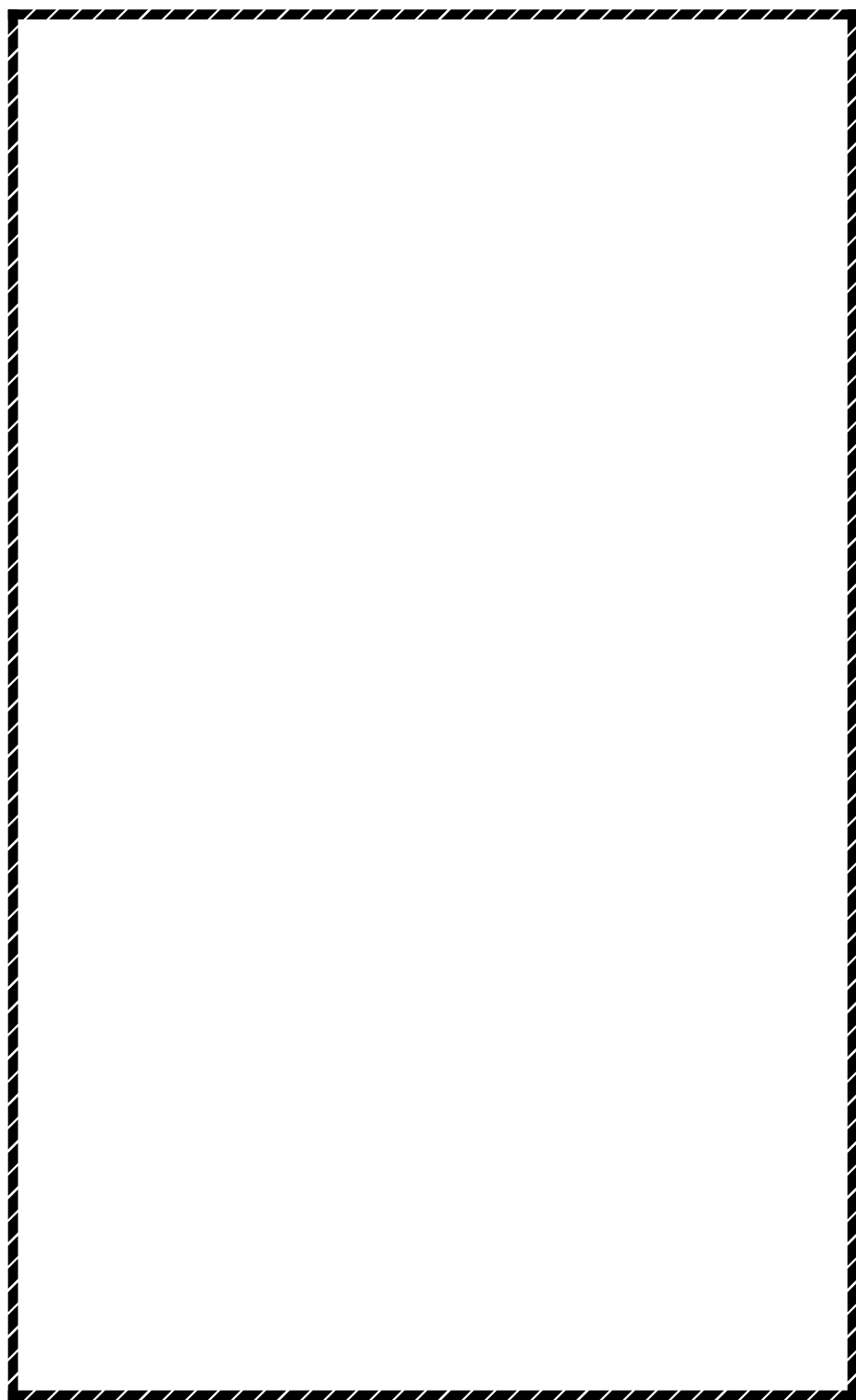
فصل اول

خدمات سلسلہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تدریسی خدمات

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ ۱۸؍ستمبر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاص اجازت سے اپنی ملازمت بطور سکینڈ ماسٹر مدرسہ اکونہ ضلع بہرائچ سے ترک کر کے قادیان تشریف لے آئے اور مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں تدریسی خدمات آپ کے سپرد ہوئیں۔ تدریس کے علاوہ آپ کھیلوں کے انچارج بھی مقرر ہوئے۔ آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ طلباء کی کھیلوں کے میدان میں بھی راہنمائی فرمائی۔ آپ کی ذاتی توجہ، کوشش اور دعاؤں سے سکول کے طلباء نے کھیلوں میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ گورداسپور اور امرتسر کے سکولوں میں فٹ بال میچز کھیلے جن میں آپ کے مدرسہ کی ٹیموں کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اُس دور کے چند ایمان افروز ''واقعات اور روایات'' آپ کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

(i) میں مدرسہ کا معمولی مدرس تھا۔ حضرت مولانا شیر علیؓ صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ ٹورنامنٹ (کھیلوں کا مقابلہ) ضلع میں ہونے والا تھا۔ میں کھیلوں کا انچارج تھا اور سب سے پہلے ٹیم کو میں ہی لے گیا تھا۔ کسی امر پر حضرت مولانا سے اختلاف ہوگیا۔ میں نے اپنی جگہ اور حضرت موصوف نے اپنی جگہ رات کو تہجد میں دعا کی۔ مجھے ریشم کے لٹکے ہوئے کپڑے پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔ "No tournament. No games" یعنی نہ ٹورنامنٹ ہوگا نہ کھیلیں۔

پھر یہ اختلاف کیسا؟ میں نے مولانا سے ذکر کر دیا۔ اس کے بعد میں بیمار ا ہوا اور کھیل میں شامل نہ ہو سکا۔ ادھر عین کھیل کے وقت گورداسپور میں بارش ہوئی اور متواتر ہوتی رہی۔ اس لئے ٹورنامنٹ بند ہو گیا۔ لڑکوں کو اتفاق سے اس سے قبل بھی کسی کھیل میں شامل ہونے یا محض پریکٹس کا موقع نہ ملا۔ خدا کا مسیح ابھی اس زمین پر تھا۔ ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد، عورت روحانی خزانوں سے حصہ لیتا تھا۔ طلباء کو ٹورنامنٹ نہ ہونے سے مایوسی ہوئی مگر اس الہام کا پورا ہونا ان کے لئے باعث مسرّت ہوا۔ انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور مجھے واپس آ کر الہام کے پورا ہونے پر مبارکباد دی۔ یہ خبر حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے حضور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے پہنچائی۔ اور سرکار (حضرت مسیح موعودؑ) نے مجھے لکھا:۔

''آپ کا الہام بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ یہ آپ کی صفائی قلب کی علامت ہے۔'' [1]

(ii) ایک دفعہ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) کو یہ کہتے ہوئے سنا چراغاں کرنے میں حرج نہیں اور ایمپائر ڈے آ گیا اور میں نے حضور کی اجازت سے چپنیوں میں بنولے (کا تیل) ڈال کر مغرب کے وقت سارے بورڈنگ کی چھتوں پر روشنی کر دی۔ ہم سے جواب طلبی ہوئی مگر حضورؑ کی اجازت پیش کرنے پر افسر چپ ہو گئے۔

(iii) ایک دفعہ ہم نے فٹ بال کا میچ امرتسر میں جا کر کھیلا۔ خالصہ سکول کے لڑکوں سے مقابلہ کیا جس میں ہم جیتے اور ایک جلوس بنا کر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے امرتسر کے بازاروں میں پھرنے لگے۔ حضور سے باجا بجانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی۔ ہم دف بجاتے ہوئے قادیان میں آئے اور بڑی خوشی منائی۔ اسلامی سلطنت کے جانے کے بعد سکھوں اور بعد میں انگریزی عمل داری آنے پر امرتسر کبھی کسی نے اللہ اکبر کے نعرے نہیں سنے تھے۔ قادیان نے نعرۂ تکبیر سب سے پہلے بلند کیا۔

(iv) ایک دفعہ ہم نے مشاعرہ منعقد کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دیدی۔ ہم نے وقت مقررہ پر مجلس جمائی۔ بڑے بڑے لوگوں نے مخالفت کی مگر چونکہ حضرت صاحب نے اجازت دے دی تھی کوئی ہمیں دبا نہ سکا۔ اس مجلس

مشاعرہ میں طرح مصرع ’’سنبھل جاؤ کہ وقت امتحان ہے۔‘‘ تھا۔

(v) ایک انسپکٹر تھے۔ لوگوں نے کہا تھا کہ یہ بڑے لڑکے فیل کیا کرتا ہے۔ اس نے ملنے کی خواہش کی۔ اور میں اُسے مسجد میں لے آیا۔ حضرت (مسیح موعودؑ) نے کھڑے ہو کر تعظیم کی۔ بعدہ فرمایا بعض لوگ ہوتے ہیں وہ لڑکوں کو پاس کر دیتے ہیں اور انہیں ترقی کا موقع دیتے ہیں ایسے اچھے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں۔ ۲

کھیلوں میں مدرسہ کی نمایاں کامیابی کے بارے میں ریویو آف ریلیجنز اردو میں شائع شدہ ایک رپورٹ درج ذیل ہے۔

’’ہمارا مدرسہ ضلع میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ٹورنامنٹ کے موقع پر کل انعامات میں سے قریباً نصف تعلیم الاسلام ہائی سکول نے حاصل کئے حالانکہ ضلع میں دو سرکاری اور دو مشنریوں کے اعلیٰ درجہ کے ہائی سکول ہیں۔ بچوں کی جسمانی ورزش کی طرف ماسٹر عبدالرحیم صاحب خاص توجہ رکھنے کے باعث خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجز اہ اللہ ۳

ماسٹر عبدالرحیم نیّر صاحب مدرسہ میں ٹیوٹر کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ ۴

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ’’تاریخ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان‘‘ کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں:۔

’’ماسٹر عبدالرحیم صاحب جو کہ پہلے اکونہ ملک اودھ میں دوم مدرس مڈل تھے۔ اگست ۱۹۰۵ء میں گزشتہ ملازمت کو ترک کر کے قادیان میں آ گئے اور مدرسہ تعلیم الاسلام کے جنرل انتظام اور انتظام ورزش وغیرہ میں ہیڈ ماسٹر مدرسہ کی بہت امداد دیتے ہیں اور اسکول کی بہتری میں بہت دلچسپی کے ساتھ تدابیر سوچنے میں مصروف اور کوشاں رہتے ہیں۔‘‘ ۵

جناب بابو نذر محمد صاحب بی اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس سرکل امرتسر نے ۲۷/۲۶/۲۵/ اگست ۱۹۰۶ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام کا معائنہ کیا۔ انہوں نے سکول کی Visitor`s Book میں سکول کے دیگر اساتذہ کے علاوہ حضرت نیّر صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کیا:۔

’’فورتھ ماسٹر مولوی عبدالرحیم آمدہ از صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ ایک تجربہ کار شخص

ہیں۔'' ۶

طریقہ تدریس

مدرسہ میں بچوں کو پڑھانے کا طریق نہایت عمدہ تھا۔ طلباء کو پیار و محبت اور ہر ممکن طریق سے سمجھانے کی کوشش فرماتے۔ پڑھانے کا اکثر طریق یہ تھا کہ آپ نے جو سبق دینا ہوتا، اس سے متعلق تصاویر یا نقشے دکھا کر اچھی طرح سے سمجھاتے۔ بسا اوقات آپ نقشہ سامنے لگا کر ہفتہ بھر کے واقعات طلباء کو سناتے اور جغرافیائی صورت حال سے آگاہ کرتے۔

آپ کے طریقہ تدریس سے متعلق ایک دلچسپ واقعہ آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر نے بیان فرمایا کہ :۔

''ایک دفعہ ایک انسپکٹر صاحب سکول میں بغرض معائنہ تشریف لائے۔ اس روز آپ کو ''بلی'' کے موضوع پر لیکچر دینا تھا چنانچہ آپ اپنے طریق کے مطابق ایک بلی بھی ساتھ لے گئے۔ آپ نے بلی پر لیکچر دیا کہ یہ ایک گوشت خور جانور ہے وغیرہ۔ کچھ دیر کے بعد بلی اکتا گئی اور اس نے پنجہ مارا اور بھاگ گئی، اس سے آپ کے ہاتھ پر کچھ زخم آ گیا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ یہ ایک ایسا جانور ہے کہ اکتا جانے پر پنجہ مار کر زخم کر دیتا ہے۔ اس حاضر جوابی اور طریقہ تدریس پر انسپکٹر صاحب بہت متاثر ہوئے اور کہا۔

''Sure success'' کہ اس شخص کیلئے کامیابی یقینی ہے۔ ۷

طلباء میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرنا بھی آپ کے طریقہ تدریس کا خاصہ تھا۔ آپ نصاب کے علاوہ ایسے واقعات سناتے جس سے طلباء کی اخلاقی اور دینی حالت بہتر ہوتی تھی۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری (رحمہ اللہ تعالیٰ) تحریر فرماتے ہیں کہ :

''میں نے مدرسہ احمدیہ کی تیسری جماعت میں حضرت مولوی صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا آپ مدرسہ میں ان دنوں انگریزی کے استاد تھے۔ آپ بچوں کے اندر اسی وقت سے تبلیغی روح پیدا کرتے تھے...... ہمیشہ نصیحت آموز باتیں بالخصوص سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کی پیاری پیاری باتیں سنایا کرتے تھے۔" ۸

مدرسہ احمدیہ میں خدمات

مدرسہ احمدیہ کی بنیاد یکم مارچ ۱۹۰۹ء میں رکھی گئی۔ ۲۶ ر مارچ ۱۹۱۰ء میں حضرت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر طلباء کو بھاشہ اور انگریزی سکھانے پر مقرر ہوئے۔ ۹ علاوہ ازیں طلباء کی اخلاقی و دینی تربیت کے لئے ٹیوٹر کے فرائض بھی آپ کے سپرد کئے گئے۔ ۱۰

مدرسہ احمدیہ کے نصاب و دیگر امور میں ترامیم کے لئے سلسلہ کے جید علماء پر مشتمل ایک کمیٹی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مقرر فرمائی جس کے کل دس ممبران تھے۔ حضرت نیّر صاحب کا نام بھی شامل فہرست تھا۔ مورخہ ۲۰ تا ۲۲ جنوری ۱۹۱۶ء کو اس کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا اور بڑے غور و فکر، بحث و مباحثہ کے بعد خدا کے فضل سے ترمیمی سکیم مکمل ہوئی۔ ۱۱ آپ مدرسہ احمدیہ میں بطور اول مدرس جونیئر اینگلو ورنیکلر ٹرینڈ (تجربہ کار) مدرس کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ ۱۲

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے اعزاز میں الوداعیہ تقریب

۲۶ ر ستمبر ۱۹۱۲ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب دیار رسول ﷺ کی زیارت اور حج کی غرض سے قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل مدرسہ احمدیہ کے صحن میں آپ کو شاندار الوداعی پارٹی دی گئی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے دعا کرائی۔ طلباء کی طرف سے مکرم محمود احمد صاب عرفانی اور اساتذہ کی طرف سے مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے ایڈریس پیش کیا جس میں آپ نے سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا۔

"حضرت خلیفۃ المسیح (الاوّل) کے ایام علالت میں ایک دن میں نے گھبرا کر بہت دعا کی تو میں نے خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح (الاوّل) کو دیکھا کہ میاں صاحب بشیر الدین محمود احمد کو پکڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ **پہلے بھی اوّل تھے، اب بھی اوّل ہیں**۔ تب سے میری طبیعت میں ایک خاص تغیر نیکی کی طرف اور میاں صاحب کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا

ہے۔میاں صاحب اس پاک سرزمین مکہ اور مدینہ میں ہمارے واسطے دعائیں کریں۔اور انبیاء کے مسکن بیت المقدس میں بھی ہمارے لئے دعائیں کریں۔مصر میں موسیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا۔میاں صاحب بھی وہاں اپنی پاک نصائح پھیلا کر شیطان کو غرق کریں گے اور میرے لئے بھی دعا کریں۔'' ۱۳

اخبار الفضل کا اجراء اور آپ کی خدمات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۸؍جون ۱۹۱۳ء سے اخبار ''الفضل'' جاری فرمایا۔ الفضل کے اجراء میں آپ کے معاون خصوصی اور سٹاف کے سرگرم رکن جنہوں نے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ہاتھ بٹایا حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؓ تھے۔ان کے علاوہ ادارہ میں حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ اور حضرت ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیرؔ بھی تھے۔ ۱۴

جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکملؓ نے حضرت نیـّـر صاحب کی خدمات کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:۔

اخبار ''بدر'' و ''الحکم'' کے بعد الفضل جاری ہوا تو حضور نے دو معاون مقرر کئے جو ہر روز کچھ وقت الفضل کے دفتر میں دیتے۔ایک مولوی غلام محمد صاحب صوفی مبلغ ماریشس جو اسلام پر ایک صفحہ کا مضمون دیتے اور ایک مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ جو عموماً سیاسی اور ملکی واقعات پر تبصرہ فرماتے نہایت رنگین اور پرلُطف معنی خیز الفاظ میں۔الفضل جلد اول، دوم، سوم ملاحظہ ہو۔اگرچہ ان کا نام نہ ہوتا تھا مگر عبارت خود بتادے گی کہ یہ کس کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔جب پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو آپ نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ''ڈینیوب کے پانیوں میں آگ'' جو بہت پسند کیا گیا۔اس بارے میں ان کے معلومات بہت وسیع تھے۔جلسہ کے ایام میں ضمیمہ الفضل روزانہ بھی چھپتا رہا۔آپ سول اینڈ ملٹری گزٹ سے تازہ خبریں بڑی سرعت سے ترجمہ کر دیتے۔اس کے بعد بھی الفضل میں لکھتے رہے۔ ۱۵

آپ کی علمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ہفت روزہ ''فاروق'' نے لکھا:۔

''حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب الفضل کے لیڈر لکھتے رہے جن کے پڑھنے سے آپ کی انشاء پردازی، آپ کی جرنلسٹ کوالیفیکشن ظاہر ہے۔ ریویو انگریزی اور اردو کو بھی عرصہ تک ترتیب دیا اور ترجمہ تو آپ ایسا کرتے کہ ترجمہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ نائیجیریا، ماریشس، مالابار میں انگریزی خط و کتابت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ڈاک کی پیشی سب کام آپ سرانجام دیتے رہے۔'' [۱۶]

دورِ جدید کی یادگار

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے الفضل میں آپ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''۱۹۱۴ء کا دور جو میرے لئے بھی، الفضل کے لئے اور ساری جماعت کے لئے بھی نیا دور تھا وہ تو غالباً بہتوں کو یاد ہوگا۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو دنیا پر واضح طور پر ظاہر کیا۔ ہمیں نئے نئے کارکن عطا کئے۔ حافظ روشن علی صاحب، مکرم میر محمد اسحٰق صاحب، عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب، شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری، چودھری فتح محمد صاحب ماسٹر محمد الدین صاحب، صوفی غلام محمد صاحب، ماسٹر نیّر صاحب اسی دورِ جدید کی یادگار ہیں اور کئی پودے جڑیں پکڑ رہے ہیں۔ **اللھم زد فزد**'' [۱۷]

الفضل میں آپ کے سلسلہ ہائے مضامین کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ کے یہ مضامین۔ ''سیاسی اور ملکی حالات پر تبصرہ'' پہلی جنگ عظیم کے بارے میں ''ڈینیوب کے پانیوں میں'' مغرب میں طلوع آفتاب کے سلسلہ میں ''نامہ لندن'' و ''نامہ نیّر'' علاوہ ازیں ''شذرات'' ''عالم اسلامی پر نظر'' ''یہاں اور وہاں'' ''احمدیت دنیا کے کناروں تک'' اور ''سفرنامے'' قارئین کے لئے مسرّت کا پیغام لاتے رہے۔ ان مضامین کی ایک فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ فرانس کے مسلمان [۱۸]

مضامین بعنوان ''یہاں اور وہاں''

۴۱۔(i)حضرت بابا نانکؒ(ii)منیرہا کی ٹورنامنٹ(iii)آنے والی جنگ ۵۸

۴۲۔(i)پنجابی اچھوت اور مسلمان(ii)مہاتما ہنسراج جی کا انتقال

(iii)یہود اور انگلستان ۵۹

۴۳۔(i)پنجابی ہندو اور حیدر آباد(ii)صلح جو چیمبر لین(iii)ستر فٹ بلند جھنڈا ۶۰

حضرت مولانا نیّر صاحب کو زندگی بھر الفضل سے ایک خاص لگاؤ رہا۔آپ جہاں بھی ہوتے کسی نہ کسی رنگ میں اس کی خدمت میں مصروف رہتے اور اس میں مضامین کی اشاعت کے ذریعہ جماعت کی تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے۔اگر کچھ عرصہ بامر مجبوری مضامین نہ لکھ پاتے تو بشدت محسوس کرتے۔۳۹۔۱۹۴۰ء میں چھ ماہ کی غیوبت کے بعد آپ نے دوبارہ الفضل میں ''شذرات'' کا سلسلہ شروع کیا۔اس پہلی قسط میں آپ نے ''الفضل'' کے بارے میں تحریر فرمایا:۔

''لنکا میں راون راجہ تھا اور اس کا ایک بھائی کنبھ کرن تھا۔جو چھ ماہ سویا کرتا تھا۔ایسی نیند کو ہندو مذہبی زبان میں کنبھ کرن کی نیند کہتے ہیں۔گذشتہ چھ ماہ بعض حوادثات نے مجھ کو بھی ایسی نیند سلا دیا۔ابھی اسی ہفتہ زندگی بخش دمِ محمود سے طبیعت اچھی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ارادہ کیا ہے کہ ''الفضل'' کی خدمت پھر شروع کروں۔مقام محمود پر متمکن ہونے والے صاحبزادہ اولوالعزم نے مجھے پہلے واپسی پر اپنا نائب **ایڈیٹر الفضل** مقرر کیا تھا اور بعد میں بھی ایک عرصہ تک ''الفضل'' کے لیڈر لکھنے کا شرف حاصل رہا۔اور ''مغرب میں طلوع آفتاب'' کی بشارت گورے اور کالوں کو سناتے وقت ۶ سال تک برابر ''نامہ نیّر'' حضرت محمود کی یاد الفضل میں شائع ہوتا رہا۔جسے حضرت مرحوم ابوالظفر چودھری نصر اللہ خان صاحب مرحوم جیسے اہل علم اور چوہدری غلام رسول صاحب چک ۹۹ جیسے زمیندار اور بکثرت جماعت کے دوست شوق سے پڑھتے اور سیاسی نامہ نگار سے بھی بہت سے لوگ مانوس تھے۔یہاں اور وہاں بھی پسند رہا۔مگر میں کیا کروں نیند ہی آ گئی۔اب جاگا ہوں اور پوری کوشش سے انشاء اللہ لکھوں گا۔مگر الفضل کی اہمیت اور میری خدمت کا معاوضہ اور قدر دانی اس خلافت کے آرگن کی خریداری اس حد تک بڑھانا ہے کہ موجودہ گرانی کے ایام میں جو مشکلات درپیش ہیں کم از کم وہ تو دور ہو جائیں۔'' ۶۱

افسر ڈاک (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

حضرت مولانا نیّر صاحبؓ ان خوش نصیب بزرگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اعلیٰ خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے یورپ تشریف لے جانے پر اپریل ۱۹۱۷ء میں آپ کو حضرت صاحب نے افسر ڈاک مقرر فرمایا۔ آپ نے ولایت جانے تک تقریباً دو سال اور لندن سے واپسی کے بعد بھی کچھ عرصہ اس مقدس فریضہ کو باحسن ادا فرمایا۔ اس عرصہ میں آپ کئی دفعہ حضور کے ساتھ سفر میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ جو رپورٹس ارسال فرماتے وہ پُر از معلومات اور دلچسپ ہوتیں۔ آپ کی مرسلہ ایک رپورٹ کے بارہ میں ایڈیٹر صاحب الفضل لکھتے ہیں۔

''یہ مضمون (رپورٹ) جس میں بہت سے مژدہ ہائے جاں نواز ہیں عطیہ ہے میرے کرم فرما ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر کا جنہیں خدا کے فضل سے ایسا موقع حاصل ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے صیغہ مکاتبات کا افسر ہونے کی حیثیت سے ہندوستان اور اس سے باہر کی احمدی جماعتوں کے ایسے ایسے حالات ہمیں سنائیں جو ایک مومن کی بالیدگی روح کا موجب ہو سکتے ہیں۔'' ۶۲

سفر شملہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مورخہ ۳۰/اگست ۱۹۱۷ء بروز جمعرات قادیان سے بغرض تبدیلی آب وہوا شملہ تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا نیّر صاحب کو اس سفر میں ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ موصوف حضور کے اس مبارک سفر کی ایمان افروز روداد روزانہ قلمبند فرماتے اور بغرض اشاعت الفضل میں بھجوا دیتے۔ یہ سفر نامہ کئی اقساط میں شائع ہو کر احباب جماعت کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوا۔ ۶۳

آپ کی مخلصانہ اور شاندار خدمات کے باعث حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ

کو ۱۹۳۶ء میں دوبارہ پرائیویٹ سیکرٹری کے عہدہ پر مامور فرمایا۔ اس عرصہ کے دوران کا ایک واقعہ درج ذیل ہے۔ حضرت مولانا نیّر صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک شخص نے ملاقات کیلئے نام دیا جسے میں نے لکھ لیا۔ لیکن ایک اور عہدہ دار نے کہلا بھیجا کہ اسے ملاقات کا موقع نہ دیا جائے۔ میں نے وہ بھی نوٹ کرلیا اور درخواست کنندہ کے نام کے ساتھ ان عہدہ دار صاحب کا اشارہ بھی لکھ کر پیش کر دیا۔ اس پر انصاف مجسم خلیفۃ المسیح نے فرمایا'' پہلے تو میرا ارادہ تھا کہ اس سے نہ ملوں مگر اب ضرور ملوں گا کیونکہ میرے اور مجھ سے ملنے والوں کے درمیان حائل ہونے کا کسی کو کیا حق ہے۔'' ۶۴

سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

آپ بحیثیت ''سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ'' (قادیان) کے عہدہ پر بھی فائز رہے اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنی ذمہ داریوں کو بأحسن طریق ادا فرمایا۔ ایڈیٹر ہفت روزہ ''فاروق'' نے آپ کی ان خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تحریر کیا:۔

''پھر قادیان کی لوکیلٹی کے لحاظ سے لوکل انجمن احمدیہ کے سیکرٹری شپ کے فرائض جس قدر مشکل اور نازک ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ آپ نے یہ فرائض نہایت خوبی سے سرانجام دیئے اور صدر انجمن کی موجودگی میں انجمن احمدیہ کو چلا کر دکھا دیا۔'' ۶۵

پروفیسر مارگولیتھ آف ہالینڈ سے ایک ملاقات

''افسر ڈاک'' کی خدمات کے ساتھ ساتھ قادیان میں نو واردین کو تبلیغ حق کا کام بھی آپ کے سپرد تھا۔ ۱۹۱۸ء میں ہالینڈ کے ایک مشہور پروفیسر مارگولیتھ قادیان تشریف لائے تو آپ نے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کرایا اور اسلام کے بارے میں ان کی غلط فہمیوں کا حسین پیرایہ میں ازالہ فرمایا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے اور اپنے معاندانہ خیالات میں اصلاح کر لی۔

آپ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''آج سے قریباً سترہ برس پہلے پروفیسر مارگولیتھ صاحب قادیان آئے تھے تو اس وقت میں نے ان سے کہا آپ نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ معاندانہ ہے اور صحیح نہیں پروفیسر موصوف نے جواب دیا میں نے کچھ بھی نہیں لکھا جب تک کسی مسلمان مصنّف کی رائے یا کوئی سابقہ قول خود مطالعہ نہیں کر لیا۔ جب میں نے احمدیہ عقائد کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آئندہ ایسا کیا جائے گا کہ آپ کے عقائد کو مدنظر رکھا کروں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے لندن کانفرنس میں اسلام کے متعلق افتتاحیہ لکھا۔ تو ہمارے عقائد کو مدنظر رکھا۔......

......(چنانچہ) چند سال ہوئے ایک ڈچ احمدی خاتون نے پروفیسر موصوف سے دریافت کیا کہ خاتم النبیین کے کیا معنی ہیں تو موصوف نے لکھا۔

''خاتم النبیین کے معنوں کی نسبت علمائے اسلام میں دو خیالوں کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو خاتم کے معنے بند کرنے والا اور ختم کرنے والا سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو اس کے معنے بہترین اور افضل کے کرتے ہیں۔ پہلا خیال آخری دنوں میں غالب آ گیا ہے۔'' اس سے اندازہ ہوسکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے کس قدر مطالعہ کیا ہے۔'' [٦٦]

حوالہ جات

۱۔الحکم قادیان ۷راکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴

۲۔الحکم ۲۱راگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۵

۳۔ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۱۰ء صفحہ ۸۰

۴۔الفضل ۲۲راکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱

۵۔رسالہ تعلیم الاسلام دسمبر ۱۹۰۶ء جلد ا نمبر ۶ صفحہ ۲۳۹۔۲۴۰ باہتمام ہیڈ ماسٹر صاحب

۶۔ رسالہ تعلیم الاسلام اگست ۱۹۰۶ء جلد ا نمبر ۲ صفحہ ۸۷

۷۔غیر مطبوعہ

۸۔الفضل ۲۳رنومبر ۱۹۴۸ء

۹۔تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۲۹۵

۱۰۔الفضل ۲۲راکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱

۱۱۔فاروق ۲۷رجنوری ۱۹۱۶ء صفحہ ۲

۱۲۔سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ ۱۷۔۱۹۱۸ء صفحہ ۲۳

۱۳۔بدر ۱۹رستمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۶ و بدر ۳راکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۲

۱۴۔الفضل ۴رجولائی ۱۹۲۴ء صفحہ ۵ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۴۷۸

۱۵۔الفضل ۲۵رستمبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۴

۱۶۔ہفت روزہ فاروق قادیان ۱۷رمئی ۱۹۱۷ء صفحہ ۱

۱۷۔انوار العلوم جلد ۸ صفحہ ۳۷۴

۱۸۔الفضل ۲۹رمئی ۱۹۳۵ء

۱۹۔الفضل ۱۵؍جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۷

۲۰۔الفضل ۲۵؍جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۳

۲۱۔الفضل ۷؍اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۵

۲۲۔الفضل ۳۱؍جولائی،۱۴؍اگست،۱۱ستمبر ۱۹۱۷ء

۲۳۔الفضل ۲۶، ۲۷؍مئی ۱۹۱۹ء

۲۴۔۵؍فروری ۱۹۴۰ء

۲۵۔الفضل ۱۱؍جولائی ۱۹۳۹ء

۲۶۔الفضل ۲۳؍مارچ ۱۹۴۱ء

۲۷۔الفضل ۱۵؍فروری ۱۹۲۷ء

۲۸۔الفضل ۸؍اپریل ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۰

۲۹۔الفضل ۲۶؍جولائی ۱۹۲۷ء صفحہ ۵

۳۰۔الفضل ۹؍اگست ۱۹۲۷ء

۳۱۔الفضل ۲؍ستمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۹

۳۲۔الفضل ۳۰؍اگست ۱۹۲۷ء

۳۳۔الفضل ۱۶؍ستمبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۸

۳۴۔الفضل ۴؍اکتوبر ۱۹۲۷ء

۳۵۔الفضل ۳۰؍ستمبر ۱۹۲۷ء

۳۶۔الفضل ۱۴؍ستمبر ۱۹۲۸ء

۳۷۔الفضل ۲۰؍فروری ۱۹۴۰ء صفحہ ۴

۳۸۔الفضل ۱۳؍مارچ ۱۹۳۵ء صفحہ ۴

۳۹۔ الفضل ۲۴ رنومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳

۴۰۔ الفضل ۲ ردسمبر ۱۹۳۸ء

۴۱۔ الفضل ۲ راپریل ۱۹۲۵ء صفحہ ۱

۴۲۔ الفضل ۲۳ راپریل ۱۹۲۵ء صفحہ ۱ تا ۲

۴۳۔ الفضل ۲۵ راپریل ۱۹۲۵ء

۴۴۔ الفضل ۵ رمئی ۱۹۲۵ء صفحہ نمبر ۱ تا ۲

۴۵۔ الفضل ۷ رنومبر ۱۹۲۵ء صفحہ نمبر ۱ تا ۲

۴۶۔ الفضل ۱۴ رمئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ تا ۲

۴۷۔ الفضل ۲۱ رمئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ تا ۲

۴۸۔ الفضل ۱۴ ردسمبر ۱۹۲۶ء

۴۹۔ الفضل ۸ رفروری ۱۹۲۷ء صفحہ ۱ تا ۲

۵۰۔ الفضل ۱۶ رنومبر ۱۹۲۸ء

۵۱۔ الفضل ۷ راگست ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۵۲۔ الفضل ۱۱ راگست ۱۹۳۸ء صفحہ ۶

۵۳۔ الفضل ۱۳ راگست ۱۹۳۸ء

۵۴۔ الفضل ۱۷ راگست ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۵۵۔ الفضل ۲۴ راگست ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۵۶۔ الفضل ۴ رستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴

۵۷۔ الفضل ۷ رستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴

۵۸۔ الفضل ۲۲ رستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۶

۵۹۔ الفضل ۳ ردسمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۶۰۔ الفضل ۱۵ ردسمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۶۱۔الفضل ۲۰ ر فروری ۱۹۴۰ء

۶۲۔الفضل ۱۷ ر مئی ۱۹۱۹ء

۶۳۔روزنامہ الفضل قادیان ۱۱، ۱۵، ۱۸، ۲۲ ر ستمبر ۱۹۱۷ء

۶۴۔الحکم دسمبر ر ۱۹۳۹ء

۶۵ ۔ہفت روزہ فاروق ۱۷ ر مئی ۱۹۱۷ء

۶۶۔الفضل ۱۵ ر جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۷

فصل دوم

زیارت دیارِ حبیب

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر پہلی بار حج کے ارادہ سے ۱۶رمئی ۱۹۱۷ءکوقادیان سے روانہ ہوئے۔روانگی سے قبل۱۴رمئی ۱۹۱۷ءکوطلباءومدرسہ احمدیہ نے اپنے شفیق استاد مولانا نیّر صاحب اورمولوی محمدسعید صاحب (ابن جناب ابوبکر یوسف سوداگر جدّہ) کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی ازراہ شفقت رونق افروز ہوئے۔اس دعوت میں ساٹھ،ستر معززین مدعو تھے۔ہفت روزہ ''فاروق'' نے اس الوداعی تقریب کی تفصیل میں یہ لکھا کہ ماسٹر عبدالرحیم نیّر صاحب جس مخلصانہ جوش سے رخصت کئے گئے وہ بہ ہمہ وجوہ اس کے اہل تھے۔وہ ایک کام کرنے والی روح اپنے اندر رکھتے تھے اور خلافت ثانیہ میں انہیں بعض اچھی خدمات ادا کرنے کا موقع ملا جس سے انہوں نے بہت سا روحانی فائدہ اٹھایا۔[1]
بمبئی پہنچنے پر آپ کومعلوم ہوا کہ جہازوں کی بہت قلت ہےلہٰذا آپ نے مجبوراًاپناارادہ حج ملتوی کر دیا۔ازاں بعد ۸رمئی ۱۹۲۷ءکوآپ قادیان سے حج کی نیت سے رخصت ہوئے اوراسی روز لاہور سے بذریعہ کراچی ایکسپریس روانہ ہو کر ۹رمئی کو لودھراں پہنچے۔ وہاں دوستوں کی درخواست پر آپ نے سلائیڈز دکھائیں اور لیکچر دیا اور پھر کراچی تشریف لے گئے۔۱۲رمئی کو انجمن نصرت الاسلام کی دعوت پر حیدرآباد سندھ اور تین روز تک تربیتی وتبلیغی پروگراموں میں شمولیت فرمائی۔۱۶تا۱۸رمئی ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن کے زیراہتمام اور۱۹رمئی کوسندھ مدرسہ میں پرنسپل ڈاکٹر مینوصاحب کے زیرصدارت انگریزی و اردو میں تقاریر کیں اور عملی کام بذریعہ لینٹرن دکھایا۔۲۳رمئی کوکراچی سے بحری جہاز ''سروستان'' پرجدہ روانہ ہوگئے۔ جوں جوں آپ دیارِحبیب سےقریب ہوتے جارہے تھےآپ کےخیالات کی بلند پروازیاں آپ کواپنےمحبوب آقا کے گھر کی سیر کرارہی تھیں۔انہی امنگوں اور خیالات کی ترجمانی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

''کیا انگلستان اور فرانس جسے آنکھیں دیکھ چکی ہیں اس ملک کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ کیا لندن و پیرس جن کی میں سیر کر چکا ہوں اس محبوب بلد الامین کا مقابلہ کر سکتے ہیں جو میرا منزل مقصود اور ملک عرب کا خاص شہر ہے؟ محبت و عشق سے لبریز قلب کہتا ہے نہیں اور نہیں۔ وہاں فرض منصبی تھا یہاں دار محبوب ہے۔آنکھ میں پانی،طبیعت میں شوق اور تمام جسم میں ایک خوشی کی سنسنی ہے۔دل میں اطمینان ہے کہ یکم جون کو باب المکّہ جدہ پہنچیں گے اور پھر انشاء اللہ دل کی امنگیں نکلیں گی۔'' ۲

زیارت دیارِ حبیب کے چیدہ چیدہ ایمان افروز واقعات آپ کے اپنے الفاظ میں ہی پیش ہیں۔آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

جزیرہ کامران

''جہاز نے آخرش کامران کے جزیرہ کے قریب لنگر ڈال دیا۔دو اور جہاز بھی لنگر انداز ہیں۔میری دوربین آج بھی بہت کارآمد ثابت ہوئی ہے اور اکثر لوگوں کی قادیانی مولوی سے ملاقات کرا دیتی ہے۔آج اس سے خوب کام لیا جا رہا ہے۔دوربین سے پڑھا جا سکتا ہے کہ لنگر انداز جہازوں میں سے ایک دارا (Dara) ہے۔اس پر ۹ احمدی عازمان حجاز سوار ہیں جو ضلع سیالکوٹ سے آئے ہیں......

جزیرہ کامران میں خدا کے فضل سے میں ایک سے جماعت بن گیا اور ڈاکٹر حاجی یوسف زئی ان کی اہلیہ جو مرزا مہتاب بیگ صاحب ٹیلر ماسٹر کی عزیزہ ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے بچے یحیٰی خان کے علاوہ ڈاکٹر عبدالعزیز خان اور ان کی اہلیہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدام میں سے ہیں۔ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سندھی ہیں۔عدن میں ڈاکٹر تھے اور ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر یوسف زئی کے ذریعہ سے ان کو سلسلہ کی خبر ملی۔لٹریچر پڑھا۔رؤیائے صالحہ دیکھے۔اور سلسلہ میں داخل ہو گئے۔''

کامران سے روانگی

خوش قسمتی سے جہاز سروستان پر ہمارے ساتھ ہی 'میڈیکل افسر کامران' ڈاکٹر چوہان جو کاٹھیاوار کے راسخ الاعتقاد مسلمان ہیں۔ڈاکٹر غلام محمد صاحب جو دکن کے رہنے والے اور قرنطینہ کے عارضی کارکنان میں سے ہیں۔اور عزیزان ڈاکٹر حاجی خان یوسف زئی معہ اہلیہ و بچہ اور ڈاکٹر عبدالعزیز خان مع اہلیہ بھی حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور اس طرح ایک قافلہ احمدی حجاج بن گیا۔نماز باجماعت ہونے لگی......

عرفانی و نیّر

رات کو یلملم آیا......لوگوں نے احرام باندھا۔آج سوائے بے سلے کپڑے اور لبیک کی آواز اور مساوات کے عالم کے کچھ نہ دکھائی دیتا تھا۔جمعہ کی صبح ۳؍جون جہاز کو جدہ کی بندرگاہ پر لے آئے۔عرب کا سفید شہر مکہ معظّمہ کا دروازہ دکھائی دینے لگا۔کچھ انتظار کے بعد ایک کشتی آئی اور سیٹھ ابوبکر صاحب کے ایک کارکن نور نام نے نیّر سے نیّر کی نسبت دریافت کیا اور کہا وہ ہیں ''عرفانی'' کشتی میں۔دوربین سے عرفانی کو دیکھا۔دوری کی ڈوری کاٹ ڈالی گئی۔جہاز کے سب سے اوپر والے حصہ میں کپتان مسٹر وڈ کے کمرہ کے اندر عرفانی و نیّر ملے۔......کپتان جہاز نے سیڑھیوں تک مشایعت کی اور ہم سب سے پہلے کشتی میں ترکی،شامی ہندی،روسی ڈچ،مصری جہازوں میں سے نکل کر ساحل عرب پر اترے اور مع الخیر ہم ابوبکر صاحب کے مکان پر آ گئے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ ۳

حجر اسود

بیت اللہ کو دیکھنے کی پہلی دعا کرنے کے بعد باب سلام سے گزر کر اسلام کے گھر میں داخل ہوا۔حاضری کی آواز دیتے ہوئے حرم شریف میں داخل ہو کر پتھر کی بنی ہوئی سڑک پر سے

کمانیدار دروازہ میں سے گذر کر مقام ابراہیمؑ کے پاس سے بیت اللہ کے اونچے دروازہ پر نظر محبت ڈالتے ہوئے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھ کے اشارہ اور ہوا کے توسط سے اس تاریخی پتھر کا بوسہ لیا اور سمندر تصوّر نے تیرہ صدیوں کے میدان زمانہ کے اندر جولانی کر کے ہوائی بوسہ کا حقیقی لطف زندگی میں پہلی مرتبہ دلایا۔ دشمنان اسلام کے اعتراضات ،حضرت عمرؓ کا قول یاد کرتے ہوئے دعا کی اور کہا'' **بسم اللّٰہ اَللّٰہ اکبر اللھم ایمانا بک و تصدیقا بکتابک و وفاء بعھدک و اتباعا بسنۃ نبیک صلی اللّٰہ علیہ وسلم** ''دعا جاری ہے۔آنکھیں دور سے چاندی کے چوکھٹ کا کونہ دیکھ رہی ہیں۔طاقت ور رقیب نجدی سپاہیوں کے بیت کی مار کھاتے ہوئے''جنت'' کے پتھر کو بوسہ دے رہے ہیں۔ نیّـر کی آنکھوں سے پانی آیا اور اس نے کچھ یاد کر کے پڑھا۔ ؎

آنکھوں کا میرے پانی باد صبا تو لے جا
اس گل کی جا کے دینا ہر ایک پنکھڑی کو

طواف قدوم

میں نے کوشش کی کہ 'کونے کے پتھر' کی یاد میں 'کونے کے پتھر' کو جو یاد خلیل اللہ ہے بوسہ دوں مگر یہ کوشش اس مرتبہ ہجوم عشاق کے باعث بر نہ آسکی۔ بوسہ پھونکنے پر عمل کر کے یعنی اشارہ کر کے ہاتھ چوم کر 'اضطباع' کیا اور کعبہ کے گرد گھومنے کا شوق عمل کی صورت میں آیا۔ پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور مسنون طریق پر سات چکر پورے کئے۔خانہ کعبہ کے گرد پھرتے وقت بوڑھے، جوان ،سفید،سیاہ،امیر،غریب ،مرد وعورت غرض ہر شرقی وغربی ،عرب وعجم کو فرط محبت میں تسبیح وتحمید ودعائیں کرتے وچلتے دیکھ کر جو لطف آیا اس کا اظہار زبان سے ناممکن ۔وہ کیفیت دل سے تعلق رکھتی ہے۔

طواف کے بعد

طواف سے فارغ ہونے ۔ مقام ابراہیم پر نوافل پڑھنے اور اس چشمہ زمزم سے جو خداوند تعالیٰ نے ہماری ماں ہاجرہ اور سیدنا اسماعیل کے توسط سے اپنے وعدوں کے مطابق دنیا کو بطور انعام دیا سیر ہو کر پانی پینے اور دعائیں کرنے کے بعد باب صفا سے نکل کر جبل صفا کے دامن میں پہنچے اور دعا کر کے 'مروہ' کا رخ کیا۔ سیڑھیوں کے درمیان رمل کیا اور 'مروہ' کی سیڑھیوں پر چڑھ کر پھر دعا کی اور صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے ان تصورات کے ساتھ کئے جو ہماری ماں ہاجرہ کے صبر ۔ ایمان ۔ تکلیف اور آخرش انعام کو یاد دلاتے تھے اور اس طرح سعی ختم ہوئی۔ خدا احمدیوں کی سعی کو بھی قبول فرمائے کیونکہ وہ اسلام کے اسماعیل کو پیاسا دیکھ کر اماں ہاجرہ کا سا دل لے کر دنیا کے غَیْــرِ ذِیْ زَرْعٍ ریگستانی قلوب کو چشمۂ زمزم احمدیت سے سیراب کرنے کے متمنی ہیں......

عرفات کا میدان

عرفات کا میدان مکہ مکرمہ سے ۱۲ میل ہے اور منیٰ پانچ میل ہے۔ ۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں سے گذر کر ۹ تاریخ کو عرفات کے وسیع میدان میں خیمہ زن ہوئے۔ اور چونکہ اس مقام میں شام تک رہنے کا نام حج ہے اور اصل مقصد یہاں دعائیں کرنا ہے اس لئے موقع کو غنیمت سمجھا گیا اور خوب دعائیں کیں۔ اسلام ، سلسلہ، اہل بیت ، حضرت خلیفۃ المسیح ، کارکنان اور مبلغین اسلام اور اپنے دوستوں کے لئے دعائیں کی گئیں اور جن لوگوں نے خطوط لکھے تھے وہ خط پڑھے گئے اللہ قبول فرمائے۔

میدان عرفات کا نظارہ

عرفات کا میدان بہت وسیع ہے اور حج کے دن اڑھائی لاکھ سے کم نفوس نہ تھے۔ نہر زبیدہ کے پانی اور بعض کنوئیں پیاسی مخلوق کو حکومت کے انتظام سے پانی بہم پہنچا رہے تھے۔ یہ

ایک ایسا شہر یا لشکر گاہ تھا کہ جس میں قریباً دنیا کی سب زبانیں بولنے اور جاننے والے موجود تھے۔ بھولے ہوؤں کو اپنا ڈیرہ تلاش کرنے میں سہولت کے لئے بعض ملکوں کے لوگ اپنا خاص جھنڈا بلند کئے ہوئے تھے۔'جبل رحمت' اور اس کی چوٹی کا مینارہ دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ چل کر اس پہاڑی کو نزدیک سے دیکھیں۔ اسے دیکھ کر واپس آ رہا تھا کہ راستہ بھول گیا۔ عرب کی گرمی کا زور، دوپہر کا وقت، جون کا مہینہ، کئی گھنٹہ تک اپنے خیمہ کا پتہ نہ ملا۔ پولیس سے مدد لی گئی مگر لاحاصل۔ اس عالم پریشانی میں جان توڑ کر دعائیں بھی کیں۔ آخرش فیصلہ کر لیا کہ جبل رحمت پر چاروں طرف دیکھوں شائد خیموں کا پتہ مل جائے۔ پہاڑ پر چڑھ کر پھر دعاؤں کی طرف طبیعت متوجہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے دستگیری چاہی اور نیچے اتر رہا تھا کہ ڈاکٹر عبدالعزیز احمدی سندھی جو کامران سے ہمارے ساتھ آئے تھے نیچے کھڑے مل گئے اور فرمایا کہ رات مجھے رؤیا میں ارشاد ہوا تھا کہ میں دوپہر کے وقت جبل رحمت پر جاؤں۔ اس تعمیل میں آیا تھا کہ آپ مل گئے۔

عرفات سے واپسی

عرفات میں غم کے بعد راحت اور دعاؤں کے موقع پانے اور مزدلفہ میں رات گذارنے اور ۱۰ تاریخ کو مِنیٰ پہنچنے 'جمرہ' عقبہ پر کنکر مارنے، قربانی کرنے، حجامت کرانے، احرام کھولنے، ایام تشریق میں مِنیٰ کے اندر قیام کرنے اور باقی دونوں جمروں پر کنکر مارنے (جمرہ اولیٰ ہمارے بالاخانہ کے عین سامنے تھا) کے بعد مکہ مکرمہ واپس آ گئے۔ طواف زیارت کیا اور اللہ کے فضل سے 'الحاج' بن گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اور تمام احمدیوں نے اپنے امیر حضرت حاجی ابوبکر یوسف کی معرفت حضرت امام کے نام تار دے دیا۔'' ۴

شہزادہ فیصل سے ملاقات اور احتجاج

دوران حج شہزادہ فیصل سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

میں سلطان ابن سعود کے بعض مصلحتی احکام پر احتجاج کرتا ہوں اور کی ہے۔ جیسا کہ غار حرا و ثور جانے کی ممانعت چنانچہ میں اور میرے ساتھی شوق سے گدھوں پر سوار جبل نور (غار حرا) کی طرف گئے۔ دل میں ولولے تھے۔ اس مقام کو دیکھیں گے جس کی نسبت حالی فرماتے ہیں۔

نکل کر حرا سے سوئے قوم آیا

اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

اور قرآن پاک کے اترنے کے مقام پر کھڑے ہو کر دعا کریں گے مگر جونہی مقام مقصود سامنے دکھائی دیا ایک نجدی پولیس مین نے گدھوں کو مارنا شروع کر دیا۔ کیمرہ، دوربین، عینک پگڑی سنبھالنے مشکل ہو گئے۔ خدا نے کسی صدمہ سے بچایا۔ دل کو خطرناک طور سے تکلیف ہوئی اور گدھوں نے ''یحملون اسفارا'' کے مضمون کی یاد دہانی کرائی اور ارکان حکومت کی مجبوری اور بے دست و پائی کی طرف متوجہ کیا۔ ہم نے اس امر کو شہزادہ **فیصل کی ملاقات** میں ذکر کیا اور شہزادہ صاحب نے فرمایا'' مجھے یقین ہے کہ آپ لوگ کوئی بدعت نہیں کرتے مگر عوام وہاں جا کر بدعتیں کرتے ہیں اس لئے روک دیا گیا ہے۔'' ۵

جلالۃ الملک سلطان ابن سعود کا ایک تاریخی فیصلہ

حج کے موقع پر حضرت مولانا نیّر صاحب کے ساتھ حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کے علاوہ بہت سے احمدیوں کا ایک قافلہ تھا۔ بعض مخالفین نے یہ شکایت کی کہ یہ احمدی خاتم النبیین کے بعد ایک رسول کے قائل ہیں ان کو مکہ معظّمہ سے نکال دیا جائے۔ اس سے جلالۃ الملک نے شکایت کنندوں سے پوچھا کیا یہ لوگ حج فرض سمجھتے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے ''ہاں'' میں جواب دیا گیا اس پر جلالۃ الملک موصوف نے فرمایا'' **یہ میرے باپ کا گھر نہیں کہ میں کسی کو نکال دوں اور فریضہ حج سے روکوں**'' یہ لوگ اگر شرک فی الرسالۃ کرتے ہیں تو یہاں شرک فی التوحید کرنے والے بھی آتے ہیں۔ ازاں بعد آپ سے ملاقات کے وقت

جلالۃ الملک نے فرمایا ’’ہماری طرف سے سب کو آزادی ہے۔‘‘

آپ نے دوران حج پیش آنے والی بعض خامیوں کی طرف حکام کو نہایت احسن پیرایہ میں توجہ دلائی۔ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا اور حکام نے ان کی اصلاح فرمادی۔ آپ کے یہ ایمان افروز واقعات الفضل کی کئی اقساط میں شائع ہوئے جسے پڑھ کر لوگوں کے ایمان تازہ ہوئے اور لوگوں میں دیار حبیب کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ آپ کے مضامین کو پڑھ کر بعض نے انگریزی میں لکھا کہ ’’الفضل میں جو کچھ شائع ہوا ہے اس سے بہت سے قلوب میں ارض مقدس کے سفر کی تیز خواہش پیدا ہوگئی ہے۔‘‘ ٦

آپ کو مکہ معظّمہ سے واپس آ کر قریباً ایک ماہ جدہ میں ٹھہرنا پڑا۔ اس دوران ایک بار پھر آپ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور دوسری مرتبہ زیارت کعبہ کا شرف حاصل کیا۔

حوالہ جات
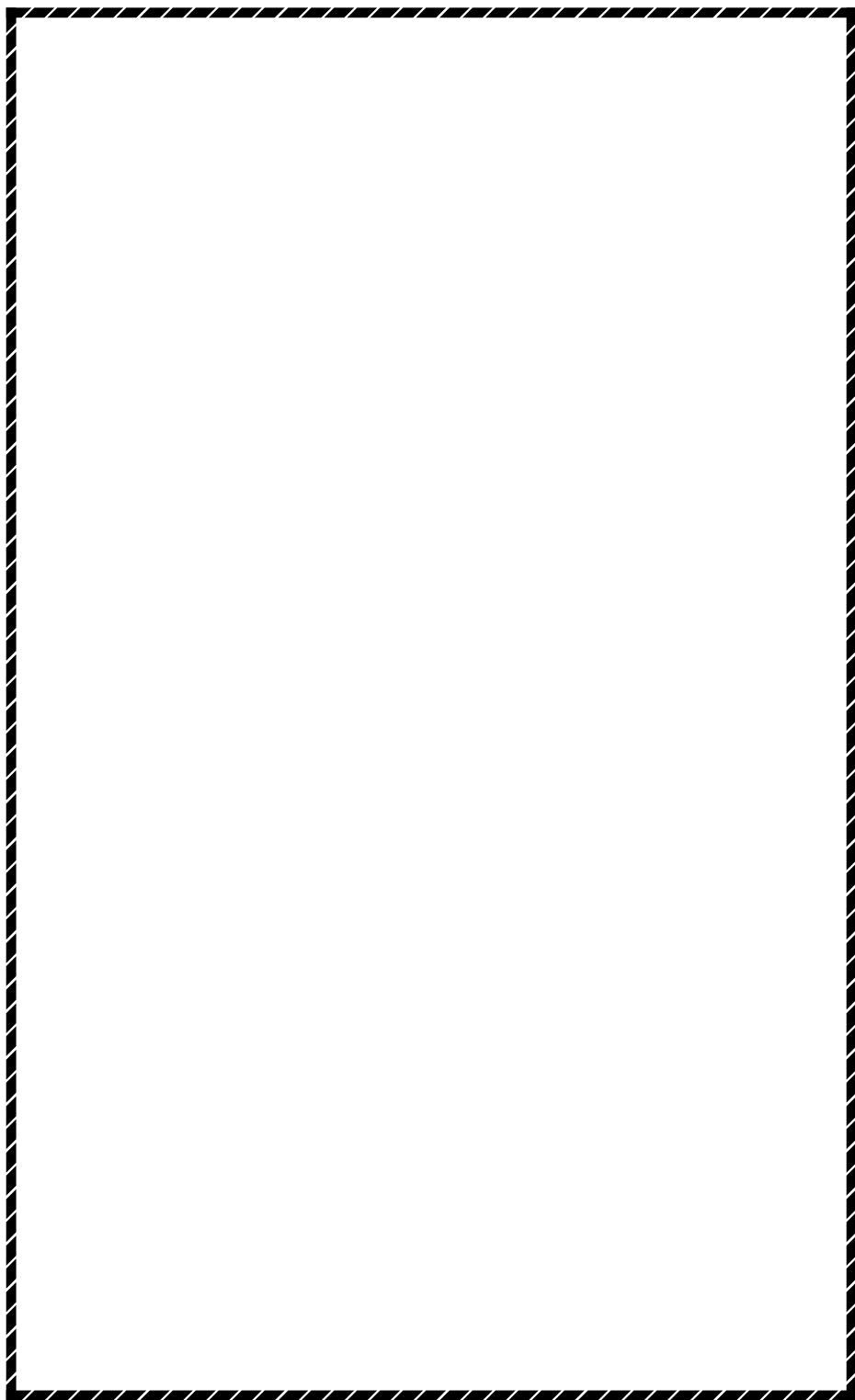
١۔ ہفت روزہ فاروق قادیان ١٧ رمئی ١٩١٧ء صفحہ ١

٢۔ الفضل ٢٨ رجون ١٩٢٧ء صفحہ ٦ تا ٧

٣۔ الفضل قادیان ٢٦ رجولائی ١٩٢٧ء صفحہ ٥

٤۔ الفضل ٩ راگست ١٩٢٧ء صفحہ ٢

٥۔ الفضل ٤ راکتوبر ١٩٢٧ء صفحہ ٩

٦۔ الفضل ١٠ رفروری ١٩٢٨ء

باب سوم

انگلستان میں نیّر احمدیت
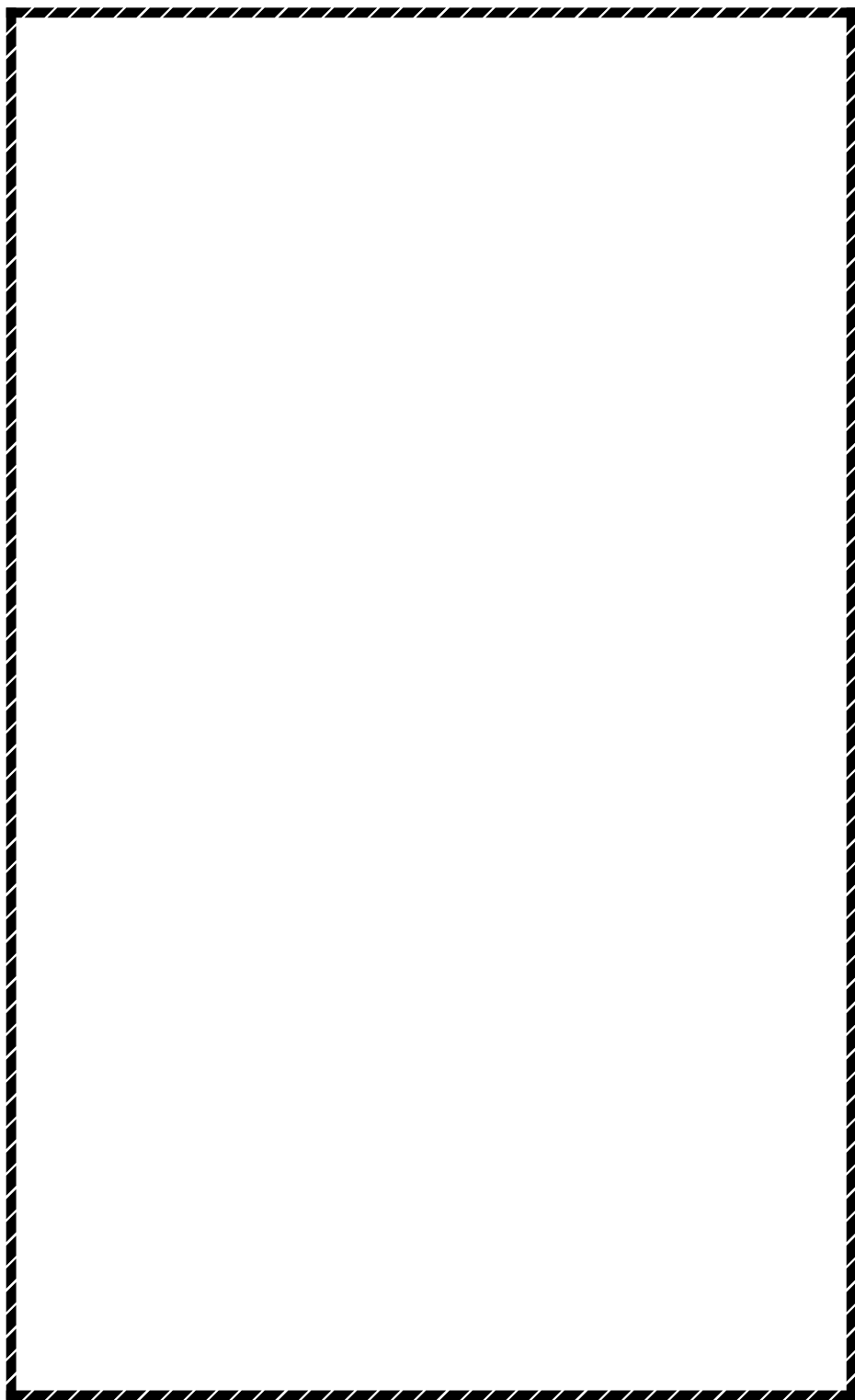
انگلستان میں خدمات سلسلہ

شوق تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایات کے ماتحت حضرت نیّر صاحب بیرون ہند دعوت الی اللہ کا کام بذریعہ خط و کتابت جاری رکھے ہوئے تھے اور اس خط و کتابت کے نتیجہ میں کئی سعید روحیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیرالیون اور نائیجیریا میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی تھیں۔ حضرت نیّر صاحب کے دل میں یہ شدید خواہش تھی کہ وہ انگریز اقوام تک پیغام حق پہنچائیں اور اس غرض کے لئے آپ باہر کھلے میدانوں میں جا کر انگریزی تقاریر کی مشق کیا کرتے تھے۔

ولایت میں مبلّغ بھجوانے کی تجویز

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے عہد خلافت میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا محمد یعقوب بیگؓ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں حاضر تھے۔ خواجہ کمال الدین صاحب کی درخواست پر ولایت میں ایک مبلغ بھیجنے کا ذکر تھا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے متعلق یہ فرمایا کہ ”وہ تو بہت ہی بزدل ہے“ (غالباً مولوی محمد علی صاحب کو بھجوانے کی تجویز ہو رہی تھی) ڈاکٹر صاحبان کہہ رہے تھے کہ ”حضور وہاں جا کر تو خواجہ بھی بہادر ہو گیا ہے“ کہ اچانک حضرت نیّر صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے اور بآواز بلند السلام علیکم کہا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے محبت سے آپ کو اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا ”تم کو ولایت بھیج دیں؟“ نیّر صاحب نے عرض کیا حضور! (ڈاکٹر صاحبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ”یہ بڑے بڑے آدمی ہیں میں چھوٹا سا آدمی کیا کر سکوں گا“ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا ”کام چھوٹے آدمی ہی کیا کرتے ہیں“ [1]

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا یہ فرمان ''کام چھوٹے آدمی ہی کیا کرتے ہیں'' خلافت ثانیہ میں پوری شان کے ساتھ پورا ہوا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ کو انگلستان میں بطور مبلغ بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔ ان دنوں حضرت مولانا نیّر صاحب مدرسہ احمدیہ میں بطور انگلش مدرس خدمات بجالا رہے تھے۔ حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب جو آپ کے شاگردوں میں سے تھے وہ حضرت نیّر صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''مجھے یاد ہے کہ وہ مدرسہ کی محدود تعلیمی زندگی کی بجائے تبلیغی زندگی کو ترجیح دیتے تھے اور ہمیشہ اس کے لئے اشتیاق کا اظہار کرتے تھے۔'' [۲]

آپ مزید فرماتے ہیں:۔

''ان دنوں بیرونی ممالک میں زیادہ مشن نہ تھے ہمارے انگریزی کے استاد حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ کو جب حکم ہوا کہ وہ انگلستان جانے کے لئے تیار ہو جائیں تو میں تیسری جماعت میں تھا۔ وہ ہمیں روزانہ پڑھانے کے بعد نہایت پیار کے انداز میں یہ تذکرہ شروع فرمایا کرتے تھے کہ بچو! میں عنقریب خدا کی راہ میں سفر پر جاؤں گا۔ اسے وہ اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتے تھے اور ہم سب بچوں کو بھی دعا کے لئے کہتے اور خود بھی دعا کرتے تھے'' [۳]

قادیان سے روانگی کے موقع پر آپ کے جذبات تشکر

تبلیغ اسلام کی عظیم الشان مہم پر روانگی کے وقت آپ کا قلب سلیم جذبات تشکر سے لبریز تھا اور آپ اس بات پر خوش تھے اور خدا تعالیٰ کی حمد بجالا رہے تھے کہ اس نے خلیفۃ المسیح کے الفاظ کو پورا فرما کر نیّر احمدیت کے مغرب سے طلوع ہونے کے سامان پیدا فرما دیئے چنانچہ مندرجہ ذیل اقتباسات آپ کے ان احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ قادیان سے رخصت ہوتے وقت آپ نے فرمایا کہ ''خدا کی ستائش ہو کہ چھوٹوں کو بڑا بنانے والا آیا'' [۴] اور مقدس نورالدینؓ کے منہ کی بات آج پوری ہوئی ہے۔

ایں سعادت چو بود قسمت ما

رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

نیز فرمایا ’’ میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں، اپنے فرخندہ بخت پر خوش ہوں ،اپنے مولیٰ کے احسانات کو یاد کرتا ہوں اور آج اپنی دیرینہ خواہش اور اپنے دل کی ایک پاک امنگ کو عملی جامہ پہنتے ہوئے دیکھ کر فرط خوشی سے کہتا ہوں۔ ؎

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمدز پس پردۂ تقدیر پدید

آج وہ باتیں جو خواب تھیں، وہ ارادے جو محض خیال تھے مسیح پاک کی جوتیوں کے طفیل اور حضرت فضل عمرؓ کی توجہ سے حقیقت کا لباس زیب تن کر رہے ہیں، خدا کی بڑائی ہو۔ محمد عربی پر ہزاروں ہزار صلوٰۃ اور احمد قادیانی پر سلام ہوں کہ گمنام عبدالرحیم اب احمدی نیّــــر بن کر تبلیغ اسلام کیلئے جاتا ہے۔‘‘ ۵

حمد سے لبریز ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام کا جذبہ آپ کے سینہ میں کس قدر موجزن تھا۔ اسی جذبہ کی بدولت آپ نے انگلستان میں اور پھر افریقہ میں نہایت مصروف وقت گذارا اور دن رات خدمت اسلام میں مشغول رہے اور اسی شوق کی بناء پر ہی آپ نے عیسائی مشنریوں کے مقابلہ میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے اور بت پرستوں اور تثلیث پرستوں کو کلمۂ توحید پڑھایا اور آج آپ کے لگائے ہوئے اس شجر اسلام پر وقت بہار ہے اور لاکھوں بندگان خدا خدائے واحد ویگانہ کی توحید کا اقرار کرتے اور اس کے پیارے رسول پاک ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

قادیان سے لندن روانگی

حضرت نیّر صاحب مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۱۹ء کو قادیان دارالامان سے عازم سفر ہوئے حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ یہ آپ کی خوش قسمتی اور سعادت تھی کہ اس موقع پر قادیان سے کثیر تعداد میں احباب جماعت اور سب سے بڑھ کر یہ سعادت کہ

خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ آپ کو الوداع کہنے قادیان سے باہر بٹالہ جانے والی سڑک تک تشریف لائے اور آپ کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا نیز اس موقع پر آپ سے حلف اطاعت بھی لیا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قادیان سے روانگی سے ایک روز قبل اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا تھا اور آپ کی اہلیہ بیمار تھیں مگر آپ انہیں اللہ کے سہارے چھوڑ کر تبلیغ اسلام کے جہاد پر روانہ ہو گئے۔ بٹالہ سے امرتسر کے لئے آپ بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہوئے۔ امرتسر تک مکرم شیخ فضل حق صاحب آپ کے شریک سفر رہے۔ امرتسر ریلوے اسٹیشن پر جماعت امرتسر کی نمائندگی کرتے ہوئے مکرم عطاء اللہ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب اور بابو فقیر علی صاحب نے آپ کا استقبال کیا اور خاطر تواضع کی۔ ریل گاڑی بمبئی کے لئے روانہ ہوئی تو بابو صاحب موصوف نے فرمایا ''عجیب اتفاق ہے کہ جس دن حضرت مفتی محمد صادق صاحب تشریف لے گئے تھے اس دن بھی میں نے ہی گاڑی کو لائن کلیر (Clear) دیا تھا اور آج بھی میں نے ہی دیا ہے۔'' دونوں مجاہدین نے اس امر کو ایک بہت مبارک توارد خیال فرمایا اور جماعت احمدیہ امرتسر کی ترقی کیلئے دعائیں کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔[۶] آپ ریل میں سوار تو ہو گئے مگر سیکنڈ کلاس میں بھی اس قدر ہجوم تھا کہ دور تک آپ کو سیٹ نہ مل سکی اور آپ کو کھڑے ہو کر جانا پڑا۔

ریل گاڑی میں سوار ہوتے ہی تبلیغ کا کام شروع ہو گیا وہ اس طرح کہ گاڑی میں لندن جانے والے تین اور نوجوان بھی آپ کے ہم سفر تھے جن میں سے دو ہندو اور ایک مسلمان تھا۔ ان سے آپ کا تعارف ہوا۔ تینوں احمدیت سے متعلق سوالات کرنے لگے اور یہ دونوں مبلغین جواب دینے لگے۔ نیز انہیں احمدیہ لٹریچر سے بھی متعارف کرایا۔ ان کے علاوہ ایک فوجی افسر سے بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ بہر حال تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ریل گاڑی پوری تیز رفتاری کے ساتھ پُر فضا علاقہ میں سے گزرتی رہی۔

۱۷ جولائی کو ٹرین کئی ایک سرنگوں اور پلوں پر سے گذرتی ہوئی بمبئی میں داخل ہوئی اور ہندوستان کے بہترین ریلوے سٹیشن وکٹوریہ ٹرمینل پر جا ٹھہری۔ ریلوے اسٹیشن سے داعی احمدیت متعینہ بمبئی مکرم حکیم خلیل احمد صاحب جناب میر بشارت احمد صاحب، سیکرٹری انجمن

احمدیہ حیدرآباد دکن، چوہدری سردار علی صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ بمبئی۔ مکرم محمد ناصر باری صاحب، مکرم سیٹھ حسن علی صاحب، سید محمد حسین صاحب و جناب صفدر حسین صاحب ممبران انجمن احمدیہ بمبئی استقبال کے لئے موجود تھے جنہوں نے مجاہدین کو پھولوں کے ہار پہنا کران کا پُر جوش استقبال کیا۔

نیّر وسیال سمندری جہاز پر

مورخہ ۱۹/جولائی ۱۹۱۹ء کو بحری جہاز کے ٹکٹ خریدنے اور ڈاکٹری معائنہ کرانے کے بعد دونوں مجاہدین جہاز پر سوار ہوئے۔ اس موقع پر الوداع کرنے کے لئے جماعت بمبئی کے بہت سے مخلصین اپنا کاروبار چھوڑ کر بندرگاہ پر تشریف لائے تھے۔ بحری جہاز کا نام (S.S. China) سٹیم شپ چین تھا۔ اس کا وزن ۷۹۳۲ ٹن تھا اس جہاز پر بے تار برقی خبروں کے پہنچانے کا انتظام بھی تھا۔ بحری سفر آپ کی طبیعت کے موافق نہ تھا۔ آپ فرماتے کہ ''میری حالت ''ببّو'' کی سی ہے جب میں پانی میں ہوتا ہوں (یعنی سمندری سفر میں۔ ناقل) تو طبیعت خراب ہوجاتی ہے اور باہر آتا ہوں تو طبیعت بحال ہوجاتی ہے۔''

جہاز کے لنگر اٹھانے کے ایک گھنٹہ بعد سمندر میں طوفان آیا اور نیّر صاحب کو چکر اور قے کی تکلیف ہوگئی، جبکہ آپ کے رفیق جناب حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی طبیعت ماشاء اللہ اچھی رہی، چنانچہ چوہدری صاحب نے آپ کی ہر طرح سے دیکھ بحال کی۔ فجز اھم اللہ۔ ناسازیٔ طبع کے باوجود آپ دوران سفر فریضہ تبلیغ باحسن ادا فرماتے رہے۔ کئی ایک احباب تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ ذیل میں اس سفر کے چیدہ چیدہ واقعات درج کئے جاتے ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب بھی موقع ملا اور صحت نے اجازت دی آپ تبلیغ حق میں ہی مصروف پائے گئے حتّٰی کہ آپ بیمار بھی ہوتے تو آپ کی خواہش اور کوشش یہی ہوتی کہ کسی نہ کسی طرح تبلیغ میں مشغول رہا جائے اور اکثر اوقات خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی یہ خواہش پوری ہوجاتی۔ ایک موقع پر اس سفر کے دوران آپ کی طبیعت سخت خراب ہوگئی اور آپ میں کسی کے پاس جا کر تبلیغ

کرنے کی ہمت نہ رہی تو خدا تعالیٰ نے آپ کو دعوت الی اللہ کا ایک بہترین موقع مہیا فرما دیا۔ آپ اس واقعہ سے متعلق لکھتے ہیں:۔

''میں تو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ایک ہندو شریف کے دل میں ڈالا کہ وہ میرے پاس آ کر میری باتیں سنے'' ۷

سمندر میں طغیانی بدستور تھی۔ جہاز میں جناب وائسرائے ہند کی صاحبزادی بھی سفر کر رہی تھی اس لئے کیپٹن نے جہاز کو سمندر کے درمیان سے ہٹا لیا اور ساحل کے قریب لا کر چلانا شروع کیا۔ اور ہر طرح سے جہاز کو بچانے کی کوشش کی اور تین سو میل کا چکر کاٹ کر اور طوفان بادو باراں سے بچ کر ۲۵ر جولائی کو عرب کے ساحل کے قریب پہنچا۔ آپ نے سرزمین عرب پر اتر کر بخیریت عدن پہنچنے کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بذریعہ تار بھیجی۔ ۸

۲۶ر جولائی ۱۹۱۹ء کو خدا تعالیٰ کی توفیق سے آپ نے لکھنؤ اور دہلی کے بعض لوگوں کو پیغام حق تفصیل سے پہنچایا اور جہاز کی سب سے بالائی منزل پر کھڑے ہو کر دو سکھ شرفاء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ منظوم کلام سنایا جس میں حضرت بابا نانک علیہ الرحمہ کے اسلام کا ذکر ہے۔ نیز بمبئی کے ایک پروفیسر صاحب سے اسلام کی خوبیوں اور اسلامی پردہ پر گفتگو کرنے کے علاوہ عرشہ جہاز پر بمبئی کے ایک معزز بیرسٹر سے گفتگو ہوئی۔ ۲۷ر جولائی کو جہاز سید الاولین والآخرین کے مولد سے گذرا تو آنحضرت ؐ کی محبت میں اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور آپ کی زبان پر حضرت مسیح موعودؑ کے مندرجہ ذیل اشعار جاری تھے۔

حمامتنا تطیر بریش شوق
و فی منقارھا تحف السلام
الی وطن النبی حبیب ربی
و سید رُسلہٖ خیر الانام

۲۸ر جولائی کو بہت سے نوجوانوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ ایک گریجوایٹ نے آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بہت محبت کا اظہار کیا اور

حضرت صاحب کو مجدد تسلیم کیا لیکن بحیثیت ملہم تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔ آپ ان کی تسلی کروانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ جب آپ نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

تو ایک عیسائی چونک پڑا اور قریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ تک حضرت محمد رسول اللہؐ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے تقابل کو توجہ سے سنتا رہا (اس دوران بعض انگریز بھی توجہ سے سوال و جواب سنتے رہے) آخر اس نے اطمینان قلب کا اظہار کیا۔

۳۰ر جولائی ۱۹۱۹ء کو ایک آزاد خیال مسیحی سے گفتگو ہوئی۔ اس نے کہا کہ ''مسیح ہمیشہ اور ہر زمانہ میں آتا رہتا ہے میں اس امر کا قائل نہیں کہ بس ایک دفعہ یروشلم میں آکر بس ہوگئی ہے'' یہ صاحب مدراس کی طرف سے کانگرس کے نمائندہ تھے۔ ان سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر ہوا آپ نے انہیں لٹریچر پڑھنے کو دیا۔ آپ کی تبلیغی کاوشوں کے نتیجہ میں عرشۂ جہاز پر بہت سے لوگ ''تحفۃ الملوک'' کا انگریزی ترجمہ مطالعہ کرتے نظر آنے لگے۔ جہاز پورٹ سعید پہنچا تو آپ کچھ لٹریچر لے کر شہر میں گئے۔ آپ نے برطانوی قونصل خانہ سے ویزا حاصل کرنے کے بعد شہر میں کافی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک شریف الطبع ہندو آپ سے ملا۔ اس نے آپ سے لٹریچر لے کر تمام مقامی ہوٹلوں میں پہنچانے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس نوجوان نے یہ فریضہ بڑی عمدگی سے ادا کیا اور اس کے نتیجہ میں پورٹ سعید میں ہر سُو احمدیت کا چرچا ہونے لگا۔ شہر کے مرکز میں ''مسجد عباسیؔ'' نامی ایک شاندار مسجد تھی آپ (دونوں) نے اس میں نماز پڑھی اور امام مسجد کو پیغام حق پہنچایا۔ امام صاحب آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے اور دونوں مبشرین احمدیت کو 'فاضلان جیدان' کے خطاب سے نوازا۔ پورٹ سعید میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کا آپ کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں۔

''پورٹ سعید میں جو واقعہ میرے قلب پر بہت اثر کرنے والا تھا اور ہمیشہ رہے گا وہ ایک ''ننھے سے یوسف کا'' ایک مسیحی دوکان میں (بطور) ملازم دیکھنا تھا۔ دوکان میں جاتے ہی

اس بچہ نے نہایت محبت بھری نگاہوں سے ہماری طرف دیکھا۔ میں نے اس سے عربی میں پوچھا ''کیاتم مسلمان ہو؟'' بچے نے جواب دیا۔ **انی مسلم الحمدللّٰہ**

میں نے اسے سورۃ فاتحہ کا انگریزی ترجمہ جونمونہ کے طور پر شائع ہوا تھا دیا۔اس نے بڑی محبت سے لیا۔اس کے پاس ایک اور بچہ تھا، میں نے اسے بھی ایک نمونہ کا کاغذ دے دیا۔ یوسف نے اس خیال سے جوطبعًا ایسے موقع پر پیدا ہوتا ہے جھٹ آگے بڑھ کر کہا ''انی مسلم ھذا گریک'' **۹** بہرحال مصر میں یوسف اور مسیحی دوکان میں ملازم اس کی بھولی سی صورت اور پیار سے دیکھنا اور پھر رخصت کرنے دکان کے دورازہ تک آنا کچھ ایسا منظر تھا جو کبھی نہیں بھولے گا۔'' **۱۰**

دوران سفر آپ کو ایک مسیحی مشنری سے بھی چند باتیں کرنے کا اتفاق ہوا اور وہ یہ سن کر کہ آپ مبلغ اسلام ہیں متعجب ہوا اور کہنے لگا ''یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے اسلامی مبلغ دیکھے ہیں اور معلوم کیا ہے کہ مسلمان بھی مسیحیوں کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔'' **۱۱**

یہ ہے رائے ان مسیحیوں کی جو اسلامی ممالک میں مقیم ہیں۔اے کاش! مسلمان جلد حقیقی مسلمان بن جائیں۔

۴راگست ۱۹۱۹ء کو دوران سفر لٹریچر کی تقسیم ایک دوست کے سپرد کر کے مارسلیز (Marseilles) (جنوبی فرانس کی بندرگاہ) یورپ کی سرزمین میں دعا کرتے ہوئے اترے، ٹکٹ خریدنے اور فرانسیسی قونصل خانے سے ویزا حاصل کرنے کے لئے مارسلیز شہر میں گئے اور ساتھ ساتھ تبلیغی سرگرمیاں بھی سرانجام دیتے رہے۔ ۵راگست ۱۹۱۹ء کو پیرس پہنچے جہاں سے آپ 'بولون' تشریف لے گئے اور فرانس کی سرزمین میں اسلام کا پودا لگنے کی دعائیں کرتے ہوئے گذرے اور اسی روز بخیر و عافیت احمدیہ مشن ہاؤس لندن پہنچ گئے۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔ **۱۲**

احمدیہ مشن۔لندن

ان دنوں لندن مشن ایچ وبل (H.Wabble) سٹیشن کے قریب ۴۔ سٹار سٹریٹ میں واقع ایک سہ منزلہ عمارت میں تھا جس کے بیرونی دروازہ پر زاویہ نما پیتل کی ایک چمکتی تختی پر انگریزی حروف میں Ahmadiyya Movement نمایاں طور پر آویزاں تھا جو ہر آنے

جانے والے کے لئے جاذب نظر تھا۔اس تختی کے برابر شیشے کی دیوار کے پیچھے قادیان سے شائع شدہ قرآن کریم سے نموۃً سورہ فاتحہ چسپاں تھی۔علاوہ ازیں ایک رسالہ A call to truth کے مکمل صفحات لوگوں کی توجہ کا باعث تھے۔نیز احمدیہ لائبریری کا بورڈ بھی نمایاں طور پر آویزاں تھا تا ہر راہ گذر کی توجہ احمدیہ مشن کی طرف مبذول ہو سکے اور وہ معلومات حاصل کرنے کیلئے مشن میں آسکے۔

مشن ہاؤس میں قائم دفاتر

پہلی منزل کے بائیں جانب احمدیہ لائبریری اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا دفتر تھا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب،لندن کا نقشہ،انگریزی عربی کیلنڈر،مقیاس الحرارت،خط وزن کرنے کے کانٹے،مہریں اور مختلف حوالہ جات کی کتب موجود تھیں۔اس عمارت کی درمیانی منزل کا ایک وسیع وعریض کمرہ مسجد کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔اس کے دروازہ پر اوقات نماز لکھے ہوئے تھے۔جگہ کی تنگی کے باعث اسی کمرہ سے لیکچر ہال کا کام بھی لیا جاتا تھا اور یہیں پر اطلاعات شائع کی جاتیں اور خطوط ٹائپ کئے جاتے۔اس ہال کے ایک کونہ میں حضرت نیّر صاحب کا دفتر تھا۔یہ عمارت سات کمروں پر مشتمل تھی۔ [۱۳]

حضرت نیّر صاحبؓ اور حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کی آمد سے پہلے انگلستان میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ خدمات سلسلہ بجالا رہے تھے حضرت نیّر صاحب کی لندن آمد کے بعد حضرت قاضی صاحب ۳۱/اکتوبر ۱۹۱۹ء کو قادیان کے لئے واپس روانہ ہوئے جبکہ حضرت مفتی صاحب مورخہ ۲۶/جنوری ۱۹۲۰ء کو عازم امریکہ ہو گئے۔

حضرت نیّر صاحب قیام انگلستان کے دوران سیکرٹری احمدیہ مشن کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ لہٰذا اس عرصہ میں تبلیغی مساعی کی رپورٹس زیادہ تر آپ کی تحریر کردہ ہیں جو نہ صرف آپ کی بلکہ جملہ مبلغین کی مساعی کی آئینہ دار ہوتیں۔تاہم زیرنظر مقالہ میں صرف ان رپورٹس کو شامل اشاعت کیا گیا ہے جو براہ راست حضرت نیّر صاحب کی مساعی کا نتیجہ ہیں یا ایسی رپورٹس جن میں آپ کی مساعی بھی شامل ہے۔

اشاعت اسلام کی پانچ شاخیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں اصلاح اور اشاعت دین کے لئے مندرجہ ذیل پانچ شاخوں کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔

۱۔تالیف وتصنیف ۲۔اشتہارات ۳۔واردین وصادرین ۴۔مکتوبات ۵۔سلسلۂ بیعت

حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:۔

''اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی ،مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔سو اُس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا'' ۱۴

پانچ شاخوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

''چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف وتصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا......دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکم الٰہی اتمام حجت کے غرض سے جاری ہے......تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین وصادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں ......چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں ......پانچویں شاخ اس کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے۔'' ۱۵

حضرت نیّر صاحب دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں کی جانے والی مساعی ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ پانچ شاخوں کے تابع رکھتے۔

دعوت الی اللہ کا آغاز

حضرت نیّر صاحب نے لندن میں وارد ہونے کے بعد ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اپنے کام کا آغاز بھرپور انداز سے کیا۔ آپ نے وہاں کے معاشرتی، ثقافتی، سیاسی، تمدنی اور مذہبی حالات کا بغور مطالعہ کیا اور ہر طبقہ فکر تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے کوشاں ہو گئے اور انگلستان کے گلی کوچوں سے شاہی ایوانوں تک رسائی حاصل کی اور نہایت احسن اور موثر پیرایہ میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق پائی اور قیام انگلستان کے دوران کبھی آرام کا خیال تک نہ لاتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کا خادم ہوں جس نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے سوال ''حضرت آپ کو پنکھا کروں'' کے جواب میں فرمایا ''مجھے آرام سے مطلب نہیں ایک دن آرام کا آتا ہے۔ خوب آرام ملے گا'' اب کام کام اور اسلام کا پیغام اور ایک اللہ کا نام ہر وقت ہر گھڑی ہر پل تن من دھن کے ساتھ پھیلانے کا وقت ہے۔

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام **انت الشیخ المسیح الذی لایضاع وقتہ** کے مصداق ایک لمحہ ضائع کئے بغیر خدمت دین میں مصروف رہتے۔ قیام لندن کے دوران آپ کی مصروفیات کا محور مشن ہاؤس میں تشریف لانے والے متلاشیان حق سے ملاقاتیں، تالیف قلب، مہمانوں کی مسیح موعودؑ کے لنگر سے ضیافت اور لنگر کا انتظام، نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لئے تعلیمی اور قرآن کلاسوں کا اجرا، ہائیڈ پارک میں پبلک تقاریر، مشن ہاؤس میں اجلاسات، مختلف سوسائٹیوں کے پروگراموں میں شمولیت کے ذریعہ پیغام حق، اشاعت لٹریچر، تقسیم لٹریچر، بادشاہوں، وزراء اور ممبران پارلیمنٹ کو تبلیغ، انگلستان کے علاوہ نائیجیریا، گھانا، جرمنی، ہالینڈ، ناروے اور امریکہ سے نو واردین کو حقیقی اسلام سے آگاہی اور خط و کتابت کے ذریعہ اندرون اور بیرون ملک اشاعت اسلام کا کام تھا۔ آئندہ صفحات مذکورہ بالا مصروفیات کے عکاس ہیں۔

ہائیڈ پارک میں تقاریر

لندن کی ایک بڑی سیر گاہ ہائیڈ پارک کے نام سے مشہور ہے جہاں سیر کے لئے کھلی فضا

ہے لوگوں کی تفریح کے لئے پارک کے وسط میں بینڈ بجتا ہے۔ بنچ اور کرسیاں جا بجا پڑی ہوتی ہیں۔اس میں ایک مصنوعی جھیل بھی ہے جس میں بچے تیرتے اور بادبانی کھلونا کشتیوں کے ساتھ جہاز رانی سیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کثرت سے لوگ دن بھر کی تھکن دور کرنے کے لئے سیر کرنے یہاں آتے ہیں۔اس پارک کے Speech Corner پر اُن دنوں مختلف فرقوں کے عیسائی، دہریہ اور سیاسی جماعتوں کے واعظ تقاریر کرنے آتے تھے۔تفریح کے اس ماحول میں حضرت نیّـــر صاحب بھی پارک میں تشریف لے جاتے اور کسی اونچی جگہ پر یا کسی ممبر کو سٹیج بنا کر کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو اسلام کی تعلیم سے آ گاہ کرتے۔حضرت نیّـــر صاحب ان تقاریر کو ''کھلی ہوا کی تقاریر'' کا نام دیا کرتے تھے۔آپ کی یہ تقاریر بہت مقبول ہوتیں۔سینکڑوں کی تعداد میں لوگ تقاریر میں شامل ہوتے اور بڑی دلچسپی کے ساتھ سوالات کرتے اور جواب سے محظوظ ہوتے۔ بسا اوقات یہ تقاریر مباحثات کا رنگ اختیار کر جاتیں۔آپ کی یہ تقاریر مستقل رابطہ کا باعث بنتیں اور صدہا سعید روحیں ان تقاریر کے ذریعہ حقیقی اسلام سے متعارف ہوئیں اور انہیں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ کی یہ تقاریر اس قدر دلچسپی کا باعث ہوتیں کہ لوگ بارش میں چھتریاں اوڑھے تقریر سننے کے لئے کھڑے رہتے مگر بعض شر پسند لوگ انگلستان جیسے مہذب ماحول میں بھی آپ کی تقاریر کے دوران شور وغل کرتے اور تقاریر کی افادیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے مگر وہ سامعین جو آپ کی تقاریر سے لطف اندوز ہوتے تھے وہ ان شر پسند عناصر کو خاموش کرا دیتے۔آپ بالعموم ہفتہ میں دو بار یعنی ہفتہ اور اتوار کو ہائیڈ پارک میں تقاریر کے لئے جاتے۔ہائیڈ پارک کی ان دلچسپ اور اثر انگیز تقاریر سے چند ایک واقعات درج ذیل ہیں:۔

تعجب انگیز باتیں

ایک دفعہ ہائیڈ پارک کے باہر دروازہ پر جہاں تقاریر ہوا کرتی تھیں وہاں ایک انگریز یہودی نے حضرت نیّـــر صاحب سے ہندوستان کے لوگوں کی پگڑیوں کے حالات پوچھنے شروع کئے اور پھر مسلمان، محمڈن اور مسلم میں فرق کے بارے میں سوال کیا۔حضرت نیّـــر صاحب ان

سوالات کے جواب دے رہے تھے کہ لوگوں کا ایک جم غفیر چاروں طرف جمع ہو گیا اور سوال پر سوال ہونے لگا۔ یہاں تک کہ مسلمان اور عیسائیوں میں کیا فرق ہے اور حضرت مسیحؑ کی وفات، کشمیر میں آمد اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی بھی تفصیل سے زیر بحث آئے اور اکثر لوگ Wonderful 'تعجب انگیز باتیں' کہہ کر رخصت ہوئے۔ ۱۶

''سبز پگڑی'' تبلیغ کا ایک ذریعہ

حضرت نیّــــر صاحب ہمیشہ سبز پگڑی، اچکن یا بڑا کوٹ زیب تن فرماتے۔ آپ کا یہ لباس اور وضع قطع احمدی مبلغ کی پہچان تھا۔ بسااوقات آپ کا یہ لباس تبلیغ کا باعث بن جاتا۔ ذیل میں چند ایک واقعات درج کئے جاتے ہیں حضرت نیّــر صاحب ایک دلچسپ مکالمہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

لیڈی (میری سبز پگڑی دیکھ کر) کیا آپ سلسلہ احمدیہ سے ہیں۔

نیّر۔ ہاں میڈم! احمدی مبلغ ہوں۔

لیڈی۔ کیا آپ اسی موعود کا انتظار کرتے ہیں جس کا مسز بسنٹ اعلان کر رہی ہے

نیّر۔ نہیں! فرق یہ ہے کہ مسز بسنٹ انتظار کراتی ہے۔ ہم بتاتے ہیں کہ وہ آ چکا اور اسی کے اسم مطہر پر ''احمدیہ موومنٹ'' ہے۔

لیڈی۔ ویل! میرے پاس تمہارا لٹریچر ہے۔ میں پڑھوں گی اور کبھی آپ کے پاس آؤں گی۔ اور کیا تمہارا خدا یہاں رہتا ہے؟

نیّــر۔ میڈم میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارا خدا کمزور انسان نہیں۔ نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ مگر آپ کا منشاء شاید یہ ہے کہ ہمارا سردار اور بانی سلسلہ

لیڈی۔ ہاں ہاں وقت نہیں پھر سہی۔ گوڈ بائی۔

نیّر۔ بہت اچھا! ضرور پھر آئیں۔ گوڈ بائی ۱۷

سبز پگڑی کے ذریعہ تبلیغ بننے کے مزید واقعات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔

(i) ''کینز نگٹن نام ایک سیر گاہ ہمارے مکان کے قریب ہے۔ وہاں میں اکثر صبح کو جاتا ہوں۔ ایک انگریز ہندوستانی (زبان) میں مخاطب ہو کر باتیں کرنے لگا۔ مجھے موقع مل گیا۔ میں نے تقریر شروع کر دی۔ خاصہ مجمع ہو گیا اور الحمدللہ کہ خوب تبلیغ کا موقع ملا۔ راستہ چلتے چلتے ایک شخص نے پوچھا'' کیا آپ قسمت بتا سکتے ہیں'' میں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور قسمت بتانے کی بجائے ''قسمت بنانے'' کی تعلیم کا پتہ دینا شروع کر دیا۔ ۱۸

(ii) ''ہائیڈ پارک میں ایک روز پگڑی باندھے سیر کو جا رہا تھا۔ دور سے آواز آئی **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** ۔ میں نے پھر کر دیکھا تو ایک نوجوان انگریز پکار رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا تو اس نے بتایا کہ میں ملک شام میں گیا تھا۔ ترکوں کو دیکھا ہے۔ گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہ یہودی ہے۔ اس کو یہودیت عیسائیت اور اسلام کا فرق بتایا۔ اتنے میں اِدھر اُدھر سے لوگوں کا مجمع ہو گیا اور اکثر سن کر کہتے تھے۔ Interesting دلچسپ ہے۔'' ۱۹

ہائیڈ پارک میں ایک مباحثہ کا احوال

ایک جمعۃ المبارک کے روز ہائیڈ پارک میں حضرت نیّر صاحب کا ایک رومن کیتھولک پادری سے مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب سے گفتگو کے دوران آپ کے سب سے بڑے موید مسٹر و مسز ویلش نام عالمی خاندان انگریز مرد و عورت تھے۔ اس موقع پر حسب ذیل مکالمہ ہوا۔ حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک یہودی عورت مجھے مخاطب کر کے۔ اوہ عیسائی مذہب کچھ نہیں۔ کیتھولک مذہب سب سے زیادہ گندہ ہے۔ ایک لمبی داڑھی والے پادری صاحب یہودی عورت سے تم کو کیتھولک مذہب کی کون سی بات ناپسند ہے۔ اعتراض کرو اور جواب لو۔

(یہودیہ جواب دے ہی رہی تھی کہ پادری صاحب بول اٹھے)

پادری صاحب۔ کیا تم نے مذاہب کا مقابلۃً مطالعہ کیا ہے؟ یہود یہ کے جواب سے قبل میں بول اٹھا۔

نیّر۔ ہاں میں نے کیا ہے۔ آیئے جواب پائیں۔

پادری۔ آپ فرمائیں کس مسئلہ پر اعتراض ہے۔

نیّر۔ ذرا تثلیث کی ہی تشریح فرمادیں۔

پادری صاحب (کئی دفعہ سوال وجواب کے بعد) یہ مسئلہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

نیّر۔ گویا یہ ہم انسانوں کے لئے نہیں، آدم کی اولاد کے لئے نہیں، کسی اور مخلوق اور کسی دوسرے جہاں کی آبادی کیلئے ہے۔

مسز ویلش۔ ہاں ہاں بوڑھے آدمی اس جنٹلمین کی بات کا جواب دو۔ میں خود چودہ برس کی عمر تک کیتھولک تھی۔ تمہارے پول کو خوب جانتی ہوں۔

پادری صاحب۔ چودہ برس میں تم سمجھ گئیں خوب۔

مسز ویلش۔ سن لے۔ عورتوں سے ہوش کے ساتھ بات کر۔

اور اس شریف آدمی (خاکسار) کی بات کا جواب دے۔ سمجھ سے بالاتر کے معنی بالفاظ دیگر یہ ہیں کہ "غیر معقول ہے"

پادری۔ دومرد اور ایک عورت۔

نیّر۔ یہ شریف انگریز مرد اور یہ شریف انگریز عورت ہے۔ تعلیم یافتہ ہیں، آزاد ہیں، سچائی کے حامی ہیں، اگر تمہارے پاس کوئی معقول بات ہے تو جواب دو۔ یہ تمہاری تائید کرینگے۔

پادری۔ تم بڑے ہوشیار ہو۔ یہ تمہاری خوب چال ہے

ایک بڑھیا عورت پیچھے سے۔ میں خدا کے نہایت سچے مذہب کیتھولک چرچ سے ہوں۔ یہ (مسٹر ومسز ویلش) دہریہ ہیں۔

مسٹر ویلش۔ بڑھیا! تم نے شراب پی ہے نا۔

نیّر۔ دوستو! اب خاموش! اچھا ہاں پادری صاحب چلو تثلیث کا مسئلہ ان سمجھدار انگریزوں

کی سمجھ سے بالاتر ہے۔زمین والوں کے لئے نہیں۔کسی اور مخلوق کے لئے ہے تو پھر ''خدا کے بیٹے'' کی ذرا تشریح کر دیں۔

پادری صاحب۔جیسا بائبل کہتی ہے۔

نیّر۔بائبل میں تو خدا کے بہت سے بیٹے ہیں

پادری صاحب! نہیں نہیں جس طرح گرجا تعلیم دیتا آیا ہے۔

نیّر۔میں جانتا ہوں کہ تم رومن چرچ کے لوگوں کی نظر میں بائیبل کی عظمت نہیں۔

پادری صاحب۔اچھا اچھا! مسیح نے تکالیف اٹھائیں اور ہماری خاطر سے جان دی۔ وہ ہمارا نجات دہندہ خدا ہے۔

نیّر۔خدا چھوڑ کر وہ تمہارے اقوال و اعتقادات کی رو سے کامل انسان بھی ثابت نہیں ہوتا۔تکالیف اٹھا کر اخلاق کامل و اعلیٰ نمونہ دکھانے والا ایک محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

پادری۔اوہ! محمدؐ نے کبھی تکلیف نہیں اٹھائی۔

مسز ویلش۔تم ناواقف ہو تم نہیں جانتے۔وہ بہت دکھ دیئے گئے۔

اس کے بعد پوپ کے منصب اور عیسائیت کے مختلف غلط عقائد پر باتیں ہوتی رہیں اور پادری صاحب نے آخر میں جھنجھلا کر کہا۔اچھا تم بتاؤ۔محمدؐ نے کن غلطیوں کی اصلاح کی۔''

اب اللہ نے مجھے موقع دیا اور میں نے وفات مسیح کے مسئلہ میں یہودیوں کے دعویٰ اور مسیحیوں کے اقرار اور محمد رسول اللہ ﷺ کے توسط سے فیصلہ تمام مفصل سنایا اور حضرت احمد نبی اللہ کا پیغام بھی دے دیا۔

پادری صاحب خدا حافظ کہہ کر رخصت ہوئے۔مسٹر و مسز ویلش کا ایڈریس لیا اور شکریہ کر کے واپس آ گیا۔ ۲۰

ہائیڈ پارک میں تقاریر کے اثرات

مسٹر صادق جیمز ولیم لیڈر ایک تعلیم یافتہ اور معزز انگریز حضرت نیّر صاحب کی ایک

تقریر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ آپ کی نہایت پر جوش تقریر تھی جس نے مجھے توجہ سے سننے والا شخص بنا دیا۔ میں نے جو کچھ آپ کی زبان سے سنا اس سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام اللہ کی توحید کو تسلیم کرنے والے ہر مذہب کی خوبیوں کو برقرار رکھتا ہے۔ یا یوں کہو کہ آپ خوبیوں کو قائم رکھتے اور بگڑی باتوں کو ترک کرتے ہیں۔ کئی برس ہوئے کہ میں رومن کیتھولک تھا اور پادری مقرر ہونے والا تھا۔ لیکن پادریوں کے لئے غیر شادی شدہ ہونے کی شرط اور ''اقرار گناہ'' کے عقیدہ سے میں متفق نہ ہو سکا۔ نہ ہی میں اس بات کو تسلیم کر سکا کہ یسوع دوسرے اچھے انبیاء سے جو اس سے قبل گذر چکے ہیں کسی طرح بہتر تھا۔ میں اب کسی گرجا سے تعلق نہیں رکھتا اور نام نہاد گرجا اب ایسی سخت فرقہ بندیوں میں مبتلا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے کوسوں دور ہیں۔ میں وسیع القلب ہوں۔ خدائے واحد پر ایمان رکھتا ہوں اور اسے تمام جہانوں کا خالق مانتا ہوں۔ رنگ میرے راستہ میں کوئی روکاوٹ نہیں۔ میرے نزدیک تمام مرد، مرد اور عورتیں، عورتیں ہیں خواہ وہ کسی رنگ اور کسی نسل سے تعلق رکھتی ہوں۔

میں ہمیشہ سے حق کا متلاشی رہا ہوں اور میں اس خیال سے باز نہیں رہ سکتا کہ آپ کو اللہ نے میری رہنمائی کیلئے راستہ میں لا کھڑا کیا۔ میں خوش ہوں گا اگر آپ اسلام کے پورے مطالعہ میں میری امداد کریں۔ (اردو ترجمہ)

آپ کا بہت صادق جیمز ولیم لیڈر۔ ۲۱

ہائیڈ پارک کی ایک تقریر کی کیفیت حضرت نیّر صاحبؓ کے الفاظ میں ہی تحریر کی جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''گذشتہ اتوار کو صبح کی کھلی ہوا میں لیکچر دیئے جانے کے بعد جب کہ دو گھنٹہ تک حضرت نبی کریم ﷺ کے متعلق بائبل کی پیشگوئیوں پر گفتگو رہی اور حاضرین نے نہایت خوشی سے سنی۔ میرے پلیٹ فارم کے دائیں طرف ایک مسیحی مقرر نے بائیبل ہاتھ میں لے کر اسلام کے خلاف تقریر شروع کر دی اور رسول کریمؐ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ میں پندرہ منٹ سن

کر پھر پلیٹ فارم پر چڑھ گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے متعصب مسیحی واعظ کو اس طرح آڑے ہاتھوں لیا کہ حاضرین خوش اور غریب معترض اور اس کے ہمراہی دریائے رنج میں غرق ہو کر کھسیانے ہو گئے۔ میں ایک طرف سے دشمن کا قافیہ تنگ کر چکا تھا کہ پلیٹ فارم کی دوسری طرف سے ایک اور مقرر نے تقریر شروع کر دی اور گالیاں دینی شروع کیں۔ چونکہ یسوعی لوگ یہودیوں سے بھاگتے ہیں اس لئے میں نے ایک یہودی کو پرستار مسیح کے مقابلہ پر بھیج دیا اور یہودیوں کے اعتراضات سے مسیحی لوگ اس قدر گھبراتے ہیں کہ ان کو جان چھڑوانی مشکل ہو جاتی ہے۔ غرض اس طرح آئے دن کفر سے مقابلہ اور باطل سے پیکار رہتی ہے۔" ۲۲

رؤیا کی بناء پر قبول احمدیت

ایک ہندوستانی نوجوان جو لندن میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہے تھے حضرت نیّر صاحب کی ایک تقریر میں شامل ہوئے۔ تقریر کے اختتام پر انہوں نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر کیا کہ انہوں نے خواب میں یہ دیکھا کہ حضرت نیّر صاحب سبز عمامہ پہنے انہیں وعظ کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک فارسی کتاب ہے جس کی نسبت ان کو کہا گیا کہ یہ حضرت احمد مسیح موعود کی کتاب ہے۔ یہ نوجوان پہلے سے ہی اخلاص رکھتے تھے اس رؤیا کے بعد انہوں نے کہا کہ آج رات سے مجھے احمدی شمار کیا جائے۔

حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں کہ میری اس تقریر میں ایک ہندوستانی تاجر بھی شامل تھے۔ تاجر موصوف نے اس بات کا اظہار کیا کہ "ولایت میں آ کر میرے خیالات پر بھی اثر ہو رہا ہے اور طبیعت احمدیت کی طرف مائل ہے۔" ۲۳

آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
(درثمین)

یورپ کا آئندہ مذہب

آپ کی ان ''کھلی ہوا'' کی تقاریر کا ذکر کبھی کبھی اخبارات میں بھی ہوتا رہتا۔لندن کا ایک مشہور اخبار ڈیلی گرافک لکھتا ہے۔

''عیسائی منبر کے نزدیک ایک آدمی مشرقی لباس اور پگڑی میں محمدیت کا وعظ پورے جوش کے ساتھ کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یورپ کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔میں نے اس کے منبر کے سامنے کی طرف لکھی ہوئی عبارت کا مطالعہ کیا اور معلوم کیا کہ وہ احمد کا خادم ہے اور ''احمد'' جیسا کہ مقرر نے بتایا اللہ کا نبی تھا جو بنی نوع انسان کی ضرورت شاقہ کے وقت مشرق میں مبعوث ہوا۔ احمد کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ ۲۴

ہائیڈ پارک کی تقاریر ایک انگریز مصنف کی نظر میں

مسٹر جیمز سٹوئرٹ (ایک انگریز مصنف) نے ہائیڈ پارک میں تقاریر سے متعلق ایک کتاب بعنوان Hyde Park orators and audience (ہائیڈ پارک کے مقررین اور سامعین) شائع کی۔مصنف موصوف ہائیڈ پارک میں حضرت نیّر صاحب اور دیگر مقررین کی تقاریر میں شامل ہوتے اور ان تقاریر کے نوٹس لیتے تھے۔مصنف نے اپنی اس کتاب میں حضرت نیّر صاحب کی تقاریر اور اس سوال و جواب کا خاص طور پر ذکر کیا۔مسٹر سٹوئرٹ لکھتے ہیں۔

''وہ سبز عمامہ پوش کون ہے؟ جو ایک اجنبی زبان میں دلکش کلام پڑھ رہا ہے اور جس کے گرد لوگ ادھر ادھر سے آ کر جمع ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہ دوست ہندوستانی ہے۔غیر ملکی زبان کا سریلا کلام ختم ہو چکا ہے۔اب ہمارا مقرر فصیح انگریزی میں اپنا مذہب بیان کرنے لگا ہے۔''

اس کے بعد مصنف نے حضرت نیّر صاحب کی ایک تقریر کا خلاصہ اور سوال و جواب درج کیئے۔

ہائیڈ پارک کی یاد

حضرت نیّر صاحب کو یہ کتاب مئی ۱۹۲۶ء میں قادیان میں موصول ہوئی۔ آپ نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ایام رفتہ کی یاد میں فرمایا:۔

''یہ کتاب مجھے وہ دن یاد دلاتی ہے جب میں گھنٹوں بولنے کے بعد چُور ہو جاتا اور اتنا تھکتا کہ بعض وقت چلنا بھی دشوار تھا اور لوگوں کو بے توجہ پا کر نہایت رنجور اور غمگین ہوتا اور کبھی کبھی مایوسی دور سے اپنی بھیانک شکل دکھاتی جسے میں ایمان کا لٹھ دکھا کر واپس کر دیتا تھا۔ یہ کتاب ہر مذہب وملت کے پیرو پڑھتے ہونگے اور ان کو میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا علم ضرور ہوتا ہوگا اور اس طرح گویا ''تیر اور گیسٹ'' کی مثال صادق آ گئی جو کبھی خطا نہیں جاتے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ۲۵

اشاعت وتقسیم لٹریچر

یہ ذرائع تبلیغ میں سے ایک اہم ذریعہ ہے جسے حضرت نیّر صاحب اس وقت کی ضرورتوں اور وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے بروئے کار لاتے۔ آپ نے اشاعت اسلام کے لئے کثیر تعداد میں لٹریچر اور پمفلٹ شائع کروائے اور انہیں لوگوں تک پہنچایا۔ اشاعت لٹریچر کے سلسلہ میں آپ بازاروں، پارکوں، شاہراہوں، گلی کوچوں، ٹرین، بس میں یا بس کی چھت پر لٹریچر کا تھیلہ ہاتھ میں لئے لوگوں میں تقسیم کرتے نظر آتے۔ تقسیم لٹریچر کے یہ واقعات قیام لندن کے تمام عرصہ پر محیط ہیں تاہم بطور نمونہ چند ایک واقعات درج ذیل ہیں۔

تقسیم لٹریچر اور ڈاکٹر فہمی برکات وچ کو تبلیغ

شاہ ایران کی آمد پر وکٹوریہ اسٹیشن کے دروازہ پر مرد اور عورتوں کی کثیر تعداد جمع تھی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت نیّر صاحب اور حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب

نے کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔اس موقع پر بوسنیا کے ایک باشندے مکرم ڈاکٹر فہمی برکات وچ (جو سروین حکومت کی طرف سے انگریزی پڑھنے آئے ہوئے تھے) سے بھی ملاقات ہوئی۔ ازاں بعد ان سے ایک مستقل رابطہ ہو گیا اور وہ احمدیہ مشن آنا شروع ہو گئے اور انہیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے روشناس کرایا گیا۔ ۲۶

لٹریچر کی تقسیم میں آپ کو بعض اوقات مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا اور بعض لوگ لٹریچر لینے سے انکار کر دیتے۔ایک دفعہ ایک بڑھیا عورت کو آپ نے Call to truth (یعنی صداقت کی طرف دعوت) کا ایک نسخہ پیش کیا۔اس نے لینے سے انکار کر دیا اور بولی ''میں کیتھولک ہوں اور میرا مذہب سچا ہے'' اس پر نیّر صاحب نے جواباً کہا کہ آپ کا مذہب کچا اور بودا ہے جسے سچائی کے حملہ کا فکر ہے بالآخر وہ پمفلٹ لئے بغیر چلی گئی۔ ۲۷

اس قسم کے انکار کے باوجود آپ نے کبھی ہمت نہ ہاری اور نہ ہی دلبرداشتہ ہوئے بلکہ خداتعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھا۔

تقسیم لٹریچر کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

'' مولوی عزیز الدین صاحب ۲۸ (سکنہ گوجرانولہ) ۲۹ جو اپنے اخلاص، محبت اور جوش تبلیغ کے لئے قابل رشک ہیں میرے ساتھ سوار تھے۔لٹریچر کا تھیلا میرے ساتھ تھا۔گاڑی کی چھت پر Call to truth کے چند پرچے تقسیم کئے اور ایک نوجوان مسیحی متلاشی حق جھٹ پاس آ بیٹھا اور سوال کیا Who is Ahmad? اب تبلیغ کا موقع ملا اور پیغام حق خدا کے فضل سے پہنچا دیا گیا۔اسی طرح بس کا کنڈیکٹر آیا اور ٹکٹ فروخت کیا اور ٹکٹ کے دام دے کر اس کو ایک رسالہ Thank you (تھینک یو) کہہ کر دے دیا اور یہ جملہ ساتھ بول دیا۔ ''آپ نے پیسے لے کر ٹکٹ دیا میں مفت ٹکٹ دیتا ہوں یہ لیجئے اور میرا تھینک یو بھی واپس آ گیا اور کام بھی ہو گیا۔'' ۳۰

مکتوبات کے ذریعہ پیغام حق

حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ اسلام کی عظیم ترمہم کی چوتھی شاخ ''مکتوبات'' بیان فرمائی

ہے۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

’’چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔‘‘ ۳۱

حضرت نیّر صاحب اپنے قیام انگلستان کے دوران مکتوبات کے ذریعہ دعوت الی اللہ کا پیغام اکناف عالم تک پہنچاتے رہے اور لندن کو مرکز بنا کر دنیا کے مختلف ممالک تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔آپ نے خط وکتابت کے ذریعہ ہالینڈ، جرمنی، ڈنمارک، ناروے، ایران، افریقہ کے مختلف ممالک اور امریکہ میں حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے نتائج حاصل ہوئے۔آپ فرماتے ہیں۔

’’ہمارے کام کی اس شاخ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا مفید کام ہو رہا ہے۔اکثر متلاشیان حق دنیا کے کناروں سے حق جوئی کے لئے لکھتے رہتے ہیں اور جو کچھ لٹریچر میسر آتا ہے ان کو بھیج دیا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی نسبت بعض قلوب میں تحقیق کا جوش ہے۔‘‘ ۳۲

خط وکتابت کے ذریعہ پیغام حق پہنچانے کی مساعی کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ افریقہ سے واپس تشریف لانے کے بعد قریباً ایک سال کے عرصہ میں آپ نے دو ہزار ایک سو بانویں (۲۱۹۲) خطوط لکھے اور ہر ہفتہ کم ازکم ساٹھ خطوط لکھنا تو آپ کا معمول تھا۔

بادشاہوں، وزراء اور رؤساء کو تبلیغی خطوط

حضرت نیّر صاحب کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات نمایاں طور پر اجاگر ہوتی ہے کہ آپ ہر جگہ اور ہر ملک میں عوام الناس سے پیار، محبت اور خلوص کے تعلقات رکھنے کے ساتھ ساتھ صاحب اقتدار طبقہ سے بھی اچھے مراسم اور تعلقات پیدا کر لیتے اور مناسب مواقع پر انہیں پیغام حق نہایت احسن پیرایہ میں پہنچاتے۔

وزیر اعظم برطانیہ کی خدمت میں ’’عہد نامہ صلح‘‘

۱۹۲۰ء کے آغاز میں آپ نے برطانوی وزیر اعظم کی خدمت میں ایک ٹریکٹ ’’عہد نامہ صلح‘‘ ارسال فرمایا۔ اس خط میں آپ نے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ برطانوی فتح حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔ اس پیشگوئی کا پورا ہونا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ اس کے جواب میں جناب وزیر اعظم برطانیہ کے سیکرٹری کی طرف سے درج ذیل جواب موصول ہوا۔

’’جناب وزیر اعظم نے مجھے ہدایت دی ہے کہ میں آپ کے خط اور ریزولیوشنز کے متعلق مبارک باد بتقریب تصدیق عہد نامہ صلح کا شکریہ ادا کروں۔ آپ کا وفا کیش (ای جونس)

۳۳

اسی طرح آپ نے ایک خط ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کے دورہ امریکہ سے واپس تشریف لانے پر بطور مبارکباد ارسال فرمایا۔ یہ خط آپ نے جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے بھجوایا۔ اس میں آپ نے سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اس خط کے جواب میں ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کے پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے حسب ذیل جواب موصول ہوا۔

’’جناب من! پرنس آف ویلز نے مجھے ہدایت دی ہے کہ میں ان کی طرف سے آپ کے ان جذبات خیر خواہی کا جن کا آپ نے اپنے خط میں اظہار کیا ہے۔ شکریہ ادا کروں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری) ۳۴

وزیر اعظم انگلستان کی خدمت میں مبارکباد

۶ / دسمبر ۱۹۱۹ء کو وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائڈ جارج کے زمانہ وزارت کا تیسرا سال پورا ہوا۔ اس پر بھی آپ نے ان کو مبارکباد کا خط لکھا اور سلسلہ عالیہ کی تعلیمات کا مختصراً ذکر فرمایا۔ نیز

ان سے مخلوق خدا کے ساتھ بلا تمیز رنگ وملت انصاف کرنے کی پالیسی پر مداومت کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔اس کے جواب میں وزیر اعظم موصوف کے سیکرٹری نے درجہ ذیل خط ارسال کیا۔

''جناب وزیر اعظم نے مجھے ہدایت دی ہے کہ میں آپ کے خط کی رسید دوں اور آپ کی محبت بھری مبارکباد کا شکریہ ادا کروں، مسٹر لائڈ جارج آپ کے کلمات خیر خواہی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔آپ کا خیر اندیش۔

(ایف مابل سٹونس) ۳۵

پہلی خاتون ممبر پارلیمنٹ کی خدمت میں مبارکباد کا پیغام

حضرت نیّر صاحب نے برطانوی پارلیمنٹ کی پہلی خاتون ممبر ''مس لسٹر'' کے انتخاب پر مبارکباد کی چھٹی لکھی اور اس میں بتایا کہ قرآن پاک نے کس طرح عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔کس طرح عورتوں کو سوسائٹی میں اعلیٰ درجہ دیا ہے۔یہ بھی لکھا کہ قرآن کی ایک سورۃ (النساء) عورتوں کے نام پر ہے۔اس کے جواب میں لیڈی موصوفہ نے مندرجہ ذیل خط ارسال کیا۔

''میرے انتخاب پر آپ نے جو خط لکھا ہے اس کا میں بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ مجھے بڑی عزت دی گئی ہے۔مگر ساتھ ہی احساس ہے کہ بہت بڑی ذمہ داری میرے کندھوں پر ہے۔میں امید کرتی ہوں کہ میں حسب استطاعت پوری کوشش کروں گی اور اپنے تئیں اس عزت کی مستحق ثابت کروں گی۔(آپ کی مخلصہ لیڈی لسٹر)'' ۳۶

ہز میجسٹی شاہ ایران سے ملاقات

۱۹۱۹ء کے اواخر میں شاہ ایران احمد علی شاہ قاچار انگلستان کے دورہ پر تشریف لائے۔ اس موقع پر قیصر ہند و شاہ انگلستان نے ہر طرح اپنے معزز مہمانوں کی خاطر مدارات کا اہتمام کیا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے شاہ موصوف کا خیر مقدم اور مسلمانان ہندوستان کی

محبت کا اظہار کرنے کے لئے ایک وفد بکھنگم پیلس میں حاضر ہوا۔ جناب اصفہانی سیکرٹری مسلم لیگ کی دعوت پر حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب اور حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب بھی اس وفد میں شامل ہوئے۔شاہ ایران سے ملاقات کرتے وقت رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی نے مبلغ احمدیت کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کروایا۔

''مولوی عبدالرحیم عالمے اسلام است''

آپ نے شاہ سے مصافحہ کرتے وقت بارک اللہ کہا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل کو مسیح موعودؑ کی تعلیم کے نور سے منور کرے۔ ۳۷

ممبران پارلیمنٹ کو تبلیغ اسلام

نومبر ۱۹۱۹ء میں آپ کو برطانوی پارلیمنٹ کی تاریخی عمارت میں جانے کا موقع ملا اور خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ عزت بخشی کہ آپ کو بطور خاص Special Gallery میں جگہ پیش کی گئی۔اس موقع پر آپ نے وہاں بیٹھ کر نہ صرف دیوان عام کو دیکھا، انگریزوں کے لئے دعائیں کیں بلکہ وہاں سے امراء، وزراء اور ممبران پارلیمنٹ کو اس مشن کا پیغام دیا جس کے لئے حضرت احمد علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور جس کے پہنچانے کے لئے احمدی مبلغین اس ملک میں مقیم ہیں۔ ۳۸

ہندوستان کے افسران سے ملاقات

جلسہ ''فتح'' کے جلوس میں شامل ہونے کے لئے ہندوستان سے کئی افسران اور سردار لندن تشریف لائے جنہیں پرانے شاہی محل ہمپسٹن کورٹ کے نزدیک دریائے ٹیمز کے کنارے کیمپ میں رکھا گیا تھا۔ان میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ بھی تھے۔حضرت مفتی صاحب اور حضرت نیّر صاحب ان سے ملنے کے لئے گئے جہاں کئی سرداروں نے دو گھنٹہ تک اسلام

وسلسلہ کے متعلق سوالات کئے۔ ۳۹

قبول اسلام واحمدیت

انگلستان میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے ذریعہ متعدد سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئیں۔ان خوش نصیبوں کا مختصر ذکر درج ذیل ہے۔حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ادنیٰ کوششوں کا نتیجہ ہفتہ رواں میں یہ ہوا کہ ایک معزز صاحب مال خاتون اس عاجز کے ذریعہ احمدی مسلمان ہوکر سیدنا محمود احمد کی غلامی میں داخل ہوئی۔اس خاتون کا نام اینی مے تھا اور اسلامی نام میں نے عائشہ رکھا ہے۔اس کے علاوہ عاجز اور حضرت مفتی صاحب کی تبلیغ سے دو عرب حاجی علی موسیٰ اور حاجی حسن احمدی ہوئے ہیں۔ حضرت کی خدمت اقدس میں ان کی درخواست ہائے بیعت بھجوادی ہیں۔ ۴۰

ایک اور نو مبائع کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

ایک نوجوان علی محمد ہندوستانی جو مفتی صاحب کو چچا کہتا ہے وہ زیر تبلیغ تو پہلے ہی تھا مگر اس عاجز کی تحریک و تبلیغ سے حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر ایمان لایا ہے۔باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتا ہے بیعت کرنے کے دن پانچ شلنگ چندہ دیا اور آئندہ حسب توفیق چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ ۴۱

گاڑی۔ایک لیکچر ہال

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ مورخہ ۸/۱ اکتوبر ۱۹۱۹ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے فرشتے کام کررہے ہیں۔مسیحیت کا محل کھوکھلا ہو چکا ہے۔لوگ سنتے ہیں اور توجہ سے سنتے ہیں۔چنانچہ اسی ہفتہ آپ کے اس خادم پر لندن کی بڑی موٹر گاڑی میں مذہب پر سوال ہونے شروع ہوگئے۔عورتیں اور مرد نہایت شوق سے ہمہ تن گوش ہوکر سنتے رہے

گویا گاڑی ایک لیکچر ہال تھا۔ ۴۲

آٹھ عرب اور صومالین احباب کا قبول حق

حضرت نیّر صاحب اپنی ایک رپورٹ میں عرب اور صومالیہ سے تعلق رکھنے والے ۸۔احباب کے قبول احمدیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

''اتوار کے روز چند عرب اور صومالی مسلمان ملاقات کے لئے آئے۔اور آدھ گھنٹہ تک سلسلہ عالیہ کے متعلق اس عاجز سے سنتے رہے۔وفات مسیح، بعثت مسیح موعود کے مسائل کو توجہ سے سن کر ان لوگوں نے حق کو قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے۔ان کی دستخطی تحریریں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بھجوا دی ہیں۔ ان لوگوں نے ایک پونڈ، ۲ شلنگ، ۶ پنس سلسلہ کے اخراجات کے لئے چندہ دیا۔ جزاھم اللہ اور آئندہ چندہ بھیجتے رہنے کا اقرار کیا۔ان آٹھ احمدی احباب کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) یوسف عماد (۲) عبداللہ ابراہیم (۳) عبداللہ واہم (۴) علی آدم (۵) فارح عبداللہ (۶) اے محمد (۷) محمد فارح (۸) محمد علی ۴۳

ایک نائیجیرین رئیس کا قبول اسلام

نائیجیریا کے پرنس ٹامس ایک مسیحی رئیس زادہ جو ایک عرصہ سے احمدی مبلغین کے زیر تبلیغ تھے۔آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری تشفی کے بعد اسلام لے آئے۔ان کا اسلامی نام احمد ابراہیم رکھا گیا۔حضرت نیّر صاحب نے ان کے بارے میں حسب ذیل نوٹ تحریر فرمایا:۔

یہ شخص نائیجیریا کے ایک رئیس مسلمان کا لڑکا ہے۔کئی سال سے مسیحی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی دستگیری کی...... مخلص احمدی ہے۔نماز عید میں ہمارے ساتھ شامل ہوا۔ چندہ بھی دیا چونکہ اس عاجز کی تبلیغ سے اس نے اعلان اسلام کیا ہے اس واسطے مجھ سے اظہار محبت کرتا ہے اور کہنے لگا کہ بچپن میں میرے باپ نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ تم باہر جاؤ گے اور وہاں بھی تم کو میری

طرح (باپ کی طرح) کا آدمی ملے گا۔ ۴۴

چھ زبانوں کا عالم احمدیت کی آغوش میں

محمد سلیمان فیتھ جو چھ زبانوں میں مہارت رکھتے تھے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

حضرت مولانا نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ میں ان کے ایک ایمان افروز خط کا ذکر فرمایا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

(بحضور حضرت خلیفۃ المسیح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت اقدس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نہایت خوشی کے ساتھ حضور کو اطلاع دیتا ہوں کہ عرصہ تین برس کا ہوتا ہے جب میں برادرم قاضی عبداللہ صاحب سے پہلے پہل ہائیڈ پارک لندن میں ملا تھا۔ گو میں بطور ایک یہودی طالب حق کے ہمیشہ راستی کا متلاشی رہا ہوں مگر مسیح آخر زمان کی صداقت کا انکشاف اس وقت مجھ پر نہ ہو سکا۔ میں جنگ میں والنٹیئر ہو کر چلا گیا اور پھر بیمار ہو کر واپس گھر آ گیا۔ واپسی کے بعد متواتر برادران مفتی محمد صادق اور قاضی عبداللہ صاحب کے ساتھ خط و کتابت اور میل و ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں نے حال ہی میں ایک رؤیا دیکھی کہ میں ایک چٹان پر کھڑا ہوں اور ایک پاک صورت انسان مشرقی لباس میں اپنا ہاتھ دوسری چٹان پر سے میری طرف پھیلا کر مجھے ایک رسی پکڑنے کا اشارہ کر رہا ہے اور اس وقت قریب تھا کہ میں غرق ہو جاؤں۔"

اس رؤیا کے بعد سے میرا کھانا اور سونا موقوف رہا۔ میں نے بائیبل کے صفحات کی تلاش کی کہ کوئی صداقت میرے اطمینان کے لئے مل جاوے مگر تمام ورق گردانی بے سود ثابت ہوئی۔

۱۷ ستمبر ۱۴۔ سٹار سٹریٹ پہنچا اور برادران عبداللہ و نیّر سے ملا۔ ہم نے اکٹھے چائے پی اور قرآن مجید کی خوبیوں پر گفتگو ہوتی رہی۔ دوران گفتگو میں نے اپنی رؤیا سنائی اور (عبداللہ و نیّر) نے قرآن پاک سے مجھے میری مطلوبہ آیت دکھائی۔ پھر مجھے مقدس حضرت محمود کا فوٹو دکھایا

گیا۔اس فوٹو کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا کہ یہ وہی مقدس وجود ہے جو رؤیا میں مجھ سے مخاطب ہوا تھا۔صرف فرق یہ تھا کہ عالم رؤیا میں آپ کا لباس سفید تھا۔

ان واقعات کے بعد ایک پاک تحریک میرے اندر ہوئی اور ایک آواز نے مجھے کہا کہ ''موت آنے سے قبل اس سچائی کو قبول کرلو۔''

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے خدا کی رسی (حبل اللہ) کو پکڑ لیا ہے اور صداقت کو قبول کرلیا ہے۔ میں نے خداوند واحد سے جو کہ تمام کون و مکان کا ابدالآباد سے اللہ ہے، دعا کی ہے کہ وہ میرے گناہ بخشے۔

اب میں خوش ہوں اور میرے ضمیر پر سے بوجھ اتر گیا ہے اور اب میں اللہ کی عبادت خشیت و عظمت الٰہی اور صداقت اسلام کو مدنظر رکھ کر کر رہا ہوں اور میں التجا کرتا ہوں کہ حضور کی دعائیں اور برکتیں میرے ساتھ ہوں تا کہ میں صداقت کا سچا پیرو ثابت ہوں اور کہ مجھے شیطان کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا ہو اور میں مخالفت و معاندت کی تکالیف کو برداشت کرسکوں، پھر مجھے میری ضروریات بھی اللہ کے جلال کے خزائن سے مہیا ہوتی رہیں۔

حضور کے مقدس ہاتھ پر میں برکت چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے روحانی قوت بخشے اور اس قابل بنادے کہ میں ان تمام لوگوں کو جو مجھ سے ملیں صداقت کا وعظ کرسکوں۔

میں عبرانی، جیڈش، روسی، جرمن، فنش زبانوں پر عبور رکھتا ہوں۔فلیمش (ہالینڈ و بیلجیئم کی زبان) بھی قدرے جانتا ہوں۔ میں خدا کے جلال اور اسلام کی عظمت کا اظہار کرنے کے لئے اپنی خدمات حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کرتا ہوں۔ جس رنگ میں حضور چاہیں میں حاضر ہوں۔ دوسرے عریضہ میں اور زیادہ عرض کروں گا۔حضور کے مقدس ہاتھوں سے ایک سطر کا منتظر اور جلدی کا امیدوار۔اللہ تعالیٰ کے نام پر دعا کا خواستگار۔

۴۵ محمد سلمان فیتھ

مکرم محمد سلیمان فیتھ کے قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اہلیہ راشل فیتھ اور ان کے دو بھائی مکرم ابراہیم فیتھ اور مکرم داؤد فیتھ بھی حضرت مولانا نیّر صاحب اور دیگر

مبلغین کی کوشش سے احمدیت میں داخل ہو گئے ۔ ۴۶

مکرم محمد سلمان فیتھ صاحب کو عیسائیوں کی طرف سے گمراہ کرنے کی کوششیں کی گئیں مگر آپ نہ صرف یہ کہ ثابت قدم رہے بلکہ اسلام کی حسین تعلیم کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے ایک پر جوش داعی الی اللہ بن گئے اور ہائیڈ پارک میں تقاریر کے ذریعہ دوسروں تک پیغام حق پہنچانا شروع کر دیا۔ ۴۷

دیگر اسلام قبول کرنے والوں کے اسماء گرامی

۱۔مسٹر فرنس ولیم اسلامی نام محمود ۴۸

۲۔مسٹر بنز رٹامس اسلامی نام احمد ابراہیم ۔ یہ نوجوان ایک نائیجیرین رئیس مسلمان کا بیٹا تھا قبول اسلام کے بعد اس نے چندہ بھی دیا۔حضرت مولانا نیّر صاحب سے اس کو بہت محبت تھی۔ ۴۸

۳۔مسز میگی رابرٹس اسلامی نام ماجدہ۔ایک سابقہ پولیس افسر۔

۴۔ڈاکٹر جارج سموئیل۔اسلامی نام احمد رکھا گیا۔

۵۔علی محمد

۶۔اوربس بونن ۵۰

پہلا جلسہ جس میں نومبائعین نے ایمان افروز تقاریر کیں

اکتوبر ۱۹۱۹ء میں اتوار کے روز ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس میں انگریز نومبائع محمد سلمان فیتھ نے ایمان افروز تقریر کی ۔ چونکہ اس جلسہ کا پروگرام حسب سابق پہلے مشتہر کر دیا گیا تھا باوجودیکہ لندن کا موسم بہت خراب تھا اور آسمان کہر و دھند سے پر تھا۔دن کے اوقات میں بھی تاریکی کا یہ عالم تھا کہ قریب سے بھی آدمی مشکل سے دکھائی دیتا تاہم اتوار کے مقرر کا نام اور مضمون اس قدر جاذب توجہ ثابت ہوا کہ احمدیہ لیکچر روم پورے طور سے بھر گیا۔اس جلسہ میں

انگلستان، ہندوستان، عرب، صومالیہ، یمن، اٹلی اور ویلز کے نمائندگان شامل ہوئے۔ درس قرآن حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب نے دیا۔ ازاں بعد حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے اس جلسہ کے مقرر محمد سلمان فیتھ کا تعارف کروایا مسز فاطمہ کی تلاوت قرآن کے بعد مسٹر فیتھ نے قبول اسلام واحمدیت کی بارے میں ایمان افروز تقریر کی جس کا سامعین پہ گہرا اثر ہوا۔ ۵۱

نومسلم احمدی خواتین کے اخلاص نامے

حضرت نیّر صاحب اپنی ایک رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہفتہ رواں میں جن احمدی نومسلم خواتین کے خطوط ملے یا ملاقات ہوئی ان کی طرف سے دنیا کے احمدیوں کی طرف مفصلہ ذیل پیغامات ہیں۔

(۱) مس سلمہ نے اپنے خط میں لکھا کہ ’’آکسفورڈ میں بہت مصروف ہوں مگر میرے احمدی احباب دین کے لئے تکالیف اٹھانے اور ثبات قدم رکھنے کے باعث میرے دل کی آنکھ کے سامنے رہتے ہیں۔ میرا سب کو سلام پہنچادیں۔‘‘

(۲) کیتھرین فاطمہ تحریر فرماتی ہیں کہ: ’’میں ایک غریب نومسلم انگریز لڑکی ہوں۔ میں پہلے تو اپنے میاں کی خاطر مسلمان ہوئی تھی مگر اب میں اسلام کی خاطر سے مسلمان ہوں اور احمدیت کی خوبیاں میرے دل میں گھر کر رہی ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ میں اسلام پر تقریر کرنے لگ جاؤں۔ میرا اسلام اور دعا کی درخواست۔‘‘

(۳) جمیلہ کلیرا کارڈن: ’’میں غریب نومسلم انگریز عورت ہوں۔ اپنی حالت پر خوش ہوں اور اپنے مذہب پر نازاں ہوں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک فرد، اپنے پیارے دین کی جاں نثار ہوں۔ بعض تکالیف ہیں دعا کی خواستگار ہوں۔‘‘

(۴) لیلن مریم۔ ’’نماز یاد کر رہی ہوں۔ کاش وہ دن جلد آوے کہ میں قرآن پاک کا ترجمہ اپنی زبان میں کرسکوں۔‘‘ ۵۲

’’مبارک چندہ‘‘ دعوت الی اللہ کا ایک انداز

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ کارگذاری بتاریخ ۱۳؍نومبر ۱۹۱۹ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

’’ولایت میں چندہ وصول کرنے کے کئی طریق ہیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خانہ بخانہ پھر کر چندہ وصول کرتے ہیں ...... مسیح کی آمد کے دن قریب سمجھنے والے فرقہ کا ایک پادری اس عاجز سے ملا اور اپنے مشن کے لئے چندہ مانگا۔ میں اسے اپنے گھر لے آیا اور کرسی پر عزت سے بٹھایا اور خدا کے مسیح کے نشانات سنا کر اور اسلام و مسیحیت کا مقابلہ کر کے اس کو ایک گھنٹہ تک تبلیغ کی۔ پادری صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ میں نے اسے کچھ احمدی لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا اور رخصت کرتے وقت کہا یہ ’’مبارک چندہ‘‘ ہے جو میں نے آج تم کو دیا ہے کیونکہ اسی میں ’’جس کو تم یاد کرتے ہو وہ آ گئے‘‘ کی خبر ہے۔‘‘ ۵۳

مالی نظام کا قیام

نومبائعین میں ابتداء ہی سے مالی قربانی کی روح پیدا کرنے کے لئے آپ نے انہیں مالی قربانی کے فلسفہ سے آگاہ فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام احمدیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آئندہ سے اپنی آمد کے مطابق چندہ ادا کیا کریں گے۔حضرت نیّر صاحب نے اپنی ایک رپورٹ میں تحریر فرمایا۔

’’گذشتہ ہفتہ سے احمدیان لندن نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ آئندہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کے قائم کردہ سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنی آمد سے ہفتہ وار چندہ دیا کرینگے۔بعض احباب نے ہفتہ رواں کا چندہ بھیج دیا ہے اور انجمن کی آمد چار روز میں ۲۰ پونڈ ۴ پنس ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ جو دوست ملنے آتے ہیں یا لیکچروں میں شامل ہوتے ہیں۔ان میں سے اکثر کو فی کس ۱۲؍خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ ۵۴

دسمبر ۱۹۱۹ء میں احباب جماعت لندن نے جو چندہ ادا کیا اس کی فہرست درج ذیل ہے۔

نام	پنس	شلنگ	پونڈ
محمد سلمان فیتھ	۰	۵	۰

سسٹر حنیفہ بیکن	٠	١٠	٠
مسٹر سعید ولن	٠	۵	٠
مسٹر داؤد فیتھ	٠	۵	٠
مسٹر عبداللہ بائملے	٠	۵	٠
مسٹر حسن ٹامس	٠	٢	٠
مس امۃ اللہ کائے	٦	٢	٠
مسٹر اسداللہ شیلے	٠	١	٠
مسٹر بشیر الگزنڈر سہول سالار	٢	١	٠
مسٹر اے۔ ڈی کار	٦	۵	٠
مسٹر ابراہیم ٹامس	٠	١۵	٠
پروفیسر عبدالحی صاحب عرب	٠	١۵	٠
مسٹر اے محمد	٠	١	٠
مسٹر محمد شنکر	٠	٢	٠
مسٹر ایم۔ اسماعیل	٦	٢	٠
مسٹر جی۔ حسین	٦	٢	٠
مسٹر جارج ہیری ٹامس	٢	٠	۴ [۵۵]

سال نو مبارک اور دعا

حضرت نیّر صاحب نے سال ١٩٢٠ء کا آغاز پُر جوش اور رقت آمیز دعاؤں سے کیا۔ یہ دعائیں آپ کے قلب کی ترجمان اور بلند ارادوں کی آئینہ دار ہیں۔ آپ نے نئے سال کا آغاز خدا تعالیٰ کے حضور ان عاجزانہ دعاؤں سے کیا:۔

''اللہ تعالیٰ تجھ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے ہی ہر کام میں مدد چاہتا ہوں۔

پیارے مدد فرما! کام تیرا کام ہے۔ یہ سال سلسلہ کے لئے بابرکت ہو، مشن ترقی کرے، مالی حالت اچھی ہو جائے۔ جماعت اخلاص، اعمال صالحہ اور پابندی اسلام میں کوشاں ہو۔ خدایا! ہر طرح کامیابی وفلاح بخش۔ آمین ثم آمین''

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور نئی خوشخبریوں کے پیش خیمہ کے طور پر نئے سال کے پہلے ہفتہ میں تین خواتین احمدیت میں داخل ہوئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

ا۔ مسز اسوبل ودے۔ ان کا اسلامی نام صالحہ رکھا گیا۔

۲۔ مس مارجرے ایلس مارگن۔ ان کا اسلامی نام خدیجہ رکھا گیا۔

۳۔ مسز ہیٹی ٹامس۔ ان کا اسلامی نام سائرہ رکھا گیا۔

وائسرائے آئرلینڈ اور وزیراعظم برطانیہ کو سال نو کی مبارکباد

برطانیہ میں سال نو کے موقع پر مبارکباد دینے کا عام رواج ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۹۲۰ء میں حضرت نیّر صاحب نے وائسرائے آئرلینڈ اور وزیراعظم برطانیہ کو سال نو کی مبارکباد پر مشتمل خطوط ارسال کئے جس میں اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کا ذکر احسن پیرایہ میں کیا نیز وزیراعظم برطانیہ کی خدمت میں سال نو میں فیصلہ طلب امور پر مشرقی لوگوں کے خیالات کا لحاظ رکھنے اور بندگان خدا سے بلا قید مذہب وملت ورنگ وروپ برطانوی انصاف کا برتاؤ کرنے کی توفیق پانے کی درخواست کے ساتھ سال نو کی مبارکباد پیش کی۔ جس کے جواب میں موصول ہونے والے خطوط درج ذیل ہیں۔

جناب سیکرٹری صاحب وائسرائے آئرلینڈ نے حضرت نیّر صاحب کے نام ایک خط میں تحریر کیا:۔

جناب من! ہزایکسی لینسی نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں آپ کو خط لکھوں اور نہایت

خلوص سے آپ کے مہربانی آمیز خط کا شکریہ ادا کروں اوران کی طرف سے آپ کو بھی سال نو کی مبارکباد عرض کروں۔آپ کا وفا شعار۔

ای۔ایم۔کونسلر اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

وزیراعظم برطانیہ کے نمائندہ مسٹر ایف ایل سٹیونسن کی طرف سے موصولہ خط

۱۰۔ڈاؤننگ سٹریٹ۔وائٹ ہال ایس۔ڈبلیو

۲/جنوری ۱۹۲۰ء

جناب من! مجھ سے وزیراعظم نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں آپ کے ۳۰/دسمبر والے خط کا اور تہنیت سال نو کا بہت بہت شکریہ ادا کروں۔

آپ کا وفا شعار۔ایف ایل سٹیونسن ۵۶

ہفتہ وار تربیتی پروگرام

انگلستان میں اتوار کو عام تعطیل کے باعث کئی ایک تربیتی وعلمی پروگرام تشکیل دیئے جاتے تا لوگ بہ سہولت ان میں شمولیت کرسکیں۔ان دنوں ایک مستقل پروگرام یہ تھا کہ ہر اتوار کو ایک باقاعدہ جلسہ کا اہتمام کیا جاتا اوراس پروگرام اور مقررین کے اسماء مشتہر کردیئے جاتے۔ یہ پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول تھے اور کثیر تعداد میں لوگ ان پروگراموں میں شمولیت کرتے۔بطور نمونہ ۷/دسمبر ۱۹۱۹ء کو ہفتہ وار پروگرام کا خاکہ درج ذیل ہے۔

پروگرام ہفتہ وار جلسہ منعقدہ ۷/دسمبر ۱۹۱۹ء بروز اتوار بمقام احمدیہ لیکچر ہال

’’تلاوت قرآن کریم۔مفتی محمدؐ صادق صاحب

ترجمہ وتفسیر قرآن کریم۔مولوی فتح محمد صاحب سیال

کلام حضرت مسیح موعود۔ڈاکٹر فہمی برکات وچ آف بوسنیا

مقرر کا تعارف۔مسٹر محمد سلمان فیتھ

تقریر۔بعنوان ’’مسیح کی آمد ثانی‘‘ مولوی عبدالرحیم نیّر

سوالات و جوابات

ریمارکس۔ مس عزیزہ والتھو

اعلان تقریر آئندہ۔ سیکرٹری عبدالرحیم نیّر

دعا۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب ۵۷

دو ہفتوں کے دوران چودہ انگریز احمدیت کی آغوش میں

دعوت الی اللہ کا کام ترقی پذیر تھا اور سعید روحیں اسلام کی طرف کھچی چلی آ رہی تھیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان تھا کہ دسمبر ۱۹۱۹ء کے اواخر میں صرف دو ہفتوں کے دوران ۱۴۔ انگریز احمدیت میں داخل ہوئے۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

مسیحی نام	اسلامی نام
مسٹر جارج اسیری ٹامسن	حسن
مس لینا بلیر	آمنہ
مسز جینی نیگی	حمیدہ
مس ایڈتھ شارٹ	فاطمہ
مسٹر ہربرٹ کرپس	اسلم
مسز الیزا ہربرٹ کرپس	سلیمہ
مسز ایمی ایمڈ	خدیجہ
مسز میری جینی لیثر	فاطمہ
مسز لیلیٰ سلیک	آمنہ
مس کیتلین پیرسن	مریم
مسز ایڈتھ بین نور	عائشہ
مس بیسی گیل	زینب
مس آلولی ڈبلیو گیل	سعیدہ

مس کا گنس ڈیویس
امینہ

نومبائعین کا اخلاص اور جوش تبلیغ

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ میں نومبائعین کا تعارف ان کے ایمان، اخلاص اور تبلیغی مہمات میں ان کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ہمارے نومسلموں میں اب تبلیغ کا جوش خدا کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ اخویم محمد سلمان فیتھ کو مسیحیوں کے ساتھ اکثر مباحثات کا اتفاق ہوتا ہے اور وہ اللہ کے فضل سے پورے جوش وخلوص کے ساتھ ان کے حملوں کا جواب دیتے اور صداقت کا پیغام پہنچاتے رہتے ہیں اور مس عزیزہ والتھو نے دولڑکیوں کو قریباً تیار کرلیا ہے کہ وہ اسلام لے آئیں۔ مس اپنی کارے سرچولسٹ اور تھیوسوفسٹ حلقوں میں احمدیت کی تعلیم پر غور کرنے کا وعظ کرتی ہیں۔ مس نجمہ بیرو کی تحریک سے مسز پورٹر نام ایک معمر خاتون آئیں اور اب مسز پورٹر اپنے زیر اثر لوگوں کو برابر یہاں بھیجتی ہیں۔ فاطمہ کیتن احمدیت کا پیغام ہر موقع پر پہنچانے کی شائق ہے اور باوجود غربت کے نہایت مخلص آنریری مبلغ ہے۔ یہ لڑکی وائی ایم۔ سی۔ اے میں عارضی کام کرنے کے لئے گئی تھی۔ وہاں انہوں نے کہا "تم بطور ایک مسیحی لڑکی کے خوب کام کرو گی۔" فاطمہ نے جواب دیا۔ "میں دیانت سے کام کروں گی مگر میں مسیحی نہیں۔ میں مسلمان ہوں۔" ۵۸

مسٹر جارج ہیری ٹامس ان چودہ نومبائعین میں سے ایک ہیں جو دین کے لئے بہت جوش وجذبہ رکھتے تھے۔ شام ومصر کا سفر بھی کر چکے تھے۔ اسلام اور احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے ایمان اور اخلاص میں اس قدر ترقی کی کہ رسول پاکؐ کی زیارت بھی انہیں نصیب ہوئی اور انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو رؤیا میں لندن میں دیکھا۔ ۵۹

جیکوس عبداللہ باٹملے

جیکوس عبداللہ باٹملے نوجوان اور تعلیم یافتہ دوست بذریعہ خط وکتابت زیر تبلیغ تھے۔

۲۵ر دسمبر ۱۹۱۹ء کو دعا کے بعد ان کے قلب میں اطمینان اور سکون ہوا اور مسیحیت کو ترک کر کے احمدیت کو قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت نیّر صاحب نے ان کا اسلامی نام عبداللہ رکھا۔ یہ اخلاص و محبت کے پیکر تھے۔ ان کے ایک خط سے چند فقرات درج ذیل ہیں۔

''میں لا ریب اللہ تعالیٰ کے انعام کا مورد ہوں اور یہ خیال کر کے کہ میری بیعت کا اعلان سالانہ جلسہ کی رپورٹ میں ہوا ہے میں بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میں شادی شدہ آدمی ہوں اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ بہت جلد اپنی بیوی کو بطور ایک نومسلمہ کے آپ کے پاس لا سکوں۔ میرا ایک برس کا لڑکا بھی ہے۔''

دعا کا خواستگار

جیکوس عبداللہ باٹملے ۶۰

ان کی اہلیہ مسز گوٹروڈ باٹملے آٹھ ماہ زیر تبلیغ رہنے اور احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد ۲۰ر اپریل ۱۹۲۰ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ موصوفہ کا اسلامی نام حمیدہ رکھا گیا۔ ۶۱

حمیدہ باٹملے کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بیعت کا خط

نومسلمہ حمیدہ باٹملے حضور کی خدمت اقدس میں تحریر کرتی ہیں:۔

حضرت اقدس۔ میں یہ عریضہ نیاز حضور میں اس لئے لکھ رہی ہوں کہ حضور میری درخواست بیعت منظور فرما کر مجھے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی عزت بخشیں۔

میں احمدیت کی تعلیم میں اس وقت سے دلچسپی رہی ہوں جب سے کہ (وکٹوریہ اسٹیشن پر شاہ ایران کی آمد کے موقع پر) میں نے مسٹر نیّر سے ''صداقت کی طرف بلاوا'' نام رسالہ لیا اور پھر اس کا مطالعہ کر کے اسے اپنے میاں کو بھیج دیا۔ میرا میاں اس رسالہ کے مطالعہ سے بہت خوش ہوا اور انہوں نے فوراً مسٹر نیّر سے خط و کتابت شروع کر دی اور آخرش سچا احمدی ہو گیا۔ میں بھی صدق دل سے وہی کروں گی جو تمام سچے اور مخلص احمدی کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ حضور مجھے

سلسلہ احمدیہ میں ایک خادمہ کے طور پر شامل فرمائیں گے اور دعا فرمائیں گے کہ میں اس اچھے کام میں شامل ہوسکوں جو مسٹر سیال اور مسٹر نیّر یہاں کررہے ہیں۔

میں حضور کی وفادار خادمہ

گرٹروڈلیٹیا حمیدہ باٹملے ۶۲

مسٹر جیکوس عبداللہ باٹملے کو اپنی اہلیہ کے اسلام لانے کی بے حد خوشی ہوئی۔ انہوں نے اپنے ایک خط میں اس خوشی کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا۔

''میری خوشی کا پیالہ خدا نے بھر دیا ہے اور اب ہم میاں بیوی آئندہ اور زیادہ اتحاد و محبت کے ساتھ زندگی بسر کریں گے کیونکہ ہم دونوں اللہ کو سچا خدا (True God) اور محمد ﷺ کو خدا کا نبی یقین کرتے ہیں'' ۶۳

برطانیہ کے سرکاری کاغذات میں پہلی مرتبہ ''احمدی'' کے لفظ کا اندراج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت بھی مسٹر جیکوس عبداللہ باٹملے کو حاصل ہوئی کہ انہوں نے سرکاری کاغذات میں پہلی بار بطور ''احمدی'' اپنے مذہب کا اندراج کروایا۔ ۶۴

ارجنٹائن کے ایک سکالر کا قبول اسلام

مسٹر الگزنڈر سہول سولر جنوبی امریکہ کی ریاست جمہوریہ ارجنٹائن کے رہنے والے تھے۔ اٹالین، فرنچ، جرمن، روسی اور انگریزی زبانوں کے ماہر تھے۔ ہسپانوی زبان ان کی مادری زبان تھی۔ حضرت نیّر صاحب سے ان کی ملاقات ایک جلسے میں ہوئی اور پھر دوبارہ ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ حق کے متلاشی تھے رومن کیتھولک مذہب میں انہیں اطمینان نہ تھا۔ حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب اور حضرت نیّر صاحب نے انہیں اسلام کی تعلیم سے روشناس کرایا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان پر اسلام و احمدیت کی سچائی ظاہر فرما دی اور وہ بیعت کرکے احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔ ان کا اسلامی نام بشیر رکھا گیا۔ اس فاضل نومسلم دوست نے حضرت خلیفۃ

المسیح الثانی کی خدمت میں ہسپانوی زبان میں ایک خط لکھا جس کا انگریزی ترجمہ بھی انہوں نے خود کر کے حضرت نیّر صاحب کو دیا۔اس خط کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحضور اقدس امام جماعت احمدیہ۔السلام علیکم

''لندن میں برادران نیّر وسیال سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے سلسلہ احمدیہ کے اغراض ومقاصد اور اصولوں کو میرے سامنے بیان کیا اور مجھے بتایا کہ وہ سلسلہ احمدیہ کو جنوبی امریکہ میں بھی پھیلانا چاہتے ہیں۔

میں نے حضرت احمد کی نسبت جو کچھ سنا اور جو کچھ پڑھا ہے اس کے ساتھ مجھے کلّی اتفاق ہے اور میں اس امر کا خیال کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ وہ وقت لائے گا جب میں ان لوگوں میں شامل ہو کر جو خدا کی رضا کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں سلسلہ کی کوئی خدمت کرسکوں گا۔

مذکورہ بالا برادران (نیّر وسیال) کے ساتھ رابطہ محبت واخوّت میں وابستہ ہو کر میں اب اپنے تئیں جماعت احمدیہ کا ایک ممبر تصور کرتا ہوں اور حضور اقدس کے سامنے کمال ادب کے ساتھ سرِ اطاعت خم اور حضور کے پاک وجود کی حفاظت کے لئے دعا کرتا ہوا۔

میں ہوں حضور کا خادم

بشیر احمد الگزنڈر سہول سولر'' [۶۵]

احمدیہ پریس

جنوری ۱۹۲۰ء میں مسٹر اٹالیو بشیر کوریو (نو احمدی) نے السنہ مشرقی ومغربی کا پریس ''ایجنڈا پریس'' کے نام سے جاری کیا اور احمدیہ مشن کی اشاعت کا تمام کام اس پریس کے ذریعہ شائع ہونا شروع ہو گیا۔ [۶۶]

چھ انگریز احمدی

سرزمین انگلستان میں سفید پرندوں کا احمدیت کی آغوش میں آنے کا عمل تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ سال ۱۹۲۰ء کی ابتداء میں ہی تین خواتین کے احمدیت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے اگلے ہفتہ میں چھ انگریزوں نے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ ۶۷

انگریز احمدی بچوں کا دن

مورخہ ۴؍جنوری ۱۹۲۰ء کو برٹش احمدیہ ٹریسٹ کمیٹی کے زیر اہتمام احمدی بچوں کے لئے ''بچوں کا دن'' منعقد ہوا جس میں والدین بھی مدعو تھے۔ ننھے منھے احمدی انگریز بچوں نے قرآن کریم کی سورہ نحل سے چند منتخب آیات زبانی حفظ کر کے اجلاس میں تلاوت کیں۔ ازاں بعد انعامات تقسیم کئے گئے نیز جملہ حاضرین کی چائے، کیک اور مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس تقریب کے تمام اخراجات بھی مقامی چندہ سے پورے کئے گئے۔ اس تقریب میں انعامات پانے والے بچوں کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) سعیدہ فیتھ (۲) فاطمہ فیتھ (۳) بشیر فیتھ (۴) فہیمدہ فیتھ (۵) فرید کار
(۶) وحید کار (۷) لیلیٰ کار (۸) فاطمہ کار (۹) ایڈی خان (۱۰) اے۔ایچ۔خان
(۱۱) ڈی۔محمدؐ (۱۲) بشیر باٹملے ۶۸

اے ورلڈ اینڈ ٹو گرلز

مکرم محمد سلمان فیتھ کی سارے گھرانے کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق نصیب ہوئی۔ یہ گھرانہ ۵۔افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے تین بچے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں جنہیں حضرت نیّر صاحب حضرت مسیح موعود کے الہام کے مطابق

۶۹ A world and two girls کہا کرتے تھے۔ گھر کا ماحول خالصۃً دینی تھا۔ جہاں ہر وقت قال اللہ و قال الرسول کی باتیں ہوتی رہتیں اور ساری دنیا میں دعوت الی اللہ کا پیغام پہنچانے کے معاملات زیر بحث رہتے۔ جس کے باعث ننھی بچیاں بھی احمدیت کی تعلیم سے منور تھیں۔ ان کی ایک بچی ربیکا فیتھ سعیدہ کے بارے میں حضرت نیّر صاحب نے حسب ذیل واقعہ تحریر فرمایا۔

''ہماری ننھی سعیدہ ربیکا بہت ذہین بچی ہے۔ خوب سمجھدار ہے، چشم بددور، ہوشیار، بھولی اور بہت پیاری لڑکی ہے۔ مدرسہ جاتی ہے اگر وقت پر کھانا نہ ملے تو مدرسہ سے غیر حاضری کا خیال اسے رلاتا ہے۔ اس بچی نے ایک دن اپنی استانی سے ذیل کا سوال کیا۔

آپ صرف یسوع کی نسبت باتیں کرتی ہیں آپ کیوں محمدؐ اور احمد (علیہم السلام) کا فکر نہیں کرتیں۔ (اس پر استانی نے حیرت سے کہا)

ربیکا: تم نے کیا کہا۔ میں سمجھی نہیں۔

اس کے بعد بچی خاموش رہی مگر اس ننھے قلب کے اندر کیا ہے؟ اس چھوٹے سفید پرندے کو مسیح موعود نے کس طرح پکڑا ہے۔ ان کا جواب ننھی سعیدہ کا سوال ہے۔ ۷۰

ابراہیم فیتھ کا قبول اسلام

مکرم محمد سلیمان فیتھ کے تیسرے بھائی اولاف ابراہام فیتھ (Olaf A. Faith) یہودیت سے تائب ہو کر نہ صرف مسیح ناصری اور حضرت خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لائے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کی بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ ۷۱ انہوں نے درج ذیل پیغام کے ذریعہ اپنے قبول اسلام کی اطلاع دی۔

برادران! خدائے قادر کے نام سے جو عرش بریں پر جلوہ فرما ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس تحریر کے ذریعہ حاضر ہوتا اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ میں احمدیہ مشن میں کئی جلسہ ہائے تقریر میں شامل ہونے اور غور سے اسلام کا پیغام

سننے کے بعد یہ معلوم کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے دین حق اسلام کو قبول کرنے کا علم عطا فرمایا ہے اور میں اس مذہب کی انشاءاللہ اپنی بہترین طاقت وسعی کے مطابق پیروی کرتا ہوں۔

آپ کا تابعدار۔اولاف ابراہیم فیتھ۔ ۷۲

ایک ہندوستانی اور ایک بنگالی احمدیت کی آغوش میں

حضرت نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ محررہ ۱۱رفروری ۱۹۲۰ء میں یہ خوشخبری دی کہ مکرم مبارک علی اور ادریس علی صاحب (بنگالی نوجوان) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ان کی درخواست ہائے بیعت دارالامان بھجوا دی گئی ہیں۔ ۷۳

فتوحات سے متعلق ایک رؤیا

مورخہ ۲۶رجنوری ۱۹۲۰ء کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔حضرت نیّر صاحب انہیں الوداع کہنے لورپول گئے اور وہاں ایک ہوٹل لارڈ نیلسن میں قیام فرمایا اور خوب دعائیں کیں۔اسی رات آپ نے مفصلہ ذیل کلمہ پُر رعب آواز میں سنا۔

''اسلام کا درخت پھولے گا پھلے گا اور دنیا کے کونوں تک پھیلے گا''

حضرت نیّر صاحب نے اس رؤیا کی یہ تعبیر کی کہ اللہ تعالیٰ نئی دنیا میں نئی فتوحات دے گا اور بہت سی سعید روحیں یہاں اور وہاں مسیح موعود کے جھنڈے کی پناہ میں آئیں گی۔ ۷۴

کینیڈین خاتون کا تعجب

لارڈ نیلسن ہوٹل میں قیام کے دوران نیّر صاحب کو ایک کینیڈین خاتون کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔اس خاتون نے احمدی مبلغین کو دیکھ کر اور پیغام حق سن کر جہاں صداقت سے اتفاق کیا وہاں متعجب ہو کر درج ذیل کلمات کہے۔

''کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ہم تو مشرق میں مشنری بھیجا کرتے تھے مگر اب آپ مشرق

سے ہم کو مسلمان کرنے آئے ہیں۔'' ۷۵

ایک نومسلمہ فاطمہ کیتلین کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایک خط

''میرے پیارے اور مقدس پیشوا اور رہنما

السلام علیکم

میں حضور کی خدمت میں یہ عریضہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس کرتی ہوں اور ہر مرتبہ حضور کو لکھتے وقت میں اپنے دل میں ترقی کرتا ہوا مؤدبانہ اخلاص پاتی ہوں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ حضور اس نہایت خوبصورت مذہب کے پیشوا ہیں جو میرے نزدیک اب ایک بڑی پُر معنی چیز ہے اور جس سے مجھے بہت گہری محبت ہے۔ میں جانتی ہوں کہ جس قدر مجھے اسلام کے ساتھ اظہار محبت کرنے میں فخر ہے اسی قدر حضور کو میرے اس اظہار محبت سے خوشی ہوگی۔

میں نے ۷؍ مارچ کو اپنے قبول اسلام پر پہلی تقریر کی۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں فصیح و بلیغ نہیں لیکن ہر لفظ جو میں نے بولا تھا وہ براہ راست میرے دل سے نکلا اور ہر جملہ جو میری زبان پر آیا اس کے ساتھ میرے قلب کا اتفاق تھا اور وہ میرے سچے اور پُر اخلاص ایمان کا اظہار تھا۔ اگر خدا مجھے علم میں اضافہ دے اور مقرر کے لئے جس قدر الفاظ کا جاننا ضروری ہے میں ان کو یاد کرلوں تو میں اپنے دل پسند مذہب کی اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گی۔

ان دنوں میں اپنے واقف اور غیر واقف لوگوں میں جن سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے اپنی ناچیز کوششوں کو پیغام حق پہنچانے میں صرف کرتی رہتی ہوں۔ بچپن سے میں تصور میں بڑے بڑے مجمعوں کو مخاطب کر کے تقریریں کرتی رہی ہوں اور مدرسہ میں یا سوشل اجتماعوں میں اشعار کو زبانی سناتے وقت میں نے کبھی کمزوری کا احساس نہیں کیا۔

میں ہر ہفتہ دینیات کے درس میں جو بدھ کے روز قیام گاہ مبلغین ۴۔ سٹار سٹریٹ میں ہوتا ہے شامل ہوتی ہوں اور حضور کو یقین دلاتی ہوں کہ میں خود اور تمام دوسرے اس درس سے

محظوظ ہوتے اور بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔بعض لمبے فاصلہ سے درس میں شامل ہونے کے لئے آتے ہیں اور ہم سب قرآن پاک کی سچائیاں سیکھ رہے ہیں۔

میں ہندوستان میں آنے اور اشاعت اسلام میں حصہ لینے کی بڑھی ہوئی خواہش رکھتی ہوں اور محسوس کرتی ہوں کہ میں ان ارادوں میں کامیاب ہوسکوں گی۔حضور نے میرے بچے کے ختنے کا ذکر کیا ہے۔اس پر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ احمدی ہونے سے قبل میں ختنہ کے خیال کی مخالف تھی مگر اب ختنہ کی حقیقت کو سمجھتی ہوں اور اگر اللہ مجھے ۲۰ لڑکے دے تو ہر ایک کی پیدائش پر ختنہ کے اسلامی حکم کی تعمیل کروں گی۔

میں وضو اور اس کے آداب اور دعاؤں کو سمجھتی ہوں اور وضو نماز کے آداب پہلے ظاہراً اجنبی سے معلوم ہوتے ہیں لیکن صبح کا وضو نماز اور دعائیں دن بھر بڑی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ میں حضور کو ہفتہ وار خط لکھتی رہا کروں گی اور اپنے مذہب کا علم حاصل کرنے میں احباب اور اعزا کے طعن و تشنیع کی پروانہ کر کے برابر ترقی کرتی رہوں گی کیونکہ مجھے یقین کامل ہے کہ میں چٹان پر ہوں اور وہ پھسلنے والی ریت پر ہیں۔

میں ہوں حضور کی غلامہ

فاطمہ کیتلین'' ۷۶

نومسلمہ فاطمہ کیتلین کا ایک لیکچر

فاطمہ کیتلین ایک احمدی نومسلم خاتون (جس کا ابھی اوپر ذکر ہو چکا ہے) نے احمدیہ لیکچر ہال میں .Why have I accepted Islam ''میں کیوں مسلمان ہوئی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ان کی تقریر کے چند فقرات درج ذیل ہیں۔

I was a sinner, I admit., but I am now saved.Through faith, not through blood. Yes, Yes,

certainly not through blood but in fact through my faith in the blessed one of Ahmad of Qadian(peace be on him).

Friends,

I am proud to say, I am a White Bird of Ahmad, Ahmad the Messenger of the Latter Days. (peace be upon him and on the Holy Prophet Mohammad).

میں تسلیم کرتی ہوں کہ میں ایک گنہگار تھی لیکن اب میں ہدایت یافتہ ہوں۔
محمد سلمان فیتھ! کسی خون کے ذریعہ تو نہیں۔ ہاں! ہاں! یقیناً خون کے ذریعہ نہیں بلکہ حقیقتاً اپنے اس ایمان کے ذریعہ جو میں مقدس قادیان کے احمد علیہ السلام پر لائی ہوں۔
احباب! میں فخر سے کہتی ہوں کہ میں احمدؑ کا ایک سفید پرندہ ہوں۔ ۷۷

دیگر نو مبائعین

(۱) ایزک فیٹ ۔اسلامی نام محمد اسحاق (۲) ہیٹا فیٹ ۔اسلامی نام ہاجرہ اہلیہ مکرم محمد اسحاق (۳)۔ایلی فیٹ اسلامی نام محمد اسماعیل عمر ۱۹ برس ۴۔ مانگل فیٹ اسلامی نام محمد یعقوب عمر ۱۷ برس ۷۸

احمدی انگریز ہوا باز

محمد عبداللہ باٹملے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ عرصہ قبل احمدیت میں داخل ہوئے وہ شاہی ہوا بازوں میں سے تھے۔اس طرح انہیں پہلے احمدی انگریز ہوا باز (پائلٹ) ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ ۷۹

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام

حضرت نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ نوشتہ ۴/مارچ ۱۹۲۰ء میں ایک جرمن خاتون کے قبول اسلام کی خبر دی۔ ان کا اسلامی نام محمودہ تجویز ہوا۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں درج ذیل خط لکھا۔

''بحضور حضرت امام جماعت احمدیہ

میرے مقدس ہادی۔ السلام علیکم

میں ایک جرمن عورت ہوں۔ میں برلن میں پیدا ہوئی تھی اور ایک معزز خاندان کی لڑکی ہوں۔ شادی کے ذریعہ قومیت تبدیل کرنے اور انگلستان آنے سے قبل میں برلن کے ایک بینک میں کلرک کے طور پر کام کرتی تھی۔

یہاں خوبی قسمت سے میری احمدی مبلغین کے ساتھ ملاقات ہوگئی اور مسیحیت و اسلام کا مقابلہ کرنے کے بعد میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور قرآن پاک کی تعلیم کو تثلیثی مذہب کے اصول سے بدرجہا افضل پاتی ہوں۔ میں خدائے واحد پر ایمان لائی، محمد رسول اللہ کی رسالت کی قائل ہوئی اور حضرت احمد قادیانی کو اس زمانہ کا نبی یقین کرتی ہوں۔

میرے مقدس پیشوا! خدا سے دعا فرمائیں کہ وہ ذات واحد مجھے خوشحالی، صلاحیت اور فارغ البالی کی زندگی عطا فرماوے اور حضور یہ بھی دعا کریں کہ میرا غریب ملک جس نے مسیحیت کا بہت تجربہ کرلیا ہے امن و صلح کے مذہب یعنی اسلام کو قبول کرلے اور پھر خوشی سے ہم آغوش ہو۔

حضور کی خادمہ

مرتھا محمودہ ۱۹۲۰-۳۰-۰۳ **۸۰**

ایک امریکن نوجوان کا قبول اسلام

جزائر غرب الہند واقع امریکہ کے ایک نوجوان لندن میں اپنا کاروبار کرتے تھے اور

یونا ئیٹڈ افریقن برادر ہوڈ کے چیئر مین تھے۔موصوف تعلیم یافتہ مہذب اورنہایت زیرک انسان تھے۔مسٹر براؤن کے ذریعہ احمدی مبلغین سے ان کا تعارف ہوا۔کئی ملاقاتوں اورلٹریچر کے مطالعہ کے بعدان کا سینہ اسلام کے نور سے منور ہو گیا اور عیسائیت کی تاریکی اسلام کی روشنی میں تبدیل ہوگئی۔ان کا اسلامی نام شریف رکھا گیا۔ ۸۱

ڈچ احمدی

مسٹر جوہانیز ہنڈریکوس پٹروس فان اوسٹیفن (جو ہالینڈ کے باشندہ تھے) کچھ عرصہ سے احمدی مبلغین کے زیرتبلیغ تھے۔مبلغین سے ان کا تعارف مسٹراولاف ابراہیم فیتھ کے ذریعہ ہوا۔ موصوف متواتر اتوار کے جلسوں میں شمولیت سے اسلام اور مسیحیت کا موازنہ کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا انگریزی ترجمہ The Philosophy of Teachings of Islam کا مطالعہ کیا۔شرائط بیعت غور سے پڑھیں اور پورے غور وخوض وتحقیقات کے بعد رومن کیتھولک مذہب کو ترک کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کراحمدیت میں داخل ہو گئے۔ان کا نام محمود رکھا گیا۔ ۸۲

تربیت نومبائعین کے لئے دینی کلاس

نومسلموں کی دینی تعلیم وتربیت اورضروری مسائل سے روشناس کرانے کے لئے ہفتہ میں ایک بار تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا۔اس کلاس کی افادیت اورنومسلموں کی اس میں دلچسپی کے بارے میں حضرت نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ نوشتہ ۱۹رفروری ۱۹۲۰ء میں حسب ذیل نوٹ تحریر کیا۔

''تین سبق ہو چکے ہیں۔نماز زبانی یاد کرائی اور احمدیت کی خصوصیات سمجھائی جاتی ہیں۔ہرسہ برادران فیتھ اور فاطمہ کیتلین خصوصیت سے دلچسپی لیتی ہیں اور گو ابھی تک باقاعدہ صرف تین سبق ہوئے ہیں تاہم شوقین نومسلموں نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے اورکلمہ طیبہ کا پڑھنا،

بسم اللہ، الحمد للہ، انشاء اللہ تعالیٰ، السلام علیکم، سبحان اللہ، اللہ اکبر وغیرہ ضروری کلمات عربیہ کا برموقع استعمال کرنا صحت کے ساتھ ان مرد وعورت نومسلمین کو یاد ہے۔

میرا قلب سرور سے بھرتا اور میری زبان حمد باری تعالیٰ کے گیت گاتی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر احمدی کی یہی کیفیت ہوگی جب وہ مغربی سفید پرندوں کے منہ سے کلمات ذیل سنے گا۔

الحمد للہ۔ میں بالکل اچھی طرح ہوں۔ انشا ایلا ٹالا میں قویدان (انشاء اللہ تعالیٰ میں قادیان) کو خط لکھوں گا۔

فاطمہ کیتلین کل کہتی تھی کہ اب تو بسم اللہ خود بخود زبان سے نکلتی ہے۔ کسی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' ۸۳

نائیجیرین اور امریکن نومسلم

سال نو کا آغاز ہی نئی بیعتوں سے ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے فضلوں سے سعید ارواح کو احمدیت کی طرف لا رہا تھا اور نہ صرف انگلستان بلکہ دیگر ممالک کے دروازے بھی احمدیت کے لئے کھل رہے تھے اور مسیح موعود کے نمائندے سفید و سیاہ پرندے کثرت سے پکڑنے میں مشغول تھے۔ ذیل میں چار نئے احمدیوں کے اسماء پیش ہیں۔

ا۔ ایس اون اے۔ او۔ ای سیکرٹری یونائیٹڈ افریقن برادرہوڈ۔ موصوف ایک تعلیم یافتہ عالی خاندان اور قوم ایبو کے رؤساء میں سے تھے۔ ان کا اسلامی نام عزیز تجویز ہوا۔

۲۔ مسٹر ٹی ہوورڈ نائیجیرین۔ مسیحیت سے تائب ہوئے ان کا اسلامی نام سرور رکھا گیا

۳۔ آئی اے بینیسی۔ خط وکتابت اور مطالعہ لٹریچر کے بعد احمدی ہوئے۔

۴۔ ولفرڈ این ڈیاز سکنہ جمیکا (امریکہ) ان کا اسلامی نام محمد رکھا گیا۔ ۸۴

برمنگھم میں احمدیہ جماعت کا قیام

مکرم محمد سلمان فیتھ صاحب نومسلم اور ان کے بھائی داؤد فیتھ اپنے کاروبار کے سلسلہ

میں برمنگھم تشریف لے گئے وہاں سے انہوں نے اپنے بھائی، ان کی بیوی اوران کے بیٹے کی قبول احمدیت کی خوشخبری پر مشتمل حسب ذیل تار بھجوائی۔

My brother, wife with son accepted Islam and signed Baiat'

موصوف سلمان فیتھ صاحب کے چوتھے اورسب سے بڑے بھائی تھے جوسب سے زیادہ خوشحال تھے۔ ان کے قبول احمدیت کے بعداس خاندان کے کل ۱۲۔افراداحمدی ہو چکے تھے۔ ۸۵

مارچ ۱۹۲۰ء تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے انگلستان کے سات شہروں میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آ چکا تھا۔ ۸۶

پہلا انگریز پیدائشی احمدی بچہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک کئی بچے احمدیت کی آغوش میں آ چکے تھے مگر والدین کے اسلام لانے کے بعد جو بچہ احمدی گھرانہ میں پیدا ہوا اور جس کے کانوں میں حضرت نیّر صاحب نے اذان دے کر کلمہ توحید کی آواز پہنچائی وہ مکرم محمد سلمان فیتھ صاحب کا دوسرا لڑکا تھا جو مارچ ۱۹۲۰ء کے دوسرے ہفتہ میں پیدا ہوا۔ ۸۷

پہلے انگریز احمدی بچے کا عقیقہ

محمد سلمان فیتھ کے اس لڑکے کی رسم عقیقہ وختنہ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۰ء کو عمل میں آئی اور اس بچے کا نام محمد موسیٰ فیتھ رکھا گیا۔ ۸۸

لندن ویسٹ اینڈ ایسٹ سوسائٹی میں لیکچر

حضرت نیّر صاحب نے مورخہ ۲۶/ مارچ ۱۹۲۰ء کو ''لندن ویسٹ اینڈ ایسٹ سوسائٹی''

کے ایک اجلاس میں ہندوستان کی مساجد(Mosques of India)کے موضوع پر انگلش میں تقریر فرمائی۔ کانفرنس ہال ممبران سوسائٹی سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔آپ کی تقریر بہت دلچسپی سے سنی گئی۔تقریر سے قبل صدر مجلس نے درج ذیل الفاظ میں آپ کا تعارف کرایا۔

Maulvi A.R. Nayyar is a Missionary of Ahmadiyya Movement in Islam. He is a mystic. He has travelled over the length and breadth of India. He is an accomplished speaker.

مولوی عبدالرحیم نیّر جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ ہیں وہ صوفی منش ہیں جو ہندوستان کے طول وعرض میں سفر کر چکے ہیں۔ وہ ایک منجھے ہوئے مقرر ہیں۔

اس تعارف کے بعد آپ نے ہندوستان کی مساجد کے موضوع پر اپنی تقریر کا آغاز فرمایا اور مسجد کی تعریف، مسجد میں کیا ہوتا ہے، مسجد کی غرض، اذان کے معانی اور نماز، عورتوں کے لئے مسجد میں جگہ وغیرہ امور تفصیلاً بیان کرنے کے بعد ہندوستان کی چند بڑی مساجد کی تصاویر دکھائیں اور ان کے متعلق چند چشم دید واقعات سنائے اور آخر میں قادیان کی مسجد اور منارۃ المسیح کا ذکر کر کے اور علم رؤیا میں مسجد سے مراد جماعت بتا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا ذکر کیا اور حاضرین کو جلال کے ساتھ آنے والے شہزادے کی اذان کی طرف متوجہ کر کے خدا کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنے کی دعوت دی۔تقریر کے بعد بعض سوالات ہوئے اور اسلام کے زبردستی دوسروں کے معابد پر قبضہ کرنے کے اعتراض کا بااحسن طریق جواب بھی دیا گیا۔ ۸۹

تین نائیجیرین نواحمدی

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ مورخہ یکم اپریل ۱۹۲۰ء میں رقمطراز ہیں۔

’’ہفتہ رواں میں جو نائیجیریا کے دوست حضرت محمد عربی ﷺ کی صداقت اور مسیح موعود

کی بعثت پر ایمان لائے اور مسیحی مذہب سے تائب ہوکر دین حق کو قبول کرنے کی عزت حاصل کر چکے ہیں ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

مسیحی نام	اسلامی نام
ٹامس ولیم	زاہد
جان ولیم	مبارک
جان نگو	یحیٰی

یہ تمام دوست مکرم عزیز براؤن سیکرٹری یونائیٹڈ افریقن برادر ہوڈ کے توسط سے احمدی مبلغین کے زیر اثر آئے اور خدائے واحد پر ایمان لاکر اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ ۹۰

مکرم نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ بتاریخ ۱۸/ اپریل ۱۹۲۰ء میں یہ خوشخبری دی کہ مسٹر احمد کرشنا (بی۔اے) نے احمدیت قبول کرنے کے بعد دربار خلافت میں درج ذیل اخلاص کا تار تحریر فرمایا۔

’’بحضور حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

منجانب کرشنا۔ ایسا ہو کہ میرے الفاظ حضور کی پسندیدگی کا موجب ہوں۔ میں ولیشٹا او ولیتا مذہب کا ماننے والا اور جنوبی ہند کے سری رامانج کا پیرو ہوں۔ لندن میں آنے کے وقت سے میں نے اسلامی خصوصاً احمدی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے حضرت احمد کی پیشگوئیوں کے پڑھنے سے علم ہوگیا ہے کہ ’’حضرت احمد خدا والے آدمی تھے‘‘

اور میں حضور کو اطلاع دیتا ہوں کہ میں احمدیت کی تعلیم سے متاثر ہوں اور میں اب مقدور بھر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اعانت کرتا ہوں میں خدا کے سامنے اپنی ناچیز نذر پیش کر دیتا ہوں۔ اور حضور سے ملتجی ہوں کہ میری مسلسل کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

حضور کا ادنیٰ غلام۔ کرشنا ۹۱

احمدیت ناروے میں

مسز آمنہ ٹامسن ایک نارویجیئن خاتون حضرت نیّـر صاحب کے زیر تبلیغ تھیں اور خط وکتابت کے ذریعہ ان سے رابطہ تھا۔ انہوں نے حضرت نیّـر صاحب کی خدمت میں حسب ذیل ایمان افروز خط تحریر فرمایا۔

''پیارے بھائی! آپ کا مکرمت نامہ ملا۔ میں آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں ۱۵/مارچ کے قریب یہاں سے روانہ ہوں گی۔ میں نے اس ملک کے اخباروں میں اسلام کے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جس کی ایک کاپی اپنے ساتھ لاؤں گی اور اس کا ترجمہ کرکے آپ کو سناؤں گی۔ میں امید کرتی ہوں کہ ہم خداوند تعالیٰ کی مدد سے ناروے کے لوگوں کو روشنی میں لانے کے قابل ہوسکیں گے اور ان کو اس صداقت سے پورے طور پر آگاہ کریں گے جو اسلام پیش کرتا ہے۔ میں یقین رکھتی ہوں کہ اسلام ناروے اور دوسرے ممالک یورپ میں پھیلے گا۔ میں ہندوستان جا کر ناروے کو بہت کچھ لکھوں گی اور ہم انگلستان سے بھی لکھنے کی کوشش کریں گے۔ آپ لکھاتے جائیں اور میں نارویجیئن زبان میں لکھتی جاؤں گی۔

ہاں! پیارے بھائی میں بہت امید رکھتی ہوں کہ ناروے میں صداقت ضرور جڑ پکڑے گی۔ خدا کی برکتیں آپ کے اچھے کام پر ہوں۔ وہاں کے تمام احمدی بھائیوں کو السلام علیکم۔ ایسا ہو کہ خدا ہماری دعائیں قبول کرے۔

میں ہوں آپ کی بہت صادقہ

آمنہ ٹامسن **۹۲**

یہ خاتون اسلام قبول کرچکی تھی مگر ابھی تک احمدیت میں شامل نہ ہوئی تھی۔ اپریل ۱۹۲۰ء کے اواخر میں موصوفہ ناروے سے لندن احمدیہ مشن آئیں اور بیعت کی سعادت پائی۔ ان کے نیک ارادوں اور دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ان کی خواہشات کا اظہار حضرت نیّـر صاحب نے درج ذیل الفاظ میں فرمایا۔

''بہن آمنہ ٹامسن ارادہ رکھتی ہیں کہ ناروے میں جو اُن کی جائیداد ہے اور مشرقی افریقہ میں جو جائیداد ہے ان کی آمد سے کچھ روپیہ ناروے میں اشاعت احمدیت پر صرف کریں اور احمدیہ لٹریچر نارویجین زبان میں شائع کر کے وہاں اشاعت اسلام کی جائے۔'' ۹۳

ترکی کے ساتھ جماعت احمدیہ کی ہمدردی اور مسئلہ خلافت پر جماعت کا موقف

جنگ عظیم اوّل میں ترکی کی شان وشوکت کا خاتمہ ہونے پر گوابھی صلح کی شرائط طے نہیں ہوئے تھے مگر ترکی کا مستقبل صاف طور پر مخدوش نظر آرہا تھا جس سے مسلمانوں میں ازحد تشویش پائی جاتی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ۳۱ ستمبر ۱۹۱۹ء کو لکھنؤ میں ایک ''آل انڈیا مسلم کانفرنس'' کا انعقاد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی اس کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی گئی مگر آپ بعض وجوہات کی بناء پر اس میں شامل نہ ہو سکے۔ چنانچہ آپ نے ''ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض'' کے عنوان پر ایک مفصل مضمون کانفرنس کے لئے بھجوایا نیز اسے کتابی صورت میں بھی شائع فرمایا۔ اس مضمون میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ترکی کو آئندہ خطرات سے محفوظ کرنے کے لئے نہایت مدبرانہ رنگ میں متوازی، قابل عمل، ٹھوس اور موثر سکیم تجویز فرمائی۔ ۹۴ حضور کا یہ معرکۃ الآراء مضمون جناب لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سرایڈورڈ میکلیکن کی خدمت میں بھی بھجوایا گیا۔ اس نازک اور اہم موقع پر انگلستان میں جماعت احمدیہ کے موقف کی صحیح طور پر ترجمانی کرنے کے لئے حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب اور حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کی طرف سے حضور کا یہ اہم مضمون ''ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض'' کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کیا گیا اور اسے پریس اور اعلیٰ حکام کی خدمت میں بجھوایا گیا۔ اس پمفلٹ کے ساتھ لندن مشن نے درج ذیل مطبوعہ چٹھی بھی بھجوائی۔

''سلسلہ احمدیہ۔ شاخ لنڈن

۴۔ سٹار سٹریٹ۔ ایجویر روڈ ڈبلیو۔۲

جناب من! عریضہ ہذا کے ساتھ ہم وہ ایڈریس ارسال خدمت کرتے ہیں جو جماعت

احمدیہ پنجاب (جہاں سلسلہ کا مرکز ہے) نے حال ہی میں ہز آنریبل لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے حضور پیش کیا ہے۔سلسلہ احمدیہ اسلام میں ایک جدید تحریک ہے اور چونکہ یہ سلسلہ برطانیہ کے مختلف مقبوضات میں سرعت سے پھیل رہا ہے۔اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس سلسلہ کے سیاسی خیالات سے خصوصاً ان ایام میں کہ مشرق میں بدامنی اور شورش ہے اطلاع کردیں۔

حضرت احمد علیہ السلام نے سلسلہ میں داخل ہونے کی دس شرائط میں سے ایک شرط یہ رکھی ہے کہ ان کے پیروؤں کو جہاں کہیں جس سلطنت کے ماتحت ہوں اس ملک کی حکومت کا وفادار رہنا چاہیئے۔

فتح محمد سیال۔ایم۔اے احمدی مبشر
عبدالرحیم نیّر احمدی مبلغ وسیکرٹری''

لندن ٹائمز اور جماعت احمدیہ

مذکورہ بالا خط اور ترکی کے مستقبل کے بارے میں جماعت احمدیہ کے اصولی موقف پر انگلستان کے اخبارات نے خبریں شائع کیں۔اخبار ٹائمز نے ۲۹؍مارچ کی اشاعت میں یہ لکھا۔

The Indian Ahmadiyyas

Sir Edward McLagon who last year became Lieutenent Governer of the Punjab received an address of welcome from the Ahmadiyya community.

This body is not numerically strong and its members are not wealthy, but its address breathes unshakeable loyalty to the British Goverment and offers the co-operation of the Community to the new Lieutenant Governor. The Community concerns itself with politics only when the preservation of the peace so demands. Its attitude differs from that of most Indian Muslims in that it admits no allegiance to the

Sultan in a religious sense: "Our Sultan is His Imperial Majesty King George V"

ہندوستانی احمدی جماعت

سرایڈورڈ میکلیگن جو سال گذشتہ پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر مقرر ہوئے تھے۔ احمدی جماعت کی طرف سے خیر مقدمی کا ایڈریس پیش کیا گیا ہے۔ گو احمدی جماعت تعداد کے لحاظ سے مضبوط نہیں اور نہ ہی اس کے ممبر متمول ہیں لیکن اس جماعت کا ایڈریس سلطنت برطانیہ کے ساتھ غیر متزلزل تعلق وفاداری کا اظہار کرتا اور نئے لیفٹیننٹ گورنر کو جماعت احمدیہ کی طرف سے ہر قسم کی امداد دی جانے کا یقین دلاتا ہے۔ یہ جماعت سیاسیات میں اس وقت دخل دیتی ہے جب ملک میں امن کے بحال رکھنے کی ضرورت اس امر کی متقاضی ہو۔ اس جماعت کی روش ہندوستان کے دوسرے مسلمانوں سے اس امر میں بالکل مختلف ہے کہ احمدی جماعت سلطان ٹرکی سے مذہبی رنگ میں کسی قسم کی اطاعت کا تعلق نہیں رکھتی۔ ہمارا سلطان ملک معظم شاہ جارج خامس ہیں۔ ۹۵

کرنل آبری ہربٹ۔ ایم پی کو کتاب کا تحفہ

کرنل صاحب موصوف مشرقی معاملات میں ہمدردی سے دلچسپی رکھتے تھے۔ حضرت نیّر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے رسالہ ''مستقبل ترکی'' کا انگلش میں ترجمہ کر کے انہیں بھجوایا جس کے جواب میں موصوف نے درج ذیل خط ارسال فرمایا۔

''ڈیر سر۔ آپ کے خط کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے اس خط کو خوشی کے ساتھ پڑھا ہے اور میں اس کے مضمون سے متفق ہوں۔ ہم میں سے بہت سے جو مشرق کو جانتے ہیں وہ اس مستقبل کی امید کرتے ہیں جو آپ نے اپنے خط میں تجویز کیا ہے۔ اتنی بڑی جنگ کے بعد غلطیوں کا ہونا اٹل تھا۔ لیکن میری بڑی امید یہ ہے کہ ان غلطیوں کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کا مخلص۔

ہربرٹ'' ۹۶

ایک نومسلم احمدی خاتون کا اخلاص

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ بتاریخ ۱۰/جون ۱۹۲۰ء میں رقمطراز ہیں۔

''ہماری معزز اور مخلص بہن مس امۃ اللہ کاکس Amatulah Cox ان تازہ سعید روحوں میں سے ایک ہے جو لوائے احمد کی پناہ میں آ چکی ہیں اور جن کو احمدیت کے ساتھ اخلاص اور محبت ہے۔ یہ خاتون برابر اپنا چندہ دیتی ہے اور ہمیشہ علم کو بڑھانے کی کوشش کرتی ہے۔ بہت نیک دل ہے۔ جب اس نے ریویو آف ریلیجنز میں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی اپیل متعلق چندہ لندن مسجد پر ایک بچے کے اپنی تمام پونجی کو اللہ کے راستہ میں دینے کا وعدہ پڑھا اور مولوی ابوالہاشم خان کے دلچسپ مضمون کا مطالعہ کیا تو اس کے قلب پر بہت اثر ہوا اور وہ دارالتبلیغ میں آ کر مبلغین سے اس طرح ہمکلام ہوئی۔

"Send these five shilling to His Holiness for handing over to the boy who gave all his savings in the London Mosque Fund. Let him know that an Ahmadi sister miles away appreciates his action."

یہ پانچ شلنگ حضرت اقدس کی خدمت میں بھیج دیں۔ تا حضور یہ رقم اس لڑکے کو دے دیں جس نے اپنی تمام پونجی لندن مسجد کے چندہ میں دے دی۔ تا اس لڑکے کو علم ہو کہ میلوں کے فاصلہ پر ایک احمدی بہن اس کی اس نیکی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ۹۷

ڈاکٹر لیوک فاروق آف ٹرینیڈاڈ (امریکہ) کی احمدیت میں شمولیت

ڈاکٹر لیوک گزشتہ دو ماہ سے احمدی مبلغین کے زیر تبلیغ تھے۔ اس عرصہ میں انہوں نے احمدیہ لٹریچر کا تفصیل سے مطالعہ کیا اور مبلغین سے سوالات کے ذریعہ اسلام و احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور مورخہ ۱۲/مئی ۱۹۲۰ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں شامل ہوئے۔ ۹۸

نومبائعین

(حضرت نیّر صاحب نے دوران سال اپنی رپورٹس میں مندرجہ ذیل نومبائعین کی بھی خوشخبری دی)

۱۔ جان ولیم اسلامی نام مبارک
۲۔ جان لینگو اسلامی نام یحییٰ
۳۔ ٹامس ولیم اسلامی نام زاہد ۹۹
۴۔ مسز روز ورٹن اسلامی نام رابعہ
۵۔ کونس لیناڈی لودما اسلامی نام عائشہ
۶۔ مسز جیل ایماعلی صفیہ
۷۔ مسٹر ایف والڈواٹن ناصر احمد ۱۰۰
۸۔ مس میج کینڈی Miss Madge Kennedy اسلامی نام زہرہ۔
۹۔ مس مارگیٹ ایڈیسن Miss Margaret Addison اسلامی نام صالحہ (ہائیڈ پارک میں وعظ سن کر اسلام قبول کیا)
۱۰۔ مسز اے رائٹ اسلامی نام احمدن ۔(موصوفہ نے رویاء میں دیکھا کہ ان کا نام احمدن لکھا گیا ہے)
۱۱۔ کے سی بینرجی K.C.Bannerjee اسلامی نام خالد۔

ان کے علاوہ ایک ہندوستانی نوجوان مسلمان گریجوایٹ احمدی ہوئے۔ ۱۰۱

نومبائعین کا استقلال اور ثبات قدم

ایک نومسلمہ خاتون جن کا اسلامی نام مریم تھا انہیں احمدیت قبول کرنے پر مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھ سے مصائب اور مشکلات اور مخالفت کا سامنا ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل

سے وہ ثابت قدم رہیں اور اپنے ایمان میں متزلزل نہ ہوئیں۔ موصوفہ ان مصائب کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتی ہیں۔

''یہ نو ماہ ہوئے کہ میں نے لندن چھوڑا تھا۔ اس وقت سے مجھے سخت دنوں کا سامنا رہا ہے اور میرا ایمان بطور ایک نومسلمہ کے سخت امتحان میں سے گزرا ہے۔ لیکن اس سخت امتحان نے مجھے اس ضرورت کے وقت امتحان میں کمزور نہیں دیکھا۔ اور آپ یہ سن کر خوش ہونگے کہ میں برابر محمد رسول اللہ کی صادقہ اور مخلصہ خادمہ ہوں۔'' ۱۰۲

مسجد احمدیہ لندن کے لئے قطعہ زمین کی خرید

حضرت نیّر صاحب احباب جماعت کو یہ عظیم خوشخبری دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''احباب کرام! مژدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ''مسجد احمدیہ لندن'' کیلئے زمین خرید لی گئی۔ اور انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ چھ ماہ میں مسجد تیار ہو جائے۔ خرید کردہ قطعہ زمین میں علاوہ سکنی مکان کے ایک ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ میں ثمر دار درختوں کا باغ ہے جس کے اندر انشاء اللہ مسجد تعمیر ہو گی۔ اور جس بات پر لوگوں نے ایک مضحکہ کیا تھا وہ اللہ کی عنایت سے حقیقت کا جامہ پہن رہی ہے۔ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ۔ ۱۰۳

پورٹ سمتھ کا دورہ

جنوبی ساحل انگلینڈ پر واقع ایک شہر پورٹ سمتھ ہے جس کا ایک حصہ ساؤتھ سی کہلاتا ہے۔ آپ ستمبر ۱۹۲۰ء میں یہاں دورہ پر تشریف لائے۔ اس وقت یہاں احمدیہ جماعت کے ممبران کی کل تعداد بارہ تھی۔ آپ نے اپنے دورہ کے دوران جماعت کے احباب کو فرداً فرداً نمازیں اور اوامر ونواہی اسلام سکھائے۔ نیز انہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیمات سے روشناس کرایا اور باضابطہ احمدیہ جماعت قائم فرمائی۔ تین مرتبہ تمام احباب جماعت کا اجلاس بلا کر انہیں وعظ و نصیحت کی۔ اس وقت ایک مخلص نوجوان عبداللہ باٹملے مع فیملی وہاں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے انہیں بھی دینی علوم سے آگاہ فرمایا۔

تفریح گاہ میں لیکچر

یہاں آپ نے سمندر کے کنارہ پر واقع تفریح گاہ میں گھوڑا گاڑی کرایہ پر لے کر اسے اپنی تقاریر کے لئے بطور سٹیج استعمال فرمایا۔ آپ نے یہاں تین تقاریر فرمائیں۔

چرچ میں تقریر

اس شہر میں ایک سوسائٹی ''اخوت'' نامی تھی۔ اس سوسائٹی کی دعوت پر ولیز لین چرچ کے وسیع ہال میں دو ہزار سے زائد کے مجمع میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ حاضرین میں معزز رؤساء، ممبران پارلیمنٹ اور کلیسیا کے اراکین بھی اس موقع پر موجود تھے۔ حاضرین نے نہایت اخلاص اور محبت سے آپ کو خوش آمدید کہا اور آپ کی تقریر سنی۔ علاوہ ازیں آپ نے سپر چوایلسٹ چرچ میں بھی ممبران چرچ کی درخواست پر تقریر کی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا اور دوبارہ تقریر کے لئے آنے کی درخواست کی۔ اس دورہ کے دوران ایک سلیم الطبع دوست مسٹر جمیز ٹرنر کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ جس کا نام حضرت نیّر صاحب نے عبدالرحیم رکھا۔ ۱۰۴

ایک امریکن ہمدرد کا خط

مسٹر مینارڈ کولمبیا یونیورسٹی نیویارک کے ایک پروفیسر اکتوبر ۱۹۲۰ء میں لندن آئے اور احمدی مبلغین سے ان کی ملاقات ہوئی۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل و معجزات سننے کے بعد انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ''واقعی احمد نبی اللہ تھے'' موصوف حضرت نیّر صاحب کے نام امریکہ سے ایک خط میں رقمطراز ہیں۔

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا لندن میں آپ سے ملاقات کئے ہوئے ایک زمانہ گذر گیا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں اس مختصر سی صحبت کو جو ۴۔ سٹار سٹریٹ میں میسر آئی تھی کبھی نہیں بھول سکتا۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر ہندوستان جانے والے مدعیان مسیحیت کچھ دن آپ سے

سبق پڑھ لیتے تو وہ بہتر کام کر سکتے۔ ابھی تک میں مفتی محمد صادق صاحب سے نہیں مل سکا مگر میں ارادہ رکھتا ہوں کہ ان سے جلد ملوں گا۔ اس خط کے ساتھ ۱۰ شلنگ ارسال خدمت ہیں۔ کاش کہ میں اس سے زیادہ بھیج سکتا۔ میں امید کرتا ہوں وہ وقت آئے گا جب میں زیادہ خدمت کر سکوں گا۔ اس میں ۴ شلنگ امداد غرباء اور ۶ شلنگ آپ جہاں چاہیں خرچ فرمالیں۔" ۱۰۵

ایک انگریز خاتون کا جوش تبلیغ

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ نوشتہ ۲۸؍ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

بہن عائشہ نور ہماری جماعت کارڈف کی ایک جوشیلی ممبر ہیں۔ انہیں تبلیغ کا شوق اور جوش ہے۔ جہاں تک ان سے ہوسکتا ہے۔ پیغام حق پہنچانے میں کوشاں ہیں۔ ان کی تبلیغ سے ایک خاتون نے اسلام قبول کیا ہے جزاہا اللہ۔ بہن موصوفہ اپنے ایک خط میں لکھتی ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کی اطلاع کے لئے لکھتی ہوں کہ دو ہفتہ ہوئے ایک لیڈی جو ایک عرب کی بیوی ہے میرے پاس آئی اور کہا کہ "مجھے اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرو۔" میں نے اس کو آپ کے رسالوں میں سے ایک رسالہ دے دیا اور کہہ دیا کہ اسے توجہ کے ساتھ چند روز مطالعہ کرے اور پھر واپس آئے۔ یہ خاتون واپس آئی اور مزید علم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے اسے اور کتابیں پڑھنے کے لئے دیں اور بعض مسائل زبانی تشریح کر کے سمجھائے۔ وہ ایک عرصہ سے برابر میرے پاس آتی ہے اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں مصروف رہی ہے اور آخرش آج اس نے سچے دل سے **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کا اقرار کیا اور بیعت فارم پر دستخط کر دیئے ہیں۔

میں اسے ہر روز اپنے علم کے مطابق تعلیم دیتی رہوں گی۔ آپ اسے ایک اچھا سا خط لکھیں اور اسلامی نام دیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں اس خاتون کو تاریکی سے نکالنے اور روشنی میں لانے میں کامیاب ہوں گی۔

آپ کی مخلصہ

مسز عائشہ نور ۱۰۶

نومسلمہ میبل ایمی صفیہ کا اخلاص نامہ

موصوفہ حضرت نیّر صاحب کے نام تحریر کرتی ہیں ''میرے بھائی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ کے مہربانی آمیز اور خوش کرنے والے خط کا شکریہ ادا کرتی ہوئی بوجہ علالت طبع جلدی جواب نہیں دے سکی۔ میں مطالعہ میں مصروف ہوں اور مذہبی معلومات میں ترقی کر رہی ہوں۔میں نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے مگر اچھی طرح نماز پڑھنے کے لئے بہت کچھ سیکھنا ہے۔

پیارے بھائی! میں محسوس کرتی ہوں کہ اپنی تبدیلی مذہب کے وقت سے گویا نئی دنیا میں ہوں۔لاریب اسلام بہترین مذہب ہے اور میں اللہ کی مدد کے ساتھ ایمان کو جان کے ساتھ رکھوں گی اور اپنے لڑکے کی بھی اسی دین وطریق کے مطابق تربیت کروں گی۔آپ کی دینی بہن۔میبل ایمی صفیہ۔''

مریم کا خط

سوتھ شیلڈ سے ایک احمدی انگریز خاتون حضرت نیّر صاحب کے نام ایک خط میں لکھتی ہیں۔''مجھے افسوس ہے کہ میں اپنا چندہ نہیں بھیج سکی۔جونہی میرا میاں واپس آئے گا میں اس فرض کو پورا کروں گی۔انشاءاللہ۔میں نے ریویو آف ریلیجنز پڑھا ہے اوران تمام کوششوں کی مداح ہوں جو ہمارا مشن کفار کے ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنے میں صرف کر رہا ہے۔

آپ کی مخلصہ مریم ۱۰۷

انگلستان میں پہلے دور کا بابرکت اختتام

۵راگست ۱۹۱۹ء سے ۸رفروری ۱۹۲۱ء تک انگلستان کے سبزہ زاروں میں سفید پرندے پکڑنے کے بعد حضرت نیّر صاحب اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر ۹رفروری ۱۹۲۱ء کو مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے۔لندن میں کامیاب دعوت الی اللہ کے بعد افریقہ جاتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''اگر فرشتہ موت اس وقت میری جان نکالنے کے لئے آ جائے تو الحمد للہ کہ میرا ضمیر خوشی کے ساتھ بارگاہ رب العالمین میں خراماں خراماں جانے پر تیار ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے مسیح موعود کو سفید پرندے پکڑتے ہوئے دیکھ لیا اور پیغام حق انگریز مرد و عورتوں کو پہنچانے کی خدمت میں بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب حصہ لیا ہے اور میں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اپنے آقا و مولا خلیفہ برحق محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور حضرت مسیح موعود اور حضور کے آقا پر درود بھیجتا ہوں، **اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ عبدک المسیح الموعود** ۔ ۱۰۸

الوداعی جلسہ

حضرت نیّر صاحب کو لندن سے الوداع کرنے اور لندن میں نئے مشن ہاؤس کے افتتاح کا پروگرام ایک ساتھ عمل میں آیا۔ یہ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ ڈیلی مرر، ڈیلی گرافک، ٹائمز اور بعض دوسرے اخبارات نے اس کی خبر شائع کی۔ ڈیلی مرر میں حضرت نیّر صاحب اور چیف آف رئیس اعظم کے مصافحہ کرنے کا فوٹو شائع ہوا۔ اس فوٹو میں احمدی مبلغین مسٹر آگسٹو (Augusto) چیف آف لیگوس، ڈاکٹر آرنلڈ مصنف The preaching of Islam اور ڈاکٹر لیون کی تصاویر ہیں۔ ۱۰۹

لیگوس سے انگلستان

حضرت نیّر صاحب قریباً دو سال تک مغربی افریقہ میں دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے بعد مورخہ ۶ رجنوری ۱۹۲۳ء کو بحری جہاز کے ذریعہ انگلستان تشریف لائے۔ جیسا کہ قبل ازیں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت نیّر صاحب افریقہ میں شدید بیمار ہو گئے تھے اور ڈاکٹرز کے مشورہ پر آپ کی واپسی کا ارشاد ہوا۔ انگلستان آنے کے بعد محض دو ہفتہ کے قلیل عرصہ میں آپ کی صحت بحال ہو گئی اور آپ نے دیگر مبلغین کے ساتھ مل کر کام کا آغاز کر دیا۔ نیز الفضل میں بھی آپ کی نوشتہ رپورٹس شائع ہونی شروع ہو گئیں۔ اس بیماری کے بعد آپ کی پہلی رپورٹ الفضل ۱۹ر

فروری ۱۹۲۳ء کو شائع ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں۔

''جسم میں طاقت آنے کے ساتھ مبلغین لندن کو ان کے کام میں امداد دینی شروع کر دی ہے اور ہائیڈ پارک میں تین دفعہ ہفتہ وار لیکچر شروع کر دیئے گئے ہیں۔ دارالتبلیغ احمدیہ میں مجھے خوش آمدید کہنے کے لئے ایک عمدہ جلسہ ہو چکا ہے اور ہفتہ وار تقاریر کے سلسلہ میں عاجز نے چار لیکچروں کا اعلان کیا ہے۔'' ۱۱۰

نیز فرمایا:۔

''میں یہاں کے کام میں حتّی الامکان مدد دے رہا ہوں اور ارادہ رکھتا ہوں کہ آئندہ ماہ مختلف سول کمیٹیوں میں لیکچروں کا سلسلہ شروع کر دوں۔ اس کے لئے ایک فہرست مضامین بنا رکھی ہے اور بغرض تقسیم ایک ٹریکٹ بھی شائع کرنے کی تجویز کر رہا ہوں۔ ذرا موسم کھلنے پر ہائیڈ پارک کا سلسلہ تقریر بھی شروع ہو جائے گا۔'' ۱۱۱

مسلم لیگ کے اجلاس میں لیکچر

رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی لیفٹیننٹ کرنل جیکب پولیٹیکل آفیسر نے لندن مسلم لیگ ہاؤس میں ''یمن اور باشندگان یمن'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ان کا ارادہ اس لیکچر کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا تھا۔ لیکچر میں بعض بنیادی غلطیاں تھیں جن کی تصحیح ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت مولانا نیّر صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی اور اس لیکچر میں قابل اصلاح امور کی وضاحت فرمائی۔ کرنل جیکب نے اس پر آپ کا شکریہ ادا کیا۔ ۱۱۲

مولوی محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ کی امریکہ کیلئے روانگی

مورخہ ۱۸/ مارچ ۱۹۲۳ء کو مکرم مولوی محمد دین صاحب امریکہ کیلئے انگلستان کی بندرگاہ لورپول سے روانہ ہوئے۔ حضرت نیّر صاحب آپ کو الوداع کرنے لورپول تشریف لے گئے جہاں آپ نے چند سو رسائل مفت تقسیم کئے اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔ ۱۱۳

مسیحی جلسہ میں احمدیت کا پیغام

دسمبر ۱۹۲۳ء کے پہلے عشرہ میں حضرت نیّر صاحب ایک مسیحی جلسہ میں بطور سامع تشریف لے گئے۔ اس جلسہ میں ایک پادری صاحب کی تقریر تھی جو پچیس برس تک ہندوستان میں چرچ کی خدمات میں مصروف رہے۔ موصوف کا لیکچر ''مہاتما گاندھی'' پر تھا۔ لیکچر عمدہ اور عیسائیت کے تعصب سے مبّرا تھا۔ تقریر کے اختتام پر صدر مجلس نے صرف ایک مختصر سوال کی اجازت دی۔ اس پر آپ نے پادری صاحب موصوف سے یہ سوال پوچھا کہ کیا آپ اس امر سے واقف ہیں کہ قادیان کی احمدیہ تحریک جو حضرت احمد علیہ السلام کو مسیح موعود یقین کرتی ہے وہ ایک بڑی Co-operative تحریک ہے۔ اس مقرر نے جواباً کہا کہ جہاں تک میرا علم ہے سلسلہ احمدیہ واقعی ایک Co-operative تحریک ہے۔ اس طرح آپ نے حکمت عملی کے ساتھ ایک مختصر سوال کے ذریعہ اس جلسہ میں احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ ۱۱۴

مہاراجہ الور اور سر تیج بہادر سپرد کی الوداعیہ تقریب

۱۹۲۳ء کے اواخر میں برٹش انڈین یونین کے زیر انتظام مہاراجہ الور اور سر تیج بہادر سپرد کی خدمت میں الوداعی دعوت کی گئی۔ یہ تقریب ہوٹل ''سیل'' میں منعقد ہوئی۔ اس دعوت میں حضرت نیّر صاحب بھی مدعو تھے جہاں آپ کی ملاقات ہندوستان کے سیاستدانوں اور لیڈروں سے ہوئی۔ اس موقع پر سابق چیف کمشنر صوبہ سرحدی کی اہلیہ محترمہ ایچ گرائٹ نے احمدیت میں خاص طور پر دلچسپی کا اظہار کیا جس پر حضرت نیّر صاحب نے انہیں تفصیل سے احمدیت کا تعارف کروایا۔ ۱۱۵

ماہوار رسالہ ''مسیح موعود'' کا اجراء

حضرت نیّر صاحب نے دسمبر ۱۹۲۳ء میں ایک ماہوار رسالہ کا اجراء فرمایا۔ اس رسالہ کا نام مسیح موعود رکھا اور اس کا پہلا شمارہ چند ہزار کی تعداد میں شائع ہوا اور کرسمس کے موقع پر اس کی

تقسیم شروع کر دی گئی۔ یہ رسالہ چار صفحات پر مشتمل تھا۔ جس کے صفحہ اول پر حضرت مسیح موعودؑ ، مسجد اور اونچے منارہ کی تصویر تھی۔ گویا اللہ کا مسیح لندن میں منارہ پر سے اسلام کا وعظ انگریزی میں کر رہا ہے۔ ۱۱۶

ووکنگ مشن کی غلط فہمیوں کا ازالہ

۱۹۲۴ء کی ابتداء میں ووکنگ مشن کا انحصار رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے پر تھا۔ حضرت نیّر صاحب نے انہیں احمدیہ مشن ہاؤس میں مدعو کیا۔ موصوف لارڈ ہیڈلے وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ حضرت نیّر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا اور ووکنگ مشن (لاہوری گروپ) کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا نہایت احسن پیرایہ میں تدارک فرمایا۔ حضرت نیّر صاحب اس ملاقات کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''موصوف تین گھنٹہ ہمارے ہاں ٹھہرے اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی کو بڑی توجہ سے سنا۔ جب خاکسار نے خواجہ کمال الدین صاحب کے زمانہ احمدیت کی ایک فارسی نظم پڑھی جس میں ''ولا اے منکر از شان مسیحا'' آتا ہے تو لارڈ ہیڈلے نے دریافت کیا۔ ایں! یہ خواجہ نے لکھا ہے۔؟ میں نے کہہ دیا یہ ان کے صاحبزادہ ہیں اور اصل فارسی عبارت پڑھ کر سنا دی۔

لارڈ ہیڈلے کو یہ غلط طور پر بتایا گیا تھا کہ نعوذ باللہ ہمارے نزدیک میرزا صاحب کا درجہ محمد رسول اللہ سے افضل ہے اور یہ کہ موجودہ خلیفہ قادیان اپنے تئیں نبی کہلاتا ہے۔ اس قسم کی اور ہفوات بھی تھیں جن کا ازالہ کر دیا گیا اور احمدی و غیر احمدی میں جو فرق ہے وہ کھول کر بتایا۔ یہ تمام کچھ سننے کے بعد ہمارے معزز مہمان نے کہا۔ میں نے جو کچھ سنا ہے مجھے اس سے قطعاً عدم اتفاق نہیں۔ میرے نزدیک یہ معزز مکرم اسلام سے محبت رکھنے والا تو اب ایسا ہی ہمارا ہے جیسا کہ ادھر کسی کو دعویٰ ہو۔ ۱۱۷

انگریز نواب سر آرچیلڈ ہملٹن کو پیغام احمدیت

انگریز نواب سر آرچیلڈ ہملٹن ووکنگ مشن کے ذریعہ لارڈ ہیڈلے کی تبلیغی مساعی سے

مسلمان ہوئے۔احمدیہ مشن کی طرف سے نواب موصوف کو قبول اسلام پر مبارکباد کی ٹیلی گرام دی گئی اور انہیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کروایا گیا۔ ۱۱۸

میجک لینٹرن کے ذریعہ لیکچر کا منظر

مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۲۴ء کو ایک سوسائٹی کے زیر اہتمام حضرت نیّر صاحب کا ایک لیکچر ہوا۔آپ نے میجک لینٹرن کے ذریعہ ''سفر مغربی افریقہ'' کے موضوع پر تقریر کی اور بیالیس تصاویر''میجک لینٹرن'' پر دکھائیں۔حضرت نیّر صاحب نے اس لیکچر کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

''سب سے پہلے پلیٹ فارم پر آ کر''سلسلہ احمدیہ'' کا حاضرین سے تعارف کرایا اور اس تعارف کے وقت حضرت مسیح موعود کی قد آدم برابر پوری تصویر پردہ پر تھی۔اس نظارہ کو دیکھ کر کہ ایک طرف مسیح موعود علیہ السلام بلندی پر کھڑے ہیں، دوسری طرف حضور کا ایک غلام زبان انگریزی میں پُر دلائل تقریر اسلام پر کر رہا ہے حضور کا رؤیا مندرجہ ازالہ اوہام یاد آتا اور آئندہ اشاعت اسلام کی کامیابی کے متعلق پیشگوئی کے پورا ہونے کی امید اور یقین دلا کر مومنین کے قلوب میں ایمان کی لہریں بہاتا تھا۔اس کے بعد مغربی افریقہ کا نقشہ دکھایا گیا اور پھر افریقہ کے باشندوں کی نیم برہنہ و برہنہ تصاویر دکھائی گئیں۔ازاں بعد نیّر کو وعظ کرتا ہوا دکھایا گیا۔پھر عید کی نماز کی مختلف حالتیں دکھا کر بتایا گیا کہ فلاں فقرہ کے یہ معنے ہیں اور احمدی عورتوں کا مہذب باپردہ لباس دکھا کر اصل افریقن عورت کے لباس کے ساتھ مقابلہ کیا گیا۔اسی طرح دوسرے مقامات دکھائے گئے۔بادشاہوں کے دربانوں میں تبلیغ کا منظر دکھا کر اصل کلمات تقریر بیان کئے گئے۔ غرض نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ کی تصاویر، مدرسہ کے طلباء و اساتذہ اور مبلغین کا کام دکھانے کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی اصل تعلیم بھی پیش کی گئی۔ضمناً احمدی مساجد یورپ و امریکہ ولیکھر ام و ڈوئی (ہر دو کی حالت صحت اور بعد کی) تصویریں دکھا کر کاذب کا حشر دکھایا گیا۔میرا دل حمد الٰہی سے پُر

ہے کہ ایک مؤثر طریق سے لوگوں تک پہنچنے کا موقع مل گیا۔‘‘

اس تقریر کے بعد حضرت نیّر صاحب نے موثر رنگ میں سامعین کے سوالات کے جواب دیئے ۔اس موقع پر نائب امام لیگوس مولوی محمد اسماعیل شیٹا صاحب موجود تھے۔ انہوں نے کھڑے ہوئے کہا کہ

’’میں ان تمام بیانات کی جو میرے آقا مولوی نیّر صاحب نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں تصدیق کرتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو مفید کام مغربی افریقہ میں سلسلہ احمدیہ نے کیا ہے اس کا تعلق محض دیکھنے سے ہے اور میں انگلستان میں صرف مولوی صاحب کو ملنے آیا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ لوگ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ۱۱۹

مصر کے سفیر اور ممبران سٹاف کو تبلیغ احمدیت

حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔

’’ہز ا کسیلنسی جنرل عزالدین پاشا عزت قونصل جنرل مصر ان دنوں مع عملہ سفارت کارلٹن ہوٹل میں مقیم ہیں۔ عاجز آپ سے ملنے اور ’سفارت مصر‘ کے قیام پر مبارکباد دینے کے لئے وہاں گیا۔ ممبران سٹاف، سیکرٹریان، امام اور خود ہز ایکسیلنسی سفیر سے ملاقات کی۔ صاحب موصوف بہت با اخلاق آدمی ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخصوص مسائل اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو آپ نے نہایت توجہ اور غور سے سنا اور احمدیہ مشن (لندن) میں تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔‘‘ ۱۲۰

ترکی سفارت خانہ میں تبلیغ احمدیت

حضرت نیّر صاحب نے یوسف کمال صاحب سے جو جمہوریہ ترکی کے قائمقام سفیر تھے لندن میں مع ان کے سٹاف سے ملاقات کی۔ انہیں انگریزی پر عبور نہ تھا اس لئے ترجمان کی مدد سے گفتگو ہوئی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مسائل، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیاسی روش کو بالوضاحت بیان کیا۔ ۱۲۱

سنٹرل ایشین سوسائٹی میں لیکچر

بری و بحری افواج کے ریٹائرڈ افسران کی ایک سوسائٹی ''سنٹرل ایسوسی ایشن'' میں ایک فرانسیسی پادری کا لیکچر تھا۔ لیکچر روم فرنچ سفارت خانہ کے سارے عملے کے علاوہ مختلف یورپین اقوام کے معززین سے پُر تھا۔ پادری صاحب دوران جنگ فرانسیسی فوج میں شامل ہوکر ایران اور کوہ قاف کی جنگ میں شامل ہو چکے تھے انہوں نے جادو کے لیمپ کی مدد سے لیکچر دیا۔ جس میں یہ بتایا کہ اگر جنرل ونسٹن ایران میں ترکوں کی پیش قدمی روک کران کا راستہ بند نہ کر دیتے تو پین اسلام ازم کے منصوبے غالب آ جاتے اور انگلستان اور فرانس کے حکمرانوں کیلئے مشکلات پیش آ تیں۔ اس نے اس امر پر زور دیا کہ فرانس اور انگلستان کو اسلام سے خطرہ ہے۔ جس کے لئے متحدہ کوشش کرنی چاہے۔ اس لیکچر کے بعد جنرل ڈفسٹن ، جنرل یاین فرنچ اور سر چارلس آرتھر یسیٹ نے تقاریر کیں۔ اس موقع پر حضرت نیّر صاحب نے صدر مجلس جناب جنرل ایجرٹن کی اجازت سے تقریر فرمائی اور پین اسلام ازم کے خطرہ کو احمدیہ علم کلام کی روشنی میں حاضرین کے دلوں سے نکالا۔ آپ نے خصوصیت سے یہ ذکر فرمایا کہ احمدیت کی تعلیم کی رو سے ہر ملک کے مسلمانوں کو اپنی حکومت کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل کر ترقی کرنے میں کوشاں ہونا چاہئے۔ آپ کی تقریر بہت پسند کی گئی۔ تقریر کے بعد حاضرین نے مصافحہ کیا اور صدر مجلس نے خوشی کا اظہار کیا کہ اسلام میں ایسی امن پسند تحریک ہے جس کا ذکر نیّر صاحب نے کیا ہے۔ ۱۲۲

انگلستان پر نیّر عالمتاب کی شعاعیں

حضرت نیّر صاحب ۱۹۲۳ء کے اواخر میں بہت متفکر تھے اور یہ غم آپ کو کھائے جا رہا تھا کہ اسلام کا غلبہ اس سرعت سے ظہور پذیر نہیں ہو رہا جس کی وہ خواہش اور امید رکھتے ہیں۔ جبکہ اسلام دشمن قوتیں اسلام کی صداقت کو کچلنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔ اسی ادھیڑ بن میں بسا اوقات راتوں کو آپ کی نیند عنقا ہو جاتی اور آپ غلبہ اسلام کی دعاؤں میں لگ جاتے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کے اضطرار اور تضرعانہ دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

''اچانک ۱۹۲۳ء کا آخری ہفتہ میرے قلب کو اطمینان سے پُر کر رہا ہے اور ۱۹۲۴ء کے نیّر عالمتاب کی شعاعیں تاریک انگلستان میں امید کی ایک جھلک دکھاتی ہیں۔

غم مخور زاں کہ من دریں تشویش

خورمی وصل یار مے بینم

میں نے ایک طرف سپر چوایلسٹ دوسری طرف تھیوسوفٹ اور نیوتھاٹ وغیرہ دوسرے اسی قسم کے تمام روحانیت سے کم وبیش تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس امر کا متلاشی پایا ہے کہ ان کو وہ شاہد و مبشر و نذیر مل جائے جو دنیا کے امراض کا ڈاکٹر اور انسانوں کا آسمانی راہنما ہے۔'' ۱۲۳

خدا تعالیٰ کی یہ شان عجیب ہے کہ ۱۹۲۳ء کے اواخر میں حضرت نیّر صاحب کو جو امید کی ایک جھلک دکھائی گئی تھی وہ نیّر عالمتاب ۱۹۲۴ء میں انگلستان کے افق پر طلوع ہوا اور حضرت مصلح موعود کی انگلستان میں آمد، مذاہب عالم کانفرنس میں شمولیت اور مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد سے انگلستان کی تاریخ میں نئے باب اور سنگ میل کا اضافہ ہوا جس کا مختصر ذکر آئندہ صفحات میں پیش ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا سفر یورپ اوّل اور آپ کی خدمات

ویمبلے نمائش اور مذاہب کانفرنس

۱۹۲۴ء میں مذاہب کانفرنس کے انعقاد اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی شمولیت سے تاریخ احمدیت میں ایک نئے اور روشن باب کا اضافہ ہوا۔ یہی وہ سال تھا جس میں ویمبلے نمائش منعقد ہوئی اور تمام ممالک سے وفود اس میں شمولیت کی غرض سے انگلستان آئے۔ اس نمائش کے انعقاد کی تجاویز کے ساتھ مسٹر ولیم لافٹس (شوشلسٹ لیڈر) کے دل میں ایک تحریک نے جنم لیا کہ وہ منتظمین نمائش کے ساتھ مل کر ایسا انتظام کریں کہ اس نمائش کے دوران

دس روز تک مذاہب کانفرنس بھی منعقد ہو۔ان کی اس تجویز کو مستشرقین نے بہت پسند کیا اور منتظمین نمائش نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا اور یہ طے پایا کہ یہ مذاہب کانفرنس امپیریل انسٹیٹیوٹ آف لندن میں ۲۲ر ستمبر تا ۳ر اکتوبر منعقد ہو۔

نمائندگان کا انتخاب

حضرت نیّر صاحب کو مذاہب کانفرنس کا علم اس وقت ہوا جبکہ انتظامیہ کمیٹی تشکیل پا چکی تھی اور اس نے مقررین کا انتخاب بھی کر لیا تھا۔جس کے مطابق مرزا حسین علی ایرانی (بہائی) اس کانفرنس پر حاوی ہو چکے تھے اور کینیڈا اور یورپ سے بہائی نمائندگان کو مدعو کیا جا رہا تھا۔علاوہ ازیں شوقی آفندی صاحب رئیس بہائیین عکّہ سے خود آ کر اس کانفرنس میں شامل ہونے والے تھے۔ نیز ہندوستان سے خواجہ کمال الدین صاحب اور ان کے صاحبزادے خواجہ نذیر احمد صاحب (جو اس وقت ووکنگ کے امام تھے) بھی مضمون پڑھنے آ رہے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں شمولیت کی دعوت

اس کمیٹی کی جائنٹ سیکرٹری مس شارپلز ایم اے تھیں۔حضرت نیّر صاحب نے ان سے چند ملاقاتیں کر کے انہیں احمدیت کا تعارف کروایا۔جس کے نتیجہ میں مس شارپلز اس بات کی قائل ہو گئیں کہ اس کانفرنس میں جماعت احمدیہ کا نقطہ نظر پیش ہونا چاہئے۔ڈاکٹر آرنلڈ مصنف ''دعوت اسلام'' سے آپ کے بہت اچھے مراسم تھے۔انتظامیہ کمیٹی میں حضرت نیّر صاحب کا ذکر آنے پر ڈاکٹر آرنلڈ نے کمیٹی کو توجہ دلائی کہ مقررین کے اسماء کے بارے میں حتمی منظوری سے قبل حضرت نیّر صاحب سے ضرور مشورہ کر لیا جائے۔چنانچہ کمیٹی نے آپ سے مشورہ کے بعد اس مجوزہ پروگرام پر نظر ثانی کی اور ہندوازم اور بدھ ازم کے نمائندگان کا انتخاب آپ کے مشورہ سے ہوا۔نیز آپ نے صوفی ازم کے تعلق میں حضرت حافظ روشن علی صاحب کا نام تجویز کیا اور کمیٹی کو یہ بھی بتایا کہ حافظ صاحب موصوف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت پر ہی اس کانفرنس میں شمولیت کر سکیں گے۔اس پر کمیٹی کی سیکرٹری نے حضرت خلیفۃ المسیح کو اس کانفرنس میں مدعو کرنے کی خواہش

کا اظہار کیا ۔ چنانچہ جب کمیٹی میں یہ نام پیش ہوئے تو ڈاکٹر آرنلڈ اور پروفیسر مارگولیتھ (نمائندگان کمیٹی) نے حضرت نیرّ صاحب سے ذاتی تعلق اوراحمدیت سے تعارف کی بناء پر خصوصیت سے اور تمام ممبران کمیٹی نے بالا تفاق نہایت خلوص اور محبت سے یہ فیصلہ کیا کہ ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں شمولیت اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کو بھی اپنے ساتھ لانے کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ انگلستان کے سر برآوردہ مستشرقین کی طرف سے باقاعدہ دعوت نامہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا جسے حضرت خلیفۃ المسیح نے قبول فرمایا اور مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۲۴ءکو قادیان سے انگلستان کے لئے تاریخی سفر کا آغاز فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد کا ذکر انگلستان کے اخبارات میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قادیان سے روانگی کے ساتھ ہی انگلستان کے پریس میں مسیح اور اس کے بارہ حواریوں کا ذکر شروع ہوگیا۔حضرت نیّر صاحب جو اس وقت انچارج احمدیہ مشن کے طور پر خدمات بجالا رہے تھے نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اس دورہ کی اشاعت کے لئے انگلستان کے اخبارات سے موثر رابطہ کی مہم شروع کردی اور اس غرض کے لئے جناب خالد شیلڈریک صاحب کو اپنا سیکرٹری مقرر کیا اور تفصیلی مضامین اخبارات کو بغرض اشاعت بھجوائے چنانچہ ڈیلی ایکسپریس نے حضور کی آمد کی خبر دینے کے لئے مشن سے رابطہ کیا ازاں بعد حضرت نیّر صاحب نے ڈیلی نیوز Daily News کے ایڈیٹر سے فون پر رابطہ کیا (یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت نیّر صاحب نے افریقہ سے واپسی پر اپنے گھر ٹیلی فون نصب کروالیا تھا جس کی وجہ سے حضور کے اس دورہ کے دوران جملہ پروگرام تشکیل دینے اور پریس کے نمائندگان سے فوری رابطہ میں بہت سہولت رہی) اور انہیں مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی اور انہیں جماعت احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تعارف تفصیل سے کروایا۔ چنانچہ اس اخبار نے حضرت خلیفۃ المسیح کی آمد سے متعلق خبر شائع کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دورہ کے بارے میں برطانوی پریس میں تشہیر سے متعلق حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

ڈیلی نیوز Daily News نے حضور کا پورا نام ہز ہولی نس الحاج حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ

"His Holiness Alhaj Hazrat Mirza Bashirud Din Mahmood Ahmad, Khalifatul Masih, Head of the Ahmadia Community."

دے کر خبر شائع کی۔ اس وقت یہ لطیفہ بھی ہوا کہ ایڈیٹر نے پوچھا۔ کیا یہ اتنا بڑا ایک نام ہے؟ میں نے کہا مشرق میں بڑے لوگوں کے بڑے نام ہوتے ہیں۔ یہ بفضلہٖ تعالیٰ بڑی کامیابی تھی اور آئندہ تمام کام کی بنیاد اس پر تھی جیسا کہ واقعات نے ظاہر کر دیا۔ اس کے بعد سنٹر نیوز ایجنسی Central News Agency کے ذریعہ جس کی شاخیں تمام انگلستان میں ہیں اس خبر کی اشاعت کرادی گئی۔ الحمدللہ کہ صبح ہوتے ہی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد کی خبر کُل انگلستان میں پھیل گئی اور یہی واقعہ کل دنیا میں احمدیت کی کامیاب اور وسیع اشاعت کی بنیاد بن گیا کیونکہ انگلستان میں پہلا تعارف مشکل ہوتا ہے اور جب ہو جائے تو پھر معاملات آسان ہو جاتے ہیں۔ غرض اخبارات میں سلسلہ اشاعت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر سے شروع ہو کر برابر ورود اور روانگی تک مصور غیر مصور روزانہ اور ہفتہ وار پریس میں نہایت کامیاب طور پر جاری رہا۔ اور ایسا کہ ایک متعصب رومن کیتھولک اخبار نے لکھا کہ His Holiness کا استعمال اخبارات امام جماعت احمدیہ کے لئے کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے The whole British press has been intrigued. کہ تمام برطانوی پریس تجسس کا شکار ہو گیا ہے۔

پریس کے علاوہ حضور کی آمد سے قبل اور بعد مَیں نے دس ہزار سے زائد دوورقہ ٹریکٹس شائع کئے۔ ایک کے ٹائیٹل پر جلی لکھا تھا:۔

Read (کون) Who?(وہ آ رہے ہیں۔)(He is Coming)

inside(اندر پڑھو) دوسرے پمفلٹ پر اس طرح تھا:۔

Read inside(کون) Who?(وہ آ گئے ہیں۔)He has come

(اندر پڑھو) المختصر حضور کے لندن جانے، وہاں رہنے، کام کرنے کی تشہیر سے احمدیت کو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی۔ ۱۲۴

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا لندن میں ورود مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے قافلہ کے ہمراہ مورخہ ۲۲؍اگست ۱۹۲۴ء کو ۶ بجے شام وکٹوریہ سٹیشن پر پہنچے۔ جہاں نیّر صاحب نے متعدد اخبارات کے نمائندگان کو مدعو کیا ہوا تھا۔ بہت سے کیمرہ مین بھی اس موقع پر آئے ہوئے تھے۔ ریل گاڑی ڈھائی گھنٹے کی تاخیر سے پہنچی۔ حضرت نیّر صاحب نے اس عرصہ میں سٹیشن پر اخبارات کے نمائندگان اور استقبال کے لئے آنے والے بہت سے احباب کی خدمت میں چائے وغیرہ پیش کی اور انہیں حضور کی آمد تک مصروف رکھا۔ حضور کی آمد پر محترم نیّر صاحب نے حضور کی خدمت میں درخواست کی۔

Your Holiness! I request you to pray for this benighted country

اس تاریک ملک کے لئے حضور اقدس سے دعا کی درخواست ہے۔ اس پر حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی اور اس طرح لندن کے پروگرام کا آغاز ہوا۔ ۱۲۵

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی لندن آمد

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''میں ابھی برلن میں ہی تھا کہ مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے جو ان دنوں لندن میں سلسلہ احمدیہ کے مبلغ اور لندن مسجد کے امام تھے مجھے لکھا کہ حضور کا ارشاد ہے کہ حضور اور حضور کے رفقاء کے قیام کا انتظام میرے مشورہ کے ساتھ کیا جائے اس لئے مجھے جلد لندن پہنچنا چاہئے۔

نیّر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں آ سکر اور میں لندن پہنچ گئے۔حضور کے قیام کے لئے نمبر ۶ چیسم پیلس کرایہ پر لیا گیا۔'' ۱۲۶

حضور نے لندن پہنچنے کے بعد سب سے پہلے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی جس کے ذمہ مختلف فرائض سپرد کیئے، اس کمیٹی کے سربراہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے اور سیکرٹری مولوی محمد دین صاحب (مبلغ امریکہ) مقرر ہوئے نیز مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم اے، مکرم مولوی محمد دین صاحب اور مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کو پریس سے رابطہ کیلئے مقرر فرمایا۔

حضرت نیّر صاحب نے اپنے رفقاء کے ہمراہ اس اہم فرض کونہایت خوش اسلوبی، محنت اور خلوص سے نبھایا۔کئی ایک مواقع پر پریس کانفرنس منعقد کی گئیں جو آپ کی شبانہ روز محنت سے نہایت کامیاب ہوئیں آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہی تھا کہ لندن کے مشہور اخبارات میں حضور کی آمد، قیام، مصروفیات و روانگی کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ نے ۸؍ستمبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں لکھا۔

''ہز ہولی نس خلیفۃ المسیح کی ملاقات اور ان کو چائے کی دعوت دینے کے لئے لندن کے مسلمان کل بعد دوپہر اپنی مسجد واقع میلر وز روڈ سوتھ فیلڈز میں جمع ہوئے، لندن کے اس مکان کے باغ میں ایک عجیب منظر تھا، ہندوستانی لوگ جن میں سے بعض خالص مغربی لباس میں ملبوس تھے اور بعض نیم مغربی لباس میں جن کے سروں پر پگڑیاں یا رومی ٹوپیاں تھیں نہایت آزادی سے ان یورپین لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے جن میں سے کثیر تعداد نو مسلموں کی تھی۔

اس دعوت پر جو مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر نے دی تقریباً ساٹھ مہمان تھے۔ہز ہولی نس نے ان میں سے بہتوں کو اپنے ساتھ نہایت ہی سرگرم مذہبی گفتگو میں مشغول رکھا، آپ سفید پگڑی باندھے ہر وقت اپنی جماعت کے مؤدب پیروؤں سے گھرے رہتے تھے۔دوران دعوت بارش کے چھینٹے بھی کبھی کبھی پڑتے رہے، لیکن وہ خدا کے اس پرستار کی خوشی میں دخل انداز ہوتے معلوم نہیں ہوتے تھے اور تمام مدعوین چائے اور کیک کی دعوت سے جو مغربی طرز پر

پیش کی گئی تھی محظوظ ہوئے۔

جب دعوت ختم ہو چکی تو مولوی صاحب نے نہایت صاف انگریزی میں ہز ہولی نس کو ان کی آمد پر دل لبھانے والا نہایت مؤثر ایڈریس دیا جس کا ہز ہولی نس نے مناسب اور خاصہ طویل جواب دیا، کارروائی کے اختتام پر مسلمان حاضرین مسجد میں حسب معمول مغرب یعنی شام کی نماز ادا کرنے کے لئے داخل ہو گئے۔'' ۱۲۷

حضرت شیخ یعقوب عرفانی صاحب ایک پریس کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''چار بجے پریس رپورٹروں کو ایٹ ہوم (At home) میں نیّر صاحب نے بلایا دیوان خانہ (جو ہماری مسجد میں ہے) نہایت سادگی کے ساتھ سجایا گیا۔ چار بجے کے بعد اخبار نویس آنے شروع ہوئے اور چھ بجے کے قریب مورننگ پوسٹ، ڈیلی ٹیلی گراف، ڈیلی کرانیکل، ڈیلی ایکسپریس، جیوش کرانیکل کے قائمقام جمع ہو گئے۔ نیّر صاحب نے احباب سے متعارف کرایا اور انہیں چائے پیش کی گئی۔ حضرت اقدس اس وقت پیغام لکھ رہے تھے۔

ماسٹر نیّر صاحب نے حاضرین کو مطلع کیا کہ حضرت صاحب کی طرف سے ایک پیغام دیا جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ حضرت صاحب کے ہال میں داخل ہوتے ہی ماسٹر نیّر نے نہایت ہی محبت آمیز آواز سے جس میں جوش اور اخلاق کے جذبات صاف طور پر نمایاں تھے کہا ''ہز ہولی نس حضرت مسیح موعود کے پسر موعود اور خلیفہ'' یہ الفاظ بجلی کی طرح کمرہ میں گونج گئے اور تمام نظریں حضرت صاحب کے چہرہ پر تھیں۔ حضور سے تمام مدعوین کو انٹروڈیوس (متعارف) کرایا گیا اور آپ کرسی پر تشریف فرما ہوئے، اس کے بعد حضرت صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔'' ۱۲۸

پریس سے متعلق مفوضہ خدمات کے ساتھ ساتھ حضرت نیّر صاحب کو بعض اور اہم خدمات بھی بجالانے کا موقع ملتا رہا، بسا اوقات حضرت صاحب کوئی خطاب فرماتے تو نیّر صاحب اس کا انگریزی میں ترجمہ کر کے لوگوں تک آپ کا پیغام پہنچا دیتے۔ ۱۲۹ اخبار ویسٹ سکس

گزٹ اپنے پرچہ ۴؍ستمبر ۱۹۲۴ء میں لکھتا ہے۔

''......ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح کو خلافت ورثہ میں نہیں آئی بلکہ یہ منتخب کئے گئے ہیں حالانکہ اس بڑے مذہبی پیشوا کی عمر صرف ۳۶ سال ہے۔ وہ ہندوستان کا عام لباس سفید پگڑی اور سفید پاجامہ پہنے ہوئے برائٹن تشریف لائے۔ ان کے سیکرٹریوں کی پگڑیاں سبز تھیں تا کہ مقامی مبلغوں اور ان میں امتیاز ہو سکے۔ یہ پارٹی صبح برائٹن میں پہنچی اور چھتری کی جانب روانہ ہوئی۔ موٹروں کے پہاڑ کے دامن میں پہنچنے تک بارش کا سلسلہ بھی جاری رہا، گو پھر سورج نکل آیا۔ کیچڑ کے سبب موٹریں احاطہ تک نہ لے جائی جا سکیں اس لئے پارٹی ایک ڈھلوان پہاڑی زمین پر پیدل چل کر چھتری کی سیڑھیوں تک پہنچی......ایک مختصر تقریر میں جس کا ترجمہ مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب مبلغ لندن نے کیا حضرت صاحب نے اس چھتری کا ذکر کیا جو ان ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں قائم کی گئی ہے جو سلطنت برطانیہ کے استحکام وحفاظت کیلئے نبرد آزما ہوئے......اس کے بعد چند منٹ خاموشی کے ساتھ دعا کی گئی۔'' [۱۳۰]

مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے قیام لندن کے دوران تاریخ احمدیت کا ایک نہایت اہم واقعہ مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد ہے جو ۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ [۱۳۱] سنگ بنیاد کی تقریب کا صرف چار روز قبل حضور نے فیصلہ فرمایا تھا۔ اس تقریب کے لئے مولانا نیّر صاحب نے حضور کی تحریر پر مشتمل فوٹو کے ذریعہ ایک کتبہ تیار کروایا جسے حضورؓ نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمایا۔ یہ تحریر اردو اور انگریزی ہر دو زبانوں میں تھی۔

پریس کانفرنس

حضرت نیّر صاحب نے مورخہ ۲۸؍اگست ۱۹۲۴ء کو چار بجے بعد دوپہر اخبارات کے نمائندگان کو مشن ہاؤس میں مدعو کیا۔ متعدد اخباری نمائندگان کے علاوہ جغرافیکل سوسائٹی کے

پریذیڈنٹ کرنل سرینگ ہتسبند بھی کانفرنس میں تشریف لائے۔ موصوف لندن کی علمی سوسائٹی میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ نیز ریلیجیس کانفرنس کی سیکرٹری مس شارپ بھی اس پریس کانفرنس میں تشریف لائیں۔ ۱۳۲

انگریز نومبائعین کی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات

مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۲۴ء کو شام ساڑھے چار بجے لندن کے نومسلم انگریزوں کو چائے کی دعوت پر مدعو کیا گیا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر کثیر تعداد میں نومسلم انگریز مرد و خواتین احمدیہ مشن میں تشریف لائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تشریف آوری پر سب نے احتراماً کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا۔ حضور مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات فرماتے رہے۔ جملہ مدعووین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ ازاں بعد حضرت نیّر صاحب نے اعلان کیا کہ آپ چائے پی چکے ہیں اب وہ روحانی اور ابدی غذا پیش کی جاتی ہے جس کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے۔ حضرت نیّر صاحب نے ایک پُرجوش تقریر کی۔ اس تمہیدی تقریر کے بعد حضرت حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور پھر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا نیز اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ یہ اجلاس ۸ بجے شب اختتام کو پہنچا۔ ۱۳۳

لندن سے مراجعت

یورپ کے اس کامیاب دورہ سے واپسی پر حضور نے لندن مشن کا انچارج حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد اور ان کا نائب ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو مقرر فرمایا اور مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کے بعد حضرت صاحب کے ارشاد پر حضور کے ساتھ ہی ۲۴/نومبر ۱۹۲۴ء کو واپس قادیان تشریف لے آئے۔

جماعت کی دعاؤں اور شکریہ کے مستحق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سفر یورپ سے کامیاب مراجعت پر اسی روز مورخہ ۲۴رنومبر بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں اہل قادیان کی طرف سے حضرت مولانا شیر علی صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا۔ سپاسنامہ کے جواب میں حضور نے ایک پُر معارف خطاب فرمایا جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے آپ نے فرمایا:۔

''میں سفر کے ساتھیوں کے متعلق بھی یہ اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان سے ہو سکا انہوں نے کام کیا۔ انسانوں سے غلطیاں ہوتی ہیں اور ان سے بھی ہوئی ہیں۔ میں ان پر بعض اوقات ناراض بھی ہوا ہوں مگر میری ناراضگی کی مثال ماں باپ کی ناراضگی کی سی ہے جو ان کی اصلاح اور اس سے بھی زیادہ پُر جوش بنانے کے لئے ہوتی ہے مگر انہوں نے اچھے کام کئے اور بڑے اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے اور میرے نزدیک وہ جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں خصوصاً اس لئے کہ میرے جیسے انسان کے ساتھ انہیں کام کرنا پڑا۔ جب کام کا زور ہو تو میں چاہتا ہوں کہ انسان مشین کی طرح کام کرے، نہ اپنے آرام کا اسے خیال آئے نہ وقت بے وقت دیکھے، جب اس طرح کام لیا جائے تو بعض اوقات اچھے سے اچھے کام کرنے والے کے ہاتھ پاؤں بھی پھول جاتے ہیں مگر انہوں نے اخلاص سے کام کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق رکھتے ہیں کہ ان کے لئے خصوصیت سے دعائیں کی جائیں۔

پھر میں سمجھتا ہوں ماسٹر عبدالرحیم نیّر صاحب خصوصیت سے جماعت کی دعاؤں کے اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ واقفیت کی وجہ سے انہوں نے اس سفر میں بہت کام کئے ہیں۔ ان کے اندر بعض کمزوریاں ہیں لیکن میرا تجربہ ہے کہ وہ اکیلے چار پانچ آدمیوں کا کام کرتے ہیں بشرطیکہ گھبرا نہ جائیں اور جب گھبرا جائیں تو پھر ایک آدمی کا کام بھی نہیں کر سکتے۔ ان کی وجہ سے

بھی سلسلہ کے کاموں میں بہت کچھ مدد ملی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ برادرانہ حسن سلوک کے خلاف ہوگا اگر میں اس پہلے موقع پر جو مجھے اظہار خیالات کا اس سفر کے بعد ملا ہے ان کی خدمات کا اظہار نہ کروں۔ ان کی غلطیاں میں بیان کرتا رہا ہوں اور اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان میں بعض کمزوریاں ہیں مگر اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مجھے ان کی خدمات کا اعتراف نہیں ہے۔ ان کی غلطیاں تربیت کا نقص ہے مگر اخلاص میں کوئی کمی نہیں اور اخلاص کے لحاظ سے تو جماعت کا کوئی فرد چن لیا جائے وہ ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرے گا جو قابل رشک ہوگا مگر ابھی تربیت کی کمی ہے۔ گویا ہمارے پاس ہیرے موجود ہیں مگر انہیں تراشنے کی ضرورت ہے۔ اخلاص تو ہماری جماعت کے ہر فرد میں حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسی کی وجہ سے ایسا ہے جو پہاڑ کی طرح ہے اور کوئی چیز اسے جنبش نہیں دے سکتی۔ مگر تربیت کی نہایت ہی ضرورت ہے تاکہ آئندہ نسلیں اس نقص سے محفوظ ہو جائیں اور یہ کام وقت چاہتا ہے۔ مجھے اگر خدا تعالیٰ نے موقع دیا تو میں ورنہ جب خدا چاہے گا یہ کام ہو جائے گا اور اس وقت ایک ایک آدمی بیس بیس آدمیوں کا کام کر سکے گا۔" ۱۳۴

حوالہ جات

۱۔ الفضل ۲۳؍اگست ۱۹۱۹ء

۲۔ الفضل ۲۳؍نومبر ۱۹۴۸ء

۳۔ ماہنامہ الفرقان اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۳

۴۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (مرتب)

۵۔ الفضل ۲۳؍اگست ۱۹۱۹ء صفحہ ۵

۶۔ الفضل قادیان ۲۳؍اگست ۱۹۱۹ء صفحہ ۹

۷۔ الفضل ۳۰؍ستمبر ۱۹۱۹ء

۸۔ الفضل ۳۰؍ستمبر ۱۹۱۹ء

۹۔ میں مسلمان ہوں اور یہ گریک یعنی یونان کا رہنے والا عیسائی ہے

۱۰ تا ۱۲۔ الفضل ۴؍اکتوبر ۱۹۱۹ء

۱۳۔ الفضل ۷؍اکتوبر ۱۹۱۹ء

۱۴۔ فتح اسلام صفحہ ۱۱، ۱۲

۱۵۔ فتح اسلام بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲ تا ۲۴

۱۶۔ الفضل ۱۴؍اکتوبر ۱۹۱۹ء

۱۷۔ الفضل ۲۲؍نومبر ۱۹۱۹ء

۱۸۔ الفضل ۲۷؍نومبر ۱۹۱۹ء

۱۹۔ الفضل ۲۵؍اکتوبر ۱۹۱۹ء

۲۰۔ الفضل ۱۵؍نومبر ۱۹۱۹ء

۲۱۔ الفضل ۲۲؍جولائی ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۰

۲۲۔ الفضل ۳۰؍نومبر ۱۹۲۳ء

۲۳۔ الفضل ۳۰؍مئی ۱۹۲۴ء صفحہ ۱، ۲

۲۴۔ الفضل ۲۰؍دسمبر ۱۹۲۰ء

۲۵۔ الفضل ۱۴؍مئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۱، ۲

۲۶۔ الفضل ۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۱، ۲

۲۷۔ الفضل ۲۱؍اکتوبر ۱۹۱۹ء

۲۸۔ ماسٹر (مرتب)

۲۹۔ آپ نے مستقل رہائش مع اہل وعیال انگلستان میں ہی کر لی تھی (ناقل)

۳۰۔ الفضل ۱۲؍اپریل ۱۹۲۰ء

۳۱۔ فتح اسلام صفحہ ۲۳ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳

۳۲۔ الفضل ۳۰؍مئی ۱۹۲۴ء

۳۳۔ الفضل ۵؍اپریل ۱۹۲۰ء

۳۴۔ الفضل ۱۹؍جنوری ۱۹۲۰ء

۳۵۔ لفضل ۱۹؍جنوری ۱۹۲۰ء

۳۶۔ الفضل ۱۹؍جنوری ۱۹۲۰ء

۳۷۔ الفضل ۱۸؍دسمبر ۱۹۱۹ء

۳۸۔ الفضل ۵ جنوری ۱۹۲۰ء

۳۹۔ الفضل ۱۴؍اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۹

۴۰۔ الفضل ۱۸؍اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۲

۴۱۔ الفضل ۱۱؍اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۲

۴۲۔ الفضل ۱۸؍نومبر ۱۹۱۹ء

۴۳۔ الفضل ۱۸؍نومبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۲

۴۴۔ الفضل قادیان ۲۵؍اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۳

۴۵۔ الفضل ۴؍نومبر ۱۹۱۹ء صفحہ۲ مکرم برادر محمد سلیمان فیتھ ایک روسی نژاد برطانوی عالم ہیں
۴۶۔ الفضل قادیان ۱۴؍فروری و ۴؍مارچ ۱۹۲۰
۴۷۔ الفضل ۱۵؍مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ۲
۴۸۔ الفضل ۲۱؍اکتوبر ۱۹۱۹ء
۴۹۔ الفضل ۲۵؍اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ۲
۵۰۔ الفضل ۲۲؍نومبر ۱۹۱۹ء
۵۱۔ مطبوعہ الفضل ۲۷؍نومبر ۱۹۱۹ء صفحہ۱، ۲
۵۲۔ الفضل ۱۸؍اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ۲
۵۳۔ الفضل ۲۲؍دسمبر ۱۹۱۹ء صفحہ۸
۵۴۔ الفضل ۱۵؍نومبر ۱۹۱۹ء صفحہ۲
۵۵۔ الفضل ۱۶؍فروری ۱۹۲۰ء صفحہ۲
۵۶۔ الفضل ۵۔۹؍فروری ۱۹۲۰ء صفحہ۱، ۲
۵۷۔ الفضل ۸؍جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ۱
۵۸۔ الفضل ۸؍جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ۲
۵۹۔ الفضل قادیان ۱۹؍جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ۱، ۲
۶۰۔ الفضل قادیان ۵؍جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ۱۵
۶۱۔ بحوالہ الفضل ۲۰؍مئی ۱۹۲۰ء صفحہ۱
۶۲۔ الفضل قادیان ۳۱؍مئی ۱۹۲۰ء صفحہ۲
۶۳۔ الفضل ۲۷؍مئی ۱۹۲۰ء صفحہ۲
۶۴۔ الفضل ۲۷؍مئی ۱۹۲۰ء
۶۵۔ الفضل قادیان ۵؍جنوری ۱۹۲۰ء
۶۶۔ الفضل ۲۶؍جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ۲

۶۷۔ الفضل ۱۳؍فروری ۱۹۲۰ء

۶۸۔ الفضل ۱۶؍فروری ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۶۹۔ الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳

۷۰۔ الفضل ۴؍مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۷۱۔ الفضل ۱۱؍مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۱

۷۲۔ الفضل ۱۵؍مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۷۳۔ الفضل ۱۵؍مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۷۴۔ الفضل ۸؍مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۷۵۔ الفضل ۲۶؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۷

۷۶۔ الفضل ۲۹؍اپریل ۱۹۲۰ء

۷۷۔ الفضل ۸؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۷۸۔ ۲۹؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۸

۷۹۔ الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۶

۸۰۔ الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۵

۸۱۔ الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۵

۸۲۔ الفضل ۲۶؍اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۷

۸۳۔ الفضل ۲۶؍اپریل ۱۹۲۰ء

۸۴۔ الفضل ۲۶؍اپریل ۱۹۲۰ء

۸۵۔ الفضل ۳؍مئی ۱۹۲۰ء

۸۶۔ الفضل ۷؍مئی ۱۹۲۰ء

۸۷۔ الفضل ۳؍مئی ۱۹۲۰ء

۸۸۔ الفضل ۲۹؍اپریل ۱۹۲۰ء

۸۹۔ الفضل ۳؍مئی ۱۹۲۰ء

۹۰۔ الفضل ۳ر مئی ۱۹۲۰ء
۹۱۔ الفضل ۱۰ر مئی ۱۹۲۰ء صفحہ ۱
۹۲۔ الفضل ۱۰ر مئی ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۹۳۔ الفضل ۳۱ر مئی ۱۹۲۰ء صفحہ ۱، ۲
۹۴۔ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۲۲۲
۹۵۔ مطبوعہ الفضل ۳ر مئی ۱۹۲۰ء
۹۶۔ الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۲۰ء
۹۷۔ الفضل قادیان ۲۲ر جولائی ۱۹۲۰ء
۹۸۔ ۱۷ر جون ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۹۹۔ الفضل ۲۱ر جون ۱۹۲۰ء
۱۰۰۔ الفضل ۱۸ر اکتوبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۱۰۱۔ الفضل ۲۴ر جنوری ۱۹۲۱ء صفحہ ۲
۱۰۲۔ الفضل ۲۹ر جولائی ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۱۰۳۔ الفضل ۲۰ر ستمبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۱۰۴۔ الفضل ۲۸ر فروری ۱۹۲۱ء صفحہ ۲
۱۰۵۔ الفضل ۱۱ر نومبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۱۰۶۔ الفضل ۲۵ر نومبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۱
۱۰۷۔ الفضل ۲۵ر نومبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۱۰۸۔ الفضل ۲۸ر فروری ۱۹۲۱ء
۱۰۹۔ الفضل ۷ر مارچ ۱۹۲۱ء
۱۱۰۔ الفضل ۱۹ر فروری ۱۹۲۳ء
۱۱۱۔ الفضل ۲۳ر اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۲
۱۱۲۔ الفضل ۲۳ر اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۲

۱۱۳۔ ایضاً
۱۱۴۔ الفضل ۲۵ / جنوری ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۱۵۔ الفضل ۲۹ / فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۱۶۔ الفضل ۸ فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۱۷۔ الفضل ۴ / اپریل ۱۹۲۴ء صفحہ ۱، ۲
۱۱۸۔ الفضل ۴ / مارچ ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۱۹۔ الفضل ۲۷ / مئی ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۲۰۔ الفضل ۱۶ / مئی ۱۹۲۴ء
۱۲۱۔ ایضاً
۱۲۲۔ الفضل ۱۷ / جون ۱۹۲۴ء
۱۲۳۔ الفضل ۸ / فروری ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۲۴۔ الفضل ۲۸ / دسمبر ۱۹۳۹ء
۱۲۵۔ الفضل ۲۸ / دسمبر ۱۹۳۹ء
۱۲۶۔ تحدیث نعمت صفحہ ۲۱۷ مولفہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔ ناشر اعجاز احمد
۱۲۷۔ الفضل ۲۸ / اکتوبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۲
۱۲۸۔ رپورٹ حالات سفر ولایت ۲۸ / اگست ۱۹۲۴ء نوشتہ حضرت عرفانی صاحب
۱۲۹۔ الفضل ۲۷ / ستمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۵
۱۳۰۔ الفضل ۹ / اکتوبر ۱۹۲۴ء
۱۳۱۔ الحکم ۲۱ / نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۱
۱۳۲۔ الفضل ۲۷ / ستمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۳
۱۳۳۔ الفضل ۱۸ نومبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۳
۱۳۴۔ الفضل ۴ دسمبر ۱۹۲۴ء

باب چہارم

مجاہد اوّل مغربی افریقہ

فصل اوّل — سیرالیون میں نیّر احمدیت

فصل دوم — غانا میں نیّر احمدیت

فصل سوم — نائیجیریا میں نیّر احمدیت
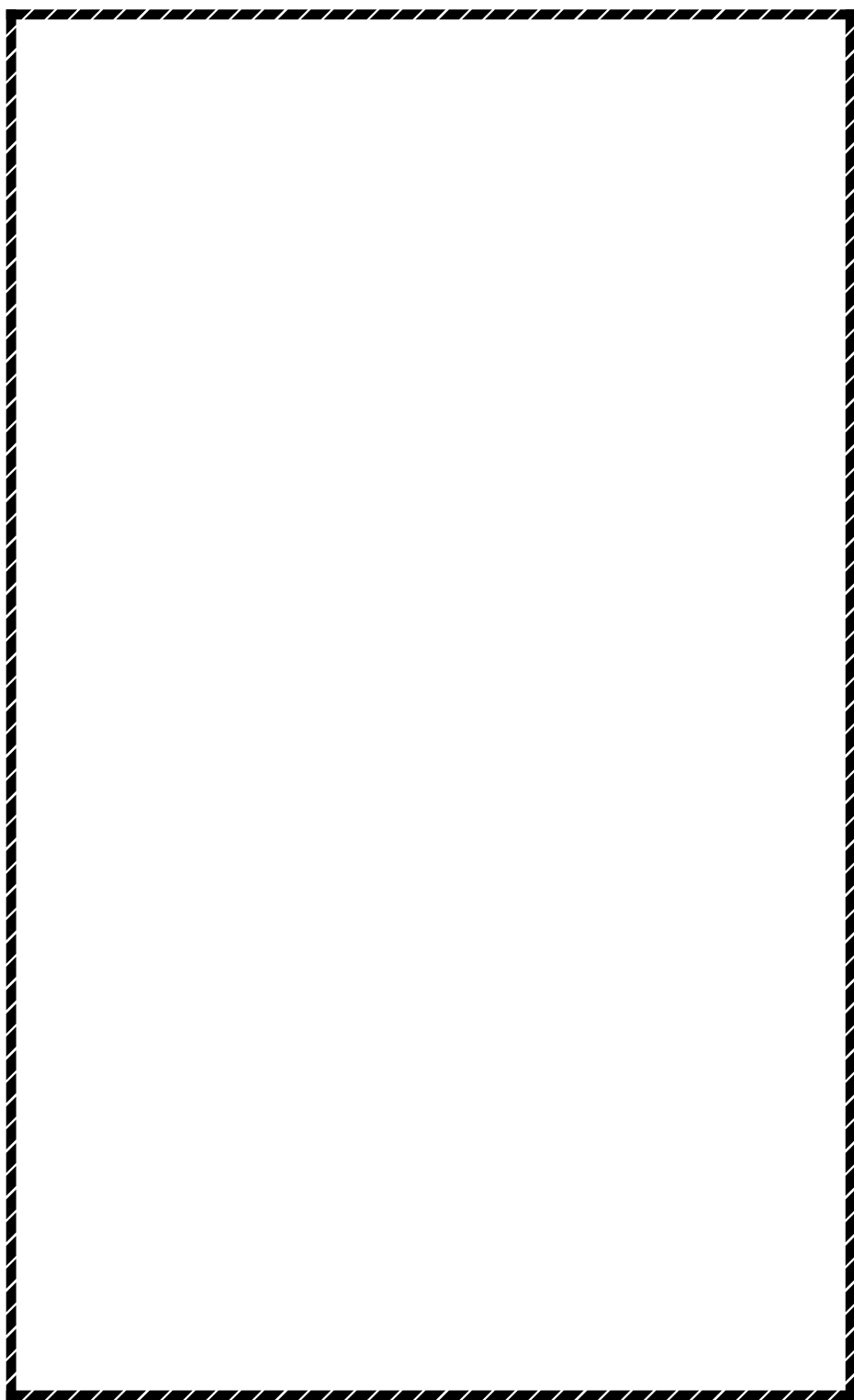
مغربی افریقہ میں دعوت اسلام

اسلام کی نشأۃ اولیٰ میں جہاں اسلام عرب وعجم میں پھیلا اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا آسمانی وعدہ اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ پورا ہوا اور ساری دنیا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ وہاں افریقہ کی تاریکیوں میں بھی اسلام کے نور سے اجالا ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ذریعہ ارض بلال کے رہنے والے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مغربی افریقہ میں اسلام کا پیغام پہنچنے کے وقت کی تعین ایک مشکل امر ہے۔ مشہور مستشرق سرتھامس آرنلڈ کے نزدیک ''افریقہ میں اسلام کا آغاز ۶۴۰ء (۱۸ھ) سے ہوا جب عرب سپاہ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کی سرکردگی میں مصر پر چڑھائی کی۔ تین سال کے بعد بازنطینی فوجیں مصر سے واپس بلالی گئیں اور ان کی روانگی سے عیسائیوں کی کثیر آبادی مسلمان فاتحین کی محکوم بن گئی۔ اس مہم میں عرب حملہ آوروں کو بہت جلد کامیابی حاصل ہوئی۔''[1]

مرکز اسلام سے دوری کے باعث ان نومسلموں کی آبیاری صحیح رنگ میں نہ ہوسکی، بہار کے بعد خزاں کا دور شروع ہوگیا۔ نور اسلام آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگا۔ بدعات اور رسومات کے بدنما داغ اسلام کے حسین چہرہ پر دکھائی دینے لگے مگر اس دور میں بھی مجددین اور صلحائے امت نے اپنے اپنے دائرہ عمل میں خدمت اسلام کا بیڑہ اٹھائے رکھا اور پھر چودھویں صدی میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی جن کے مبارک دور میں تمام ادیان باطلہ پر اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر تھا۔ مادی بیج بونے سے پہلے زمین کی تیاری کی جاتی ہے، اسی طرح روحانی بیج بونے کے لئے قلوب کی زمین تیار کی جاتی ہے۔ اور جس طرح بارش سے پہلے پیش خبری کے طور پر ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں ایسے ہی انبیاء کی بعثت سے پہلے لوگوں کو مبشر خوابیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی سنت مستمرہ کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے لوگوں کو مبشر خوابیں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدہ ''یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ'' کے تحت خدا تعالیٰ نے لوگوں کو

آپ کی صداقت سے متعلق وحی کی ،جس کا ایک حصہ خدا تعالیٰ کے فضل سے مغربی افریقہ کے لوگوں کو بھی ملا۔

مغربی افریقہ میں پیغام احمدیت

مغربی افریقہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی خبر ۱۹۱۲ء میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ پہنچ چکی تھی اور مرکز سے مغربی افریقہ میں تبلیغی خط و کتابت بھی ہو رہی تھی جس کے نتیجہ میں کئی لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

پانچ لاکھ عیسائی مسلمان ہونے کا وعدہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے افریقہ میں پانچ لاکھ عیسائیوں کے مسلمان ہونے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی۔آپ فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ نے اس بیماری میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں مسلمان ہوں گئے۔(اور پھر فرمایا) میری مراد مغربی افریقہ ہے۔سب تعلیم یافتہ ہوں گے۔ چھوٹی بات نہیں'' ۲

مجاہد اوّل مغربی افریقہ

۱۹۲۰ء میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب بی اے، بی ٹی ہیڈ ماسٹر چٹا گانگ جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی کا تقرر بطور مبلغ نائیجیریا ہوا۔ ۳ مگر لندن پہنچنے کے بعد آپ کو جرمنی کے لئے مبلغ مقرر کر دیا گیا اور حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب جوان دنوں انگلستان میں خدمات سلسلہ بجا رہے تھے کو مرکز کی طرف سے مغربی افریقہ جانے کا ارشاد موصول ہوا۔ چنانچہ مغربی افریقہ میں احمدیت کا پہلا مبلغ ہونے کی سعادت آپ کو نصیب ہوئی۔آپ فرماتے ہیں:۔

''اس عاجز کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم آیا ہے کہ میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی کی جگہ مغربی افریقہ میں تبلیغ حق کے لئے جاؤں اور میں اس حکم کی تعمیل میں اپنا چارج مولوی مبارک علی صاحب کو دے رہا ہوں۔ احباب اس ناتواں، نالائق ضعیف خادم مسیح موعود علیہ السلام کی کامیابی کے لئے دعائیں فرمائیں۔ میں انشاء اللہ ۹ر فروری کو نئے سال میں نئے ملک و نئے وزیر اعظم کی طرف پیغام صبح لے کر بحر ظلمات کے متموج پانیوں پر سرد سے گرم ملک اور سفید سے سیاہ مخلوق کی طرف روانہ ہوں گا۔ میری خواہش ہے کہ میرے وہ تمام دوست جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں مجھے خیریت سے اطلاع دیں اور اپنی دعاؤں کا یقین دلائیں۔ خط و کتابت کے لئے ابھی میرا پتہ بدستور لندن کا ہوگا۔'' ۴

حضرت نیّر صاحب نے اس عظیم مہم کے لئے اپنے اس انتخاب کو ایک عظیم سعادت جانا اور ۳۰ر دسمبر ۱۹۲۰ء کو لکھا۔

'' میں انشاء اللہ حسب ارشاد امام ہاں واجب الاطاعت پیشوائے جماعت احمدیہ مغربی افریقہ کی طرف لورپول سے ۹ر فروری ۱۹۲۱ء کو روانہ ہو جاؤں گا...... میرے سامنے بڑا کام ہے اور میں ضعیف اور چھوٹا سا آدمی ہوں۔ غیر مبائعین نے اپنا وہاں لٹریچر بھیجا ہوا ہے۔ غیر احمدیوں کے خطوط جا چکے ہیں۔ مسیحی ہر طرح اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس قدر دشمنوں کے مقابل میں جہاں تک اسباب کا تعلق ہے لکڑی کی تلوار کے ساتھ جاتا ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کے باعث اس سے دشمن کا سر کاٹ سکوں گا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ فتح ہماری ہے۔'' ۵

جناب محمد نواب خان صاحب ثاقب سیشن جج مالیر کوٹلہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مورخہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۱ء کو جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی موجودگی میں یہ نظم پیش فرمائی۔

بھیجا نیّر کو بھی اللہ نے افریقہ میں

لے گیا جوش جنوں وحشیوں کے صحرا میں

وہ جنوں خدمت دیں کا تھا دل شیدا میں
ہند سے ہو گیا رخصت وہ اسی سودا میں
کوئی تنخواہ طلب نہ کی نہ صلہ خدمت کا
دولت دین کا جویا تھا نہ کچھ دولت کا
نوکری چھوڑ گیا بندہ بے زر ہو کر
ترک کی حرص و ہوا دل کا تونگر ہو کر
پہنچا بیگانوں میں وہ دین کا رہبر ہو کر
محو دیدار حق و حُبّ پیمبر ہو کر
دعویٰ عیسیٰ موعود سنایا اس نے
ذکر خوش گوئی محمود سنایا اس نے
نہ کوئی اس سے لڑا نہ جھگڑا کوئی
اس نے سلجھا کے کہی بات نہ الجھا کوئی
ان کو مقصد سے ہٹانے کو نہ اٹھا کوئی
روبرو آ کے پیئے بحث نہ بیٹھا کوئی

۶

فصل اول

سیرالیون میں نیّر احمدیت

سیرالیون

مغربی افریقہ میں بحراوقیانوس کے ساحل پر سیرالیون کا ملک واقع ہے۔اس کے شمال میں گنی اور جنوب مشرق میں لائیبریا ہے۔ اس کا دارالحکومت فری ٹاؤن اور کرنسی لیون ہے۔ یہاں ۶۰ فیصد مسلمان جبکہ باقی آبادی عیسائیت اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ مغربی افریقہ کا پہلا ملک ہے جسے انگریزوں نے سب سے پہلے ۱۸۰۸ میں اپنی کالونی بنایا۔فری ٹاؤن میں آباد لوگ کریول (Creole) کہلاتے ہیں جبکہ باقی آبادی پندرہ قبائل پر مشتمل ہے۔ مینڈے(Mende)اور ٹمنی (Timne) بڑے قبائل شمار ہوتے ہیں۔

سیرالیون میں احمدیت کا آغاز

سیرالیون میں احمدیت کی ابتداء ۱۹۱۵ء میں اس وقت ہوئی جبکہ فری ٹاؤن کے ایک باشندے ایم کے گاربر (Mr.M.K.Gerber) جماعت احمدیہ کے شائع کردہ قرآن کریم کے پہلے پارہ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے۔ اس طرح آپ کو سیرالیون کے پہلے احمدی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ موصوف احمدیت میں شامل ہونے کے بعد اسلامی نام موسیٰ کے ابراہیم (Mr. Musa K Ibrahim) سے موسوم ہوئے۔ موصوف اپنی نیک شہرت کے باعث ایک جانی پہچانی شخصیت تھے جن کی ترغیب پر بہت سے مسلمانوں نے معلومات کی غرض سے قادیان خطوط لکھے اور ۱۹۱۶ء مین مزید سات افراد احمدیت میں شامل ہوگئے۔ ۷

سات افراد احمدیت میں داخل

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب بیرون ہند دعوت الی اللہ کا کام انگریزی زبان میں بذریعہ خط وکتابت جاری رکھے ہوئے تھے کہ فری ٹاون سیرالیون میں آپ کا رابطہ مکرم صدرالدین صاحب سے ہوا اور ان سے آپ کی خط وکتابت شروع ہوگئی۔ آپ نے انہیں اپنے خطوط میں تفصیل کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا تعارف کروایا اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کے اغراض ومقاصد اور نظام جماعت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف یہ کہ وہ خود بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے بلکہ وہ ایک مخلص اور پُر جوش داعی الی اللہ بن گئے اور ان کے ذریعہ چھ مزید سعید روحوں کو احمدیت میں شمولیت کی توفیق نصیب ہوئی اور انہوں نے مرکز کی ہدایات کے تابع اشاعت اسلام کے فریضہ کی ذمہ داری سنبھال لی۔ ذیل میں مکرم صدرالدین صاحب کی طرف سے موصولہ ایک خط کا ترجمہ پیش ہے۔ یہ خط انہوں نے حضرت نیّر صاحب کے خط محررہ ۱۳؍مئی ۱۹۱۶ء کے جواب میں تحریر فرمایا جس میں انہوں نے نہ

صرف یہ کہ اپنی بیعت کا اظہار کیا بلکہ چھ دیگر نو مبائعین کی بھی اطلاع دی اور ان کے بیعت فارم حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کا یہ خط اخلاص و وفا اور نظام جماعت کی اطاعت و محبت سے لبریز ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

مخدوم و مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا مکرمت نامہ محررہ ۱۳ر مئی موصول ہوا۔ اس کے مضمون کو کمال غور و خوض کے ساتھ مطالعہ کیا ہے۔ جواباً نہایت ادب کے ساتھ عرض پرداز ہوں۔

(۱) تاخیر جواب اور حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں اطلاع نہ کرنے کی بواعث یہ تھے کہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پیغام دوسرے لوگوں کو پہنچا رہا تھا۔

(۲) میں نے تائید ایزدی سے اشاعت احمدیت کا بیڑا اٹھالیا ہے اور عریضہ ہذا کے ساتھ (اپنی بیعت کے ہمراہ) چھ اور دوستوں کے بیعت کے فارم پر کرا کر ارسال خدمت کرتا ہوں۔

(۳) میں چاہتا ہوں کہ اشاعت کے دائرہ کو اور وسیع کروں۔ اس لئے مجھے ضروری کتب بھیج دیں۔

(۴) ہمارے لیگوس (نائیجریا) کے احمدی بھائی مرکز لیگوس میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

(۵) میں عہد کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تکلیف اٹھا کر میں اشاعت احمدیت کروں گا اور میرا خیال ہے کہ ہم جیت جائینگے۔

(٦) آئندہ میں انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں لکھا کروں گا اور حضرت کے دامن سے اپنے تئیں وابستہ کروں گا۔

(۷) براہ نوازش مجھے واپسی ڈاک ضرور کتب اور فہرست کتب ارسال فرماویں۔ میں اس عریضہ نیاز کو الصلوۃ والسلام علی النبی کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

آپ کا تابعدار خادم

داعی صدر الدین اے فہیم

نومبائعین سیرالیون کے اسماءگرامی

(۱)داعی صدرالدین اے فہیم (۲)اے بی ایڈلے

(۳)ایم بی اے ایڈلے (۴)حمزہ علی اوولے

(۵) کیورولگرو (۶)اے ڈلی بیلوگم

(۷)عثمان زین الدین۔ ۸

ان سات افراد کے احمدیت میں داخل ہونے کے ساتھ سیرالیون کا مرکز احمدیت قادیان سے ایک مستحکم تعلق پیدا ہوگیا اوران نومبائعین نے مالی قربانیوں میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ اسی سال دسمبر کے مہینہ میں مکرم صدرالدین (Y. Sadarudin) نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں دس شلنگ کا پوسٹل آرڈر اپنے چندہ کے طور پر ارسال کیا۔ ۹

نومبائعین کے ذریعہ نفوذ احمدیت

مکرم صدرالدین صاحب اور دیگر نومبائعین نے تبلیغ احمدیت پورے زور وشور سے جاری رکھی اوراس سلسلہ میں وہ مسلسل مرکز سے خط وکتابت کے ذریعہ ہدایات لے رہے تھے۔ حضرت نیّر صاحب نے مکرم صدرالدین صاحب کے ایک اور خط کا ذکر کرتے ہوئے مزید چھ افراد کی احمدیت میں شمولیت کی نوید سنائی۔ان نومبائعین کے اسماءدرج ذیل ہیں۔

۱۔عبدالکریم کول صاحب ۲۔عبدالسلام الحسین صاحب ۳۔حسن آدم صاحب

۴۔محمدیسین کول صاحب ۵۔احمدرفاعی قاسم صاحب ۶۔عبدالسلام نقین صاحب

مکرم صدرالدین صاحب کے ایمان واخلاص کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت نیّر صاحب تحریرفرماتے ہیں۔

''مکرم بھائی صدرالدین اپنے تازہ نامۂ اخلاص میں دارالامان میں حاضر ہونے کی خواہش کا اظہار کرتے اورحضرت خلیفہ صادق کے پُرشوکت زمانہ کی توسیع کے لئے دعافرماتے ہیں اوردربارخلافت میں اپنی عاجزانہ خدمت تبلیغ پیش کرکے دعا کے خواستگار ہیں۔'' ۱۰

پس یہ خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ اس نے حضرت نیّر صاحب کے ذریعہ ان کی سیرالیون میں آمد سے پہلے اس سرزمین میں احمدیت کا بیج بو دیا اور اس کی آبیاری اور پھر نشوونما کی سعادت بھی حضرت نیّر صاحب کے حصہ میں آئی۔

پہلے مجاہد افریقہ کی انگلستان سے روانگی

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب مورخہ ۹ رفروری ۱۹۲۱ء کو انگلستان کی بندرگاہ لورپول سے بحری جہاز ''اپنی'' کے ذریعہ نائیجیریا کے لئے عازم سفر ہوئے۔ سفر کے ابتدائی چار ایام بحری سفر کی وجہ سے شدید علالت میں گزرے۔ ازاں بعد خدا کے فضل سے آپ کی طبیعت اچھی ہوگئی۔

جہاز اپنی پر تبلیغ

جہاز پر سفر کے دوران باوجود ناسازیٔ طبع آپ کو پیغام حق پہنچانے کا خوب موقع ملا اور آپ نے بہت سا لٹریچر تقسیم کیا۔ قریباً تیس یورپین آپ کے ہمسفر تھے (جن میں سے ایک، سوئٹزرلینڈ کا باشندہ اور باقی انگریز تھے) جو آپ کے حلقہ احباب میں شامل رہے۔ ان سے مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ ان میں سے تین اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اگرچہ بیعت تو نہ کی تاہم اسلامی نام رکھوائے۔

سیرالیون میں ورود سے قبل انعام خداوندی

دوران سفر پانچ افریقن عیسائی بھی آپ کے زیر تبلیغ تھے جو بائیبل کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر اسلام کی حقانیت پر ایمان لائے۔ حضرت نیّر صاحب نے ان نومبائعین کی درخواست ہائے بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں بھجوائی۔ ان پانچ میں سے چار کا تعلق سیرالیون سے تھا جبکہ پانچویں گیمبیا سے تعلق رکھتے تھے۔ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے پیار اور قبولیت کے اظہار کے طور پر ورود سیرالیون سے قبل ہی سیرالیون کے چار نمائندوں کو احمدیت میں شامل

ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ان خوش نصیبوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

اسلامی نام۔عبدالرحیم	جان میکالے	1- John Mcauley
اسلامی نام۔عبداللہ	(ٹام پیٹر)	2- Thom Peter
اسلامی نام۔عبدالعزیز	ٹام ولسن	3- Thom Wilson
اسلامی نام۔عبدالحی	جیک ٹامس	4- Jack Thomus

پہلے مجاہد احمدیت کی سیرالیون میں آمد

براعظم افریقہ میں سیرالیون کو یہ فخر حاصل ہے کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے افریقہ میں بجھوائے جانے والے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) ۹ فروری ۱۹۲۱ء کو انگلستان سے روانہ ہوکر ۱۹ رفروری کو صبح کے وقت سرزمین سیرالیون پر اترے۔اگرچہ آپ کا فری ٹاؤن میں قیام محض دو دن کے لئے تھا تاہم اہالیان سیرالیون نے مسیح کے خلیفہ کے نمائندہ کا استقبال نہایت پُرجوش انداز میں کیا اور آپ کی ان دو دنوں کی حسین یادوں کو ہمیشہ کے لئے اپنے سینوں میں بسالیا۔

فری ٹاؤن میں فقید المثال استقبال

مسٹر خیرالدین صاحب جواُن دنوں مسلمانان سیرالیون کے افسر تعلیم تھے حضرت نیّر صاحب کے قیام لندن کے دوران ان سے اچھے تعلقات تھے اور وہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر تفصیل سے مطالعہ کر چکے تھے اور احمدیت کی تعلیم کا ان پر بہت اثر تھا۔حضرت نیّر صاحب نے عرشہ جہاز پر سے انہیں اپنی آمد کی اطلاع بذریعہ تار بھجوادی تھی جس پر انہوں نے مختلف اقوام کے سرداروں اور آئمہ کو آپ کی سیرالیون آمد کی اطلاع کر دی۔ چنانچہ آپ کے استقبال کے لئے سیرالیون کی مختلف اقوام کے سرداراور مساجد کے آئمہ (جن کی تعداد ایک درجن سے زائد تھی) اپنے زرق برق لباس، عبااور عمامے پہنے (ایک نقرئی ڈھول گلے میں ڈالے) سٹیم لانچ میں تختہ جہاز پر چشم

براہ تھے جنہوں نے السلام علیکم اور اھلاً وسھلاً و مــرحبــا کہہ کر آپ کا استقبال کیا اور عربی زبان میں آپ سے گفتگو کی۔ آئمہ سے عربی میں بات چیت کے بارہ میں حضرت نیّــر صاحب فرماتے ہیں کہ ''خدا کے مسیح کا ایک نشان یہ بھی ہے کہ وہ مختلف زبانوں میں کلام کریں گے۔ اس کے مطابق اس نے مجھے ایسی توفیق دی کہ میں اس پر خود حیران تھا۔''

اس رسمی استقبال کے بعد آپ عرشہ جہاز سے باہر تشریف لائے جہاں ساحل سمندر پر موٹر کاریں آپ کا انتظار کررہی تھیں۔ آپ کو موٹر کار میں بیٹھا کر ایک جلوس کی صورت میں شہر کی خوبصورت مسجد میں لے جایا گیا جہاں ۱۵ ہزار مسلمانوں کے نمائندے آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے انگریزی میں تقریر فرمائی اور اپنی آمد کے اغراض ومقاصد تفصیل سے بیان فرمائے نیز استقبال کے لئے تشریف لانے پر حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر مسٹر خیرالدین صاحب نے مقامی انگریزی زبان میں آپ کی تقریر کا ترجمہ کیا۔ آپ کی تقریر کے اختتام پر چیف الفا (یعنی چیف امام) نے سیرالیون میں آپ کی آمد کو رسول اللہ ﷺ کے بعد مصلحین ومجددین کی آمد سے مطابقت دے کر آپ کا شکریہ ادا کیا۔ استقبالیہ تقریب کے بعد آپ کی رہائش کا انتظام ایک عالی شان انگریزی وضع کی فرودگاہ میں کیا گیا اور ہر قسم کے آرام کا سامان بہم پہنچایا گیا۔ سیرالیون میں قیام کے دوسرے روز یعنی ۲۰ رفروری کو فری ٹاؤن کے مختلف مقامات پر آپ کی تقاریر کا خاص اہتمام کیا گیا اور ان تقاریر کے لئے باقاعدہ اطلاعات شائع کی گئیں۔ مساجد کو آراستہ کیا گیا۔ منظور شدہ سرکاری اسلامی مدارس میں جھنڈیاں وغیرہ لگا کر انہیں مزیّن کیا گیا۔ اس طرح فری ٹاؤن کے مسلمانوں نے اپنے رنگ میں آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔

اس روز آپ کی تین تقاریر کے انتظامات کئے گئے تھے۔ ان میں شمولیت کے لئے رکشا کی سواری مہیا کی گئی۔ ان جلسوں میں شمولیت کے لئے جانے کا منظر بہت دلکش اور حسین تھا۔ آپ کی سواری رکشا کے آگے آگے وہ امام تھے جنہوں نے سرخ عبا زیب تن کر رکھی تھی اور رکشا کے پیچھے سفید عبا پوش لوگ ساتھ ساتھ آرہے تھے جبکہ نوجوان طلباء دورویہ صف میں آپ کے

استقبال کے لئے کھڑے تھے۔اس طرح جلوس کی صورت میں آپ کو صبح آٹھ بجے ایک مسجد میں لے جایا گیا جہاں کثیر تعداد میں مرد و خواتین آپ کی تقریر سننے کے لئے جمع تھیں۔ دوسری تقریر کا انتظام ایک مدرسہ میں 12 بجے دوپہر تھا۔ان دونوں مقامات پر تقاریر کے ترجمان مسٹر خیر الدین تھے۔تمام حاضرین نے آپ کی تقاریر کو ادب و احترام اور محبت کے ساتھ سنا۔اس روز کی تیسری تقریر کا اہتمام شام چھ بجے ایک مدرسہ میں کیا گیا۔آپ کی تقریر سے پہلے ایک نوجوان نے نہایت سریلی آواز میں نعتیہ اشعار عربی میں پڑھے۔ ہر چار اشعار کے بعد ایک مصرعہ سب حاضرین بیک آواز پڑھتے۔جس سے ایک عجیب سماں پیدا ہوتا۔

حضرت نیّر صاحب نے اپنی ان تمام تقاریر میں حضرت مسیح موعود کی آمد کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہر طرف سے امنا (ہم ایمان لائے) کے سوا کوئی آواز بلند نہ ہوئی۔علاوہ ازیں آپ نے مالکی فرقہ سے تعلق رکھنے والے امام کو بھی اپنے خطاب سے نوازا۔

عیسائیوں کے لئے ایک تبلیغی نشست

اس وقت فری ٹاؤن میں دو عیسائی کالج تھے۔ دو بشپ اور ۱۱۸۔پادری وہاں مقیم تھے۔عیسائی طبقہ بالعموم پڑھے لکھے افریقی عوام پر مشتمل تھا۔مورخہ ۲۰رفروری کو شام کے وقت آپ نے ایک مجمع میں خطاب فرمایا جس میں کثیر تعداد میں عیسائی شامل ہوئے۔آپ کی تقریر کے بعد سلسلہ سوال جواب شروع ہو گیا جو دیر تک چلتا رہا۔عیسائیوں کے ساتھ کامیاب تبلیغی مجلس کے بعد مسلمانوں میں ایک خوشی کا سماں تھا مگر عیسائی آپ کی آمد سے متفکر تھے۔

حضرت نیّر صاحب کی ان تقاریر سے ایک نہ مٹنے والے نقوش سعید روحوں پر ثبت ہو گئے اور وہ لوگ جنہوں نے حضرت نیّر صاحب کو فری ٹاؤن میں دیکھا اور آپ کی پُر معارف تقاریر سنیں آپ کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ عمر بھر آپ کو بھلا نہ سکے۔فری ٹاؤن کے ایک معمر سرکردہ مسلمان مسٹر احمد الہادی صاحب نے حضرت نیّر صاحب کے ایک جلسہ کی روح پرور کیفیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔آپ فرماتے ہیں۔

”نیّر صاحب کیا تھے ایک چلتا پھرتا جادو تھے۔ایک روز ہزاروں کے مجمع میں لگا تار پانچ گھنٹے تقریر کرتے رہے۔سامعین پر وجد کا عالم طاری تھا۔ پانچ گھنٹے کی تقریر سننے کے بعد بھی لوگوں کا اصرار رہا کہ تقریر جاری رکھیں۔“ [11]

اعلیٰ حکام سے ملاقات

مورخہ ۲۱ر فروری کو صبح کے وقت آپ نے فری ٹاؤن میں اعلیٰ حکام سے ملاقات کی اور انہیں مسلمانوں کی تعلیمی حالت کو بہتر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حکام نے آپ کی تجاویز کو غور سے سنا اور آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

سیرالیون کے اعلیٰ حکام میں پذیرائی اور عوام النّاس میں مقبولیت

اگرچہ سیرالیون میں آپ کا قیام محض دو دن کے لئے تھا اور مسلمانان سیرالیون کی یہ شدید خواہش تھی کہ آپ یہاں مزید قیام کریں مگر پہلے سے ہی آپ کی روانگی کا پروگرام طے ہو چکا تھا اس لئے آپ یہاں مزید قیام نہ فرما سکے۔تاہم اس قلیل عرصہ میں آپ کو فری ٹاؤن میں اس قدر پذیرائی نصیب ہوئی کہ شہر میں ہر طرف آپ کی آمد کا چرچا زبان زد عام تھا۔آپ اس فضل خداوندی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میں خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ حکام بالا نے میری حوصلہ افزائی کی۔خدا کی قدرت کہ قادیان کے مدرسہ کا ”نکما مدرس۔ادنیٰ عبدالرحیم“ یہاں ”مسلم بشپ“ کے نام سے مشہور ہوا۔کیا یہ شان محمود نہیں کہ چھوٹے بڑے کر دیئے گئے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

قیام سیرالیون کا ایک عظیم تحفہ

آپ کے قیام سیرالیون کے نتیجہ میں مسلمانوں میں اور عیسائیوں میں بیداری کی ایک لہر پیدا ہوگئی۔اگرچہ تقاریر کے دوران ”اٰمنا“ کی آوازیں سنائی دی گئیں تاہم اب تک باقاعدہ بیعت نہ ہوئی تھی۔آپ کی سیرالیون سے روانگی سے قبل اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک عظیم

تحفہ عطا فرمایا اور وہ یہ کہ مسٹر خیر الدین صاحب افسر تعلیم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کا شرف حاصل کیا اور اس طرح سیرالیون کا واحد اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان احمدی ہو گیا۔

بہت سے نوجوان بیعت کے لئے مستعد

مسٹر خیر الدین صاحب کی بیعت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت نیّر صاحب سیرالیون کے مستقبل کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''بہت سے اور نوجوان تیار ہیں جو اپنے وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہو کر خدمت اسلام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہاں کے لوگ خوب خدمت اسلام کریں گے۔ عیسائیت کی اشاعت اب تعلیم یافتہ گروہ میں بند ہو جائے گی بلکہ مسیحی مسلمان ہونے لگیں گے۔'' انشاءاللہ۔ ۱۲

حضرت نیّر صاحب کے ہاتھ سے لگایا ہوا پودا اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزافزوں ترقی پر ہے اور لاکھوں کی تعداد میں افراد حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہیں جس کے نظارے ہم M.T.A پر آئے دن مشاہدہ کر رہے ہیں۔

ابتلاء اور مشن ہاؤس کا قیام

حضرت نیّر صاحب سیرالیون کے مختصر مگر دُور رس نتائج کے حامل دورہ کے بعد غانا اور نائیجیریا تشریف لے گئے۔ اگرچہ آپ دیگر مصروفیات کے باعث دوبارہ سیرالیون تو نہ جا سکے تاہم آپ کی زیر ہدایت ونگرانی فری ٹاؤن میں ایک مکان کرایہ پر لے کر مشن کا کام شروع کر دیا گیا جس کی باقاعدہ رپورٹس مرکز بھجوائی جاتی رہیں۔ سیرالیون کے مخلصین نے آپ سے مسلسل رابطہ اور آپ کی خدمت میں خطوط کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''مجھے سیرالیون سے برابر خطوط آ رہے ہیں کہ میں وہاں جا کر عیسائیوں کو تبلیغ اسلام کروں اور مسلمانوں کو اصلاح کی طرف توجہ دلاؤں۔ جہالت کا بُرا ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ کی

تائید صداقت میں ایک احمدی نوجوان نے فری ٹاؤن کے ایک اخبار میں مضمون لکھا اور اس نوجوان کو گیارہ کوڑوں کی سزا دی گئی۔ ان حالات کو دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے کہ سیرالیون میں باقاعدہ مشن قائم کر دیا جائے اور ایک احمدی نوجوان خدا کے فضل سے خدمت دین پر آمادہ ہو گیا ہے اور جلد سیرالیون روانہ ہو جائے گا۔ یہ نوجوان عربی، انگریزی، یوروبا اور سیرالیون کی زبان بولتا ہے۔ اس نے اپنا عمدہ مکان بلا کرایہ استعمال مشن کے لئے دے دیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ یہ جوشیلا احمدی غیر مبائعین کے حالات و معتقدات سے بھی خوب واقف ہے۔ کل شام اس نے Compass Square میں نہایت عمدہ تقریر کی۔'' ۱۳

مخلصین کے خطوط اور خراج تحسین

بسا اوقات انسانی زندگی میں آنے والا ایک لمحہ یادگار بن جاتا ہے اور اس ایک لمحہ میں ایسے تغیرات ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انہی یادگار لمحات میں حضرت نیّر صاحب کے وہ دو روز ہیں جو آپ نے سیرالیون میں گذارے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رفیق ہونے کی برکت سے مسیح پاک کے کلمات طیبات کو اس طرح لوگوں تک پہنچایا کہ وہ نہ صرف اسلامی تعلیم کے شیدائی بن گئے بلکہ آپ پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ذیل میں چند مخلصین کے خطوط کا تذکرہ پیش ہے۔

مسٹر اے زین الدین سیرالیون سے لکھتے ہیں۔

''آپ وہم میں بھی نہیں لا سکتے کہ آپ کے بعد عیسائیوں نے کس طرح آپ کی تلاش کی۔ جن مسیحیوں سے میں ملا ہوں وہ شوق سے یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کب یہاں واپس آئیں گے، اور انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ اگر آپ واپس آ جائیں تو ان میں سے اکثر دین اسلام قبول کر لیں گے......

اخویم نیّر واپس آیئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمان آپ کے ان کو چھوڑ جانے پر روتے ہیں اور بہت سے نوجوان آپ کیلئے اپنا خون بہانے پر تیار ہیں۔

مکرمہ موسیٰ گابرفری ٹاؤن سے تحریر فرماتی ہیں۔

''ہم کب تک آپ کا انتظار کریں۔اے اللہ کے باغبان! اگر خدا نے دستگیری نہ کی اور اگر آپ نے دیر کی یا ہمارے پاس نہ آئے تو یہاں کے پودے خشک ہو جائیں گے۔میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو یا آپ جیسے کسی اور کو جلد یہاں لائے۔'' ۱۴

سیرالیون کے مسٹر عبداللہ بیٹ کا خراج تحسین

سیرالیون کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۵،۶ رفروری ۱۹۶۶ء کے موقع پر سیرالیون کے ایک غیراز جماعت معزز دوست عبداللہ بیٹ نے سیرالیون میں احمدیت کی آمد کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب حضرت مولانا نیّر صاحب مرحوم کا مبارک قدم سرزمین سیرالیون میں پڑا۔اس وقت یہ اندازہ لگانا محال امر تھا کہ ایک دن احمدیت یہاں اتنی مضبوط ہو جائے گی۔دوران تقریر انہوں نے یہ بتایا کہ مولانا نیّر صاحب مرحوم کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم ہو گئے مگران کا قیام بہت عارضی تھا۔'' ۱۵

اسلام کا نڈر سپاہی

آنریبل مصطفیٰ سنوسی سابق ڈپٹی پرائم منسٹر سیرالیون نے ۱۹۴۵ء میں اپنے ایک بیان میں کہا۔

''احمدیت کے ذریعہ ہی درحقیقت یہاں اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوئی ہیں۔حضرت مولانا نیّر صاحب جیسے اسلام کے نڈر سپاہیوں نے عیسائیت کو شکست فاش دی۔میں اس حقیقت کے برملا اظہار سے نہیں رک سکتا کہ احمدی مبلغین نے باوجود تکالیف اور مصائب کے اسلام کی خاطر عظیم الشان قربانیاں کی ہیں۔ ۱۶

سیرالیون سے روانگی

حضرت نیّــر صاحب مورخہ ۲۱رفروری ۱۹۲۱ءکوتیسرے پہر بروٹو جہاز کے ذریعہ فری ٹاؤن سے اپنی منزل مقصود گولڈکوسٹ (غانا) کے لئے روانہ ہوئے۔ مسلمانان سیرالیون کی ایک کثیر جماعت نے آپ کو بندرگاہ سے الوداع کیا۔ سالٹ پونڈ تک کا یہ سفر آپ نے فسٹ کلاس میں کیا۔ جہاز کے کیپٹن مسٹر نیلس ایک خلیق انگریز تھا جس نے آپ کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ موصوف آپ کے زیر تبلیغ بھی تھے۔

ایک تعلیم یافتہ انگریز کا قبول اسلام

عرشہ ٔجہاز پر ایک انگریز مسٹر فرینک بوون Mr. Frank Bowen آپ کے زیر تبلیغ تھے۔ موصوف امتحانات بحری پاس کرنے کے علاوہ سینئر کیمبرج تھے۔ اور ۹ (نو) زبانوں کے ماہر تھے۔ انگریز موصوف نے حضرت نیّر صاحب کی تبلیغ کے نتیجہ میں اسلام قبول کرلیا۔ ان کا اسلامی نام ''احمد'' رکھا گیا۔ مسٹر احمد فرینک بوون کی اہلیہ کا تعلق سپین سے تھا۔ مسٹر احمد نے اس امید کا اظہار کیا کہ ان کی اہلیہ بھی انشاء اللہ ضرور اسلام لے آئیں گی۔ اسی لئے انہوں نے حضرت نیّــر صاحب سے اپنی اہلیہ اور بچے کے لئے بھی اسلامی نام رکھوایا۔ آپ نے ان کی اہلیہ کے لئے اسلامی نام ''عفیفہ بوون'' اور بچے کے لئے ''مبارک بوون'' تجویز فرمایا۔ ۱۷

حوالہ جات

۱۔ اردو ترجمہ پریچنگ آف اسلام صفحہ ۱۰۸ مترجم ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ مطبع محکمہ اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۲ء

۲۔ پیغام صلح ۳/ مارچ ۱۹۱۴ء

۳۔ ریویو آف ریلیجنز اردو جولائی ۱۹۲۰ء صفحہ ۲۵۵

۴۔ الفضل ۲۴/ جنوری ۱۹۲۱ء صفحہ ۲

۵۔ الفضل ۲۷/ جنوری ۱۹۲۱ء

۶۔ الفضل ۲۶/ دسمبر تا ۲ جنوری ۱۹۲۲ء

۷۔ The Sunrise 23,12.1939 p.28

۸۔ الفضل قادیان ۲۵/ نومبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۷۔۸ و تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۲۱۴

۹۔ ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۴۷۶

۱۰۔ الفضل قادیان ۳۱/ جولائی ۱۹۱۷ء صفحہ ۸

۱۱۔ روح پرور یادیں صفحہ ۱۳ مصنفہ مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب سابق مجاہد سیرالیون

۱۲۔ الفضل قادیان دارالامان ۱۸/ اپریل ۱۹۲۱ء

۱۳۔ الفضل ۲۲/ ستمبر ۱۹۲۱ء

۱۴۔ بحوالہ الفضل ۳۰/ جون ۱۹۲۱ء

۱۵۔ الفضل ۳/ مارچ ۱۹۶۶ء

۱۶۔ الفضل ۳/ مارچ ۱۹۶۶ء

۱۷۔ الفضل قادیان ۱۸/ اپریل ۱۹۲۱ء

فصل دوم

غانا میں نیّر احمدیت

گھانا (Ghana)

مغربی افریقہ میں خلیج گنی پر واقع ہے۔ اس کے شمال میں بورکینا فاسو Burkina Faso (جس کا پرانا نام اپر وولٹا ہے) مغرب میں آئیوری کوسٹ ۔ مشرق میں ٹوگو لینڈ اور جنوب میں گلف آف گنی واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۹۲۱۰۰ مربع میل ہے۔ ۶؍مارچ ۱۹۵۷ء کو برطانیہ سے مکمل طور پر آزادی حاصل ہوئی۔ اور اس وقت گولڈ کوسٹ کا نام گھانا رکھا گیا۔

گھانا میں احمدیت کی ابتداء

مغربی افریقہ کے دو ممالک نائیجیریا اور سیرالیون میں احمدیت کا پیغام بذریعہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۱۲ء میں پہنچ چکا تھا تاہم گھانا میں احمدیت کی ابتداء ایک خواب کے ذریعہ ہوئی۔ ۱۹۲۰ء میں قصبہ اکرافو کے ایک مسلمان یوسف نیارکو (Mr- Yousuf Nyarku) جوان دنوں منکسم (Mankessim) میں مقیم تھے نے خواب میں دیکھا کہ وہ سفید فام آدمی کے ہمراہ نماز پڑھ رہا ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر ایک نائیجیرین مسلمان عبدالرحمٰن پیڈرو (Mr. Abdurrahman Pedro) سے کیا جو منکسم سے چھ میل دور جانب غرب ایک قصبہ سالٹ پونڈ میں رہائش پذیر تھے۔ اس پر عبدالرحمٰن پیڈرو نے یوسف نیارکو کو بتایا کہ وہ ہندوستان میں ایک مسلم مشن کے بارے میں پڑھ چکے ہیں جس کی ایک شاخ لندن میں بھی ہے۔ اس کے ممبر اسلامی تعلیمات پر ایمان لاتے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ یوسف نیارکو نے اپنی اس خواب کا ذکر چیف مہدی آپا سے بھی کیا جو اس وقت بیڈوم (Badum) میں مقیم تھے۔ اس خواب کے سنتے ہی چیف مہدی آپا نے چند لوگوں کو اکرافو کے اردگرد کے دیہات اور شہروں میں جہاں مسلمان آباد تھے یہ منادی کرنے کے لئے بھجوایا کہ فینٹی قبیلہ سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمان فوراً منکسم میں جمع ہو جائیں تاکہ اجلاس عام میں اس اہم خواب کے متعلق غور کیا جا سکے۔ چنانچہ وہ سب منکسم میں جمع ہوئے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ فوراً اس جماعت کے مرکز قادیان ایک خط لکھا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ وہ ایک ہندوستانی مسلم مبلغ گھانا بھجوائیں۔ [1]

یہ خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ایک طرف تو گھانا کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں ہزاروں لوگ مہدی کے نمائندہ کے انتظار میں جمع اور اس بات پر مشورہ کر رہے ہیں کہ یوسف نیارکو کے خواب کو عملی رنگ میں پورا ہوتا دیکھنے کے لئے ایک سفید فام آدمی کو ہندوستان سے بلایا جائے اور دوسری طرف خدا کے مسیح کی پیاری بستی قادیان میں مسیح موعود کا خلیفہ مغربی

افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے مبلغین بھجوانے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ چنانچہ ارض بلال میں خدا کے مسیح کا پیغام پہنچانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم پر مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی ۱۹/اگست ۱۹۲۰ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ آپ کے انگلستان پہنچنے پر آپ کی بجائے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کو مغربی افریقہ بھجوانے کا فیصلہ ہوا۔ ۲

گھانا میں پہلے مبلغ احمدیت کی آمد

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب مورخہ ۲۱/فروری کو فری ٹاؤن سیرالیون سے گھانا کے لئے بذریعہ بحری جہاز روانہ ہوئے۔ راستہ میں جہاز گھانا کی بندرگاہ سکینڈی (Sekondi) پر دو دن کے لئے لنگر انداز ہوا۔ شہر کے مسلمان رؤسا آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے انہیں مسیح موعودؑ کی آمد کا پیغام پہنچا کر گھانا میں احمدیت کی تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ آپ کی منزل مقصود گھانا کی بندرگاہ سالٹ پونڈ تھی لہٰذا آپ نے اپنا سفر جاری رکھا۔ فری ٹاؤن سے سالٹ پونڈ کا یہ سفر آپ نے فسٹ کلاس میں کیا۔ دوران سفر فسٹ کلاس کے معزز مسافروں کو تبلیغ کرنے کا خوب موقع ملا۔ کپتان اور جہاز کے دیگر افسران آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔ ۳

سالٹ پونڈ میں آمد

مورخہ ۲۸/فروری ۱۹۲۱ء کو جہاز سالٹ پونڈ پہنچا۔ شہر میں آپ کی آمد کی اطلاع نہ تھی تاہم آپ کے استقبال کے لئے آپ کے میزبان مسٹر عبدالرحمٰن پیڈرو ساحل سمندر پر موجود تھے۔ جہاز سے باہر تشریف لانے کے بعد آپ کی ملاقات سپرینٹنڈنٹ پولیس سے ہوئی جنہوں نے کمشنر پولیس کا سلام پہنچایا جو انکوائری کے سلسلہ میں بندرگاہ کے قریب ہی آپ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ان کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ انہیں اپنا پاسپورٹ چیک کروایا۔ نیز آپ نے انہیں اپنا تعارف اور احمدیت کا پیغام بھی پہنچایا۔ گھانا میں داخلہ کی قانونی کارروائی مکمل ہونے پر آپ عبدالرحمٰن پیڈرو صاحب کے ہمراہ ان کی رہائش گاہ پہنچے۔

سالٹ پونڈ

گولڈ کوسٹ کی نو آبادی میں ایک چھوٹا سا قصبہ صوبہ وسطی کا صدر مقام اور فینٹی قوم کا مرکز تھا۔ فینٹی قبیلہ میں مسلمانوں کی تعداد چار، پانچ ہزار نفوس پر مشتمل تھی جن کی اکثریت سالٹ پونڈ کے قرب وجوار میں آباد تھی۔ یہاں کے مسلمان بورنیو سے آنے والے ہاؤسا اور لیگوس کے باشندے تھے۔ مقامی لوگوں میں سے کوئی بھی مسلمان نہ تھا البتہ شہر میں چند ایک نائیجیرین مسلمان بھی یہاں آباد تھے۔ سالٹ پانڈ میں اس وقت دو مساجد تھیں۔ ۴

چیف مہدی آپا

فینٹی قبیلہ کے مسلمانوں کے چیف مہدی آپا تھے جو سالٹ پونڈ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں اکرافو میں مقیم تھے۔ انہوں نے کچھ عرصہ سے تبلیغ اسلام کا کام شروع کر رکھا تھا۔ موصوف خود بوڑھے تھے انہیں یہ غم تھا کہ ان کے بعد جاہل مسلمان سفید فام عیسائی پادریوں کے رعب اور دبدبہ سے متاثر ہو کر اسلام کو خیر آباد نہ کہہ دیں۔ اس لئے اس سعید روح کو یوسف نیارکو کی خواب کی بناء پر یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک white man (سفید مبلغ) کو بلایا جائے تاکہ وہ مسلمانوں کو عیسائی ہونے سے بچا سکے۔ سالٹ پونڈ پہنچنے کے بعد ابھی تک آپ کی چیف مہدی آپا سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ آپ نے یہاں سے اپنی پہلی رپورٹ میں یہ لکھا ’’مسلمانوں کے امیر چیف مہدی آپا سے ابھی تک ملاقات نہیں ہو سکی کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر مہدی کو حضرت امام مہدی کا حلقہ بگوش بنا دے۔‘‘ ۵

’’رب اشعث اغبر لو اقسم با للّٰہ لا برہ اللّٰہ ما قال‘‘ حدیث رسول کی برکت سے خلیفۃ المسیح کے نمائندہ کے منہ سے نکلے ہوئے یہ عاجزانہ دعائیہ فقرات لفظ بہ لفظ پورے ہوئے اور نہ صرف امیر مہدی خود بلکہ وہ اپنے قبیلہ کے چار ہزار افراد کے ساتھ مسیح موعودؑ کی جماعت میں حلقہ بگوش ہوئے۔

چیف مہدی آ پا کی طرف سے استقبالیہ

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کی آمد کی اطلاع جب چیف مہدی آ پا کو ملی تو انہوں نے اس خبر کی تصدیق کے لئے اپنے خاص آدمی سالٹ پونڈ بھجوائے اور بعدازاں حضرت نیّر صاحب کے استقبال کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۲۱ء کو اکرافو (جہاں چیف مہدی کی ذاتی رہائش گاہ تھی) ایک جلسہ منعقد کروایا۔ حضرت نیّر صاحب حسب پروگرام ترجمان کے ہمراہ پہلی بار اکرافو پہنچے۔ چیف مہدی کے مکان کے سامنے ۵۰۰ آدمیوں کا مجمع تھا جہاں ایک طرف چیف مہدی بدوی لباس زیب تن کئے اپنے امراء کے حلقہ میں تشریف فرما تھے اور مساجد کے آئمہ ان کے اردگرد تھے۔اور دوسری طرف حضرت نیّر صاحب اپنے ترجمان کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت نیّر صاحب کا مسلمانوں سے تعارف کرایا گیا اور پھر خود چیف مہدی نے حسب ذیل الفاظ میں تقریر کی اور نیّر صاحب کو خوش آمدید کہا۔ چیف موصوف نے فرمایا:۔

’’۴۵ برس ہوئے میں مسلمان ہوا۔ مجھے صرف اللہ اکبر آتا تھا اور یہی میرے ساتھ کے دوسرے مسلمان جانتے تھے...... ہم جاہل ہیں۔ اسلام کا پورا علم نہیں۔ سفید آدمی مسیحیت سکھانے آئے ہیں۔ میں بوڑھا ہوں مجھے فکر تھی کہ میرے بعد یہ مسلمان مسلمان رہیں۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ میری زندگی میں آپ آ گئے اور اب یہ مسلمان آپ کے سپرد ہیں ان کو انگریزی عربی پڑھائی جائے۔ دین سکھایا جائے۔‘‘

اس تقریر کے جواب میں حضرت نیّر صاحب نے انہیں تسلی دلائی اور فرمایا کہ ’’اللہ نے تمہاری دستگیری کی اور تمہاری سعادت کو دیکھا اور اس جماعت کی طرف سے مبلغ آیا جو زندہ اسلام کو پیش کرتی ہے اور جو اس زمانہ میں صحابہ کی مثیل جماعت ہے۔ میری آنکھوں نے مسیح موعود مہدی معہود کو دیکھا میرے کانوں نے اس کے مقدس منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو سنا...... پس مبارک ہو کہ خدا نے تمہاری مدد کی اور اب انشاء اللہ فینٹی مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کا کام احمدی جماعت کرے گی۔‘‘ ۶

یہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔حضرت نیّر صاحب نے عربی زبان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے وفات مسیح، حضرت مسیح موعودؑ کی آمد اور اسلام کے اصولوں سے حاضرین کو آگاہ فرمایا۔حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں کہ ”میری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے عربی میں خطبہ جمعہ دیا۔ میں خود حیران ہوں کہ یہ جرأت اور توفیق کس طرح ملی۔ **ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء**“ 7

چیف مہدی آپا نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ایک ہفتہ اکرافو میں قیام فرمائیں۔مگر آپ چونکہ ایک روز کے لئے ہی تشریف لائے تھے اس لئے آپ اس روز واپس سالٹ پونڈ تشریف لے گئے اور پھر چیف مہدی آپا کی خواہش کے مطابق اگلے روز یعنی ۱۲/مارچ کو دوبارہ اکرافو تشریف لائے اور ایک ہفتہ قیام فرمایا۔

اکرافو میں دوسرے جلسہ کا منظر

۱۸/مارچ ۱۹۲۱ء بروز جمعۃ المبارک دوسرا جلسہ بھی اکرافو میں ہونا قرار پایا تھا اور اس جلسہ میں شمولیت کے لئے دور دراز کے علاقوں سے لوگ جلوس کی صورت میں پنجشنبہ کی شب سے ہی اکرافو میں جمع ہونا شروع ہوگئے۔ یہ جلوس حضرت نیّر صاحب کی رہائش گاہ (جو سرخ پردوں سے دیہاتی طرز پر آراستہ کی گئی تھی) کے سامنے سے گذرتے۔ ہر جلوس کے ساتھ ایک جھنڈا بردار اور نعت خواں تھا۔ یہ افریقی لب ولہجہ میں خوش الحانی سے **صل علیٰ محمدٍ سیدنا محمدٍ. صل علی محمدٍ سیدنا محمدٍ** پڑھتے جس سے ایک عجیب سماں پیدا ہو جاتا اور دل خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتا۔

حمد سے لبریز دل اور جذبات تشکر

اس روح پرور نظارہ کو دیکھ کر حضرت نیّر صاحب خدا تعالیٰ کی تعریف اور اظہار تشکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

یہ منظر قابل دید اور نہایت سرور پیدا کرنے والا تھا۔خصوصاً میرے قلب میں تو تعریف الٰہی کی نہریں جاری تھیں۔میں اپنی سابقہ وموجودہ حالت پرغور کرتا اپنی حیثیت اوراپنے علم کودیکھتا اوراپنے آپ سے سوال کرتا کہ یہ مجمع اور جلوس کس لئے ہیں؟لوگ عمدہ عمدہ لباس پہن کر کیوں آئے ہیں؟رسول کریم ﷺ کی نعت کیوں پڑھی جاتی ہے؟ان سوالات کا جواب ایک نہایت دل لبھانے والی دھیمی دلربا آواز نے بالفاظ ذیل دیا۔

''تمہاری آمد کی خوشی پر۔میری آمد۔ہاں ہاں تمہاری آمد پر۔آنسوؤں کی بوچھاڑ اور زبان کی تیز حرکت کے ساتھ مغرب سے طلوع ہونے والے نیّر نے جلوس کے ساتھ **صل علی محمد سیدنا محمد. صل علی محمد سیدنا محمد** پڑھا اور مسیح موعود اور اس کے مقدس خلفاء پرسلام بھیجے۔''

قبیلہ کے ایک سردار کا اخلاص

اسی موقع پر ایک گاؤں کے مسلمان مردوں اور عورتوں نے نعتیہ جلوس نکالا اور حضرت نیّر صاحب کو اپنے درمیان میں لے کر **صل علی محمد** پڑھتے اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو اپنے گاؤں کے سردار کے پاس لے گئے۔حضرت نیّر صاحب نے ترجمان کی مدد سے گاؤں کے سردار کو تبلیغ کی۔جس نے اظہار اخلاص کیلئے ۵ شلنگ بطور نذرانہ پیش کئے۔

جلسہ کا آغاز اور تقریر

۱۸/مارچ۱۹۲۱ء بروز جمعہ صبح ساڑھے گیارہ بجے حضرت نیّر صاحب کی رہائش گاہ کے سامنے ایک ہزار مخلوق خدا کا مجمع تھا۔جلسہ میں شمولیت کی غرض سے بعض احباب ۴۰۔۵۰ میل کا سفر طے کر کے آئے تھے۔نقیب نے آپ کی تقریر کا اعلان کیا جس پر آپ سبز پگڑی اور لمبا چوغہ پہنے حضرت بلالؓ کے ہموطن اور ہمرنگ لوگوں کے مجمع میں پیغام حق پہنچانے کے لئے اپنی

رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔امراء اور عوام ادب کے اظہار کے لئے سر جھکائے کھڑے تھے۔آپ نے انہیں السلام علیکم کہہ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔آپ نے تقریر کے آغاز میں سورۃ جمعہ کی تلاوت فرمائی اور پھر مسیح موعودؑ کی آمد کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور تمام امراء اور روساء کو اپنے تمام متبعین کے ہمراہ جماعت احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دی۔

ترجمان کی مدد سے آپ کا یہ خطاب ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔اس کے بعد آپ نے خطبہ جمعہ انگریزی میں دیا۔

اصلاحات کا نفاذ

آپ نے اپنی تقریر میں مندرجہ ذیل اصلاحات تجویز کیں:۔

(i) چہروں پر صلیب کے نشان داغنے کے رواج کو ترک کر دیں اور آج کی تاریخ سے تمام فینٹی مسلمان بچوں کا چہرہ اس نشان سے پاک ہو۔

(ii) آئندہ تمام فینٹی لڑکوں کا ختنہ کیا جایا کرے۔

(iii) عورتیں اپنی چھاتیاں ننگی نہ رکھیں۔

(iv) مرد جسم کے نچلے حصہ پر کوئی لباس پہنیں۔

(v) آپس میں السلام علیکم اور وعلیکم السلام کو رواج دیں۔

(vi) آئندہ کسی کو گھٹنوں کے بل جھک کر سلام نہ کیا جائے۔

تقریر کے اختتام پر حضرت نیّر صاحب نے چیف مہدی آپا، دیگر روساء اور عوام الناس کو دعوت دی کہ وہ اپنی بیعت کا تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بھجوائیں اور مجوزہ اصلاحات کے نفاذ کا فیصلہ کریں۔ نیز ایک ہزار پونڈ جمع کر کے سالٹ پانڈ میں دارالتبلیغ بنائیں۔بچوں کی تعلیم کیلئے مدارس کھولیں۔مرکزی مشن کی مدد کریں اور آئندہ ہر شخص کچھ ماہوار چندہ مقرر کرے۔

حضرت نیّر صاحب کے ان مطالبات کے جواب میں چیف مہدی آپا نے کہا کہ ہم مشورہ

کے بعد جواب دیں گے۔ چنانچہ اگلے روز یعنی ۱۹/مارچ کی صبح Council of Elders (مجلس کبرا) نے ایک تاریخی فیصلہ کا اعلان کیا کہ

(i) ہم سب لوگ اپنی جماعتوں سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم مشن کے شکر گزار ہیں۔ ہم غرباء دعا کے محتاج ہیں ہمیں اسلام سکھلایا جائے۔

(ii) تمام اصلاحات کے لئے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

(iii) حسب الارشاد حتّی الوسع چندہ جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

حضرت نیّر صاحب نے چیف مہدی آپا اور دیگر رؤساء کا شکریہ ادا کیا اور ان کے لئے دعا کی اور احمدیہ مشن کی طرف سے ایک خاص آدمی کو نو احمدیوں کی مردم شماری پر مقرر فرمایا۔

ہفت روزہ دورہ کے اختتام پر چیف مہدی آپا نے حضرت نیّر صاحب کو رخصت کیا اور کہا کہ جس روز آپ سالٹ پونڈ پہنچے اسی شب میں نے رؤیا میں دیکھا کہ رسول خدا ﷺ ان کے کمرہ میں داخل ہوئے ہیں۔ [۸]

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان تھا کہ اس نے مسیح موعود کے اس عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ پندرہ دن کے قلیل عرصہ میں گولڈ کوسٹ میں ہزاروں سعید روحوں کو حلقہ بگوش احمدیت کر دیا۔ حضرت نیّر صاحب نے بذریعہ تار یہ خوشخبری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بھجوائی اور حضور سے ان نو احمدیوں کی بیعت قبول فرمانے کی درخواست کی۔ تار کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

My Holy Master,

Accept 4000 Fanti [۹] Muslim initiations pray

Your Hopeful

Nayyar [۱۰]

ترجمہ۔ میرے پیارے آقا، چار ہزار فینٹی مسلمانوں کی بیعت قبول فرمائیے۔ خدا کے فضل کا امیدوار۔ حضور کا نیّر۔

حضرت نیّر صاحب کی اس کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔

افریقہ میں احمدیت کی عظیم الشان فتح۔چار ہزار افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے جماعت کو خوشخبری

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام احباب جماعت کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ مغربی افریقہ میں جو ماسٹر عبدالرحیم صاحب کو برائے تبلیغ بھیجا گیا تھا وہاں ان کو خاص کامیابی ہوئی ہے۔اس ملک میں مسیحیوں نے لاکھوں آدمیوں کو مسیحی بنالیا ہوا ہے اور ایک تہائی سے زیادہ آدمی مسیحی ہو چکے ہیں اور کچھ لوگ ابھی اپنے پرانے مذہب بت پرستی پر قائم ہیں اور کچھ مسلمان ہیں۔ پادریوں نے مسلمانوں کو غافل کرنے کیلئے ایک مدت سے یورپ کے اخبارات میں یہ شور مچا رکھا ہے کہ افریقہ کے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں لیکن اصل میں یہ بات محض دھوکہ تھی۔ یوگنڈا کے اکثر لوگ مسیحی ہو چکے ہیں اور کُل نواب سوائے ایک کے مسیحیت اختیار کر چکے ہیں اور مغربی افریقہ جہاں اب ماسٹر صاحب کو تبلیغ کیلئے بھیجا گیا ہے وہاں کی آبادی میں سے ۱۹۰۱ء میں ۵۳ (ترپن) فیصدی مسلمان رہ گئے گویا دس سال کے عرصہ میں مسلمان آبادی کا دسواں حصہ عیسائی ہو گیا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اس حساب سے مسیحیت کی ترقی جاری رہے تو ستر، اسی سال میں کل ملک سے مسلمان مفقود ہو جائیں گے اور سب ملک مسیحی ہو جائے گا۔ بت پرست آبادی میں اس سے بھی زیادہ جلدی جلدی مسیحیت پھیل رہی ہے۔

غرض اس ملک میں جس کی آبادی تیس لاکھ کے قریب [11] ہے اسلام سخت خطرہ میں تھا اور اس امر کو معلوم کرنے پر میں نے ماسٹر عبدالرحیم صاحب کو جو پہلے لندن میں احمدی مشنری تھے وہاں تبلیغ کیلئے بھجوا دیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اسلام کو خاص طور پر غلبہ

ہوگا، کیونکہ وہاں کے لوگ بھی عربوں کی طرح قبائل میں تقسیم ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ایک آدمی کے حق قبول کرنے سے ہزاروں آدمی حق کو قبول کرلیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر کی طرف سے یہ خوشخبری بذریعہ تار موصول ہوئی ہے کہ وہاں چار ہزار غیر مسلم ۱۲ نے اسلام قبول کیا ہے اور وہ بیعت کی درخواست کرتے ہیں۔ پس احباب کی اطلاع کیلئے اور تحریک دعا کیلئے اس خبر کو بذریعہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ احباب کو چاہئے کہ اپنے مبلغ بھائیوں کیلئے خاص طور پر دعا کریں اور تبلیغ کے بڑھتے ہوئے کام کے لئے حسب استطاعت اپنے اموال سے حصہ نکالیں کہ اس سے بڑھ کر برکت اور موجب ثواب کا آج کل کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کے سامان اپنے پاس سے فرمائے۔

خاکسار

مرزا محمود احمد ۲۹/ مارچ ۱۹۲۱ء ۱۳

خدا تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں نیّــــر صاحب کی اس عظیم الشان کامیابی پر تمام احمدی حلقوں میں مسرّت کی لہر دوڑ گئی اور اس خوشی میں قادیان میں عام تعطیل بھی کی گئی۔ سلسلہ کے علماء و شعراء کے قلم میں روانی آئی اور ''اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا '' پر کئی ایک ضخیم مضامین سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئے۔ الفضل نے اس نوید مسرّت پر لکھا۔

''یہ اعلان، یہ خوشخبری، یہ نوید مسرّت ایسی ہے کہ ہماری جماعت اس کے متعلق جس قدر بھی خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرے کم ہے اور جس قدر بھی سجدات شکر بجالائے تھوڑے ہیں۔ پس اس موقع پر ہم جس قدر بھی خدا تعالیٰ کی تحمید و تقدیس کرسکیں کرنی چاہئے۔

لیکن یہ موقع ان لوگوں کیلئے بھی حق و باطل میں امتیاز کرنے کیلئے نہایت مناسب اور موزوں ہے جو تا حال سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے۔ حضرت مرزا صاحب کا قرآن کریم کی آیت کا الہام ہے۔ ''اِذَا جَآءَ نَصْرُاللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْ خُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ''، جس سے ظاہر ہے کہ جس طرح رسول کریم ﷺ کے وقت خدا تعالیٰ کا کلام پورا ہوا تھا

اسی طرح اب حضرت مسیح موعودؑ کے وقت بھی پورا ہوگا اور فوجوں کی فوجیں خدا کے دین میں داخل ہوں گی اور یہ چار ہزار افراد کا ایک دم داخل سلسلہ ہونا اسی الہام اور اسی پیشگوئی کے ماتحت ہے اور اس کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت ہے۔" [۱۴]

شعراء حضرات نے خدا تعالیٰ کا شکر اور نیّر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بہت سی نظمیں کہیں۔ایک نظم درج ذیل ہے۔

احمد کے نام لیوا

احمد کے نام لیوا جس جس زمین میں پہنچے
بام فلک سے نیّر کرنے سلام آیا

نصرت ہے ان کی باندی شہرت ہے گھر کی لونڈی
چرنوں میں رعب ان کے بن کر غلام آیا

سایہ فگن سروں پر جن پر ہے رحمت حق
اکرام ضیف کرنے دارالسلام آیا

شیرینی کلام ان کے سننے کو خلق دوڑی
ہو جمع طالبوں کا گرد ازدہام آیا

زنگی ہو یا فرنگی پینے کو رام رنگی
لے کر کوئی صراحی اور کوئی جام آیا

چالیس سو نے کر لی یک دم قبول بیعت
مغرب سے لے کے رائٹر برقی پیغام آیا

یہ کام ہے خدا کا پر افتخار اس کا
حصے میں میرزا کے لئے لا کلام آیا
قطعہ یہ لکھ کے گوہر محمود کو سنا دو
ملنے کو ہم سے پیار ہو تیز گام آیا
۱۵

جماعت احمدیہ کی اس کامیاب تبلیغی مساعی کو غیر احمدی احباب نے بھی بنظر استحسان دیکھا اور اسے قابل صد تحسین قرار دیا۔ چنانچہ اخبار وکیل نے ''چار ہزار نئے احمدی'' کے عنوان سے لکھا۔

''مسیحی پادری افریقہ میں اسلام کی رفتار ترقی کے متعلق غلط بیانات شائع کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے رہے ہیں کہ افریقہ کے لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے ہیں۔ لیکن قادیان کے ایک اشتہار میں بتایا گیا ہے کہ یہ سب بیانات غلط ہیں۔ یوگنڈا کے اکثر لوگ مسیحی ہو چکے ہیں اور تمام نواب سوائے ایک کے میسحیت اختیار کر چکے ہیں۔ مغربی افریقہ میں ۱۹۰۱ء میں ۵۳ فیصد مسلمان تھے۔ ۱۹۱۰ء میں کل ۴۹ فیصد رہ گئے۔ گویا دس سال کے وقفہ میں مسلمان آبادی کا دسواں حصہ مسیحی ہو گیا۔ جس ملک کی آبادی صرف ۳۰ لاکھ ہو اس کا اس حساب سے مذہب عیسائی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے چلے جانا ایک خطرناک حقیقت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے نہ تو اصلیت کے دریافت کرنے کی کوشش کی گئی اور نہ ہی تبلیغ و حفاظت اسلام کے لئے کچھ کیا گیا۔ اب اشتہار مذکورہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ماسٹر عبدالرحیم کی سعی موفور سے وہاں چار ہزار غیر مسلم احمدی ہو گئے ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ دور اندیشی و دانش مندی رفتہ رفتہ اختلافات باہمی مٹا دے گی اور یہ چار ہزار احمدی کسی زمانہ میں اس بات پر فخر کر سکیں گے کہ وہ فرقہ بندیوں کی الجھنوں سے نکل کر نرے پرے مسلم بن گئے ہیں اور احمدی و غیر احمدی کی تمیز ان میں نہیں رہے گی۔ اہل قادیان کا ذوق و شوق تبلیغ لائق داد و قابل تحسین ہے۔'' ۱۶

انہی حالات کے پیشِ نظر درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مشہور گدی نشین خواجہ حسن نظامی صاحب نے یہ خط حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نام ارسال فرمایا۔

لائق احترام جناب میرزا محمود احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مطبوعہ اشتہار میرے نام پہنچا جس کے آخر میں آپ کے دستخط ہیں۔ اس کے مرسل کا نام معلوم نہیں ہے لیکن چونکہ مطبوعہ اشتہار آپ کی جانب سے ہے اس لئے میں آپ ہی کے نام اس کی رسید بھیجتا ہوں۔

مجھ کو اشتہار کی عبارت پڑھ کر کمال درجہ مسرّت ہوئی اور بے اختیار زبان سے الحمدللہ نکلا۔ افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں مرزائیت کی فتح یقیناً ہر مسلمان کو اچھی معلوم ہوگی بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتا ہو۔

میں آپ کے عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ، یورپ اور افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعہ جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا اعتراف کرنا اس کے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں۔

اللہ جلّشانہ اپنے دین کا اس سے زیادہ بول بالا کرے۔

نیاز مند قدیمی حسن نظامی ۲۸؍رجب ۱۳۳۹ھ 17

سالٹ پونڈ سے سرہا

سالٹ پونڈ میں ایک ماہ قیام اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کو بارش کی طرح نازل ہوتا دیکھ کر اور یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجاً کا نظارہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کے بعد ملک کے دوسرے حصوں کو اسلام کے نور سے منور کرنے کیلئے حضرت نیّر صاحب یکم اپریل ۱۹۲۱ء کو سرہا کیلئے روانہ ہوئے (سرہا سالٹ پونڈ سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے) راستہ میں ایک گاؤں ایسیان (Essian) کے رئیس سے فینٹی چیف مہدی کے ساتھ ملاقات کی اور اسے تبلیغ کی۔ یہ مسیحی رئیس

اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے مسلمانوں کی طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے پر ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر سرہا پہنچے۔ اس سفر میں دو فینٹی ترجمان آپ کے ہمراہ تھے۔

سرہا میں شاندار استقبال

سرہا میں آپ کے استقبال کے لئے قرب وجوار سے ایک ہزار نو احمدی (مرد وخواتین) جمع تھے۔ انہوں نے اپنے طرز پر شاندار استقبال کیا۔ بانس کے نمائشی گیٹ بنائے گئے۔ جھنڈا ہاتھ میں لئے نئے کپڑے پہنے لڑکے اور لڑکیاں **صل علی محمد سیدنا محمد ، صل علی محمد، سیدنا محمد** پڑھتے ہوئے اپنے افریقی لہجہ وطرز میں اظہار خوشی ومسرت کرتے ہوئے سرہا سے ایک میل کے فاصلہ پر استقبال کیلئے آئے۔

جلسہ سے خطاب

سرہا پہنچ کر آپ نے ایک جلسہ میں تقریر کی اور پھر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور شام کو سلسلہ سوالات وجوابات شروع ہوا جس میں آپ نے کھانے پینے، شادی، مرگ، پیدائش کے احکام پر روشنی ڈالی۔

سرہا سے اکرا

۲/اپریل ۱۹۲۱ء کی صبح آپ نے اکرا (Accra) صدر مقام گولڈ کوسٹ (گھانا) کا سفر شروع کیا۔ اکرا، گورنر کے قیام کی وجہ سے خوب پُر رونق اور آباد شہر تھا۔ سرہا سے اکرا ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ راستہ میں کئی ایک مقامات پر عیسائیوں سے گفتگو ہوئی جنہوں نے بائبل کی پیشگوئیوں کو غور سے سنا۔

اکرا میں قیام اور تبلیغ

اکرا میں آپ نے ایک ہندوستانی دوست کے ہاں قیام کیا جو ''میسرز دیالداس اینڈ سنز'' کے مالک تھے۔ انہوں نے نہایت اخلاص سے آپ کی مہمان نوازی کی۔ یہاں ایک مسجد

کے سامنے وسیع میدان میں دو تقاریر کیں جن میں کثیر تعداد میں مسلمان شامل ہوئے۔ مسلمانوں میں تقاریر کا ترجمہ تین زبانوں یوروبا، ہاؤسا اور انگریزی میں پیش کیا گیا۔

حضرت نیّر صاحب نے ان تقاریر کی منظر کشی درج ذیل الفاظ میں کی۔

''یہ ایک عجیب سماں تھا۔ یہاں میرا فوٹو لیا گیا اور انہی تقریروں میں عجیب اتفاق ہوا کہ سینیگال کے ایک مولوی صاحب نے عربی زبان میں یٰعِیسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کی تفسیر طلب کی۔ یہ میرے لئے نازک وقت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دستگیری کی۔ گونگے کو زبان مل گئی اور چند منٹ تک عربی میں تقریر کی جسے نیک دل مولوی نے فوراً سمجھ لیا اور لوگوں کو بھی سمجھایا۔''

نیٹو کلب میں تقریر

افریقہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ایک احمدی مسلم مشنری نے نیٹو کلب میں How to be free from sin? گناہ سے کس طرح نجات ہوسکتی ہے کے موضوع پر تقریر کی۔ ۱۸

اکرا میں پانچ روز اور گھانا میں کل چھ ہفتے قیام کے بعد مورخہ ۷/اپریل کو لیگوس کے لئے روانہ ہوئے اور ۸/اپریل کی صبح لیگوس پہنچے۔ ۱۹

اکرا (ACCRA) میں دوبارہ ورود مسعود

حضرت نیّر صاحب نے ۸/اپریل ۱۹۲۱ء سے لے کر ۶/اگست ۱۹۲۱ء تک چار ماہ نائیجیریا میں قیام فرمایا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا۔ نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کے قیام اور انہیں ایک نظام میں منسلک کرنے کے بعد آپ ۸/اگست ۱۹۲۱ء کی صبح واپس اکرا تشریف لائے۔ بحری جہاز کے اس سفر کے دوران ایک عیسائی لیڈی ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا۔

Do you think you will be able to convert Christians to Muhmmadanism?

کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ عیسائیوں کو مسلمان کر سکیں گے؟

حضرت نیّر صاحب نے جواب میں بڑے وثوق سے فرمایا:۔

Yes, madam I will, I am sure, convert all thinking Christians.

ہاں! محترمہ! مجھے یقین ہے کہ میں تمام فہیم مسیحیوں کو مسلمان کرلوں گا۔

یہ عورت دیر تک دریائے حیرت میں غرق رہی اور پھر کہنے لگی It is a hard job یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ۲۰

جناب محمد نواب خان صاحب ثاقب سیشن جج مالیرکوٹلہ نے مذکورہ بالا گفتگو کو درج ذیل منظوم کلام کی صورت میں جلسہ سالانہ ۱۹۲۱ء کے موقع پر پیش فرمایا۔

کالی لیڈی سے ملاقات ہوئی نیّر کی
ہو کے حیران بہت بات یہ ان سے پوچھی
ہے یہ دشوار کہ ہو جائیں مسلمان سبھی
ملک میں جتنے ہیں آباد عیسائی
ہنس کے کہنے لگے نیّر کہ یہ سب آسان ہے
دیکھتی جاؤ کہ ہم پر کرم یزداں ہے
آ گیا وقت کہ اسلام ہو سب کا مذہب
غور سے دیکھو تو ہو گا یہی اچھا مذہب
اپنے برہان و دلائل سے یہ اچھا مذہب
کیا مہذب ہے مذہب ہے مطلّی مذہب
مہدی و عیسیٰ موعود کا مذہب ہے یہی
میرے مخدوم کے محمود کا مذہب ہے یہی ۲۱

گورنر سے ملاقات اور قرآن کریم کا تحفہ

اس بار حضرت نیّر صاحب نے قریباً پانچ ہفتے تک اکرا میں قیام فرمایا۔ یہاں کی جامع مسجد مسلمانوں کی جہالت اور باہمی اختلاف کے باعث عرصہ چھ سال سے مقفل تھی۔ آپ نے اس دوران کوشش کی کہ یہ مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کیلئے دوبارہ کھول دی جائے اور مسلمانوں کے باہمی جھگڑے کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے حکومت کے اعلیٰ حکام اور گورنر سے ملاقات کی اور انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اس مسجد کو دوبارہ کھول دیا جائے۔ ملاقات کے دوران ہز ایکسی لینسی گورنر نے آپ کو یقین دلایا کہ وہ جلد اس کا فیصلہ کر دیں گے۔ آپ نے اس موقع پر گورنر کی خدمت میں قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور گورنمنٹ ہاؤس لائبریری میں رکھوا دیا۔ ۲۲

سالٹ پونڈ میں آمد

آپ سالٹ پونڈ میں دوبارہ مورخہ ۱۳ ستمبر کو تشریف لائے تا کہ یہاں کے احمدی احباب کے ساتھ ۱۵ ستمبر کو نماز عید ادا کر سکیں۔ یہاں آنے پر آپ نے مندرجہ ذیل چھ بنیادی اہمیت کے امور کو اپنا ہدف مقرر فرمایا اور انہیں حاصل کرنے کے لئے اپنی کوششیں تیز تر فرما دیں:۔

۱۔ سالٹ پونڈ میں مستقل مشن کا قیام

۲۔ سالٹ پونڈ میں ایک مرکزی احمدیہ مڈل سکول کا قیام

۳۔ مختلف احمدی مرکزوں میں پرائمری مدارس

۴۔ نظام جماعت کا قیام اور استحکام

۵۔ مشنری ٹریننگ سکول کا اجراء

۶۔ موجودہ تمام احمدیہ مراکز کے دورہ جات۔

پاک تبدیلی کا ظہور اور اطاعت کے کامل نمونے

نیّر احمدیت کی سالٹ پونڈ میں آمد کے بعد خدا تعالیٰ کے فضلوں کا ظہور اس کثرت سے ہوا کہ صرف چند ماہ کے قلیل عرصہ میں سالٹ پونڈ کا نقشہ ہی بدل گیا اور لوگوں میں ایک پاک تبدیلی ظہور میں آئی اور نومبائعین نے اطاعت کے وہ نمونے دکھائے کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی۔ حضرت نیّر صاحب نے اس پاک تبدیلی کا نقشہ جس پیارے اور حسین انداز میں کھینچا ہے وہ آپ کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

''سات ماہ ہوئے کہ میں ایک نَو وارد مسافر کی حیثیت سے سالٹ پونڈ کے غیر مہمان نواز ساحل پر گستاخ امواج بحر سے تھپیڑے کھاتی ہوئی کشتی میں سے اترا تھا۔ اس وقت صرف ایک شخص ساحل پر محبت کے دل کے ساتھ موجود تھا۔ اور دوسرا خاکی وردی میں احکام حکومت کی تعمیل کے لئے حاضر تھا۔ ملک میں مسلمان تھے مگر بت پرستوں سے تھوڑے بہتر۔ لیکن کیا فضل الٰہی ہے کہ اب جو اصلاحات میں نے نافذ کی تھیں ان پر جا بجا عمل ہو رہا ہے (۱) عورتیں لباس پہنتی اور چھاتیاں ڈھانکتی ہیں (۲) نئے بچوں کے منہ پر صلیب کا نشان نہیں لگایا جاتا (۳) ختنہ شروع ہو گیا ہے (۴) پام کے رس کی شراب کوئی مسلمان اب نہیں پیتا (۵) گھٹنوں کے بل سلام کرنا موقوف ہو گیا ہے اور نہ صرف ان اصلاحات پر عمل شروع ہے بلکہ جماعت کے اخلاص کی یہ کیفیت ہے کہ میری بات ان کے لئے ''حکم الٰہی'' کی صحیح تفسیر ہے اور ہر جگہ مجھ سے یہی کہا جاتا ہے ہم وہ کرینگے جو آپ سکھاتے ہیں۔ نماز میں ہاتھ میری طرح خود بخود باندھنے لگے ہیں اور ان سادہ نو احمدیوں کے اخلاص قلب کی یہ کیفیت ہے کہ میں نے مسجد میں سنتیں پڑھیں اور تمام جماعت میرے ساتھ کھڑی ہو گئی اور گو میں نے تکبیر نہیں کہی مگر میری حرکات کو دیکھتے رہے اور برابر جماعت کی طرح رکوع و سجود کیا۔ سات ماہ میں یہ نتائج فضل الٰہی ہیں۔''

دومثالیں

(۱) ایک گاؤں میں جلسہ تھا اور تقریر کے بعد سوالات ہو رہے تھے۔ ایک مرد نے شکایت کی کہ عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ ان کو سمجھا دیا جائے۔ میں نے وعظ کیا۔ عورتوں نے نہایت توجہ سے سنا۔ اور ان سب نے جنگل کے زرد پھول سروں میں لگا کر میری آمد پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ میرے اس وعظ پر کہ عورتیں سر کو ڈھانکیں سب نے فوراً تعمیل کی اور پھول پھینک کر سروں پر کپڑا لے لیا۔ جب میں وعظ ختم کر چکا تو ایک نوجوان عورت نے جس کی کمر پر بچہ تھا (یہاں گود کی بجائے بچے کمر پر باندھے جاتے ہیں) سوال کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت دی گئی اور اس نے کہا کہ میں عورتوں کی قائمقام ہوں۔ ہمیں شکایت ہے کہ ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتی ہیں لیکن مرد ہم کو کپڑے نہیں دیتے۔ ان کو وعظ کیا جائے۔ میں اس جرأت پر خوش ہوا اور مردوں کو وعظ کیا کہ لباس و خوراک تم پر فرض ہے۔ وعظ ختم کرنے پر عورتوں نے اعلان کیا کہ آج ہماری فتح ہوئی۔

(۲) مجھے بتایا گیا کہ ایک احمدی و غیر احمدی میں بحث تھی۔ موخر الذکر نے کہا۔ تمہارا سفید آدمی (white man) تمہیں گمراہ کر رہا ہے۔ اس کے جواب میں اوّل الذکر بولا۔ اچھا اگر ہمارا وائٹ مین ہمیں دوزخ میں بھی لے جائے گا تو ہم اس کے ساتھ ہی جائیں گے مگر تمہاری نہیں سنیں گے۔" [۲۳]

احمدیہ مشن سالٹ پونڈ کا افتتاح

آپ نے گھانا کی تمام احمدیہ جماعتوں کا مرکز سالٹ پونڈ میں قائم فرمایا اور یہاں مشن ہاؤس کے باقاعدہ قیام کے لئے شہر کے عین وسط میں کمرشل روڈ پر متصل ملرز فیکٹری ایک دومنزلہ مکان صرف ۴۵ روپے ماہوار کرایہ پر حاصل کیا گیا۔ یہ مکان ایک احمدی دوست کی ملکیت تھا۔ [۲۴] اس کی بالائی منزل میں دو وسیع ہال تھے جن میں سے ایک میں لائبریری قائم کی گئی جبکہ

دوسرا ہال مبلغین کلاس کے لئے مخصوص کیا گیا۔ علاوہ ازیں زیریں منزل نماز کیلئے مختص کی گئی۔ ۱۵؍اکتوبر سے اس نئے مشن ہاؤس میں کام کا آغاز ہوگیا جبکہ اس کا باقاعدہ افتتاح حضرت نیّر صاحب نے مورخہ ۱۷؍اکتوبر کی شب نماز باجماعت کی ادائیگی سے فرمایا۔

افتتاحی خطاب میں یوروبا اور فینٹی قبائل شامل ہوئے اور دو زبانوں میں خطاب کا ترجمہ پیش کیا گیا۔ مشن ہاؤس کے مین دروازہ پر ایک بورڈ نمایاں طور پر آویزاں کردیا گیا جس کا عکس پیش ہے۔

(الفضل ۲؍فروری ۱۹۲۲ء صفحہ ۴)

محمد الله
ahmadia movment in islam
Library
and
Reading Room
Salt Pond
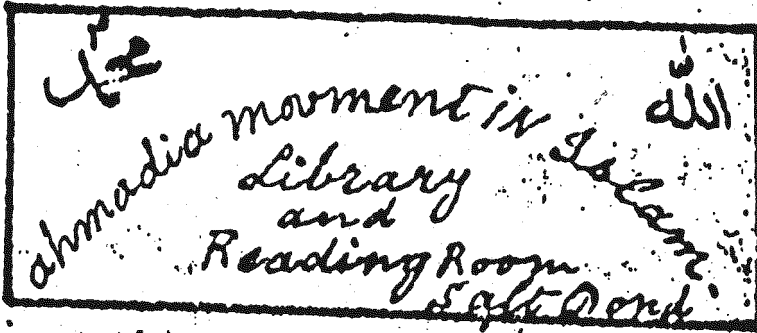
ترجمہ تازہ پروگرام مطبوعہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حضرت

مشن ہاؤس کے افتتاح کے ساتھ ہی حضرت نیّر صاحب کی تقاریر اور درس القرآن کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور سیکرٹری مشن کی طرف سے ہر ہفتہ کا پروگرام طبع کروا کر تقسیم کردیا جاتا۔ پہلے مطبوعہ پروگرام کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر فل۔ بی۔ ایم۔ ایس۔ پی وغیرہا مبلغ سلسلہ احمدیہ تقریروں

کا ایک سلسلہ ’’دارالتبلیغ‘‘، متصل ملرز فیکٹری کمرشل روڈ میں مضامین ذیل پر شروع کریں گے۔

۱۔اسلام صلح و آشتی کا مذہب اور سچی محبت ہے۔ بروز ہفتہ،۲۲؍اکتوبر ۵۔۶ بجے شام

۲۔مقدس نبی۔یسوع مسیح لعنتی موت سے فوت نہیں ہوئے۔اتوار ۲۳؍اکتوبر ۵تا۶ بجے شام

۳۔مسیح کی آمد ثانی اور دنیا کی سخت ترین ضروریات کا پورا ہونا۔

۴۔گناہ سے کس طرح نجات مل سکتی ہے۔منگل ۲۵؍اکتوبر ۵تا۶ بجے شام

ہر خاص و عام کو مخلصانہ دعوت ہے۔ سوالات و اظہار رائے کا موقع دیا جائے گا۔

لائبریری اور ریڈنگ روم ۵ بجے سے ۷ بجے تک کھلا رہے گا۔

صحائف مقدس کا درس ہر شام ۳۰۔۷ بجے سے ۸ بجے تک

سیکرٹری۔۱۹؍اکتوبر سالٹ پونڈ [۲۵]

اس مشن ہاؤس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا جس میں شراب فروشوں اور آوارہ لوگوں کے اڈے تھے آپ کی درخواست پر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ سب اڈے اٹھوا دیئے اور یہ جگہ خدائے واحد کی تقدیس اور تبلیغ اسلام کے لئے مختص ہوگئی۔اس کھلے میدان میں حضرت نیّر صاحب نے تبلیغی لیکچرز کا سلسلہ شروع کر دیا اور پہلا لیکچر ۱۹؍اکتوبر کو منعقد ہوا۔ [۲۶]

مبلغین کلاس کا افتتاح

احمدیہ مشن ہاؤس سالٹ پونڈ کے افتتاح کے ساتھ ہی آپ نے مشن ہاؤس کے ایک ہال میں مبلغین کلاس کا افتتاح فرمایا اور خود ہی عربی زبان میں قرآن، حدیث، فقہ اور عقائد احمدیہ پر مشتمل مضامین پڑھانے شروع کر دیئے۔ [۲۷]

دورہ جات

جیسا کہ قبل ازیں یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ سالٹ پونڈ میں دوبارہ آمد کے موقع پر حضرت نیّر صاحب نے اپنے سامنے جو آئندہ کے لئے اہداف مقرر کئے ان میں سے ایک اہم حصہ ملک کے دیگر اضلاع اور احمدیہ جماعتوں کے دورہ جات کا پروگرام تھا۔ چنانچہ آپ نے بیرونی

جماعتوں کے ساتھ رابطہ اور نئے مقامات پر تبلیغ کی غرض سے دورہ جات کا ایک وسیع سلسلہ شروع فرمایا اور دوسری بار سالٹ پونڈ پہنچنے کے بعد ایک ماہ کے عرصہ میں ۲۲ مقامات کا دورہ فرمایا اور مجموعی طور پر ۵۴۳ میل کا سفر طے کیا۔ اس سفر کے دوران آپ نے کل ۲۷ پبلک جلسوں میں تبلیغ اسلام واحمدیت اور مسلمانوں کی اصلاح کے موضوعات کو اپنی تقاریر میں بیان فرمایا۔ ۲۸

سالٹ پونڈ کے قرب وجوار میں دورہ جات

سالٹ پونڈ کے قرب وجوار میں مختلف اضلاع کا یہ دورہ سات دنوں میں مکمل ہوا جس میں آپ نے کل ۱۳۸ میل کا پُر خطر سفر کر کے ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچایا اور سب سے پہلے سالٹ پونڈ سے اشیام (Eshiem) جانے کے لئے بذریعہ موٹر روانہ ہوئے۔ بیس میل کا سفر خیریت سے گذرا۔ ازاں بعد ڈرائیور کی کوتاہ اندیشی اور سڑک کی خرابی کے باعث موٹر کیچڑ میں دھنس گئی۔ بسیار کوشش موٹر باہر نہ آسکی۔ چنانچہ ایک قریبی گاؤں سے چند مزدور لا کر اسے نکلوانے میں کامیابی ہوئی۔ ابھی تھوڑا ہی سفر طے کیا کہ موٹر کا ایک ٹائر پھٹ گیا تو اس کی مرمت کروائی گئی۔ اب منزل مقصود قریب آ گئی۔ سڑک پر دو آدمی استقبال کے لئے موجود تھے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ موٹر ایک بار پھر خراب ہوگئی چنانچہ اسے جنگل میں چھوڑ کر اشیام کی طرف آپ مع قافلہ پیدل روانہ ہو گئے۔ اشیام سے ایک میل کے فاصلہ پر لڑکے اور لڑکیاں ہاتھوں میں جھنڈیاں پکڑے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اور **صل علی محمد** کا ورد بلند آواز سے جاری تھا۔ حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں کہ ”میں نے خوشی سے یہ فرق دیکھا کہ لڑکے جدا اور لڑکیاں جدا تھیں۔ الحمدللہ کہ جو بات میں ناپسند کروں یا جس کا حکم دوں اس کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے۔“

اشیام پہنچ کر آپ نے نماز جمعہ پڑھائی اور عربی میں خطبہ دیا جس کا ترجمہ فینٹی زبان میں کیا گیا۔ آپ نے اس خطبہ میں احمدی احباب کو نصائح فرمائیں اور پھر عیسائیوں اور بت پرستوں کو جو علیحدہ جمع تھے دو وعظ کئے اور ان کے سوالات کے جواب دیئے۔

کسر صلیب کے چند واقعات

یہاں صلیب کا رکھنا یا پہننا ایک معمولی امر سمجھا جاتا اور عیسائیوں کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی صلیب رکھتے تھے۔اس دورہ کے دوران آپ نے تین مواقع پر اس قبیح رسم کو توڑا۔ حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔

(۱)ایک شخص ہاتھ میں صلیبی عصا لئے نمازِ عید پڑھنے آیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا ماما (محمدؐ) مجھے اس کی صلیب دیکھ کر غصہ آیا جسے میں ضبط نہ کر سکا اور اس صلیب کو توڑنے کی رسم کا میں نے خود آغاز کیا۔میرا ہاتھ لگتا دیکھ کر محمد نے خود اسے توڑ ڈالا۔

(۲)ایک لڑکی کے گلے میں ہار اور ہار میں صلیب تھی۔لڑکی کا نام پوچھا تو فاطمہ۔ میں نے اس کی صلیب کی طرف اشارہ کر کے اظہار ناپسندیدگی کیا اور فاطمہ نے جھٹ اس بت کو ہار سے نکال دیا۔

(۳)میرے استقبال پر جو جھنڈیاں لائی گئیں ان میں ایک بڑی صلیب کی شکل تھی اور ایک لڑکا اسے ہاتھ میں لئے اظہار خوشی کرر ہا تھا۔میں نے اشارہ سے منع کیا اور صلیب اسی قسمت سے دوچار ہوئی جو اس کے لئے مقدر ہے۔ ۲۹

نصرت الٰہی

یکم اکتوبر ۱۹۲۱ء کی صبح احباب جماعت کو وعظ و نصیحت اور چندوں میں باقاعدگی کی طرف توجہ دلانے کے بعد آپ نے ایک قصبہ اوگوان (Ogwan) جو یہاں سے ۱۱ میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں غیر ملکیوں کو ڈاکٹر صاحبان کی ہدایت تھی کہ وہ پیدل بہت کم چلیں ورنہ بخار کا اندیشہ ہے۔احباب جماعت اس کوشش میں تھے کہ کوئی سواری مہیا ہو جائے مگر کسی سواری کا انتظام نہ ہوسکا۔اوگوان کے رئیس Emahene (یعنی بادشاہ اعظم) کو آپ کی آمد کی اطلاع کی جا چکی تھی اس لئے آپ مزید انتظار کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے پیدل روانہ ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جلد ہی سواری کا انتظام فرما دیا۔آپ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’ابھی بمشکل دوفرلانگ سفر کیا تھا کہ پسینہ کا دریا شروع ہوااوراس طرف دریائے رحمت نے جوش مارا۔ ایک نوجوان مسیحی بھاگتا ہوا آیا اور بولا Revd. Revd. Hammock come مولوی مولوی! ہیمک آ گئی ہیمک آ گئی ۔(ہیمک ایک قسم کی ڈولی ہے۔ یہ قوس کی شکل پر ایک کپڑا ہوتا ہے جو نیچے دولکڑیوں سے بندھا ہوا لٹکتا ہے۔ چار آدمی اوپر کی لکڑی کو جس کے ساتھ چھت ہوتی ہے اٹھاتے ہیں اور سوار جھولے کی طرح بیٹھا ادھر ادھر کھسکتا جاتا ہے) ہیمک چار نوجوانوں نے کمال اخلاص ومحبت سے اٹھائی اور کبھی پیدل اور کبھی سوار سفر کیا۔ ہیمک کے آنے پر احباب کومختصر سا ایڈریس عربی میں توکّل پر دیا۔ ۳۰

ابھی منزل مقصود تین میل کے فاصلہ پر تھی کہ اندھیرا چھا گیااور یہ ممکن نہ رہا کہ آپ سفر جاری رکھ سکیں چنانچہ آپ نے ایک گاؤں میں قیام کیا جس کا احوال درج ذیل ہے۔

افریقہ کے کھٹمل

فرمایا۔ میرے لئے چار پائی مل گئی۔ مچھر دانی لگائی گئی اور میں خوشی سے بستر پر لیٹا۔ آنکھ لگے پندرہ منٹ نہ ہوئے تھے کہ افریقہ کے سیاہ کھٹملوں کی فوج کا ہراول نمودار ہوااور جنگ شروع ہوگئی اور میں نے اپنے خیال میں تمام فوج قتل کر ڈالی اور بے خوف ہو کر لیٹ گیا لیکن یہ خیال خام تھا۔ اصل فوج پیچھے آرہی تھی جس نے ساری رات نہ سونے دیا۔ اور یہ دوسری رات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بیدار رکھ کر اپنی یاد کا موقعہ دیا۔ ۳۱

۲۔ اکتوبر کی صبح نمبردار کی درخواست پر اس گاؤں کے لوگوں کو لیکچر دیا۔ جسے سادہ لوح دیہاتیوں نے خوب توجہ سے سنا۔ اس کے بعد آپ اصل منزل یعنی قصبہ اوگوان (Ogwan) میں پہنچے۔

Paramount King (بادشاہ اعظم) کو پیغام حق

یہاں کے رئیس کو Omahene یعنی بادشاہ اعظم کہا جاتا تھا۔ انہیں آپ کے دورہ

کی اطلاع امیر جماعت حلقہ سراہا کے ذریعہ پہنچ چکی تھی۔ آپ کے استقبال کے لئے سینگ بج رہے تھے اور سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ جونہی آپ قصبہ میں داخل ہوئے استقبال کرنے والوں کا جلوس آپ کے ساتھ ہو لیا اور آپ رئیس کے عالی شان مکان میں وارد ہوئے جہاں پہلے سے ہی دونوں طرف میز بچھائے ہوئے تھے۔ ایک طرف اکابر و رئیس خود بیٹھے اور دوسری طرف حضرت نیّر صاحب اور چند سرکردہ احباب تشریف فرما ہوئے۔ رئیس خود چل کر آپ کی طرف آئے اور مراسم آداب بجالائے۔ اس کے بعد حضرت نیّر صاحب نے رئیس اور مجمع کو خطاب فرمایا اور قرآن کریم کی روشنی میں بہشت اور دوزخ کی حقیقت بیان فرما کر کفار کو توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کی تلقین فرمائی۔ الحمدللہ کہ اس تبلیغ کے نتیجہ میں ترجمان جو پہلے مرتد ہو چکا تھا دوبارہ اسلام لے آیا۔ نیز ایک اور نوجوان نے بھی اسلام کی سچائی کو قبول کر کے اسلام لانے کا اعلان کیا۔ رئیس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کو دل سے تسلیم کر لیا مگر اس وقت ظاہری طور پر اسلام قبول نہیں کیا۔ رئیس نے حضرت نیّر صاحب کی خدمت میں ۲ پونڈ ۱۰ شلنگ بطور نذرانہ پیش کئے۔ ۳۲

وینیباہ

اس حالیہ دورے کے چوتھے روز آپ رئیس ایجاکون سے رخصت ہو کر ایک قصبہ وینیباہ (Winneba) پہنچے۔ یہ قصبہ سالٹ پانڈ کی طرح ایک چھوٹی بندرگاہ ہے اور ضلع کا صدر مقام ہے۔ یہ گیارہ میل کا سفر آپ نے پیدل اور ہیمک کے ذریعہ طے کیا۔ یہاں آپ نے ایک مسیحی رئیس کے ہاں قیام کیا۔ تعلیم یافتہ عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد آپ کی رہائش گاہ پر جمع ہو گئی اور سوال و جواب کا سلسلہ جاری ہوا۔ الحمدللہ مسیحی رئیس پر اچھا اثر ہوا اور اس نے یہ اقرار کیا کہ ”لاریب آپ کا مذہب کامل ہے۔“ ۳۳

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ کا عملی اظہار اور سیان براکو (Seyan Berroco) کا دورہ

آپ اس دورہ پر روانہ ہونے کے لئے بندرگاہ پہنچے۔ شدید موسلادھار بارش تھی۔

ساحل سمندر پر ایک مکان میں دو گھنٹے تک بارش کے تھمنے کا انتظار کرنا پڑا۔ سڑک بند تھی۔ بارش ختم ہونے پر منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ساحل کے ساتھ پیدل سفر شروع کیا۔ آپ ریت پر چلتے چلتے تھک گئے تو ہیمک برداروں نے آپ کو سوار ہونے کی درخواست کی۔ سفر نہایت پُر خطر تھا۔ سمندر متلاطم اور بارش کی وجہ سے امواج بحر مست ہاتھی کی طرح ہو رہی تھیں۔ ہیمک بردار تجربہ کار تھے۔ لہر کو آتا دیکھ کر دوڑ کر پُر خطر مقام عبور کرتے۔ حضرت نیّر صاحب ہیمک میں سوار یہ منظر اس طرح بیان کرتے ہیں۔

''جب وہ دوڑتے تو میں جھولے میں بچے کی طرح ادھر ادھر جھومتا، کبھی ادھر کھسکتا کبھی ادھر مگر میں نے چھت کی لکڑی کو مضبوط ہاتھ ڈالنا اور جھولے میں اکڑ کر آنکھ بند کئے لیٹ جانا سیکھ لیا اور اس وقت اس گُر پر عمل کرتا۔ ایک مرتبہ ایسا موقع آیا کہ دوڑتے ہوئے ہیمک بردار معاً ٹھہر گئے اور میں نے جو آنکھ کھولی تو سفید جھاگ کا برقعہ اوڑھنے والی امواج کے ہاتھوں کو سیاہ ٹانگوں کے گرد پایا۔ میں ڈرا کہ کہیں آج نفس امارہ کی غلامی میں کوئی حرکت فرعونی کرنے کی سزا مقدر نہ ہو مگر موسیٰ کا ساتھ ہونا اور اِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ کا انعام فوراً یاد آ کر باعث تسکین ہوا۔ اور یہ محض آنکھ کی جھپک تھی کہ ہیمک پھر روانہ ہوئی۔ موجیں کھسیانی سی ہو کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میری طرف دیکھتی ہوئی پیچھے ہٹ گئیں۔'' ۳۴

اس پُر خطر سفر میں خدا تعالیٰ کے افضال کا وارث ہوتے ہوئے آپ بخیریت براکو پہنچے اور دو پُر معارف لیکچرز کے بعد واپس تشریف لائے۔

دورہ ایڈوکروم (Adokoram)

ایڈوکروم نامی گاؤں سالٹ پونڈ سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر جنگل میں واقع ہے۔ دس میل تک سڑک جب کہ بقیہ تین میل پہاڑی علاقہ کی پگڈنڈیوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ مخلصین کی درخواست پر آپ وہاں تشریف لے گئے اور گاؤں میں آپ نے دو وعظ کئے جن کے اختتام پر عیسائیوں نے سوالات کئے۔

گھانا (گولڈکوسٹ) کے دورہ جات

حضرت نیّر صاحب نے اپنے عرصہ قیام کے دوران گولڈکوسٹ (گھانا) کے دیہاتوں قصبوں ،شہروں اوراضلاع کے تفصیلی دورے فرمائے ،جن میں سے بعض کا ذکر پہلے صفحات میں گذر چکا ہے۔ان دوروں کی تفصیلات کا احاطہ کرنا تو ناممکن ہے البتہ ان میں سے چندایک کا ذکر درج ذیل ہے۔

سالٹ پونڈ کے قرب وجوار کا ایک دورہ۔ایک دن میں ۸۰ نومسلم

حضرت نیّر صاحب اپنے ایک دورہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’یوں تو آئے دن کوئی نہ کوئی شخص مسلمان ہوتا رہتا ہے مگر اس سفر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی ایک سعید ارواح نے کلمہ طیبہ پڑھ کر قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا۔ان میں ایک رئیس یعنی ایک گاؤں کا با اختیار رئیس جسے اختیارات عدالت بھی حاصل ہیں حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے۔......اس دورہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۸۰ مرد و زن اسلام لائے۔‘‘ ۳۵

ایک اور چیف کی بیعت

فانٹی قبیلہ کے ایک رئیس نے تا حال بیعت نہیں کی تھی۔ الحمد للہ کہ وہ اس دورہ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سن کر احمدیت میں شامل ہوئے۔

حضرت نیّر صاحب کا بے مثال استقبال

اس دورہ کے دوران آپ کے استقبال کے لئے ہر جگہ نوجوان عربی کلمات پڑھ کر خوشی کا اظہار کرتے۔ ہر گاؤں میں آپ کی آمد کا اعلان سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کے پڑھنے سے کیا جاتا اور سب سمجھ لیتے کہ White Asafon یعنی سفید مولوی آ گیا ہے۔ واضح رہے کہ نائیجیریا میں آپ کو White Alfa کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

راستہ کی مشکلات

حضرت نیّر صاحب دورہ کے دوران سفر کی مشکلات اور خدا تعالیٰ کے افضال کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

''۱۱۰ میل کا سفر جو موٹر پر کیا اس میں قابل ذکر صرف ایک امر ہے کہ موٹر ایک جگہ سڑک کی خرابی کے باعث دو دفعہ کیچڑ میں ایسی پھنسی کہ قریباً اٹھا کر باہر نکالنی پڑی اور اللہ تعالیٰ نے ہر دو مرتبہ ایسا سامان کر دیا کہ انجینئر جس سے مجھے ذاتی تعارف ہے بذات خود موجود تھا اور اس لئے دیہاتی لوگ بکثیر تعداد مدد کر سکے۔ پیدل سفر میں جو اس مرتبہ عجیب تجربہ ہوا وہ یہ کہ قافلہ کی قریباً نصف میل لمبی قطار جنگل میں سے صل علی محمد کہتی ہوئی گذری۔ راستہ کا نصف ایسا تھا کہ بارش کے سبب اوپر بھی پانی اور نیچے بھی پانی اور تنگ پگڈنڈی گویا ایک بدرو تھی جس کے دونوں طرف ٹانگیں چوڑی کر کے ایک پاؤں ادھر اور ایک پاؤں ادھر رکھ کر چلنا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی لوگ اٹھا کر مشکل جگہ سے پار کر دیتے تھے۔'' ۳۶

دورہ اشانٹی ریجن

فینٹی قوم کے ساحلی علاقوں تک پیغام حق پہنچانے کے بعد آپ نے مورخہ ۸/نومبر ۱۹۲۲ء کو ملک کے شمالی جانب اشانٹی ریجن کے دورہ کا پروگرام بنایا۔ جس میں کیپ کوسٹ۔ سیکنڈی آبدانی اور کماسی کے علاقے شامل تھے۔ اس دورہ کی مختصر روداد درج ذیل ہے۔

اشانٹی ریجن کا صدر مقام کماسی (Kumasi) ایک مشہور شہر تھا۔ کماسی جانے کے لئے سیکنڈی سے ریل جاتی تھی۔ چنانچہ آپ سالٹ پونڈ سے سیکنڈی کے لئے بذریعہ ریل گاڑی روانہ ہوئے مگر راستہ میں کیپ کوسٹ کچھ عرصہ کیلئے ٹھہرے۔

کیپ کوسٹ

سالٹ پونڈ سے ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت پر کیپ کوسٹ واقع ہے۔ یہ شہر نہایت شاندار،

گولڈ کوسٹ کا تعلیمی مرکز اور عیسائیوں کا تبلیغی مرکز تھا۔ یہاں کی ۹۹ فیصد آبادی عیسائی تھی۔ حضرت نیّر صاحب دوپہر کے وقت یہاں پہنچے جبکہ کالج اور مدرسے بند ہو رہے تھے۔ پروفیسرز اور طلباء گھروں کو واپس جا رہے تھے۔ آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک چوک میں وعظ شروع کر دیا اور فہیم طلباء و اساتذہ کثیر تعداد میں جمع ہو گئے۔ آپ نے انہیں مختصر طور پر پیغام حق پہنچایا۔

سیکنڈی (Seccondi) کا دورہ اور احمدیہ جماعت کا قیام

سیکنڈی (Seccondi) جانے کے لئے سڑک بند تھی۔ اس لئے خاص اجازت حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر نہ صرف اس کی اجازت کے سامان مہیا فرما دیئے بلکہ اس سفر کے لئے موٹر گاڑی کا بھی انتظام فرما دیا۔ کیپ کوسٹ سے سیکنڈی کے راستہ میں ایک قصبہ المینا (Elmina) ہے جہاں چند ہاؤسا لوگ رہتے ہیں جو اپنے بُرے نمونہ کی وجہ سے اسلام کو بھیانک صورت میں پیش کر رہے تھے۔ یہاں آپ نے ڈچ قلعہ کے قریب ایک پبلک لیکچر دیا اور لوگوں تک پیغام حق پہنچایا۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپ تیسرے پہر سیکنڈی پہنچے جہاں آپ نے لالہ مٹھا رام برادرس کے ہاں ذخائر عجوبہ (Wonderful Stone) کی شاندار عمارت میں قیام فرمایا۔

دعوت الی اللہ اور دس افراد کی احمدیت میں شمولیت

اس قصبہ میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مصروف وقت گذارا۔ پورے قصبہ میں پھر کر پبلک پارکوں اور رؤسا کے چوکوں میں تقاریر فرمائیں۔ پبلک پارک میں سینکڑوں لوگ جمع ہو جاتے اور لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ یہاں آپ نے مندرجہ ذیل عناوین پر تقاریر فرمائیں۔ اسلام اور مسیحیت، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بائیبل میں، وفات مسیح، علاوہ ازیں آپ نے ہاؤسا اور یوروبا لوگوں کو الگ الگ وعظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عرصہ میں دس افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ آپ نے ان کی ایک جماعت قائم فرما دی۔

آبدانی

یہ شہر سیکنڈی سے نو میل کے فاصلہ پر سمندر کے کنارہ پر واقع ہے یہاں پر مسلمان افریقن آباد تھے۔ حضرت نیّر صاحب کی آمد کا علم پا کر انہوں نے آپ کو اپنے گاؤں آنے کی دعوت دی۔ یہاں آپ نے دو پبلک لیکچر دیئے اور سوالات کے جواب دیئے۔ یہاں پر فینٹی قبیلہ کے کچھ لوگ آباد تھے۔ جنہیں اس سے پہلے احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا تھا۔ آپ نے انہیں اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا اور سالٹ پونڈ کانفرنس میں شامل ہونے کی دعوت دی۔

کماسی

ریاست اشانٹی کا پایہ تخت جسے ۱۹۰۴ء کی جنگ اشانٹی میں انگریزی افواج نے تسخیر کیا۔ یہ خوشنما قصبہ سیکنڈی سے ۱۶۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور ریل کے ذریعہ سیکنڈی سے منسلک تھا۔ حضرت نیّر صاحب چار روزہ دورہ پر وہاں تشریف لے گئے۔ اشانٹی میں اس وقت مارشل لاء تھا۔ عام اجلاسوں کی اجازت نہ تھی۔ آپ نے بطور خاص اجازت لے کر دو پبلک تقاریر فرمائیں جن میں سے ایک امیر ہاؤسا کے مکان پر ہوئی جہاں تمام مسلمان جمع ہوئے اور دوسری تقریر شاہ براٹسیاہ کے محل کی جگہ پر ہوئی۔ کماسی میں آپ نے مراکش اور سوڈان کے چند احباب کو بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ ۳۷

اشانٹی چیف کا قبول اسلام

حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔ ’’اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے میری محنت اور مشقت اور خرچ کو رائیگاں نہیں کیا۔ اشانٹی رؤساء میں سے ایک معتبر اور بڑا رئیس اسلام لایا۔ میں نے اس کا نام فاروق رکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اشانٹی لوگ بہت جلد اسلام قبول کر لیں گے۔ ۳۸

تبلیغی مشکلات اور حضرت نیّر صاحب کا ثبات قدم

افریقہ میں سفر کی مشکلات اور صعوبتیں آپ کے بلند ارادوں کو متزلزل نہ کر سکیں۔ ضعیف و ناتواں جسم ان پیش آمدہ ہزاروں مشکلات کے سامنے کوہ ثبات کا پیکر تھا۔کیسی ہی مشکلات پیش آتیں آپ اپنے پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر دم لیتے۔ ذیل میں ایک تبلیغی دورہ کی کیفیت حضرت نیّر صاحب کی تحریر سے پیش ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

''ان دنوں مشن کی اپنی موٹر ہے کیونکہ روز ۷۵ روپیہ خرچ کرنا امکان سے باہر تھا۔اس لئے ۱۰۰۰ روپیہ پر ایک موٹر گروی رکھ لی ہے۔ ۷۵ روپیہ ماہوار پر ڈرائیور، ساڑھے ستائیس روپے ماہوار پر میٹ رکھا ہے۔ان کے علاوہ باورچی اور خادم ۷۵ روپے ماہوار پر رکھے ہیں۔ یہ تمام سٹاف موٹر میں میرے ساتھ دورہ پر جا رہا تھا کہ موٹر بگڑ گئی۔اب یہ تمام سٹاف چھوڑنا پڑا اور تنہا مع ایک خادم کے کرایہ کی لاری پر عزم سفر کیا۔راستہ میں دریا پڑتا تھا اور کشتیوں کے پُل پر سے لاری جاتی تھی۔پُل کا رسہ ٹوٹ گیا تھا۔ ملاح انکاری تھے کہ وہ پل کو درست کریں۔ان کو وعظ کیا اور وہ نرم ہوئے اور گاؤں سے رسے لا کر پار اتارا مگر لاری پھر کیچڑ میں پھنس گئی۔ جس طرح پنجاب میں زمیندار گڈوں کو کیچڑ سے نکالتے ہیں، اسی طرح لاری کو کھینچ کر نکالنے میں مجھے بھی حصہ لینا پڑا۔ایک نالہ آیا۔اس میں عین پانی کی دھار میں لاری کے پہیے اٹک گئے۔ یہ خطرناک موقع تھا کیونکہ ہر وقت زیادہ پانی آنے کا خطرہ تھا۔مسافروں کی ایک جماعت نے آ کر اس مشکل کا حل کیا۔اب ایسا راستہ آیا کہ پیدل چلنا پڑا۔افریقہ کے تین میل ہمارے ۵ یا ۶ میل ہوتے ہیں۔ کھانے کا کوئی سامان نہ تھا۔بھوک کی شدت تھی۔تھکان کے مارے جسم ٹوٹ رہا تھا۔ پسینہ زوروں کے ساتھ آ رہا تھا۔ یہ منزل کٹھن ختم کی اور منزل مقصود پر پہنچ کر چائے مانگی اور ملازم سے کہا وہ چھوٹا بسکٹوں کا بکس ہے اسے کھولو۔ بڑے شوق سے بکس کا ڈھکنا اٹھایا گیا اور انتظار تھا کہ اب عیسیٰ بسکٹ دے گا مگر اس بکس میں سے بجائے بسکٹ، بوٹ پالش، بوٹ برش، ٹوتھ پاؤڈر اور ٹوتھ برش وغیرہ اشیاء نکلیں اور وہاں کوئی چیز نہ مل سکتی تھی۔

ان حالات میں میں نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

ہوتے ہیں بہت رنج مسافر کو سفر میں
آرام نہیں ہے کوئی دم آٹھ پہر میں

اور عزم کر کے تقریر کے لئے روانہ ہوا۔جسم میں طاقت نہ تھی مگر ہمت و استقلال اور ایمان اگر ساتھ ہو تو اللہ طاقت دیتا ہے۔تقریر کے لئے کھڑا ہوا...... یہ ہے ایک ورق اس باب مشکلات سے جو مبلغ کو پیش آتی ہیں۔مگر ایمان ہمیشہ فضل ساتھ لاتا ہے اور میں نے ہر موقع پر اس فضل سے حصہ لیا ہے۔ چنانچہ ان مشکلات کے نا قابل برداشت ہونے اور ایسے وقت میں جبکہ میں بالکل مضمحل ہو گیا تھا میں نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا۔اس میں لیمو کا رس اور انگلستان سے آئے ہوئے کیک کا ٹکڑا اور بادام تھے جو اتفاقاً اس بیگ میں رہ گئے تھے۔میری کیا حالت تھی۔اور اس نعمت غیر مترقبہ کے ملنے پر کیا حالت ہوئی اس کا اندازہ ناظرین خود کریں میں تو الحمد للہ رب العالمین کہتا ہوں۔'' ۳۹

دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں دوروں کے موقع پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے حسین نظارے

حضرت نیّر صاحب خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے اس کی معجزانہ تائید و نصرت کے ہزاروں واقعات میں سے صرف چار واقعات کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

''(۱) میں ۱۳؍ستمبر کو اکرا سے روانہ ہوا۔نصف راستہ پر چوراہا تھا اور سالٹ پونڈ سڑک کا پھاٹک بند۔اس پر Road closed, no permits ''سڑک بند خاص اجازت منع'' لکھا تھا۔ ۱۵ ستمبر کو عید تھی اور اس پر مجھے ایسے مقام پر پہنچنا تھا جو اس جگہ سے ۴۰ میل تھا۔ یہاں کوئی واقف نہیں۔سواری کا کوئی انتظام نہیں۔سخت فکر لاحق ہوئی۔ابھی ۵ منٹ نہ گزرے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں نے بڑی سفارشوں سے اجازت حاصل کی ہے آپ کو میں ساتھ لے جاؤں گا اور ہفتہ بھر میں صرف یہ ایک پہلی لاری تھی کہ جسے اجازت ملی۔

(۲) سالٹ پونڈ پہنچ کر دیکھا کہ منزل مقصود والی سڑک پھر بند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو کلاً علی اللہ موٹر کرایہ پر مقرر کر لی اور تمام تیاری کر لی۔ موٹر ڈرائیور میری بیوقوفی پر ہنستا رہا سوا سات بجے ۱۵ ستمبر کو آ گیا اور عاجز سوار ہو کر چل پڑا۔ راستہ میں پھاٹک سے تین فرلانگ کے فاصلہ پر روڈ انجینئر ملا جو پھاٹک کھول کر واپس آ رہا تھا اور سڑک کھلنے کا اعلان کرانے جا رہا تھا۔ پہلی موٹر جو آج گذری وہ میری تھی اور میں ۱۶ ستمبر کو تیسرے پہر واپس آیا آخری موٹر جو اس دن گزری وہ میری تھی۔ اور اس کے بعد پھر سڑک بند ہو گئی۔

(۳) ۲۵ ستمبر کو میں نے کیپ کوسٹ کاسل کی طرف دورہ پر جانا تھا۔ سڑک کھل گئی اور عاجز چلا گیا تین دن کے بعد بارش میں واپس آیا تو سڑک بند تھی اور پولیس کانسٹیبل بھی چابی لے کر چلا گیا تھا۔ فکر ہوئی کہ اب کیا کیا جائے۔ میرے خدا نے مجھے فکر میں نہ رہنے دیا۔ معاً روڈ انجینئر خود آ گیا اور مجھے دیکھ کر میری طرف آیا اور ہندوستانی زبان میں بات کرنے لگا۔ اب تو کیا تھا دوستی ہو گئی۔ نہ صرف دروازہ کھلا بلکہ ایک مفید دوست ہاتھ لگ گیا اور گولڈ کوسٹ میں سفر کی سب سے بڑی مشکل کا حل ہو گیا۔

(۴) راستہ میں میری موٹر خراب ہو گئی اور حسب پروگرام مجھے ''سراہا'' نام موضع میں پہنچنا تھا۔ بارش شروع ہو گئی۔ سواری کی امید منقطع ہو رہی تھی کہ جھٹ ایک لاری آ گئی۔ میں سوار ہو گیا۔ اس لاری نے مجھے منزل مقصود سے میل ورے اتار دیا اور باقی راستہ لاری کی سڑک پر پیدل چلنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اسی گاؤں سے ایک لاری معاً آ گئی اور میں اس میں سوار ہو کر چل پڑا۔ گویا یہ تمام انتظام میرے لئے پہلے سے تھا۔'' ۴۰

ایک پُر خطر اور تکلیف دہ سفر

حضرت نیّر صاحب کیپ کوسٹ کے دورہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ سالٹ پونڈ پہنچنے کے لئے ۱۴ میل کا سفر باقی تھا۔ لمبے سفر اور تقاریر کے بعد آپ تھک چکے تھے اور خیال تھا کہ نصف گھنٹہ کے سفر کے بعد آپ سالٹ پونڈ پہنچ کر آرام کریں گے۔ آپ موٹر میں روانہ

ہوئے ۔موٹر چڑھائی پر جا رہی تھی کہ یکا یک انجن خراب ہو گیا۔ ڈرائیور اور خادم نے ہر ممکن کوشش کی مگر موٹر مرمت نہ ہو سکی۔ تاریک رات تھی اور موٹر کے لیمپوں میں نہ تیل تھا اور نہ دیا سلائی۔ سڑک کے دونوں طرف گھنا جنگل اور اونچی پہاڑیاں تھیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے اور برسنے کے قریب تھے۔ کوئی گاؤں بھی قریب نہ تھا کہ وہاں کچھ دیر قیام کر لیتے۔ دعا کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ بالآخر حضرت نیّر صاحب نے بقیہ ساڑھے نو میل کا فاصلہ اس اندھیری رات گھنے جنگلوں اور بادلوں کے سائے تلے کمزوری اور تھکان کے باوجود پیدل چلنے کا فیصلہ کیا۔ اس سفر کے حالات حضرت نیّر صاحب کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''رات کا ایک حصّہ اس قدر تاریک تھا کہ ہاتھ پسارا مشکل سے نظر آتا تھا۔ محمد اسحٰق میرے آگے اور موٹر کے خادمان اسباب سروں پر اٹھائے پیچھے تھے۔ کچھ خیالات کا سلسلہ شروع ہوا اور یادِ حبیب نے دل میں جذبات اور زبان میں حرکت پیدا کی اور بے اختیار اس حالت میں میں بول اٹھا۔

رانجھنا رانجھنا یار میاں مینوں تیرے ملن دیاں تانگاں

بجلی چمکے چمک ڈراوے۔ رات اندھیری کجھ نظر نہ آوے

نکل گئیاں ہن جانگاں

ان الفاظ کے ساتھ آنکھوں سے پانی اور آسمان سے بوندا باندی نے ایک عجیب سماں پیدا کیا۔ سلسلہ خیالات کا کامل انقطاع نہ ہوا تھا کہ محمد اسحٰق نے کہا کہ اندھیرا بہت ہے اور راستہ خطرناک ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ ساحل بحر کے ساتھ ساتھ چلیں۔ اب جزر کا وقت ہے پانی نیچے ہے اور ایک طرف کھلی ہوا ہونے کے باعث روشنی ہوگی۔ اس نصیحت پر عمل کر کے سمندر کا کنارہ لئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکلیف کو راحت سمجھ کر بحر ظلمات کے متوازی قریباً ۵ میل چلا گئے۔ رات کو سمندر پر بعض اوقات آگ بھڑکتی بجھتی، دوڑتی کودتی دکھائی دیتی تھی اور ایسے نظاروں کو ہر جگہ کم علم لوگ بھوت، پریت، شیاطین سمجھ لیتے ہیں۔ غریب ڈرائیور اور خادم آگے

بڑھتے ڈرتے تھے اور محمد اسحٰق بھی گو بت پرستوں سے کم مگر خائف تھا۔ بھوت، پریت، شیاطین کا وہم دل سے فوراً نکالنا امر محال تھا۔ اس لئے میں نے لاحول ولاقوۃ کا منتر ان سب کو پڑھا دیا اور خود آگے ہوا اور اتنے عرصہ میں بھوت بھاگ گئے۔ میں نے سمجھا کہ اب خیر ہوگئی مگر اب چند درختوں کا جھنڈ آ گیا اور پیچھے سے ایک جانور کی آواز آئی۔ غریب ساتھی ڈر گئے۔ اب ان سب کو پیچھے سے آگے کیا اور سالٹ پونڈ سے تین میل پر واقع ایک بڑے گاؤں میں سابقہ ڈچ قلعہ کی مضبوط دیواروں پر نظر ڈالتے ہوئے جگنوؤں کی روشن افواج کو چیرتے ہوئے ہم اب پھر اصل سڑک پر پہنچے جو اَب کھلی اور کم تاریک تھی اور اس طرح آخر آج پندرہ سولہ میل کا پیدل سفر ختم کیا۔

یہ راستہ کس طرح کاٹا؟ جسم کی حالت کیا تھی؟ دل میں کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کو کس طرح مخاطب کیا؟ اور حضرت مولوی راجیکی جھوک کا مصرع۔

کون کوئی ہیووے ساڈے دکھاں نوں رلائے نی

کس درد سے پڑھا اور گھر پر جہاں کوئی گھر والا تھکے ماندے چور رنجور مسافر کی خبر گیری کے لئے نہیں تھا کن حالات کے ساتھ پہنچا، سب ایسے سوالات ہیں جن کا جواب ناظرین کرام خود بخود اپنے قلوب سے دریافت کرلیں گے۔ میں صرف یہ کہوں گا ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ﴿۴۱﴾

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کے پیش نظر پورے مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا وسیع کام تھا۔ سیرالیون سے بار بار مطالبات آرہے تھے کہ آپ ایک بار پھر ان کے پاس آئیں۔ نائیجیریا کی جماعت بھی آپ کی منتظر تھی اور گھانا کے اطراف میں پھیلی ہوئی نو احمدی جماعتیں متقاضی تھیں کہ آپ ابھی ان کی تعلیم و تربیت کے لئے کچھ دیر مزید یہاں قیام کریں۔ ان تمام حالات اور ضروریات کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے نائیجیریا روانگی کا پروگرام بنایا اور مناسب سمجھا کہ گھانا میں جماعتی امور چلانے کے لئے گھانا کے احمدیوں کا سالٹ پونڈ میں ایک اجتماع

منعقد کر کے آئندہ کے پروگرام سے متعلق ان سے مشورہ کیا جائے اور منتظمین مقرر کئے جائیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے مورخہ ۲۵/ نومبر بروز جمعۃ المبارک سالٹ پونڈ میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ ۴۲

جماعت احمدیہ گھانا کی انتظامی تقسیم

حضرت نیّر صاحب نے گھانا کی جماعتوں کو منظّم اور فعال اور انہیں اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نظم ونسق اور حلقوں میں تقسیم فرمایا۔ نیز جماعتی امور کی انجام دہی کیلئے عہدیداران کا تقرر فرمایا:۔

ا۔مرکزی مشن سالٹ پونڈ۔آپ نے مسٹر جبرئیل آرتھر Jibreel Arthur کو سالٹ پونڈ کے مرکزی مشن کا سپرنٹنڈنٹ مقرر فرمایا اور لائبریری، ریڈنگ روم، مدرسہ احمدیہ اور مشن ہاؤس کی حفاظت ونگرانی اور دارالتبلیغ کے جملہ حقوق کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد فرمائیں۔

۲۔مقامی تبلیغ کے فرائض اسماعیل کونسی (نمبردار) اور مکرم محمد یحییٰ مبلغ سالٹ پونڈ کے سپرد کئے۔

۳۔انچارج دارالتبلیغ۔مکرم مولوی محمد اسحٰق ہیڈ مبلغ (گھانا) گولڈ کوسٹ انچارج دارالتبلیغ مقرر ہوئے اور آپ کے ساتھ مسٹر داؤد، مسٹر یعقوب، مسٹر یوسف، مسٹر موسیٰ، مسٹر آدم، مسٹر حسن اور مسٹر عیسیٰ بطور معاون مبلغ مقرر ہوئے۔

۴۔عمومی انتظام وصیغہ مال۔عمومی انتظام اور صیغہ مال چیف مہدی آپا صاحب کے سپرد ہوا اور مسٹر بن یامین کیلسن (Bin Yamin Keelson) سیکرٹری مقرر ہوئے۔

علاوہ ازیں آپ نے انتظامی لحاظ سے گھانا کو مندرجہ ذیل چار حلقوں میں تقسیم فرمایا:۔

ا۔حلقہ ایکرافول۔جس میں ایکرافول، مانڈو، عباسا، اسیام، وسی کما، بیڈون، ایسن، کوانٹا، ایبورا، ایڈوکروم، ایکوٹی، مالکیرم کی انجمن ہائے احمدیہ باقاعدہ قائم ہو چکی تھیں۔

۲۔حلقہ سراہا۔جس میں سراہا۔سویڈرو۔اباکوا۔کوم کرام۔کورنسی کرم۔نیڈل بھیس۔

آبڑوم۔رشیم افرانسی۔ٹیچی مان کی باقاعدہ انجمن ہائے احمدیہ قائم ہو چکی تھیں۔
۳۔حلقہ سیاں۔جس میں سیاں، براکووپٹن کی دو باقاعدہ جماعتیں تھیں۔
۴۔حلقہ سیکنڈی۔جس میں سیکنڈی۔آبڑونی اور پرم ہرم کی جماعتیں تھیں۔ ۴۳

سالٹ پونڈ سے اکرا

ان سب انتظامات کی تکمیل کے بعد آپ ''احمدیہ کانفرنس نائیجیریا'' میں شمولیت کے ارادہ سے سالٹ پونڈ سے اکرا ۹؍دسمبر ۱۹۲۱ء کو تشریف لائے اور ۱۴؍دسمبر تک اکرا میں قیام فرمایا۔ اس عرصہ کے دوران آپ نے حکام اور مسلمانوں کے رؤسا سے ملاقاتیں کیں۔ علاوہ ازیں آپ نے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، انسپکٹر جنرل پولیس،ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم، ڈسٹرکٹ کمشنر اور دوسرے سول حکام سے بھی ملاقاتیں کیں جو بہت خوشگوار رہیں۔ اعلیٰ حکام بہت عزت سے پیش آئے۔

امام فوٹا کا قبول احمدیت

ان چند ایام کے دوران اکرا میں سب سے اہم اور خوشی کا موجب امام فوٹا کا قبول احمدیت تھا۔حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔

''اکرا میں جو امر میرے لئے خاص خوشی کا باعث ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کے رؤسا کو میں نے چائے کی دعوت پر مدعو کیا اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم ،حضرت مسیح پاک کے دعاوی پیش کئے۔خطبہ الہامیہ اور استفتاء سے حضرت مسیح موعود کا کلام پاک پڑھ کر سنایا۔اس کے سننے کے بعد امام احمد فوٹا نے جو سینیگال کے باشندہ اور سلسلہ تجانیہ کے معلم اور شریعت اسلام کے عالم ہیں بلند آواز سے تمام لوگوں کے سامنے کہا ''میں صدق دل سے اس کلام پر ایمان لایا، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ مجھے اس عالم کے اعلان سے بہت خوشی ہے۔اللہ تعالیٰ اسے استقامت بخشے۔آمین ثم آمین۔'' ۴۴

علاوہ ازیں ایک اور خوشی کی خبر یہ ہوئی کہ ایک شامی مرتد جو مذہب سے ناواقفیت کی بناء پر عیسائی ہو گیا تھا دوبارہ اسلام لے آیا اور صدق دل سے مسلمان ہوا۔ ۴۵

مورخہ ۱۴؍دسمبر کو نائیجیریا کے لئے روانہ ہونے سے قبل آپ نے آنریبل کولونیل سیکرٹری اور گورنر ہز ایکسیلنسی بریگیڈیئر جنرل ایف جی گورجز برگ اور گولڈ کوسٹ کے کمانڈر انچیف سے بھی ملاقاتیں کیں اور انہیں ''The Philosophy of Teachings of Islam'' اور ''تحفہ شہزادہ ویلز'' کتب پیش کیں۔ دوران گفتگو انہوں نے آپ سے کہا۔

کیا آپ مجھے مسلمان بنانا چاہتے ہیں Do you want to convert me?

اس کے جواب میں حضرت نیّر صاحب نے فرمایا Yes sir, I do ہاں میں چاہتا ہوں۔ ۴۶

ان ملاقاتوں کے بعد آپ مورخہ ۱۴دسمبر کو اکرا (گھانا) سے روانہ ہو کر مورخہ ۱۵؍دسمبر ۱۹۲۱ء کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے نائیجیریا پہنچ گئے۔

چیف مہدی آپا

گھانا کے ایک فدائی اور مخلص احمدی کا ذکر خیر

فینٹی قبیلہ کے مسلمانوں کے چیف مہدی آپا مورخہ ۱۹؍مارچ ۱۹۲۱ء کو اپنے قبیلہ کے چار ہزار افراد کے ساتھ حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کے ذریعہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے اور ۹۰ سال کی عمر میں مورخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۲۵ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت نیّر صاحب نے ان کی المناک وفات پر ایک مضمون تحریر فرمایا جو تاریخ احمدیت گھانا کا ایک اہم باب ہے۔ ذیل میں حضرت نیّر صاحب کے الفاظ میں اس مخلص اور فدائی احمدی کا تذکرہ پیش ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

وفات کی اطلاع بذریعہ تار

میرے پیارے دوست سلسلہ عالیہ کے مخلص خادم فینٹی مسلمانوں کے رئیس الرؤساء چیف مہدی کا ۱۹؍اکتوبر کو مختصر علالت کے بعد انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مہدی مرحوم

کے انتقال پر ملال کی خبر مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم مبلغ احمدیت گولڈ کوسٹ نے تار کے ذریعہ دی ہے۔

مہدی کی سعادت

اشانٹی کے بادشاہ پرامپاد نے جب فینٹی قوم کو تنگ کیا اور سرکار انگریزی نے فینٹی لوگوں کی مدد کر کے اشانٹی پر حملہ کیا اور نائیجیریا سے مسلمان ہاؤسا لوگوں کی فوج آئی تو اس وقت فینٹی لوگوں کو اسلام کا علم ہوا اور جو نوجوان سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوا مصلحت ربی سے اس کی سعادت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہاؤسا معلم کے دل میں یہی ڈالا کہ اس نومسلم کو ''مہدی'' کا نام دے۔ مہدی نے اپنے گاؤں ایکرافول کو مرکز بنا کر تبلیغ کا کام شروع کیا اور ۱۹۰۲ء تک ۱۵۰ نو مسلم بنا لئے اور اکرافول میں ایک مدرسہ بھی کھول دیا۔ اس عرصہ میں کچھ اور ہاؤسا، لیگوشن مسلمان نائیجیریا سے آ گئے اور مدرسہ میں سرکاری مسیحی مدرس نے بائیبل پڑھانی شروع کر دی۔ اسے دیکھ کر مہدی نے مدرسہ کو تو توڑوا دیا تا لوگ مسیحی نہ ہو جائیں اور تبلیغ جاری رکھی جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ لیکن ہاؤسا لوگوں کے نمونہ کا مسیحی مبلغین کے ساتھ مقابلہ کرنے اور بت پرستوں کے اس خیال نے کہ اسلام سیاہ آدمیوں کا مذہب ہے سفید آدمیوں کا مذہب نہیں مہدی کو بے چین کر دیا اور فینٹی مہدی اب حقیقی مہدی معہود کی تلاش کرنے لگا۔

گوہر مقصود مل گیا

مغربی افریقہ میں کچھ شامی مسیحی دکاندار رہتے ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ خوبیٔ قسمت سے ان کے ساتھ ایک مسلمان شامی سوداگر بھی آ گیا اور وہ لنڈن کے راستہ افریقہ جاتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو لندن میں لٹریچر تقسیم کرتے دیکھ گیا تھا اور اس نے بھی ایک کاغذ لے لیا تھا جس پر لندن مشن کا پتہ تھا۔ یہ خبر منتظر مہدی کو مسٹر پیڈ رو نام ایک لیگوشن نے پہنچا دی اور مسٹر پیڈ رو نے مہدی کی طرف سے خط و کتابت شروع کر دی۔ اور حضرت مفتی صاحب کو بلانے کا انتظام کیا مگر خدا کو منظور تھا کہ مہدی کا پیغام افریقہ کے مغرب میں نیّر کے ذریعے پہنچے۔ چنانچہ نائیجیریا جانے سے قبل عاجز گولڈ کوسٹ پہنچا اور ۱۹/ مارچ ۱۹۲۱ء کو مہدی اور

دوسرے رؤساء نے مع اپنے رفقاء اور مزید نومسلموں کے چار ہزار کی تعداد میں سلسلہ حقہ احمدیہ میں داخل ہوکر گوہرِ مقصود پا لینے کا اعلان کر دیا۔

ملاقات کا دن

میں ۲۸رفروری ۱۹۲۱ء کو ساحل گولڈ کوسٹ پر اترا تھا۔ میرے استقبال کیلئے ساحل سمندر پر صرف ایک نیم عیسائی لیگوشن مسٹر پیڈرو اور سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود تھے۔ ۱۰/مارچ ۱۹۲۱ء تک میں سالٹ پانڈ میں رہا اور چیف مہدی اس عرصہ میں اپنے آدمی بھیج کر میرے پہنچنے کی تصدیق کر کے دوسرے رؤساء کو اطلاع دیتے رہے اور آخر ۱۱/مارچ ۱۹۲۱ء جمعہ کا دن ملاقات کیلئے مقرر ہوا۔ میری ڈائری میں اس دن کے نیچے مندرجہ ذیل کلمات درج ہیں:۔

''سفر اکرافول (Ekrafol) موٹر والے کو ۳ پونڈ ۵ شلنگ ۔دونوں طرف سبز جھاڑیاں۔ رسول اللہ ﷺ ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام ،سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت۔امیر (مہدی) کی تقریر کہ اسلام کس طرح سیکھا۔وہ کیا چاہتا ہے؟ اس کا شکریہ کہ سفید مولوی زندگی میں دیکھ لیا۔

میرا جواب ''تسلی'' کہ اب میں آ گیا ہوں۔کام انشاءاللہ ہوگا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام۔خطبہ جمعہ عربی میں۔نذر میں انڈے۔یام اور ایک بھیڑ۔ڈیڑھ میل سفر''

اللہ غریق رحمت کرے

جب میں موٹر میں جا رہا تھا جیسا کہ ڈائری سے ظاہر ہے تو اس وقت مجھے رسول پاک ﷺ و مسیح موعود اور خلفائے مسیح موعود علیہ السلام اپنے ساتھ دکھائے گئے۔اور جب میں اکرافول پہنچا مہدی سے ملاقات ہوئی تو اس نے با چشم پُرآب سنایا کہ ''جس دن آپ سالٹ پانڈ پہنچے اس سے پہلی رات میں نے دیکھا کہ رسول پاک ﷺ میرے حجرہ میں آئے ہیں۔''

مہدی مرحوم میں روحانیت تھی ۔اس میں اخلاص تھا۔اس میں اسلام کا درد تھا اور تاریک براعظم میں تاریکی کے درمیان مہدی ایک روشن ستارہ تھا۔ وہ بوڑھا تھا مگر جوانوں کا حوصلہ رکھتا تھا۔اگر مہدی مضبوط نہ ہوتا تو مسیحی اور پادریوں اور حکام کی خفیہ وظاہر، ہاؤسا ولیگوش لوگوں کی مخالفت اور ریشہ دوانیاں ایسی تھیں کہ گولڈکوسٹ میں اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔میرے جانے سے قبل سرکاری حکام کو ہدایت تھی کہ اشاعت اسلام میں حتی الامکان روکاوٹ پیدا کی جائے۔ بوڑھا مہدی اس میدان میں جوان ثابت ہوا اور اللہ نے اس کی دستگیری کر کے اسے زندگی میں دکھا دیا کہ اس کے ذریعہ لگا ہوا بیج بارآور ہو رہا ہے۔چیف مہدی کی عمر قریباً ۹۰ برس ہو گی ۔مرحوم کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ۔ برادرزادگان ہیں وہ احمدی ہیں۔اور پھر احمدیہ دارالتبلیغ ہے۔جو اس کی یادگار ہے۔خدا اسے غریق رحمت کرے۔ ۴۷

☆......☆......☆......☆
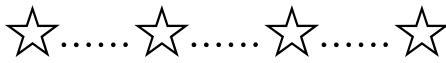
حوالہ جات

۱۔Ahmadiyya Movement in Ghana p.2 published by Ahmadiyya Movement Ghana, Salt pond

۲۔الفضل ۲۳ر اگست ۱۹۲۰ء

۳۔الفضل ۵ر مئی ۱۹۲۱ء

۴۔الفضل ۵، ۱۹ر مئی ۱۹۲۱ء

۵۔الفضل ۵ر مئی ۱۹۲۱ء

۶۔الفضل ۱۹ر مئی ۱۹۲۱ء

۷۔الفضل ۱۹ر مئی ۱۹۲۱ء

۸۔ ملخص از رپورٹ حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب مطبوعہ الفضل ۱۹ مئی ۱۹۲۱ء

۹۔ فینٹی قبیلہ (Fanti)

۱۰۔الحکم ۲۱۔۲۸ر مارچ ۱۹۲۱ء

۱۱۔اس وقت ان ممالک کے صحیح اعداد و شمار میسر نہیں تھے۔

۱۲۔محکمہ تار کی غلطی سے تار کا مضمون غلط سمجھا گیا۔ ماسٹر صاحب کا تار تھا کہ Fanti Muslims نے حق قبول کیا ہے۔تار والوں نے ایف کو اڑا کر Anti Muslims کر دیا جس کے معنی غیر مسلم کے ہو جاتے ہیں۔(الفضل ۱۶ر مئی ۱۹۲۱ء)

۱۳۔الفضل ۳۱ر مارچ ۱۹۲۱ء صفحہ ۱، ۲

۱۴۔الفضل ۱۸ر اپریل ۱۹۲۱ء

۱۵۔الحکم ۲۱۔۲۸ر مارچ ۱۹۲۱ء (منظوم کلام از ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر)

۱۶۔اخبار وکیل امرتسر ۶ر اپریل ۱۹۲۱ء

۱۷۔الفضل ۲۱ر اپریل ۱۹۲۱ء

۱۸۔ الفضل ۱۳؍ جون ۱۹۲۱ء

۱۹۔ الفضل ۱۳؍ جون ۱۹۲۱ء

۲۰۔ الفضل ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء

۲۱۔ الفضل ۲۶؍ دسمبر تا ۲ جنوری ۱۹۲۲ء

۲۲۔ الفضل ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۲۱

۲۳۔ الفضل ۳؍ نومبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۱ تا ۲

۲۴۔ الفضل ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء

۲۵۔ الفضل ۲؍ فروری ۱۹۲۲ء صفحہ ۲

۲۶۔ الفضل ۱۶؍ فروری ۱۹۲۲ء

۲۷۔ الفضل ۸؍ دسمبر ۱۹۲۱ء

۲۸۔ رپورٹ مطبوعہ الفضل ۳۱؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء

۲۹۔ الفضل یکم دسمبر ۱۹۲۱ء

۳۰۔ الفضل ۸؍ دسمبر ۱۹۲۱ء

۳۱۔ الفضل ۸؍ دسمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۲

۳۲۔ الفضل ۲۲؍ دسمبر ۱۹۲۱ء، ۱۶؍ جنوری ۱۹۲۲ء

۳۳۔ الفضل ۱۹؍ جنوری ۱۹۲۲ء

۳۴۔ الفضل ۱۹؍ جنوری ۱۹۲۲ء

۳۵۔ الفضل ۱۴۔ ۱۷؍ نومبر ۱۹۲۱ء

۳۶۔ الفضل ۱۴۔ ۱۷؍ نومبر ۱۹۲۱ء

۳۷۔ الفضل ۱۳؍ مارچ ۱۹۲۲ء

۳۸۔ الفضل ۱۶؍ مارچ ۱۹۲۲ء

۳۹۔ الفضل ۷؍ نومبر ۱۹۲۱ء

۴۰۔الفضل ۳؍نومبر ۱۹۲۱ء
۴۱۔ الفضل ۲۳؍فروری ۱۹۲۲ء صفحہ ۱ تا ۲
۴۲۔ الفضل ۲۳؍فروری ۱۹۲۲ء
۴۳۔ الفضل ۲۰؍مارچ ۱۹۲۲ء
۴۴۔الفضل ۲۰؍مارچ ۱۹۲۲ء
۴۵۔الفضل ۲۰؍مارچ ۱۹۲۲ء
۴۶۔الفضل ۲۰؍مارچ ۱۹۲۲ء
۴۷۔الفضل ۷؍نومبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۱، ۲

فصل سوم

نائجیریا میں نیّرِ احمدیت

نائیجیریا

مغربی افریقہ کی ایک آزاد مملکت جمہوریہ نائیجیریا ہے۔اس کے شمال مشرق میں جھیل چاڈ اور کیمرون ،مغرب میں بینن ،شمال میں نائیجیر،اور جنوب میں خلیج گنی واقع ہے۔ سرکاری زبان انگریزی ہے۔مقامی زبانوں میں ہاؤسا، یوروبا اورایبو زبانیں شامل ہیں۔مسلمان اکثریت میں ہیں یعنی کل آبادی کا ۶۰ فیصد،عیسائی ۳۴ فیصد ہیں۔اس کا رقبہ ۹۲۳۷۶۸ مربع کلومیٹر ہے۔ یہ ملک برطانیہ کے زیر تسلط تھا اور یکم اکتوبر ۱۹۶۰ء کو آزاد ہوا۔ دارالحکومت پہلے لیگوس (Lagos) تھا اب تبدیل کر کے ابوجہ (Abuja) بنادیا گیا ہے۔

نائیجیریا میں احمدیت کی ابتداء

نائیجیریا میں حضرت مسیح موعود کی بعثت کی خبر خلافت اولیٰ کے زمانہ میں ۱۹۱۲ء میں (ریویو آف ریلیجنز) کے ذریعہ پہنچ چکی تھی اور احمدیت کے مرکز قادیان سے نائیجیریا میں خط وکتابت کا سلسلہ جاری تھا جس کے نتیجہ میں خلافت ثانیہ کے مبارک دور میں ۱۹۱۶ء میں وہاں باقاعدہ جماعت احمدیہ قائم ہو چکی تھی۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک عجیب شان ہے کہ وہ نیّر جس کے ذریعہ افریقہ کے ظلمت کدوں میں ضیا پاشیاں ہونے لگیں اور جس کے ذریعہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ابتدائے تبلیغ کی سعادت بھی اس کے حصہ میں لکھی تھی۔ حضرت نیّر صاحب اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ریویو آف ریلیجنز کے دفتر میں لاہوری پیغام ماسٹر فقیر اللہ کے پاس تھا۔ ماسٹر صاحب تنخواہ وصول کرنے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ ثانی کا ادنیٰ خادم راقم الحروف نیّر فقیر اللہ کو اللہ کا فقیر بننے اور خلیفہ برحق کے ساتھ ہونے کا وعظ کرنے گیا۔ وہاں ''پیغام'' کے صفحہ اول پر خواجہ شاہی رپورٹ ''بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام،، کے ماتحت اخویم اگسٹو کا خط پڑھا۔ پتہ لینے اور خود لکھنے کی دھن تھی۔ احمدیت کی تبلیغ کا لمبا خط لکھ دیا۔ اس کے بعد خطوط حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی ہدایات کے ماتحت لکھے جاتے رہے۔ قریباً تین سال یہ سلسلہ خط وکتابت اور ترسیل لٹریچر جاری رہا۔ تمام مسائل متعلق عدم جواز امامت غیر احمدی وممانعت جنازہ غیر احمدیاں ونبوت مسیح موعود اور اختلافات مبائعین وغیر مبائعین پر بحث ہوئی اور پورے غور وخوض ودعاؤں کے بعد اخویم آگسٹو نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کی۔''[1] مسٹر اگسٹو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ اسلامیہ سکول لیگوس میں بطور ہیڈ ماسٹر و مینیجر خدمات بجا لا رہے تھے۔[2]

احمدیت قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے حلقہ احباب میں احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کا کام شروع فرما دیا اور مرکز سے آپ کا رابطہ بذریعہ خط وکتابت ولٹریچر مستقل طور پر

قائم ہو گیا اور کئی افراد آپ کے زیر اثر احمدیت کا مطالعہ کرنے لگے اور کثیر تعداد میں احباب احمدیت میں دلچسپی لینے لگے اور قادیان سے موصولہ لٹریچر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہونے لگا۔ وسط ۱۹۱۶ء میں مسٹر اگسٹو کے ذریعہ مزید ۱۲ سعید روحیں خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ جولائی ۱۹۱۶ء میں مسٹر اگسٹو نے ایک تفصیلی خط حضرت نیّر صاحب کی خدمت میں لکھا جو الفضل میں ''انجمن ترقی اسلام کی تبلیغی کوششیں'' کے زیر عنوان شائع ہوا۔ یہ خط تاریخی لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں آپ نے قادیان سے لٹریچر کی ترسیل، نائیجیریا میں اس کی اشاعت، نائیجیرین احباب کی احمدیت میں دلچسپی جیسے اہم موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''میرے پیارے بھائی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا ۸؍جولائی ۱۹۱۶ء کا لطیف اور نہایت دل پسند خط ملا اور حالات مندرجہ کے مطالعہ سے تسلی ہوئی۔ دوسری کشتی کے آنے پر مجھے قرآن شریف کی دس جلدیں ملیں۔ اس کے پندرہ دن بعد ''اسلام اور دیگر مذاہب'' کی تیس جلدیں آپ کی بھیجی ہوئی پہنچیں لیکن انگریزی لیکچر جلسہ اعظم مذاہب تا حال مجھے نہیں پہنچا۔ یہ معلوم کر کے آپ نہایت ہی خوش ہونگے کہ میری امید کے برخلاف آپ کی بھیجی ہوئی قرآن شریف کی جلدیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔ آپ کو اس خط کے ساتھ ہی بارہ جلدوں کی قیمت دو پونڈ دو شلنگ ملیں گے۔ دوسرا پارہ بھیجتے ہوئے اگر وہ تیار ہو گیا ہو تو اس کی چار درجن جلدوں کے ساتھ ایک درجن جلد پہلے پارے کی بھی بھیج دیں۔ اس بڑھتی ہوئی دلچسپی کو مدنظر رکھ کر جو دنیا کے اس حصے کے بعض عیسائی دوستوں کو ان دنوں اسلام سے ہو رہی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسے پمفلٹ جیسے ''اسلام اور دیگر مذاہب'' وغیرہ کبھی کبھی مفت تقسیم ہونے کے لئے بھیجے جاویں تو ہمارے پاک مذہب کی اشاعت کو اس سے بہت مدد پہنچے گی۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل مضامین جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکے ہیں۔ علیحدہ رسالوں کی صورت میں شائع کئے جاویں اور تقریباً سو جلدیں نائیجیریا میں مفت تقسیم کرنے کے لئے مجھے بھیجی جاویں۔

(۱)احمدی جماعت اور انبیاء میں احمد کی حیثیت (۲) ہمہ اوست کا مذہب (۳) کامل مذہب (۴) اسلام اور مغرب میں روحانی بیداری (۵) مابعد الموت انسانی حالت (۶) بائیبل میں نبی کریمؐ (۷) ہر ایک مسلم میں مذہب کی انفرادی طور پر ترقی (۸) ملول جونز کے ''مضمون اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ'' کی تردید (۹) عیسائی عبادت کا طریق (۱۰) اسلامی عبادت کا طریق (۱۱) مذہب اور سائنس کا مقابلہ (۱۲) شاعر اور نبی کا مقابلہ (۱۳) اللہ تعالیٰ کی نسبت قرآن کی تعلیم اور اسلام کی عملی تعلیم (۱۴) حقیقی مذہب کی شناخت (۱۵) حضرت مسیح موعود کی تصنیفات پر ایک نظر۔ اگر ان میں بعض چھپ چکی ہوں تو میں ان کو حاصل کر کے بہت خوش ہوں گا۔ اگر ہو سکے تو ایک درجن جلدیں ریویو آف ریلیجنز کی بھی فروخت کرنے کے لئے ماہوار بھیج دیا کریں لیکن یہ خیال کر کے کہ سال بھر میں مجھے چار یا پانچ سے زیادہ جلدیں ریویو آف ریلیجنز کی نہیں ملتیں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ مجھے بھیجنا ہو خواہ کتاب ہو یا پمفلٹ وغیرہ پہلے احمدی مشنری انگلینڈ کو بھیجا جاوے وہ مجھے بھیج دیں گے یا یہ انتظام کیا جاوے کہ جو کتاب وغیرہ مجھے درکار ہو براہ راست ان سے منگوالیا کروں۔ اب جناب میں آپ کے خط کے اس حصہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جہاں مجھ سے دریافت کیا ہے کہ احمدیت کا اعلان کرنے میں کیوں اب تک خاموشی سے کام لیا ہے۔ سو اس کی بابت یہ عرض ہے کہ احمدیت کا اعلان کرنے سے قبل میں پورے طور پر اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ مبادا مجھے بعد میں اس سلسلہ میں شامل ہونے یا نہ ہونے سے کفِ افسوس ملنا پڑے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا پہلا خط آپ کے پاس ہوگا جس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں نے کون سی راہ اختیار کی۔

(آپ خدا کے فضل سے اس خط سے پہلے اپنے قبول احمدیت کا اعلان ایک خط میں کر چکے تھے اور سلسلہ کے ایک پُر جوش داعی الی اللہ کے طور پر خدمات بجا لا رہے تھے۔ ناقل)

۱۲۔ مخلصین کی احمدیت میں شمولیت

مسٹر اگسٹو اپنے مذکورہ بالا خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''میں یہ بات ظاہر کرتے ہوئے خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام اور احمدیت کے پھیلانے میں میری کوششیں کامیابی کا

تاج پہن رہی ہیں۔ پچھلے خط کے بھیجنے کے بعد بارہ اور ممبروں کی فہرست میرے پاس ہے۔ ہم ایک جماعت بن گئے اور آنے والے مشنری کے یہاں پہنچنے تک ہم نے عہدیدار بھی مقرر کر لئے ہیں اور مذہبی تعلیم کو پھیلانے کے لئے سنڈے سکول اور رات کی جماعت کھولی ہے۔ میں اس خط کو آپ اور دوسرے وہاں کے احمدی بھائیوں کے لئے اس سال کے خوش اختتام کی خواہش کرتا ہوا ختم کرتا ہوں۔ میں ہوں آپ کا بھائی محمد عبدالاول۔'' ۳

مسٹر اگسٹو کی لندن آمد اور حضرت نیّر صاحب سے ملاقات

حضرت نیّر صاحب کے قیام لندن کے دوران ۱۹۲۰ء میں مسٹر ایم لاول اگسٹو (جو ان دنوں انجمن احمدیہ لیگوس نائیجیریا کے میر مجلس تھے) بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے لندن تشریف لائے جہاں آپ کی ملاقات حضرت نیّر صاحب سے ہوئی۔ مسٹر اگسٹو کی لیگوس سے لندن روانگی کے موقع پر ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں مسٹر اگسٹو کی خدمات سلسلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے درج ذیل ایڈریس پیش کیا گیا۔

''جب لیگوس کے مسلمانوں کی اصلاح اور ان کو کسی نظام کے ماتحت لانے کی کوششیں افسوسناک طور پر ناکام ہوئیں تو آپ کو مشرق میں سلسلہ احمدیہ کے قیام کی خبر ملی۔ ہاں اس سلسلہ کے قیام کی خبر ملی جو آخیری زمانہ میں بنی نوع انسان کی اصلاح کیلئے وعدہ دیا جا چکا تھا اور جس کی دنیا منتظر تھی اور آپ کی سعی کے ذریعہ سے نائیجیریا نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود کے آسمانی پیغام کو موصول کیا اور اس عالی شان انسان پر جو دنیا کی تمام قوموں کی امید ہے نائیجیریا کے مومنین ایمان لائے۔ انجمن احمدیہ نائیجیریا کے میر مجلس ہونے کی حیثیت سے آپ نے جماعت کے اندر اور باہر جو کام کیا ہے اندرون ملک و بیرون ملک زبان زد حقائق ہے اور ہمارے ایڈریس میں وضاحت کئے جانے کا محتاج نہیں۔ ۴

نائیجیریا میں احمدیت کے بارے میں روز افزوں دلچسپی اور سعید روحوں کی احمدیت میں شمولیت پر نائیجیرین نومبائعین نے باقاعدہ احمدیہ مشن کے قیام کی ضرورت اور خواہش کا اظہار

درج ذیل خط میں کیا۔ایک مخلص احمدی دوست تحریر فرماتے ہیں۔

"I, as well as my friends, was very much pleased with the contents of your letter. It is no exaggeration to say I was never happier in my life. Our united and sincere prayer is, may it please Allah to let us see the day when so great and good a hope as the establishment of an Ahmadiyya Mission in Nigeria will become realized. Amen." ۵

خاکسار اور خاکسار کے جملہ دوست آپ کے خط سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ جس قدر مسرّت مجھے اس خط سے ہوئی ہے اتنی مسرّت پہلے کبھی میرے حصہ میں نہیں آئی۔ہم سب کی یہ مخلصانہ دعا ہے کہ خدا کرے کہ ہمیں وہ دن جلد دیکھنا نصیب ہو کہ جب نائیجیریا میں احمدیہ مشن کے قیام کی امید بر آئے۔

احمدیہ جماعت کا قیام

نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کا قیام ۱۹۱۶ء میں اس وقت عمل میں آیا جبکہ نائیجیرین نومبائعین الحاج امام محمد لاول باسل اگسٹو (Alhaji Imam Muhammad Lawal Basil Agusto) کی رہائش گاہ واقع 62,Bamgbose Street Lagos میں اس کی افتتاحی تقریب کے موقع پر جمع ہوئے اور الفا آدم ایڈو یعقوب Alfa Adam Idowu Yakub جماعت احمدیہ نائیجیریا کے پہلے صدر اور مسٹر ایل اے راڈا Mr. L.A. Rada نائب صدر مقرر ہوئے۔محمد لاول باسل اگسٹو چیف مشنری اور مسٹر بی اے فانی موکن Mr. B.A Fanimokun جماعت کے پہلے سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے جبکہ دیگر عہدیداران میں Mr. A.R. Balogun, Mr. Oba Musendiku Adeniji Adele شامل تھے۔ ٦

نائیجیریا میں احمدیہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہی تھی۔ جنوری

۱۹۱۷ء میں دو مزید احباب کے جماعت کے قافلہ میں شامل ہونے کی خبر حضرت نیّر صاحب نے درج ذیل الفاظ میں دی ”سابق شائع شدہ اصحاب کے علاوہ ذیل کے دو اور دوست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ سے سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ہیں اور حضرت اقدس کے حضور بڑے اخلاص کے خط لکھے ہیں۔ ۱۔ عبدالسلام عثمان ۲۔ مڈیا میو یوسف۔ ان دو احباب کی شمولیت سے نائیجیریا میں احمدیوں کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی اور مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب مبلغ لندن نے بذریعہ تار نائیجیریا میں مبلغ بھجوانے کی درخواست کی۔ ۷

پہلے مرکزی مبلّغ کا تقرر

۱۹۲۰ء میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی کا تقرر بطور مبلّغ نائیجیریا ہوا۔ موصوف ۱۹/ اگست ۱۹۲۰ء کو قادیان سے انگلستان کے لئے روزانہ ہوئے۔ جہاں سے آپ کا نائیجیریا جانے کا پروگرام تھا تاہم نائیجیریا جانے کی سعادت حضرت نیّر صاحب کے حصہ میں مقدر تھی جو اُن دنوں انگلستان میں فریضہ تبلیغ اسلام بجالا رہے تھے۔ حضرت نیّر صاحب کو مرکز کی طرف سے مغربی افریقہ جانے کا ارشاد موصول ہوا اور مکرم مولوی مبارک علی صاحب جرمنی تشریف لے گئے۔

مجاہد اوّل کی نائیجیریا روانگی

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب مورخہ ۹/ فروری ۱۹۲۱ء کو لندن سے بذریعہ بحری جہاز مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہو کر ۱۹ فروری کو فری ٹاؤن سیرالیون پہنچے۔ یہاں دو دن قیام کے بعد ۲۱/ فروری کو منروویا کے راستہ گھانا کے لئے روانہ ہوئے اور یکم مارچ ۱۹۲۱ء کو سالٹ پونڈ پہنچے جہاں سے قریباً ایک ماہ تک پیغام حق پہنچانے کے بعد ۸/ اپریل ۱۹۲۱ء بروز جمعۃ المبارک بذریعہ بحری جہاز Aekabo (جس کے معنی یوروبا زبان میں خوش آمدید کے ہیں) نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس پہنچ گئے۔ ۸

لیگوس ان دنوں برطانوی مغربی افریقہ کا لندن کہلاتا تھا جہاں یورپین شہروں کی طرح

بجلی، ٹیلی فون اور بازار تھے۔ یہاں کے باشندے خصوصاً مسیحی بالکل یورپین طرز معاشرت رکھتے تھے۔ لیگوس کی آبادی ۷۳۷۶۶ نفوس پر مشتمل تھی۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق عیسائی ۲۹ فیصد اور مسلمان ۴۹ فیصد تھے۔ عیسائیوں کے چالیس مدارس میں گیارہ ہزار لڑکے اور لڑکیاں تعلیم پا رہے تھے۔ اس کے مقابل پر مسلمانوں کے لئے صرف ایک محمڈن سکول تھا جس میں صرف ۱۰۰ لڑکے اور لڑکیاں ابتدائی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ۹

حضرت نیّر صاحب کی آمد سے قبل لیگوس کے حالات

مکرم مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب ان حالات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''لیگوس میں جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد نومبائعین نے بڑے اخلاص، جوش اور جذبہ سے احمدیت کی تبلیغ کا کام وسیع پیمانہ سے شروع کر دیا جس پر لیگوس شہر حیران ہو کر رہ گیا۔ احمدیت کی غیر معمولی کامیابی پر لیگوس کے غیر احمدی مسلمان احمدیت کے بارے میں بہت حساس ہو گئے اور انہوں نے احمدیت کی اس ترقی کو روکنے کے لئے احمدیوں کو یہ چیلنج دیا کہ وہ اپنے دعویٰ کی صداقت کا ثبوت دیں۔ اس وقت اگرچہ نومبائعین کو احمدیت کی تعلیمات وعقائد پر پوری طرح عبور نہ تھا تاہم انہوں نے اس چیلنج کو قبول کر لیا اور مقابلہ کے آغاز میں ہی لیگوس شہر کے غیر احمدیوں کو شکست دے دی۔ ان حالات میں ایک طرف احمدیت اپنے پاؤں جما رہی تھی تو دوسری طرف غیر احمدی مسلمان فرقہ وارانہ اور سیاسی تفرقہ کی وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے۔ اس قسم کے حالات کو نائیجیریا میں Muslim unrest کا نام دیا گیا۔'' ۱۰

مجاہد اوّل کی لیگوس میں آمد

ملکی حالات اور مولانا صاحب کی آمد کی وجہ سے گورنمنٹ بہت محتاط تھی اور انہیں یہ خطرہ تھا کہ مولانا صاحب موصوف کی آمد Muslim unrest میں اضافہ کا باعث نہ ہو چنانچہ امن قائم کرنے والے محکمہ کے آفیسرز نے حضرت مولانا صاحب سے کسٹم ہاؤس میں ملاقات کی اور مزید تحقیقات کی غرض سے انہیں اپنے ہیڈ کوارٹرز میں لے گئے اوران سے ان کی آمد کے مقصد

کے بارے میں استفسار کیا اور حضرت مولانا صاحب کو وہاں کے مقامی حالات سے آگاہ کیا تا کہ وہ ان حالات سے اجتناب کریں۔ مولانا صاحب نے حکام کو اطمینان دلایا۔ اس پر انہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ ساحل سمندر پر جماعت احمدیہ کے قائمقام سیٹا بے حاجی ڈیوس اور الفا آدم دیگر احباب کے ساتھ آپ کے استقبال کیلئے موجود تھے۔ [۱۱]

لیگوس میں قیام

لیگوس آمد پر آپ کو ایک بڑے عالم اور مشہور و معروف شخصیت شیٹا بے (Shitiabey) کی طرف سے رہائش کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے احمدیوں کے پاس ٹھہرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ آپ کے قیام کا انتظام ایک احمدی کے گھر واقع 255Igbosere Road میں کیا گیا۔ آپ قیام گاہ پر جانے سے پہلے ایک احمدیہ مسجد واقع 62 Bamgbose Street تشریف لے گئے جہاں آپ نے شکرانہ کے طور پر دو رکعت نفل ادا کئے۔

جمعۃ المبارک سے کام کا آغاز

آپ نے لیگوس آمد کے ساتھ ہی بغیر کسی تاخیر کے کام کا آغاز کر دیا۔ جیسا کہ اوپر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپ جمعۃ المبارک کے روز لیگوس تشریف لائے۔ آپ نے اپنا پہلا خطبہ جمعہ احمدیہ مسجد لیگوس میں انگریزی زبان میں دیا جس کی یوروبا میں ترجمانی امام قاسم آراجوسے صاحب [۱۲] (Imam Kasim R Ajose) نے کی۔ اس موقع پر وہ تمام انگریزی بولنے والے نومبائعین جو بذریعہ خط و کتابت احمدی ہو چکے تھے جمعہ کے لئے یہاں موجود تھے۔ [۱۳]

قرآن کلاس کا اجراء

وہ لوگ جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتے تھے اور نہ انہیں عربی زبان سے واقفیت تھی ان کے لئے آپ نے قرآن کلاس کا اجراء فرمایا اور جو لوگ عربی علوم سے کسی قدر واقفیت رکھتے تھے

ان کے لئے ان کے علمی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دینی کلاس جاری فرمادی۔ نیز آپ نے وہاں کے مسلمانوں کے مذہبی، سماجی اور سیاسی حالات سے واقفیت حاصل کی اور Muslim unrest (مسلمانوں میں گڑ بڑ) کی وجوہات کی اصل تہہ تک پہنچے۔ حیران کن بات یہ تھی کہ آپ نے وہاں کے مسلمانوں کے حالات پر بہت تھوڑے عرصہ میں پورا عبور حاصل کرلیا۔ ۱۴

درس قرآن کے بارے میں حضرت نیّر صاحب کی ایک رپورٹ

حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''مسجد احمدیہ میں پیر، بدھ اور جمعہ کو ساڑھے سات بجے سے ساڑھے نو بجے شام تک درس قرآن وحدیث اور فتاویٰ احمدیہ دیا جاتا ہے۔ درس کے بعد نوجوان عربی زبان پڑھتے ہیں۔ ان ممالک میں عربی بولنے کا اکثر رواج ہے۔ ہمارے بعض دوست اظہار مافی الضمیر عربی میں کرلیتے ہیں۔ گھر پر دو تین نوجوان قرآن پڑھتے ہیں اور متلاشیاں حق کی ملاقاتوں کا سلسلہ دن بھر جاری رہتا ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ جماعت بہت خوش ہے اور درس سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ایک درجن نوجوان زبان یوروبا میں تبلیغ کرنے کے لئے تیار ہورہے ہیں اور ایک نوجوان جو ہاؤسا جانتا ہے بہت قریب ہے۔ انشاء اللہ جلد اعلان احمدیت کرے گا۔ شمالی نائیجیریا میں کام کے لئے مفید ہوگا۔'' ۱۵

دو عقیقے اور ایک نکاح

لیگوس میں آمد کے دوسرے روز ایک احمدی بچے کا عقیقہ ہوا جس کا نام لقمان رکھا گیا۔ تیسرے روز ایک بچی کا عقیقہ ہوا جس کا نام صبغۃ اللہ رکھا گیا۔ اسی ہفتہ میں حضرت نیّر صاحب نے احمدیہ مسجد میں Mr. Shodende اور Miss Ajose کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ خطبہ نکاح میں احمدیوں کے علاوہ دیگر مسلمان اور عیسائی بھی شامل ہوئے۔ ۱۶

بدرسوم کے خلاف جہاد

یہاں کے مسلمانوں میں طرح طرح کی بدرسوم راہ پا چکی تھیں۔آپ نے ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا اور انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام دو پبلک لیکچر دیئے جسے اہالیان لیگوس نے نہایت توجہ سے سنا۔ ہر لیکچر کے بعد سوال جواب کا دلچسپ سلسلہ ہوا۔ یہ تقاریر وفات مسیح اور مسلمانوں کی بدرسومات پر ہوئیں ان میں آپ نے انسانوں کو سجدہ کرنے کی بدرسم کے خلاف بھی وعظ فرمایا۔

انسان کو سجدہ کرنے کی بدرسم کا خاتمہ

حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''وحشی بت پرستوں سے جو بدرسوم مسلمانوں نے وراثتاً لی ہیں اور جواب تک ان میں برابر جاری ہیں۔ان میں سے ایک انسانوں کو سجدہ کرنا ہے۔آپ اگر لیگوس کے گلی کوچوں میں چلتے ہوں تو ایک میل میں ایک درجن دفعہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اچھا بھلا چلتا ہوا نوجوان اپنے سفید کپڑوں کی پروانہ کر کے فوراً گھٹنوں کے بل ہو جاتا ہے یا جس طرح پہلوان ڈنڈ پیلتے ہیں جھک جاتا ہے۔ یہ کیوں؟ اپنے سے بڑے مرد یا عورت کا ادب کر رہا ہے۔گو مسلمانوں کا تمام تانا بانا ہی سرے سے خراب ہے مگر اس رسم سے لوگ بیزار ہو رہے ہیں۔صرف اس پر زور دے کر چھڑانے کے سہارا کی تلاش میں ہیں۔اس لئے میں نے اسے قرآن کریم کے خلاف بتا کر اس پر وعظ کیا اور اس کی موقوفی کا اعلان کیا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بہت سے بڑے آدمیوں نے نوجوانوں کو ایسے ادب سے آزاد کر دیا اور بہت سے نوجوانوں نے اس بدرسم سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور شہر سے یہ رسم آہستہ آہستہ رخصت ہو رہی ہے۔'' [17]

مساجد میں تقاریر

یہاں لیگوس میں مسلمانوں کے مختلف گروہ تھے جن کے آپس میں شدید اختلافات تھے جس کے باعث یہ ممکن نہ تھا کہ ان سب کو کسی ایک مقام پر اکٹھا کیا جا سکتا۔ حضرت نیّر صاحب نے ان تمام حالات کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ فرمایا کہ تین مساجد میں الگ الگ وعظ کیا جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے ایک فریق کو وکٹوریہ مسجد، دوسرے کو سٹیٹا مسجد اور تیسرے فریق کو اہل قرآن مسجد میں پیغام حق سنایا۔ ان تقاریر کی افادیت کے بارے میں حضرت نیّر صاحب نے تحریر فرمایا کہ

''ان تقاریر کا یہ اثر ہوا کہ لوگ شہر میں سلسلہ احمدیہ کو عزّت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور میری نسبت یہ جو گمان تھا کہ میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح روپیہ جمع کرنے آیا ہوں رفع ہو گیا۔ ان تمام تقاریر میں سیدنا حضرت مسیح موعود کی بعثت کا پیغام اہل لیگوس کو پہنچایا۔ مسجد اہل قرآن میں سلسلہ سوالات و جوابات بھی ہوا اور آیت شُبِّـهَ لَهُمْ کی تفسیر بیان کی گئی جسے امام اہل قرآن نے تسلیم کیا۔ واضح رہے کہ یہ اہل قرآن چکڑالوی نہیں بلکہ ایک قسم کے موحدین ہیں'' ۱۸

لیگوس میں لاہوری فتنہ اور اس کا رد

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی دیکھ کر غیر مبائعین نے یہاں اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی اور لاہور سے بعض احمدی نوجوانوں کے نام خطوط روانہ کئے اور کتاب Split (اختلاف) کی بہت سی کاپیاں بھجوائیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی اپنے ایمان میں ثابت قدم رہے اور ان پر ان تحریروں کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ۱۹

رمضان المبارک کا آغاز اور قبولیت دعا

۹ رمئی ۱۹۲۱ء کو رمضان المبارک کا آغاز ہوا۔ حضرت نیّر صاحب انتھک محنت، ناموافق

آب وہوااور غذا کے باعث شدید علیل تھے مگر باوجود ضعف اور کمزوری کے بیس روزے رکھنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ آخری عشرہ رمضان میں افریقن بخار نے آ لیا جس کے باعث آپ روزے نہ رکھ سکے مگر بیماری کی اس حالت میں بھی ہفتہ میں تین دفعہ پبلک جلسہ میں ہزاروں کے مجمع کو دعوت الی اللہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ [۲۰]

حضرت نیّـــر صاحب نے آخری عشرہ رمضان میں غلبہ اسلام کے لئے دردِدل سے دعائیں اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور نہ صرف یہ کہ آپ کو شدید بیماری (جس میں آپ اپنی وصیت تک تحریر فرما چکے تھے) سے شفا بخشی بلکہ عید سے ایک دن پہلے دس ہزار نفوس کی احمدیت میں شمولیت سے آپ کے لئے ایک اور عید کے سامان کر دیئے۔

ایک عظیم الشان نشان کا ظہور

دس ہزار نفوس کی احمدیت میں شمولیت

جیسا کہ پہلے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت نیّر صاحب نے وہاں کی مساجد کے ائمہ کے پاس جا کر ملاقات کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ آپ مساجد میں جاتے اور وہاں امام سے مل کر لوگوں کو تبلیغ کرتے۔ چنانچہ ان ملاقاتوں میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو تاریخ احمدیت میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ ایک بار مولانا صاحب القرآن فرقہ (Alquranic Section) کی جامع مسجد واقع 37 Proloya Street Lagos ملاقات کی غرض سے تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب کی آمد پر اس فرقہ کے لوگوں کو جو خوشی ہوئی وہ ناقابل بیان ہے کیونکہ مولانا صاحب کو بار بار آنے کی دعوت دی جا چکی تھی اور لوگ آپ کی آمد کے بے حد منتظر تھے۔ آپ کی آمد پر لوگوں کی خوشی کی وجہ یہ تھی کہ اس فرقہ کے ایک عالم Alfa Ayanmo نے آپ کی آمد کی پیشگوئی کی ہوئی تھی۔ جب آپ نے انہیں

پیغام حق پہنچایا تو القرآن فرقہ کے ایک شخص نے آخری صف میں سے کھڑے ہو کر الفا ایانمو مرحوم Late Alfa Ayanmo کا ایک کشف بیان کیا کہ کس طرح الفا صاحب نے مسیح اور مہدی کو کشف میں دیکھا اور یہ کہ کس طرح انہوں نے (یعنی مسیح اور مہدی نے) الفا صاحب سے وعدہ کیا کہ "اگرچہ میں خود اس ملک میں نہ آ سکوں گا لیکن میرا ایک عظیم نمائندہ آئے گا جو تمہاری اصلاح اور راہنمائی کرے گا اور لوگوں کی حالت کو سدھارے گا اور جو کوئی اس کی آواز پر لبیک کہے گا قرآن کو ہاتھ میں لے کر وہ ضرور کامیاب ہو گا لیکن جو اس کی آواز کو نہ سنے گا وہ ہلاک ہو جائے گا" اس واقعہ کی تصدیق تمام لوگوں نے کی۔ اس سے حضرت نیّر صاحب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے اور آپ اس وقت دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ ۴؍جون ۱۹۲۱ء کا ہے۔ مذکورہ بالا واقعہ تحریر کرتے ہوئے مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب مجاہد احمدیت جو حضرت مولانا نیّر صاحب کی وفات (ستمبر ۱۹۴۸ء) کے وقت نائیجیریا میں بطور امیر و مشنری انچارج فرائض سرانجام دے رہے تھے فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حضرت نیّر صاحب کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ان کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ حضرت نیّر صاحب اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

On the 4th June 1921 I went to the Aroloya Mosque where I made a speech to the whole congregation and read passages from the Arabic writings of Ahmad, the Promised Messiah and Mahdi. On the 5th day of June 1921 two representatives, Commentators and Chief Ratibis came to Community to join the Movement but I requested the Chief Imam to attend with forty representatives of the Community to be solemnly initiated and the solemn pledge of Baiat was taken by the Chief Imam and the forty people. The

number of the people who were represented by these forty persons was estimated to be 10,000. ۲۱

(ترجمہ) ۴؍جون ۱۹۲۱ء میں Aroloya مسجد میں گیا جہاں میں نے تمام مذہبی اجتماع کے سامنے ایک تقریر کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی عربی تصانیف میں سے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ ۵؍جون ۱۹۲۱ء کو دو نمائندے، مبصرین اور چیف (Chief Ratibis) میرے پاس آئے اور تمام فرقہ کی طرف سے جماعت میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن میں نے چیف امام سے درخواست کی کہ وہ اپنے فرقہ کے چالیس نمائندے لے کر آئیں تا کہ بیعت کی رسومات پوری کی جائیں۔ چنانچہ چیف امام صاحب اور چالیس نمائندگان نے اپنے فرقہ کی نمائندگی میں بیعت کی اور یہ نمائندگان قریباً دس ہزار لوگوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ۲۲

یہ بیعت ۷ جون ۱۹۲۱ء کو لی گئی۔ چیف امام محمد باعث ڈابیری (Chief Imam Muhammad Baith Dabiri) امام علی اوسی (Imam Ali Osi) امام یا کا (Imam Yaka) برادر سونی برائیمو اگبو (Brother Sonni Buraimoh Igbo) ڈسی سوا کنیمی اوشاڈی (Disu Akinyemi Oshodi) بیعت کنندگان میں شامل تھے۔ ۲۳

دس ہزار نفوس کی احمدیت میں شمولیت سے لیگوس میں ہر طرف احمدیت کا چرچا ہونے لگا اور حضرت نیّر صاحب کے لیکچرز میں اس قدر ہجوم آنے لگا کہ لیگوس ہال بھی ناکافی ہو گیا۔ اخبار افریقن میسنجر The African Messenger نے اپنی ۱۶؍جون ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''For the first time in the history of the Ahmadiyya Movement in Lagos the Lagos Hall became too small to contain the rapidly growing number of converts. Maulawi A.R. Nayyar B.Phil F.S.P whose arrival at

Lagos was mentioned in this Journal some time ago has been most strenuous in his mission work, with the result that over 10,000 Muslims have been connected to the Ahmadiyya Movement since his arrival. The Quran division of Muslims usually known as Shakiti completely declared their faith in the Ahmadiyya Movement on the 7th instant."[۲۴]

(ترجمہ) نہایت تیزی سے بڑھتی ہوئی احمدیہ جماعت کی تعداد کیلئے تحریک احمدیت لیگوس کی تاریخ میں پہلی بار لیگوس ہال بہت چھوٹا محسوس ہونے لگا۔ مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب بی فل۔ ایف ایس پی جن کی آمد کی خبر اخبار میں شائع ہو چکی ہے نہایت جانفشانی سے اپنے مشن کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی آمد سے لے کر اب تک دس ہزار سے زائد مسلمان جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ فرقہ اہل قرآن جنہیں عام طور پر شاکیتی کہا جاتا ہے نے ۷ رجون کو مکمل طور پر جماعت احمدیہ کے عقائد پر ایمان لانے کا اعلان کر دیا ہے۔

حضرت نیّر صاحب نے اس عظیم الشان خوشخبری کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت اقدس میں حسب ذیل الفاظ میں بذریعہ تار بھجوائی۔

''Khalifatul Masih, Qadian-Batala Recovered Accept Ten Thousand Baiats Pray- Nayyar"

یعنی میری صحت بحال ہوگئی ہے۔ دس ہزار آدمیوں کی بیعت قبول فرمائیے اور دعا کریں۔ [۲۵]

اس تار کے بعد آپ نے اپنی رپورٹ بتاریخ ۱۰ رجون ۱۹۲۱ء میں اس عظیم الشان واقعہ کی تفصیل درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی۔

''خدا مسیح موعود کا خدا کیسا پاک اور قادر ہے، اس نے رمضان کے بعد مجھے واقعی عید دکھا دی۔ بیماری کے دس روز بعد اہل قرآن نام جماعت کے دس ہزار نفوس مرد وزن وبچگان نے احمد کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی محمود مطہر کی بیعت نیّــر کے ہاتھ پر کی۔ اس جماعت کا امام اور چالیس اکابر کل جماعت کی طرف سے حاضر ہوئے اور یہ اظہار کر کے کہ ''آپ کی تقاریر سے اور اپنے مرحوم امام کی پیشگوئی کا تطابق پا کر کہ ایک سفید آدمی سمندر کی طرف سے مسیح موعود کی خبر لائے گا اور قرآن کی صداقت کا اظہار کرے گا'' کہا کہ ''آپ وہ سفید آدمی ہیں'' اور ہم آپ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس عاجز نے اپنے ہاتھ پر ان سب اکابر سے ان کی جماعت کی طرف سے بیعت لی، الحمدللہ، ثم الحمدللہ۔ نیّــر مغرب سے طلوع ہوا۔ مسیح موعود نے سرزمین بلال کو فتح کیا۔ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا منظر دیکھنے میں آیا۔ احباب اس جماعت کی استقامت کیلئے دعا فرمائیں۔'' ۲۶

مذکورہ بالا دس ہزار نفوس کے احمدیت میں داخل ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷/جون ۱۹۲۱ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ خوشخبری دی کہ :۔

''میں ایک خوشخبری سناتا ہوں جو آج ہی تار کے ذریعہ آئی ہے۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب دورہ کرتے ہوئے لیگوس کے علاقہ میں پہنچے۔ یہاں پہلے سے ایک سو کے قریب آدمی احمدی تھے۔ یہاں کے لوگ مختلف فرقوں میں منقسم تھے اور ان میں احمدیت کی طرف توجہ پائی جاتی تھی۔ جماعت کے تعلقات کا بھی اثر تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ وہاں احمدی مبلّغ جائے۔ یہاں کے دس ہزار آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں جس کے متعلق ماسٹر صاحب کی طرف سے آج تار موصول ہوا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے ہم اس سے خوش ہیں اور جیسا کہ قرآن کریم نے سکھایا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ ہم اللہ کی تسبیح کرتے ہیں یہ اللہ کی مہربانی اور خاص فضل ہے جو وہ ہماری بغیر کوشش کے کر رہا ہے، لیکن اس سے ہمارے فرائض میں زیادتی ہوگئی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کی تعلیم وتربیت کریں۔'' ۲۷

افریقہ کے ان احمدیوں سے متعلق دفتر تالیف واشاعت قادیان نے ایک اشتہار شائع

کر کے سیکرٹریان انجمن ہائے احمدیہ بیرونجات کو بھجوایا جو حسب ذیل ہے۔

''ابھی تین مہینے نہیں گزرے جو یہ مژدہ جانفزا احباب کرام تک پہنچایا گیا تھا کہ مغربی افریقہ میں چار ہزار نفوس یک دم داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اب مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر مبلغ احمدیت کا تارلیگوس (مغربی افریقہ) سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حضور پہنچا اور دس ہزار کی بیعت قبول فرمائی۔ **سبحان اللّٰہ و بحمدہ اللھم صل علی محمد.**

میرے دوستو! دس ہزار نفوس کا یکدم حلقہ بگوش احمدیت ہونا کوئی تھوڑی بات نہیں یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص نشان ہے جو ''**اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْ خُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجاً**'' کے ماتحت ہمارے ازدیاد ایمان و مخالفین پر حجت ملزمہ قائم کرنے کے لئے ظاہر ہوا ہے......

چودہ ہزار نفوس کی تعلیم و تربیت کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے بہت سے جانی و مالی قربانی کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ المشتہر

ناظر تالیف و اشاعت قادیان'' ۲۸

جناب محمد نواب خان صاحب ثاقب سیشن جج مالیر کوٹلہ (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) نے اپنی ایک نظم میں یہ مضمون اس طرح ادا کیا۔

ایک نیّر سے چمک اٹھے ستارے صدہا
چھوڑ کر بت ہوئے اللہ کو پیارے صدہا
ہو گئے پاک ہزاروں ہی خدا کے بندے
بے وفا تھے جو بنے مہر و وفا کے بندے
بندہ خاص بنے ریب و ریا کے بندے
دل ہوئے پاک بنے صدق و صفا کے بندے

دل میں گھر کر گئی اللہ کی محبت ان کے
پاس پھٹکی نہ تھی گویا کبھی وحشت ان کے

۲۹

نائیجیریا کا ایک مشہور اخبار ٹائمز آف نائیجیریا دس ہزار نئے احمدی ہونے پر لکھتا ہے۔

''پروفیسر عبدالرحیم ہندوستانی مسلمان مبلّغ کا جسم اگرچہ چھوٹا سا ہے لیکن ان کی بڑی عقل ایک قابل انسان کی سی ہے۔ ان کا نیّر نام تمام ملک میں خانگی لفظ ہو گیا ہے اور سڑکوں پر ان کی شکل شہرت پا گئی ہے۔ میں نے ان کو کل ان کی رکشا میں چمکیلی سبز پگڑی باندھے ہوئے دیکھا۔ ان کا مشن مسلمانوں کی اصلاح کرنا اور اسلام کے سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کرنا ہے۔ یہ لندن سے سلسلہ احمدیہ کی طرف سے یہاں بھیجے گئے ہیں اور اپنے آنے کے وقت سے اس وقت تک لیکچر دینے میں مصروف ہیں اور اپنے دو ہی ماہ کے قیام میں دس ہزار لوگوں کو اپنے روحانی جھنڈے کے نیچے لے آئے ہیں۔ مولوی صاحب مذکور کسی شخص یا کئی اشخاص کی تمام دعوتوں کو جو انہیں لیکچر وغیرہ کے لئے دی جائیں بڑی خوشی سے منظور کرتے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ خدا انہیں برکت دے اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے درمیان ان کا ٹھہرنا ہمارے ملک کی مسلمان دنیا کی اصلاح کے لئے پوپھٹنے کا نشان ہوگا۔'' ۳۰

نمازعیدالفطر کا ایک روح پرور منظر

جماعت احمدیہ لیگوس نے عیدالفطر مورخہ ۸؍جون ۱۹۲۱ء کو ملٹری بیرکس کے قریب آبادی سے باہر ایک وسیع اور کھلے میدان میں ادا کی۔ عیدالفطر سے ایک روز قبل دس ہزار افراد کی احمدیت میں شمولیت سے سب احمدی بہت خوش تھے اور خدا تعالیٰ کی حمد کے گیت گا رہے تھے۔ نئے اور پرانے احمدی سب اظہار حمد باری کے لئے نئی کامیابی اور خوشی کے ساتھ اللہ کے حضور سر بسجود ہوئے۔ احمدیہ عید گاہ کے مین گیٹ پر انگریزی حروف میں Ahmadiyya Movement in Islam لکھا ہوا تھا۔ لیگوس کی تاریخ میں پہلی

بارعورتیں نماز کے لئے باہر آئیں۔ کثیر تعداد میں یورپین مرد وخواتین اور فوٹو گرافر عید کا نظارہ دیکھنے اور انگریزی میں خطبہ (sermon) سننے کے لئے احمدیہ عید گاہ میں تشریف لائے۔ احمدی احباب ایک جلوس کی شکل میں نماز عید کے لئے آئے جس کے ساتھ دو درجن بلند جھنڈے۔ نصف درجن موٹریں، گھوڑے، رکشا اور زرق برق کا لباس اپنی نئی شان کے ساتھ اس عید کی خصوصیات کو نمایاں کر رہا تھا اور اسی جلوس کے آگے آگے ایک آدمی چاندی کا عصائے امارت بلند کئے ہوئے تھا۔ یہ عظیم الشان جلوس **صل علی محمد** کے نعرہ ہائے بلند کرتا ہوا حضرت نیّر کی قیامگاہ تک آیا۔ لیگوس کی تاریخ میں پہلی بار ہزاروں کی تعداد میں احمدی احباب نے نماز عید ادا کی۔ ۳۱

حضرت نیّر صاحب کی ہدایت پر نماز عید امام ڈابیری کی اقتداء میں ادا کی گئی جبکہ نماز عید کے بعد حضرت نیّر صاحب نے انگریزی میں خطبہ دیا۔ دی افریقن میسنجر نے اس عید کا ذکر کرتے ہوئے اپنی اشاعت مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۲۱ء کو لکھا:۔

Led by Imam Dabiri, the Ahmadiyya people started their prayer at 10-30 a.m. at a field which lies within a few yards of the military barracks on the Ikoyi Plain. After prayer an interesting address in English interpreted into Yoruba by Mr.K.P Ajose was delivered by Maulawi Nayyar. This great teacher is to be wished every success in his work among local Muslims and it is to be hoped he would succeed some day to bring about a settlement of the difference between the two opposing factions of Muhammadans. ۳۲

امام ڈابیری کی اقتداء میں لوگوں نے صبح دس بج کر تیس منٹ پر ملٹری بیرکس سے چند گز کے فاصلے پر اکویو پلین کے میدان میں نماز عید شروع کی۔ نماز کے بعد مولوی نیّر صاحب نے

انگریزی زبان میں ایک نہایت دلچسپ خطبہ دیا۔ اس کا یوروبا زبان میں ترجمہ مسٹر قاسم اجو سے نے کیا۔ ہم اس عظیم معلم کی کامیابی کے لئے خواہاں ہیں۔ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ ایک روز آپ مسلمانوں کے دو گروہوں کے باہمی اختلاف کو ختم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت نیّر صاحب کی لیگوس آمد کے ساتھ ہی پبلک تقاریر، درس قرآن و حدیث، انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں اور مجالس سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس سے تمام شہر لیگوس میں ایک نئی روح اور بیداری کی لہر پیدا ہو گئی۔ آپ کی یہاں آمد سے مسلمانوں میں خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ایک مسلم مشنری پہلی دفعہ ان کے پاس آیا ہے اور مسیحی اس بات پر حیران تھے کہ ''مسلمان بھی مشنری ہوتے ہیں۔'' پبلک تقاریر میں حاضرین کی تعداد ۵۰۰ سے شروع ہوئی جو ۵۰۰۰ ہزار سے تجاوز کر جاتی جس میں تعلیم یافتہ طبقہ نمایاں تھا۔ آپ نے پبلک تقاریر میں مندرجہ ذیل مضامین پر تقاریر فرمائیں۔

(۱) وفات مسیح (۲) آمد مسیح موعود (۳) توحید باری تعالیٰ (۴) روزہ اور اس کی فلاسفی (۵) محمد رسول اللہ کامل نمونہ ہیں (۶) محمد رسول اللہ و یسوع مسیح ہر دو کی تعلیم کا مقابلہ (۷) مساجد کو آباد کرو اور درگزر سے کام لو (۸) اصلاح بین المسلمین (۹) قرآن کریم خدا تعالیٰ کی رسی ہے۔ (۱۰) بدرسومات سے بچو (۱۱) بائبل محرف ہے (۱۲) محمد رسول اللہؐ بائبل میں۔

آپ کی تقاریر کے بعد سوالات کا سلسلہ جاری ہو جاتا جس میں تعلیم یافتہ عیسائی اور مسلمان بہت دلچسپی سے حصہ لیتے اور جواب سننے کے بعد ''پوری تسلی ہو گئی ہے'' کہہ کر رخصت ہوتے۔ ان پروگراموں میں لوگوں کی دلچسپی کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے سوال خوبصورت لکھ کر ٹائپ کر کے جلسہ شروع ہونے سے پہلے ہی سیکرٹری انجمن احمدیہ کے پاس بھجوا دیتے اور پھر تقریر کے معاً بعد حضرت نیّر صاحب ان سوالات کے جوابات دیتے۔

سفید مولوی

اس ملک میں واعظین اور علماء کو الفا (Alfa) کہتے ہیں حضرت نیّر صاحب یہاں

وائٹ الفا (White Alfa) کے نام سے مشہور ہو گئے۔ چونکہ سفید آدمی کا یہاں بہت اثر ہے اس لئے یہاں سے حضرت نیّر صاحب کو نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیگوس میں ایک زیر تبلیغ انگریز خاتون (جو ایک بڑے افسر کی بیوی تھی) نے حضرت نیّر صاحب سے کہا۔

Now Nayyar is on the tongue of every one in Lagos.

یعنی ہر شخص کی زبان پر مسٹر نیّر ہے۔ ۳۳

شاہ لیگوس کو تبلیغ

ہز رائل ہائی نس پرنس الیکو (His Royal Highness Prince Eleco) جو خاندان (Docimo) کے جانشین اور لیگوس کے سابق فرمانرواؤں کی نسل سے تھے اور حضرت نیّر صاحب سے بہت اخلاص رکھتے تھے انہوں نے از خود حضرت نیّر صاحب کو شاہی محل کے سامنے وعظ کرنے کی دعوت دی اور پھر خفیہ طور پر حاضرین میں شامل ہو کر آپ کے لیکچر کو سنا۔ ازاں بعد حضرت نیّر صاحب شاہ موصوف سے ملاقات کی غرض سے ان کے محل میں تشریف لے گئے۔ اس موقع پر مسٹر قاسم اجو سے بطور ترجمان آپ کے ہمراہ تھے۔ ۳۴

شاہی محل، دربار اور شاہ کی آمد

حضرت نیّر صاحب نے شاہی محل، دربار اور شاہ کی آمد کی منظر کشی درج ذیل الفاظ میں کی۔ آپ فرماتے ہیں۔

''کہنہ مگر شاندار محل اپنی سابق شان وشوکت کا اظہار کرتا تھا اور اندرون محل میں کمرۂ دربار قدیم افریقن رسوم کے مطابق کھالوں اور جدید وضع کی کرسیوں سے آراستہ تھا۔ فرش پر تخت کے سامنے نیم برہنہ خدام اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔ شہ نشین کے ایک طرف سفید ٹوپی والے سرداران موجود تھے جو White-capped chiefs of Lagos کے نام سے مشہور ہیں۔ شاہ الیکو (King Eloco) کی آمد سے قبل ایک خادم نے اعلان کیا کہ بادشاہ سلامت

تشریف لا رہے ہیں اور معاً اندرون محل سے ایک سیاہ فام بوڑھا موٹا تازہ بارعب شخص سرخ زرّیں لباس پہنے اور سر پر منقش طلائی سرخ تاج رکھے نمودار ہوا۔ ٹانگوں پر رنگ برنگ کے منکے اور گلے میں لانبے لانبے منکوں کے ہار تھے۔ شاہ کی آمد پر سلامی ہوئی۔ تمام دربار سروقد کھڑا ہو گیا۔ اور سفید ٹوپی والے رؤساء میں سے دوشہ نشین سے فرش پر اتر آئے۔ اور جس طرح پہلوان ڈنٹر پیلتا ہے اسی طرح دائیں بائیں جھک کر سلام کیا اور ایک خاص طرز سے تالی بجائی۔ آمد کا اعلان ہونے کے بعد مجھے انٹرڈیوس کرایا گیا۔ مزاج پرسی ہوئی اور مودبانہ تخت سے نیچے اتر کر شہ نشین کے فرش پر بیٹھ کر افریقن بادشاہ نے مجھ سے پیغام حق سنا۔''

شاہ لیگوس کو پیغام حق

حضرت نیّر صاحب نے انگریزی میں ایک لمبی تقریر کی جس کا ترجمہ یوروبا میں پیش کیا گیا۔ اس تقریر کا خلاصہ حضرت نیّر صاحب کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

''کنگ الیکو! رؤسا کے دربار میں ایک غریب خادم اسلام ہوں۔ لوگ بادشاہوں کو نذریں پیش کرتے ہیں میں بھی وہ چیز پیش کرنے آیا ہوں جو دنیا کی تمام چیزوں سے قیمتی ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ یہی ایک تحفہ ہے جو میں ۷ ہزار میل سے لایا ہوں۔ یہ سیدنا مہدی و مسیح موعود کا پیغام ہے۔ اے بادشاہ! تو اپنے بادشاہ سے صلح کر۔ اس حقیقی شاہ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کو جو نہ تیرا کچھ بنا اور نہ بگاڑ سکتے ہیں ہرگز شامل نہ کر۔ زمانہ ترقی کر رہا ہے۔ آپ لوگوں کی خوراک، آپ کی رہائش، آپ کا سامان، آپ کا لباس سب تبدیل ہو گیا۔ آپ کے شہر میں بجلی کی روشنی ہے۔ پھر روشنی میں آپ کیوں اندھیرے کو پسند کرتے ہیں۔ آؤ اس نور کو دل میں داخل کرو جو اس زمانہ میں آسمان سے اترا ہے اور صدق دل سے لاالہ الاالله محمد رسول الله کہہ کر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ موت کا کوئی اعتبار نہیں۔ صرف ایک ذات باری تعالیٰ ہے جسے بقائے ابدی ہے۔ ان محلوں کے بنانے والے کہاں ہیں۔ اس خاندان کی سابقہ شان و شوکت کہاں ہے۔ قبل اس کے کہ مغرور دماغ

کیڑوں اور چیونٹیوں کی خوراک ہو اپنے خدا سے عہد کرو اور بتوں کی محبت میں خدا کے ساتھ شریک بنا کر واحد بادشاہ سے بغاوت مت کرو۔...... میں اس آگ سے آپ لوگوں کو ڈراتا ہوں جس کا ایندھن اصنام واصنام پرست ہونگے اور جوزمین کی آگ سے اس قدر تیز ہے کہ اگر اسے ستر مرتبہ ٹھنڈے پانیوں سے ٹھنڈا کیا جائے تو بھی اس کے شعلے ہماری اس آگ سے زیادہ جلانے والے ہیں۔

توبہ کرو۔ خدا کی طرف آؤ اور حضرت احمد مسیح موعودؑ کو مان لو اور حضرت محمد عربی ﷺ کا کلمہ پاک پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو جاؤ اور برکت پاؤ کیونکہ میرا احمد بشیر بھی ہے۔

تقریر کے آخری حصہ میں مجھے اس قدر جوش آیا کہ میں کھڑا ہو گیا اور اسے سیدنا مسیح پاک کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی طرف متوجہ کیا۔

کنگ الیکو کے جواب کا خلاصہ

شاہ الیکو کی طرف سے ایک سفید ٹوپی والے رئیس نے میری تقریر کا حسب ذیل جواب دیا۔

''بادشاہ سلامت آپ کی تقریر، آپ کے پیغام حق اور آپ کے تکلیف فرمانے اور آپ کی دعا کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور مجھے یہ عرض کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں کہ آپ کا پیغام دل میں پہنچ گیا ہے۔ چونکہ اتنے اہم امر کا جواب فوری دینا قرین مصلحت نہیں اس لئے اس پر غور کرینگے اور مناسب وقت پر جواب دینگے۔'' ۳۵

ایک سو عیسائی اسلام قبول کرنے پر آمادہ

حضرت نیّر صاحب اپنی ایک رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''احباب کرام اس خبر سے بہت خوش ہونگے کہ عیسائیوں کی ایک خاصی تعداد مختلف حصص مغربی افریقہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہے اور انشاء اللہ میں دیروز ودیہ خبر دینے

کے قابل ہوسکوں گا کہ ہزاروں مسیحی مسلمان ہوئے ہیں۔اس وقت میں صرف یہ خبر مشتہر کرتا ہوں کہ لیگوس کے قریباً ایک سونوجوان انگریزی سمجھنے والے مسلمان مسیحی ہونے کو تیار تھے۔ جو کہ میری آمد پر رک گئے اور بفضلہٖ تعالیٰ سلسلہ میں داخل ہونے کی ایک ایک کر کے جرأت کر رہے ہیں۔'' ۳۶

لیگوس میں ہفتہ وار تقاریر کے پروگرام

تبلیغ کے ساتھ ساتھ ہزاروں کی تعداد میں نومبائعین کی تربیت کی عظیم ذمہ داری کا بوجھ بھی آپ کے کندھوں پر آ پڑا جسے آپ نے نہایت احسن اور منظّم طور پر نبھایا۔اس مقصد کے لئے آپ نے مسجد میں مرد اور خواتین کے لئے الگ الگ درس و تدریس کا ایک سلسلہ شروع فرما دیا۔ آپ ہفتہ میں کم و بیش آٹھ لیکچرز دیتے۔ علاوہ ازیں آپ کی زیرنگرانی دیگر مساجد میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا۔آپ کے ہفتہ وار پروگراموں کی تفصیل جو روزنامہ الفضل میں شائع ہوئی درج ذیل ہے۔

''(۱) درس قرآن جامع مسجد احمدیہ میں بروز منگل، بدھ، ہفتہ مردوں کے لئے۔ بروز جمعرات مستورات کیلئے۔

(۲) کھلی ہوا میں دو تقریریں ہفتہ وار شام کو

(۳) خطبہ جمعہ جس کے لئے لوگ شہر کے مختلف حصص سے خصوصاً آنے لگے ہیں۔

(۴) عیسائیوں کو وعظ بلامدد ترجمان احمدیہ ہال میں ایک مرتبہ ہر ہفتہ۔

(۵) احمدیوں کو وعظ بلامدد ترجمان احمدیہ ہال میں ایک مرتبہ ہر ہفتہ۔

(۶) سلسلہ سوالات و جوابات متعلق مسائل احمدیت بلامدد ترجمان

(۷) سلسلہ سوالات و جوابات متعلق مسائل احمدیت بلامدد ترجمان۔

(۸) ترجمہ نماز و تعلیم نو احمدیاں یوربا کلاس مسٹر اجو سے امام مسجد احمدیہ۔

ان کے علاوہ تمام مساجد احمدیہ کے امام واعظین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ دیہات

میں وعظ جاری ہیں۔شہر میں دس مسجدیں ہماری ہیں اور ہر امام اپنے اپنے حلقہ میں وعظ کررہا ہے۔‘‘

تیس نئے احمدی

حضرت نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ مورخہ ۲۱/جولائی ۱۹۲۱ء میں ۱۲ پیگن (Pagan) بت پرست اور ۱۸ مسلمانوں کے احمدیت میں شامل ہونے کی خوشخبری دی۔ نیز بتایا کہ ہزاروں لوگ خدا کے فضل سے احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہورہے ہیں۔ بیعت کرنے والوں کی اس قدر کثرت ہوتی کہ آپ بیعت کے وقت ان کی تعداد کو شمار نہ کر سکتے تھے البتہ وہ لوگ جو بیعت کے بعد اپنے اسماء سیکرٹری صاحب کو لکھوا دیتے صرف انہی کو احمدی شمار کیا جاتا۔

نومبائعین کی تعلیم وتربیت اوراس کے نتائج

حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

’’جماعت احمدیہ کے نئے افراد اصلاح کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں۔قرآن کریم کا درس ہفتہ میں چار مرتبہ ہوتا ہے۔عورتوں کے تین درس علیحدہ ہیں۔نماز کا ترجمہ سکھایا جارہا ہے۔نماز پڑھنے کا طریق،شادی ومرگ کی نسبت ہدایات کا علم دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اصلاح جماعت کے کاموں میں تعلیم یافتہ نوجوانان جماعت پوری سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں۔ پرانی ونئی جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کے مخلوط اجلاس ہورہے ہیں۔ پورے نظام کو عملی لباس پہنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔عورتوں نے جسم وسر کو ڈھانکنا شروع کردیا ہے۔مرد جادو، جنتر منتر، ناچنے، ڈھول بجانے، شراب پینے، انسانوں کو سجدہ کرنے کی سابقہ عادت کو چھوڑنے کے مستحسن فعل کا آغاز کررہے ہیں۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک‘‘ [۳۸]

عیسائیوں میں تبلیغی لیکچرز اوران کا اثر

اگرچہ عام پبلک تقاریر میں عیسائی اور مسلمان کثیر تعداد میں شامل ہورہے تھے لیکن

جولائی ۱۹۲۱ء میں حضرت نیّر صاحب نے بطور خاص عیسائیوں کے لئے تقاریر کا ایک سلسلہ شروع فرمایا جس کے تحت آپ نے پانچ تفصیلی لیکچرز دیئے۔ یہ تقاریر مندرجہ ذیل موضوعات پر ہوئیں۔

۱۔حضرت محمدؐ رسول اللہ بائبل میں ۲۔حضرت ابن مریم صلیبی موت نہیں مرے ۳۔مسیح کی آمد ثانی ۴۔گناہ سے نجات ۵۔اس سلسلہ تقاریر کا آخری لیکچر مورخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۲۱ء کو احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔اس میں آپ نے Three Stages of Spiritual Progress کے مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے۔ ان لیکچرز میں جہاں عیسائی اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس ہوئے وہاں مسلمانوں کے لئے بھی یہ تقاریر بہت مفید ثابت ہوئیں اور بہت سے مسلمان جو عیسائیت کی طرف مائل ہو چکے تھے ان تقاریر کے بعد اسلام پر مضبوطی سے قائم ہو گئے۔کئی مسلمانوں نے ان تقاریر کے بعد حضرت نیّر صاحب سے اس کا برملا اظہار کیا کہ ’’اگر آپ نہ آتے تو ہم مسیحی ہو جاتے۔‘‘ احمدی احباب نے بھی ان تقاریر سے بھرپور استفادہ کیا۔سکولوں کے احمدی طلباء نے ان تقاریر کے نوٹس اپنی ڈائریوں میں مستقل طور پر محفوظ کر لئے اور عیسائیوں سے گفتگو کے وقت موقع و محل کے مطابق ان دلائل سے انہیں جواب دیتے۔ ۳۹

مسیحی حلقوں میں ہلچل

نائیجیریا کے صدر مقام لیگوس میں حضرت نیّر صاحب کی آمد کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہونا شروع ہوئے اور دس ہزار سے زائد نفوس احمدیت میں شامل ہونے کے علاوہ شہر میں ہر طرف احمدی مبلغ اور جماعت احمدیہ کا جس احسن پیرایہ میں تذکرہ شروع ہوا،اس سے عیسائی حلقوں میں ہلچل مچ گئی اور انہوں نے حضرت نیّر صاحب کے خلاف خفیہ مشورے اور منصوبے باندھے۔ چرچ مشنری سوسائٹی کی مجلس شوریٰ Synod میں ایک پورا دن ان تجاویز پر بحث کی گئی کہ اسلامی مشن کا کس طرح مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔اس ساری کارروائی

کی صدارت جناب بشپ آف لیگوس نے کی اور یہ تمام کارروائی خفیہ رکھی گئی۔

آپ کے تبلیغی لیکچرز کے نتیجہ میں عیسائی پادریوں پر جماعت احمدیہ کا اس قدر رعب طاری ہو گیا کہ وہ کسی مسلمان سے بات کرنے سے پہلے یہ پوچھ لیتے کہ کیا تم احمدی ہو اور اگر انہیں یہ علم ہو جاتا کہ ان کے مخاطب کا تعلق احمدیہ جماعت سے ہے تو وہ اس سے مذہبی گفتگو کرنے سے انکار کر دیتے۔ [۴۰]

لیگوس میں مخالفت اور استحکام جماعت

حضرت نیّر صاحب کی لیگوس میں آمد پر تمام مسلمان فرقوں کی طرف سے بڑی گرمجوشی سے آپ کا استقبال کیا گیا اور آپ کے تبلیغی لیکچروں کا مسلمانوں پر بالعموم بہت اچھا اثر ہوا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں ہزارہا مسلمانوں کے احمدی ہونے کے نتیجہ میں کچھ لوگ حسد کی آگ میں جلنا شروع ہو گئے اور انہوں نے احمدیت کی مخالفت شروع کر دی اور نو بائعین کو طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیوں کو مساجد سے نکالنے کے منصوبے بنائے گئے، گورنمنٹ کو احمدیت کے خلاف بھڑکایا گیا۔ مساجد میں احمدیوں کی بربادی کی دعائیں مانگی گئیں۔ کئی احمدیوں کو ان کے کاروبار میں نقصان پہنچایا گیا۔ ان کو گھروں سے بے دخل کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کو نہایت درجہ صبر و استقامت کی توفیق عطا فرمائی۔ معاندین ہلاک ہوئے اور مخالفین میں ایسی پھوٹ پڑی کہ وہ دوبارہ کبھی اکٹھا نہ ہو سکے۔ ایک موقع پر مخالفین کے ایک گروہ نے احمدیہ مسجد سے چند سو گز کے فاصلہ پر اپنا اڈہ جما لیا اور احمدیت کے خلاف اپنی کارروائیاں تیز کر دیں۔ ان کی دشمنی اس حد تک پہنچ گئی کہ ۸؍ستمبر ۱۹۲۱ء کو ایک پبلک لیکچر کے موقع پر مخالفین نے احمدیوں پر حملہ کر دیا جس میں نہ صرف لکڑیاں اور پتھر پھینکے بلکہ دیگر ہتھیاروں اور کلہاڑیوں سے احمدیوں پر وار کئے، جس کے نتیجہ میں کئی احمدی زخمی ہو گئے اور حملہ آوروں کو بھگانے کے لئے پولیس طلب کرنا پڑی۔ پولیس نے ان حملہ آوروں میں سے بعض کو پکڑ لیا اور انہیں مقدمات کا

سامنا کرنا پڑا اور عدالت کی طرف سے انہیں جیل کی سزائیں دی گئیں۔ ۴۱

احمدی نمازی اور ظالم باپ

لیگوس میں احمدیت کی مخالفت کا سلسلہ جاری تھا اور خاص طور پر کئی خاندانوں میں عمر رسیدہ لوگ اپنے بچوں کے بارے میں سخت رویہ رکھتے تھے۔اس سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت نیّر صاحب کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

''داؤد ایک نوجوان دراز قد خاندانی لڑکا ہے۔ ریلوے میں کلرک ہے۔اس کا باپ ایک مشہور آدمی ہے مگر جاہل ہے اور بیٹے کا اس لئے مخالف ہے کہ وہ لمبی نمازیں پڑھتا ہے۔غریب داؤد میرے پاس باچشم تر آیا اور کہنے لگا! آج رات چار بجے میرے باپ نے مجھے دوران نماز تہجد میں مارا۔ایک دفعہ تو میں خاموش رہا دوسری مرتبہ شدت درد سے ضبط نہ کرسکا اور گھر چھوڑ کر باہر آ گیا اور نماز پڑھی۔ میرا باپ کہتا ہے کہ تم احمدی لمبی نماز پڑھتے ہو۔ جب تم مسجد میں اکیلے نماز پڑھتے ہو تو ایک آدمی آتا ہے نماز ختم کر کے چلا جاتا ہے۔ دوسرا آتا ہے ختم کر لیتا ہے مگر تمہاری نماز کی ایک رکعت بھی ختم نہیں ہوتی۔تمہارے الفانے تم کو جادو سکھایا ہے۔اب وہ سفید شریر تمہارا باپ ہے میں نہیں۔تین دن کی مہلت ہے گھر سے نکل جاؤ۔''

پیارے داؤد نے کیا جواب دیا؟

Father, listen. I will leave your house but I will not leave Ahmad.

باپ سن! میں تمہارے گھر کو چھوڑ دوں گا مگر احمد کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ۴۲

مخالفین کی ایذا رسانی اور اس پر مخلصین کے صبر و استقامت کے بارے میں حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''گو واعظین سلسلہ کی بوجہ جہالت مخالفت ہوتی ہے اور پتھر تک برسائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ تین نوجوان اس قدر زخمی ہوئے کہ ان کے سر سے خون بہا تاہم مخلصین اپنے

کام میں مصروف ہیں اور برابر شہر کے ہر کونے میں انفرادی اور مقامی وعظ اور ہفتہ میں ایک دو مرتبہ کسی خاص حصہ شہر میں اشتہار کے ساتھ وعظ ہوتا ہے اور عاجز تقریر کرتا ہے۔ احمدیت اب اللہ کے فضل سے ہر گھر میں گھس گئی ہے۔ نصف لیگوس خفیہ احمدی ہے۔''

مخالفت اور جواب

واعظوں پر پتھر مارنے کی رسم جو عام ہوگئی تھی اب کمی پر ہے مگر اس کی جگہ اب گیتوں نے لے لی ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بعض اشرار نے گیت سکھا دیئے ہیں جن میں احمدیہ کی بجائے ''امودیہ'' کہتے ہیں۔ موخر الذکر لفظ کے معنے یوربازبان میں ''چھوٹے بچے'' کے ہیں۔ یہ معنی کر کے جماعت کی تحقیر کرنا چاہتے ہیں۔ بعض احمدی خواتین نے اس کا جواب گیت میں بنا کر بچوں کو حفظ کروا دیا ہے اور ننھے احمدی بچے بھی اپنے رنگ میں جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں او مخالفین تم ہمیں چھوٹے بچے کہتے ہو سنو! ہم تو بڑے ہیں۔ خدا نے ہمیں بڑھا دیا ہے۔ ہم بہشت میں جائیں گے۔ باقی استہزا کا جواب جماعت حسب تعلیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاموشی سے دیتی ہے۔ بعض عزیزوں کے سر زخمی ہوئے اور ایک کو تو ظالم باپ نے اس قدر مارا کہ زخم ڈاکٹر کو سینے پڑے۔ ۴۳

ان مخالفتوں کے باوجود جماعت کا قدم آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا اور لیگوس میں جماعت روز بروز مستحکم ہوتی چلی گئی اور بقول مسیحی اخبار ''پاؤنیر آف نائیجیریا'' اب اس جماعت کا قدم لیگوس میں مضبوطی سے جم گیا ہے۔

یہ اخبار لکھتا ہے۔

''The Ahmadia movement has at last, by absorbing Shakitis or Qoranic Section of Mohemedan community of Lagos firmly established it self in the town.''

آخر کار سلسلہ احمدیہ نے شاکتی یا اہل قرآن فرقہ کے مسلمانان کو اپنے اندر جذب کر کے قصبہ میں مضبوط قدم جمالئے ہیں۔ [۴۴]

ایبوکوتہ (Abeokuta) میں دعوت الی اللہ اور ایک رئیس کا قبول احمدیت

ایبوکوتہ (Abeokuat) ایگبا (Egba) قوم کی ریاست کا صدر مقام تھا۔ اس وقت یہ قصبہ لیگوس سے بڑا اور اس کی آبادی ۵۱۴۹۰ نفوس پر مشتمل تھی۔ سڑکیں اور بجلی کی سہولت موجود تھی اور مسلمانوں کی آبادی ۱۵۰۰۰ سے زیادہ تھی۔

حضرت نیّر صاحب نائیجیریا سے واپس گولڈ کوسٹ جانے کا پروگرام تشکیل دے چکے تھے کہ روانگی سے چار روز قبل ''انصار الدین سوسائٹی'' کی طرف سے آپ کو بذریعہ تار ایبوکوتہ میں تبلیغ کرنے کی دعوت ملی جو آپ نے فوراً قبول فرما لی ۔ یہ تار مکرم سراقہ اگبرونگھی (Suraqa Egbronghi) کی طرف سے تھی جو پندرہ ہزار مسلمانوں کے راہنما اور ایبوکوٹہ کے رئیس حکمران ہز رائل ہائی نس الاکے اڈیمالا ثانی (His Royal Highness Alake Ademla Sani) کے چچا اور سابق فرمانروا کے بھائی تھے۔ چنانچہ آپ اس تار کے ملنے پر اگلے روز ایبوکوتہ تشریف لے گئے۔ ایک ترجمان ''مشہود ڈیمالا'' آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں پہنچنے پر آپ نے دو جلسہ ہائے عام سے خطاب فرمایا۔ آپ کی اس تبلیغ کے نتیجہ میں ۱۵ ہزار مسلمانوں کے لیڈر اگبرونگھی صاحب نے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ [۴۵]

ایک مسیحی بادشاہ کو تبلیغ

ہز رائل ہائی نس شاہ الیکے اڈیمالا ثانی (King Alake Ademala II) اس وقت ایبوکوتہ میں عیسائی والی ریاست تھے۔ حضرت نیّر صاحب انہیں پیغام حق پہنچانے کی غرض سے ان کے دربار میں تشریف لے گئے۔ موصوف اس وقت شاہی لباس اور تاج زیب تن کئے دربار میں تشریف فرما تھے۔ بادشاہ موصوف ایک روشن خیال تھے اور یورپ کا دورہ بھی کر چکے تھے

اور انہیں انگریزی میں خوب مہارت تھی۔ آپ نے انہیں پیغام حق پہنچایا اور مسیح کی آمد ثانی سے متعلق قرآن اور بائبل کی پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔ شاہ الیکے اڈیمالا ثانی آپ کی تبلیغ سے بہت متاثر ہوئے اور ایک شاندار Turbey بطور نذرانہ پیش کی نیز آپ کے ساتھ فوٹو کھنچوایا۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' سنتے ہی فوراً نیّر صاحب سے یہ درخواست کی۔

I seek blessings from his clothes; get me one.

کہ میں ان کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتا ہوں۔ مجھے کوئی کپڑا منگوادو۔

تمام قصبہ احمدیت کے لئے تیار

حضرت نیّر کی اس قصبہ میں آمد پر حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ '' کا نظارہ دیکھنے میں آیا۔ کئی لوگوں نے اپنی خوابوں کا ذکر کیا اور ان خوابوں کی بناء پر احمدیت میں شامل ہوئے۔ مخالفت اور تائید الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

''میرے جانے سے قبل ایبوکوتہ میں مخالفین نے مختلف افواہیں اڑا رکھی تھیں۔ عوام کو مجھ سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی مگر دو تقریریں سننے اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کے پیغام سے اطلاع پانے پر شہر میں ایک محبت آمیز جوش پھیل گیا اور بعض حاجی لوگ آئے اور اپنی رؤیا سنائیں۔ حاجی حسن نے فرمایا'' چار روز ہوئے میں نے آپ کو یہاں وعظ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔''

حاجی محمد باواماس نے بتایا'' حج بیت اللہ سے واپسی پر میں نے ایک جماعت کو درس قرآن میں مصروف دیکھا اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ مہدی کی جماعت ہے۔''

خاندان ریاست کے مسلمان ممبر نے کہا کہ'' آپ کو میں نے رات ہمیں پڑھاتے دیکھا۔''

ایک معزز الفا (مولوی) نے رؤیا سنائی کہ ’’ میں نے دیکھا کہ ایک وائٹ مین (white man) آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں۔‘‘

ان تمام رؤیا کی بناء پر لوگوں کی ایک بڑی جماعت بلکہ کل قصبہ تیار ہے کہ حق قبول کرے اور وہ سیدنا مسیح موعود کا پیغام قبول کرنے پر آمادہ ہے۔ میں نے صرف رئیس مسلمانان شہزادہ الفا علی اگرونگبی (Prince Alfa Ali) کی جو فرمانروا رئیس کے چچا اور سابق فرمانروا کے بھائی ہیں بیعت قبول کی اور ان کو حق پر تیار اور پوری تبلیغ کے بعد احمدیت قبول کرنے پر آمادہ پا کر اور ان کی ضعیف، معمر حالت کر دیکھ کر ان کی بیعت لے لی۔ اور مجھے کہا گیا ہے کہ یہ دراصل تمام شہر کی بیعت ہے یعنی پندرہ ہزار نفوس احمدیت میں داخل ہو گیا ہے لیکن میں ابھی تک اسے صرف ایک نہایت اہم شخص کی بیعت تصور کرتا اور کل شہر کے باقاعدہ داخل بیعت ہونے تک اللہ کے فضلوں کا اظہار کرتا ہوا احتیاطاً یہی کہتا ہوں کہ پندرہ ہزار آدمی انشاء اللہ تیار ہے۔‘‘ ۴۶

لیگوس میں ایک تقریب نکاح

حضرت نیّر صاحب اس تقریب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں مصلحت اور ہر بات میں ایک رنگ ہوتا ہے۔ چونکہ نئی جماعت کو یہ سکھانا منظور تھا کہ شادی و موت پر کیا کیا جائے اس لئے ایسا اتفاق ہوا کہ میری روانگی سے ایک ہفتہ قبل ایک نو احمدی کی لڑکیوں کی شادی کا موقع آ گیا۔ اور چونکہ لڑکیوں کا والد جماعت میں صاحب حیثیت اور انگریزی دان ہے جس کا نام بھی درثمین ہے اس لئے اس نے چیف امام سے درخواست کی کہ لڑکیوں کا نکاح ہمارا سفید مولوی Our White Alfa یعنی یہ عاجز پڑھے۔ میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور محلّہ کی شاندار احمدیہ مسجد میں نکاح پڑھا۔ لڑکیوں کے مسیحی رشتہ دار (کیونکہ یہاں ہر خاندان میں بعض مسیحی بعض بت پرست اور بعض مسلمان ہیں) بھی اس موقع پر آئے اور اس خطبہ کا خدا کے فضل سے یہ اثر ہوا کہ حاضر مسیحیوں نے اسلام لانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور انشاء اللہ بہت جلدی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔‘‘ ۴۷

نائیجیریا میں باقاعدہ نظام جماعت کا قیام

حضرت نیّــر صاحب نے نائیجیریا سے واپس غانا تشریف لانے سے قبل نائیجیریا میں باقاعدہ نظام جماعت کو مستحکم کیا اور عہدیداران مقرر فرمائے۔ آپ نے اس مقصد کے لئے تین مجالس قائم کیں (۱) مجلس ناظم: اس کے ۲۵ ممبر مقرر کئے (۲) مجلس اکابر: اس کے ۲۱ ممبر مقرر کئے۔ (۳) مجلس علماء: اس مجلس کے ۱۲ ممبر مقرر کئے۔ ۴۸

ان جملہ عہدیداران کی آپ نے اس رنگ میں تربیت فرمائی کہ آپ کی روانگی کے بعد یہاں دعوت الی اللہ اور دیگر تربیتی پروگرام بدستور جاری رہیں۔ چنانچہ آپ کے تربیت یافتہ عہدیدار باقاعدگی سے اپنی کارگذاری کی رپورٹس مرکز بھجواتے رہے۔ ذیل میں ایک رپورٹ درج ہے۔ یہ رپورٹ وائس پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے بھجوائی گئی جب کہ حضرت نیّر صاحب نائیجیریا سے غانا تشریف لے جاچکے تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

’’مجھے آپ کو اس امر کا یقین دلانے میں ذرا بھی تامّل نہیں کہ آپ نے ایک تندرست جماعت چھوڑی ہے جس میں آپ کی اس قوت مقناطیسی کا اثر ہے جو سچائی کے لئے اخلاص و محبت رکھنے والے قلب میں ہوتا ہے۔ یہ اس طاقت کا اثر ہے محض فصاحت و منطق کی فتح کا اثر نہیں۔ جماعت صحیح معنوں میں وفادار ہے اور آسمانی پیغام کے لئے جان تک دینے کے لئے آمادہ ہے۔‘‘

سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں کہ ’’مجلس ناظم کی تجاویز کی مجلس اکابر نے غیر معمولی جوش کے ساتھ تائید کی ہے اور مالی معاملات میں مجلس منتظمہ کو پوری آزادی دے دی ہے۔ تجاویز یہ ہیں:۔

(۱) جدید و قدیم جماعتوں کے فنڈز متحد کئے جائیں اور بینک میں موجود ۸۰+۶۰=۱۴۰ پونڈ جمع کر دیئے جائیں۔ (۲) آئندہ جامع مسجد میں جو چندہ ہو اس کی نگرانی کمیٹی کرے (۳) ہر مرد ایک شلنگ اور ہر عورت ۶ پنس ماہوار چندہ دے۔ زکوٰۃ آئندہ کمیٹی ہر سال وصول کرے۔ (۴) جامع مسجد کا ایک تنخواہ دار خادم رکھا جائے۔

ایک ہزار پونڈ فوری جمع کرنے کی تجویز درپیش ہے۔ عام اجلاسِ جماعت منعقد کرنے کا ارادہ ہے۔ ہر مسجد کے ممبروں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کا عمل تحصیل چندہ سے قبل کیا جائے گا۔

تمام حالات حوصلہ افزا ہیں ۔اسکول کے جلد جاری کرنے کی تجویز ہے۔کمپوس سکیہ میں بدھ کے لیکچر اور احمدیہ ہال میں اتوار کی تقریریں بدستور ہوتی ہیں۔‘‘ [۴۹]

جماعت نائیجیریا کا اخلاص اور مالی قربانی

ابتداء میں جبکہ جماعت کے مخلص افراد کی تعداد صرف ۳۰ تھی حضرت نیّر صاحب نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں منارۃ المسیح کے لیمپوں کے لئے چندہ کی تحریک کی تو جماعت کے مخلصین نے اسی وقت ۵۱ پونڈ ۲۰ شلنگ اس مد میں پیش فرمائے۔حضرت نیّر صاحب جماعت کے اخلاص کے بارے میں فرماتے ہیں۔

’’میں اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ نائیجیریا کی جماعت بہت مخلص ہے۔خدا کے راستہ میں خرچ کرنے سے ان کو دریغ نہیں۔ان کے مقامی اخراجات اس قدر ہیں کہ ابھی تک وہ مرکز کی طرف توجہ کرنے کے قابل نہیں ہوئے تاہم میری اپیل پر مفصلہ ذیل سابق ممبران جماعت نے منارۃ المسیح کے لیمپوں کے لئے ۵۱ پونڈ اور ۲۰ شلنگ کی رقم حضور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ارسال کردی ہے۔

(۱) مسٹر محمد یعقوب پریذیڈنٹ مجلس منتظم	۷ پونڈ
(۲) مسٹر قاسم اجوسے امام مسجد احمدیہ بنگجوسی سٹریٹ	۷ پونڈ
(۳) مسٹر جبرائیل مارٹن سیکرٹری جنرل	۷ پونڈ
(۴) مسٹر مشہود ڈیمالا تاجر	۷ پونڈ
(۵) مسٹر اشمو ابراہیم کارک	۷ پونڈ
(۶) مسٹر بدرالدین قمی سوکون اسسٹنٹ سیکرٹری	۷ پونڈ
(۷) مسٹر بولوگن وائس پریذیڈنٹ	۳ پونڈ ۱۰ شلنگ
(۸) مسٹر شوونڈے کلرک	۳ پونڈ ۱۰ شلنگ

(۹) مسٹر اگباجی — ۲ پونڈ ۲ شلنگ

کل میزان شلنگ — ۵۱ پونڈ ۲۰ شلنگ

علاوہ ازیں ۵۰ پونڈ نو مبائعین نے اخراجات مبلغ کی مد میں چندہ دیا۔'' ۵۰

نائیجیریا میں احمدیت کا مستقبل

حضرت نیّر صاحب نائیجیریا میں احمدیت کی آئندہ ترقی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''میں اللہ تعالیٰ کا خاص شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ میری محنت پھل لا رہی ہے۔ بہت سے نوجوان شراب سے تائب ہو گئے ہیں اور نصف شہر اندر ہی اندر احمدی ہے۔نوجوان اپنے والدین سے خائف ہیں وِالّا لیگوس کا ہر نوجوان احمدی ہے......ایک بوڑھے مسیحی پادری نے ایک نوجوان سے پوچھا کیا تم احمدی ہو؟ اثبات میں جواب پا کر کہنے لگا۔

Ahmadiyya Movement is the hope of our country.

یعنی سلسلہ احمدیہ ہمارے ملک کی امید ہے۔ ۵۱

نائیجیریا میں کام کا خلاصہ

نائیجیریا میں اس عرصہ کے دوران دعوت الی اللہ اور اس کے نتائج کے بارے میں حضرت نیّر صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

''میرے زندہ خدا کی تعریف ہو اور میرے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے بروز احمد علیہ السلام پر صلوٰۃ و سلام ہوں کہ مجھ ناتواں کی ادنیٰ خدمات کو قبول کر لیا اور جس شہر کو میں نے آتے وقت حالت بے چینی میں پایا اور حاکم و محکوم کے تعلقات کو ناخوشگوار دیکھا، اسے چار ماہ کے بعد جاتے وقت حالت امن میں ملاحظہ کرتا ہوں اور جس جگہ گو پہلے قریباً ۱۰۰ احمدی تھے مگر میری آمد کے وقت صرف ۳۰ آدمی باقاعدہ ممبر رہ گئے تھے وہاں تین ماہ کی ناچیز کوشش کے بعد محض فضل الٰہی سے دس ہزار کی مخلص جماعت موجود چھوڑتا ہوں۔ جہاں صرف ایک اور وہ بھی

کرایہ کی جگہ پر مسجد یا نماز گاہ احمد یہ تھی وہاں اب دس عمدہ شاندار خوب آراستہ مساجد احمد یہ ہیں۔ جہاں محمڈن نام ایک گالی تھا اب احمدی مسلم معزز نام ہے اور جہاں لوگ احمدیت سے متنفر تھے اب نہ صرف قریب بلکہ عجیب نہیں کہ ۳۹ ہزار کی اور جماعت داخل سلسلہ احمد یہ ہو جائے یہ تو لیگوس کی کیفیت ہے مگر اللہ کے فضل سے ایبوکوتہ اور پورٹ ہارکورٹ میں بھی باقاعدہ جماعتیں قائم ہوگئی ہیں۔'' ۵۲

والفضل ماشھدت بہ الا عداء

نائیجیریا آمد کے بعد چار ماہ کے مختصر عرصہ میں حضرت نیّر صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی خداداد فراست، علم وتقویٰ اور انتھک محنت کے نتیجہ میں اپنوں اور غیروں میں ایک خاص مقام پیدا کرلیا۔ ہر شخص اس تبدیلی اور بیداری کی لہر کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ نائیجیریا کے ایک مشہور اخبار The African Messenger نے اپنی اشاعت ۴؍ اگست ۱۹۲۱ء میں لکھا۔

''مولوی صاحب اسلامی سادگی کا ایک عمدہ نمونہ ہیں اور اپنے مختصر قیام کے زمانہ میں انہوں نے مقامی مسلمانوں کے مختلف طبقوں سے خراج عقیدت حاصل کرلیا ہے۔ قیام لیگوس کے زمانہ میں مولوی صاحب نہایت مصروف رہے۔ وہ کبھی شہر کے مسلمان اکابر کے ساتھ چٹائی پر بیٹھے دکھائی دیتے تھے اور کبھی اونچے ممبر پر سے مسلمانوں اور مسیحیوں کو انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔'' ۵۳

لیگوس سے اکرا (Accra) گھانا روانگی

حضرت نیّر صاحب لیگوس سے بذریعہ جہاز اپیام (R.M.S. Appam) روانہ ہو کر ۸؍ اگست کو اکرا صدر مقام گولڈ کوسٹ (گھانا) پہنچے آپ کی لیگوس سے روانگی کا منظر بھی عجیب تھا۔ ہر شخص آپ کی واپسی سے افسردہ اور غمگین تھا۔ لیگوس شہر سے ساحل سمندر تک ایک جم غفیر دو رویہ آپ کا چشم براہ اور ہر شخص مصافحہ کا متمنی تھا۔ مستورات چاہتی تھیں کہ وہ ساحل

سمندر تک آپ کی مشایعت کے لئے جائیں مگر نیّر صاحب نے انہیں مسجد سے ہی الوداع کہہ دیا۔ جہاز پر آپ سے الوداعی ملاقات کے لئے رات دس بجے تک لوگ جوق در جوق کشتیوں پر آتے رہے۔

نائیجیرین اخبار The African Messenger نے اپنی اشاعت ۴ ؍اگست ۱۹۲۱ء میں درج ذیل الفاظ میں آپ کو الوداع کیا۔

''مسلمانوں کے لئے یہ ایک قابل افسوس امر ہے کہ مولوی اے۔آر۔نیّر لیگوس سے عنقریب گولڈ کوسٹ جانے والے ہیں تا وہاں کے احمدی مسلمانوں کے ساتھ اپنے وعدہ واپسی کا ایفا کریں۔ چونکہ لیگوس میں اور کوئی مبلغ نہیں ہے اس لئے ان کی عدم موجودگی کا ان ایام میں بہت احساس ہوگا۔

ہم مولوی صاحب کو ان کے مشن کی کامیابی پر مبارکباد دیتے اور خدا حافظ کہتے ہیں۔'' ۵۴

نائیجیریا میں دوبارہ آمد

احمدیہ کانفرنس نائیجیریا میں شمولیت کی غرض سے آپ مورخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۲۱ء کو اکرا (گھانا) سے روانہ ہو کر ۱۵؍دسمبر کو بخیریت نائیجیریا پہنچے۔ ۵۵ اور ۲۱؍دسمبر ۱۹۲۲ء تک قریباً ایک سال کا عرصہ یہاں قیام فرمایا۔ حضرت نیّر صاحب کو اپنے پہلے چار ماہ کے قیام دوران لیگوس سے باہر جا کر تبلیغ کرنے کا موقع بہت کم ملا لیکن اس بار آپ نے لیگوس سے باہر ملک کے دور دراز علاقوں تک پیغام حق پہنچانے کے لئے طویل دورے فرمائے۔ اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کیں اور ان تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا۔

گورنر نائیجیریا ہز ایکسی لنسی سر ہیو کلفورڈ سے ملاقات

وسط فروری ۱۹۲۲ء میں آپ نے ہز ایکسی لنسی سر ہیو کلفورڈ گورنر نائیجیریا سے ڈیڑھ

گھنٹہ تک تخلیہ میں ملاقات کی۔ جناب گورنر نہایت عزت واحترام سے پیش آئے۔ آپ نے انہیں احمدیت کی تعلیم سے آگاہ فرمایا۔ علاوہ ازیں آپ نے سیکرٹری معاملات اصل باشندگان (Secretary Native Affairs) سے بھی ملاقات کی اور انہیں بھی پیغام حق پہنچایا۔

جماعت احمدیہ پورٹ ہارکوٹ

پورٹ ہارکوٹ دریائے نائیجیر کے ڈیلٹا پر واقع ہے۔ اس وقت یہ نائیجیریا کے قابل ذکر شہروں میں ایک تھا۔ فروری ۱۹۲۲ء میں یہاں ۱۴/افراد پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی اور شہر میں احمدیت کا چرچا ہونے لگا۔ ۵۶

لیگوس۔ انتظامی تقسیم

کثرت سے بڑھتی ہوئی جماعت کی تربیت کوئی معمولی کام نہ تھا۔ نومبائعین کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ نے اپریل ۱۹۲۲ء میں لیگوس کو جماعتی انتظام کے لحاظ سے تین حلقوں میں تقسیم کیا۔ ہر حلقہ کئی اضلاع پر مشتمل تھا۔ اور ہر حلقہ میں آپ نے الگ الگ عہدیدار مقرر فرمائے۔

احمدیہ جماعت اگیگے (Agege) کا قیام

اپریل ۱۹۲۲ء میں آپ لیگوس سے باہر ۱۲ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں اگیگے (Agege) تشریف لے گئے جہاں آپ نے تین مختلف مقامات پر جلسے منعقد کئے جن میں اردگرد کے ۲۴ دیہات کے مسلمان شامل ہوئے اور آپ کے لیکچرز کو غور سے سنا حضرت نیّر صاحب نے اپنی رپورٹ محررہ ۱۳/اپریل ۱۹۲۲ء میں یہ خوشکن اطلاع دی کہ دو درجن سے زائد افراد اس نئی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ ۵۷

اس موقع پر ان دیہات کے رئیس مسٹر ابراہیم لوئیس نے بھی بیعت کی سعادت پائی۔ موصوف عرصہ سے احمدیت کے مداح اور معین و مددگار تھے۔ ان کے مکان واقع لیگوس میں ہی احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آیا تھا۔ باوجود شدید مخالفت کے انہوں نے احمدیوں سے تعلقات قائم رکھے۔ موصوف رئیس نے بہت سوچ بچار کے بعد بیعت کی تھی۔ ان کی بیعت سے اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں میں ایک نئی جماعت قائم کردی۔ موصوف ایک تعلیم یافتہ مخلص احمدی تھے۔

اگیگے میں پہلی احمدیہ مسجد

اگیگے کے مقام پر اس نو مبائع رئیس نے ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کے لئے جملہ انتظامات فرمائے اور حضرت نیّر صاحب نے مورخہ ۱۴؍اپریل ۱۹۲۲ء کو اس کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا۔ نیز آپ نے رئیس موصوف کو اس مسجد کا امام اور اگیگے حلقہ کا مبلغ انچارج مقرر فرمایا۔ ۵۸

حلقہ اگیگے (Agege) کی سالانہ رپورٹ میں اس مسجد کے افتتاح کی خبر اس طرح شائع ہوئی۔

’’گڈ فرائڈے کے دن ۱۴؍اپریل ۱۹۲۲ء کو مسیح موعود و مہدی معہود کے غلام مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب بیچلر آف فلولوجی نے اس مسجد کا بنیادی پتھر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ بہت مساجد سیم و جواہر سے بھی تعمیر کی جاسکیں گی۔ مگر نائیجیریا میں یہ پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد ایک غیر ملکی اسلامی مبلغ اور مسیح موعود و مہدی موعود کے رفیق کے ہاتھوں سے رکھی جارہی ہے۔‘‘ ۵۹

تعلیم یافتہ طبقہ میں بیداری اور عیسائیت میں خوف و ہراس

حضرت نیّر صاحب اپنی رپورٹ محررہ ۲۶؍اپریل ۱۹۲۲ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’لیگوس کے تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدی مبلغین کی تقاریر نے ایک حرکت پیدا کی ہے۔ قسیس (عیسائی پادری) خائف ہیں اور ان کے کام کا جہاں تک مسلمانوں سے تعلق ہے خاتمہ ہو چکا ہے۔ اگر کوئی مسلمان تعلیم یافتہ نوجوان ابھی احمدی نہیں ہوا تو عیسائی ہونے سے بھی رک گیا ہے۔ جو عیسائی ہو چکے ہیں وہ صرف اس وقت کے منتظر ہیں کہ ہم ان کے سوشل تعلقات اور

پوزیشن کے مطابق کوئی عبادت کی جگہ حاصل کر سکیں اور کہتے ہیں کہ جب سلسلہ احمدیہ اپنی اچھی مسجد اور ہال وغیرہ بنا لے گا تو پھر ہمارے لئے شامل ہونا آسان ہوگا۔ (گویہ دنیادارانہ خیالات ہیں لیکن دنیاداروں کو دیندار بنانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان کے لئے بڑے پیمانہ پر نہ سہی معمولی طور پر ہی کوئی سامان ہو) مجھ سے متعدد مسیحی نوجوانوں نے اور اگلے دن ایک پارسٹر صاحب نے کہا۔ ’’اسلام کی نسبت ہمارے خیالات بالکل تبدیل ہو چکے ہیں اور مسیحی طبقہ میں ہلچل ہے۔‘‘ ۶۰

عیدالفطر کے موقع پر غیر احمدی رؤساء کو عید مبارک اور پیغامِ حق

امسال عیدالفطر مورخہ ۲۸ رمئی بروز اتوار منائی گئی اور نماز عید لیگوس میں ایکوئی کے کھلے میدان میں ادا کی گئی جس میں شرکت کے لئے مطبوعہ اشتہار شہر میں مختلف جگہوں پر چسپاں کر دیا گیا۔علاوہ ازیں حضرت نیّر صاحب نے ایک خصوصی پیغام طبع کروا کر غیر احمدی رؤساء کو بذریعہ پوسٹ ارسال کیا۔عید مبارک اور پیغام حق کا مضمون درج ذیل ہے۔

’’مکرمی! میں وفد تبلیغ احمدیہ کی طرف سے آپ کو صدق دل سے عید مبارک عرض کرتا ہوں اور آپ کی دینی و دنیوی بہتری کیلئے دعا کرتا ہوں۔اس موقع پر میں جو بہترین تحفہ آپ کی نذر کر سکتا ہوں وہ مسیح موعود سیدنا احمد علیہ السلام کا پیغام ہے میں اسے پیش کرتا ہوں۔

پیارے بھائی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَفْتَرِقُ امتی علی ثلٰثٍ و سبعین مِلَّةً کُلّهم فی النار الا مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ ۔

(ترمذی ابواب الایمانی باب افتراق ھذہ الامۃ)

میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور سب دوزخ میں جائیں گے۔ ہاں صرف ایک نجات یافتہ ہوگا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُ مَّةِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُجَدِّ دُلَھَا دِیْنَھَا ۔

(ابوداؤد۔کتاب الملاحم)

اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر میری امت میں ایک مصلح پیدا کرے گا جو ان کے لئے ان

کے دین کی اصلاح کرے گا۔

مَن مَاتَ بِغَيْرِ امام فقد مات ميتة الجاهلية ۔(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ حدیث ۹۶) جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔(جیسے ابوجہل)

اب اے برادر عزیز! وہ کون سی اسلامی جماعت ہے جو اللہ ورسول کی رضاء کی راہ پر چل رہی ہے۔موعودہ مصلح چودہویں صدی کہاں ہے۔کیا اس صدی سے ۲۰ سال نہیں گزر چکے؟

پیارے! اس زمانہ کے امام کی تلاش کر کیونکہ بغیر معرفت امام تم خدا کے غضب کے نیچے ہو گے۔ میں آج تمہاری مدد کرنے کے لئے تیار ہوں اور سیدنا احمد مصلح عالمگیر مہدی معہود مسیح موعود کے دعاوی کی طرف توجہ دلاتا ہوں''

اس کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے بعض عربی اشعار بھی نقل کئے گئے۔ ۶۱

اشاعت لٹریچر

جولائی ۱۹۲۲ء میں ایک رسالہ What is the Ahmadiyya Movement ''سلسلہ احمدیہ کیا ہے'' طبع ہوا۔علاوہ ازیں ایک اور پمفلٹ بھی شائع کر کے کثرت سے تقسیم کیا گیا۔ ۶۲

مدارس کا قیام

افریقہ میں عیسائیت نے تعلیم کے شعبہ میں گرانقدر کام کیا مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ تعلیمی مدارس عیسائیت کے فروغ میں بھی سرگرم عمل رہے اور مسلمان بچے جو اِن کے مدارس میں تعلیم حاصل کرتے بالآخر عیسائیت قبول کر لیتے۔حضرت نیّر صاحب کی آمد سے مسلمانوں میں ایک بیداری پیدا ہوئی اور سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان نہ صرف عیسائی ہونے سے رک گئے بلکہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔مسلمانوں کے علاوہ عیسائی تعلیم یافتہ طبقہ بھی اسلام میں دلچسپی لینے لگا۔اس سے عیسائیت میں ایک ردعمل پیدا ہوا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آئندہ لیگوس میں مسلمان بچوں کو عیسائی مدرسوں میں داخل نہیں کریں گے کیونکہ وہ بدتہذیب، بداخلاق اور غیر

تربیت یافتہ ہیں ۔ یہ امر مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ تھا مگر مسلمانوں کو مقدمہ بازی ، ناچ ، گانے ، شراب اور باہمی لڑائی جھگڑوں میں سے ہی فرصت نہ تھی ۔اس مشکل وقت میں حضرت نیّر صاحب نے یہ فیصلہ فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مدارس جاری کریں گے۔ چنانچہ باوجود مشکلات اور مالی وسائل کی کمی کے آپ نے ۱۵/اگست ۱۹۲۲ء کو لیگوس میں پہلے تعلیم الاسلام احمدیہ سکول کی بنیاد رکھی اور مورخہ ۱۱/ستمبر کو اس کا شاندار افتتاح عمل میں آیا۔ ابتداء میں ۴۰۰ طالب علم داخل ہوئے۔ یہ مدرسہ احمدیہ مسجد کے ساتھ ملحق صحن میں جاری ہوا اور پھر مدرسہ کیلئے الگ جگہ خریدی گئی اور اس میں ایک سینئر کیمبرج مدرس اور تین اسسٹنٹ مدرسین رکھے گئے تھے ازاں بعد گورنمنٹ سے سکول کے لئے لیز پر الگ جگہ حاصل کی گئی اور یہ سکول اپنی نئی عمارت میں منتقل ہو گیا ہے۔ ۶۳

انفینٹ سکول (Infant School) کا اجراء

لیگوس میں تعلیم الاسلام سکول کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ اپاپڈ و میں ایک کنڈرگارڈن (Kindergarten) سکول کا بھی اجراء کیا گیا۔اس کا افتتاح ۱۵/اگست ۱۹۲۲ء کو ہوا۔ ۶۴

ڈائریکٹر محکمہ تعلیم کا خراج تحسین

الیگباٹا (Elegbata) میں سکول کی اپنی عمارت مکمل ہونے پر ۱۰/جنوری ۱۹۲۸ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول لیگوس کا افتتاح ہوا۔ افتتاح کے موقع پر مسٹر ایس ایم گرائر (Mr S.M.Grier) ڈائریکٹر محکمہ تعلیم ، مسٹر ہنری کار (Henry Carr) ایم اے بی سی ایل سابق ریذیڈنٹ لیگوس کے علاوہ یورپین عیسائی مشنری اور کالجوں کے پرنسپل صاحبان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔اس موقع پر تمام مقررین نے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور مبلغ سلسلہ مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کا ذکر کیا۔مسٹر گرائر نے فرمایا کہ ”سلسلہ احمدیہ کا ذکر سب سے پہلے میں نے مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب سے سنا اور مجھے خوشی ہے کہ جو کچھ انہوں نے مجھے کہا تھا صحیح ہے۔

میں جماعت احمدیہ کو مبارک دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنا مدرسہ مکمل کر لیا ہے۔مسٹر ہنری کار نے لیگوس میں اشاعت اسلام اور مسلمانوں کی تعلیم کی تاریخ بتاتے ہوئے کہا کہ باقاعدہ طور تعلیم کیلئے کچھ بھی نہیں ہو سکا جب تک کہ احمدی جماعت نے زیر ہدایت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب اپنا مدرسہ لیگوس میں کھولا۔'' ۶۵

مسٹر ی ہنری کار (Mr. Henry Carr) نے مسلم ایجوکیشن کے تاریخی پس منظر پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے نہایت واشگاف الفاظ میں کہا کہ حکومت کی کوششوں کے باوجود نائیجیریا کے مسلمانوں نے تعلیمی میدان میں کوئی قدم نہ اٹھایا۔ انہوں نے تعلیمی میدان میں جماعت احمدیہ کی مساعی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

''Recommendations were made from time to time to the Muhammedan priests to establish denominational schools of their own. But nothing was done in this direction until the Ahmadiyya Section of the Muslims, by the advice of **Moulvi Nayyar** established a denominational school of their own in the year 1920, which he had the honour of opening in his capacity as Resident of the Colony. The credit therefore belonged to the Ahmadiyya Section of being the first to make the sacrifice of establishing a Muslim school in the proper sense of the term in Lagos. They had continued on the lines laid down by Moulvi Nayyar and had now erected the fine and commodious building which was opened that morning.'' ۶۶

(ترجمہ) مسلمان علماء کو وقتاً فوقتاً اپنا علیحدہ سکول جاری کرنے کی تجاویز پیش کی جاتی

رہیں لیکن اس سلسلہ میں ان کی طرف سے کوئی پیش رفت نہ ہوئی یہاں تک کہ ۱۹۲۰ء (سہواً ہے اصل میں ۱۹۲۲ء ہے) میں مولانا نیّر صاحب کی ہدایت سے جماعت احمدیہ نے اپنا سکول جاری کیا جس کی رسم افتتاح اس وقت ریذیڈنٹ کالونی کی حیثیت سے ادا کی گی۔ اس بناء پر لیگوس میں حقیقی رنگ میں مسلم سکول کھولے جانے کا کریڈٹ جماعت احمدیہ کو جاتا ہے جنہوں نے اس وقت یہ قربانی پیش کی۔ مقامی لوگوں نے مولوی نیّر صاحب کی بتائی ہوئی لائنوں کے مطابق کام کو احسن رنگ میں جاری رکھا اور اب اس سکول کے لئے ایک عمدہ اور وسیع عمارت تیار کر لی ہے جس کا افتتاح آج کیا گیا ہے۔

تین نئی مساجد کا قیام

لیگوس کے ایک حلقہ اپے ٹیڈو (Epetado) میں مخالفت کے باعث احمدیوں سے لوکل مسجد خالی کروالی گئی۔ احمدیوں نے فتنہ وفساد کے خطرہ سے مزاحمت نہ کی بلکہ اپنی ایک الگ مسجد تعمیر کی۔ اس مسجد کا ''بنیادی بانس'' حضرت نیّر صاحب نے خطاب اور دعا کے بعد رکھا۔ یہ مسجد بانسوں سے تعمیر کی گئی تھی اور اس کی چھت ٹین کی تھی۔ اس مسجد کے علاوہ اس حلقہ میں جہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی تھیں مساجد کی تعمیر کی گئی۔ یاد رہے کہ اس مسجد کے لئے زمین ایک نیک دل عیسائی نے پیش کی۔ ۶۷

مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ کی آمد

آپ ۲۳؍جنوری ۱۹۲۲ء کو قادیان سے روانہ ہو کر براستہ لندن ۱۷؍اپریل ۱۹۲۲ء بروز جمعہ لیگوس پہنچے۔ حضرت مولانا نیّر صاحب نے بہت سے احباب جماعت کی معیت میں ان کا استقبال کیا۔ جہاز پر ان کا فوٹو لیا گیا۔ ۲۲ روز لیگوس میں قیام کرنے کے بعد آپ ۹؍مئی بروز منگل سالٹ پانڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ۶۸
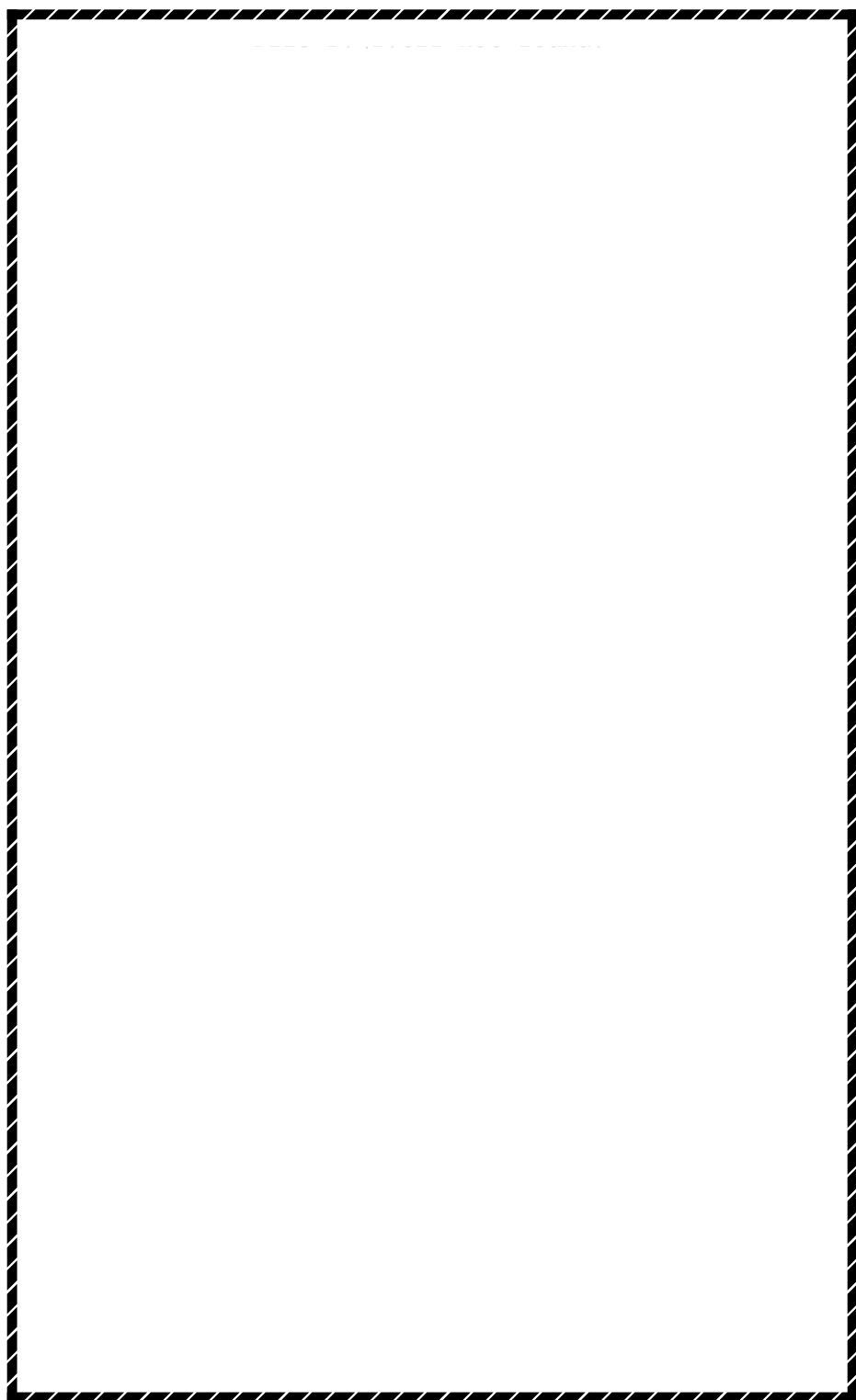
لیگوس میں عیدالاضحیہ اور عظمت اسلام کا اظہار

امسال عیدالاضحیہ ۴/اگست ۱۹۲۲ء کو منائی گئی۔ جماعت احمدیہ نے یہ عید بھی شان وشوکت کے ساتھ منائی جس سے عیسائیوں کے لئے بطور خاص عظمت اسلام کا اظہار مقصود تھا۔ کثیر تعداد میں احمدیوں کی شمولیت سے نومبائعین کے حوصلے بلند ہوئے اور شہر میں احمدیت کا چرچا ہونے لگا۔ نوجوانوں کا جذبہ قابل دید تھا۔ ان کے عیدگاہ تک پہنچنے کا منظر درج ذیل ہے۔

قریباً ۴۰۰ نوجوان سفید وردی میں کوٹ و پتلون اور Tie اوڑھے دو دو ہو کر ایک لمبے جلوس کی زینت تھے۔ ان میں پیشہ ور۔ اعلیٰ گورنمنٹ افیشل۔ کلرکس اور لیگوس شہر کے معزز گھرانوں کے چراغ (بے زر بے پر مگر پہلے کے امراء و روٴسا) شامل تھے۔ ان کے پیچھے عصا بردار امامت چاندی سے منڈھا ہوا عصائے امامت اٹھائے جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک مخلص افریقن امام جسے ''لیماموا احمدیہ'' کہا جاتا ہے اور ایک سبز پگڑی والا ہندوستانی جسے ''ایبولا احمدیہ'' سفید آدمی احمدیت کا مالک کہتے ہیں، جا رہے تھے۔ ان کے پیچھے افریقن الفاز (مولوی) تفسیری (مدرس قرآن) الوری اما کیو (ہیڈ طالب علم) اما کیوز (طلبائے قرآن) خراماں خراماں کوچ کر رہے تھے۔ سوار گھوڑوں پر جلوس کے ہمراہ اور علم بردار و عوام پیچھے تھے تمام لوگوں کی زبان پر نہایت موثر آواز میں **اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر ،اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد** تھا۔ عیدگاہ میں اسی جلوس کے ساتھ پہنچے اور اسی طرح عیدگاہ سے جامع مسجد تک گئے۔ ۶۹

عید سے کچھ روز قبل عیدالاضحیہ کے مسائل ایک دو ورقہ پمفلٹ کی صورت میں طبع کروا کر تقسیم کئے گئے نیز نماز عید کے وقت اور مقام کے بارے میں بھی اشتہارات تقسیم کئے جا چکے تھے۔ نماز عید کا خطبہ حضرت نیّر صاحب کی ہدایت پر امام ڈابری صاحب نے دیا۔

شمالی نائیجیریا کا دورہ

نائیجیریا دو حصوں میں منقسم ہے شمالی نائیجیریا اور جنوبی نائیجیریا۔ ۱۹۲۲ء میں ذرائع

آمدورفت محدود تھے۔نائیجیرین ریلوے جزیرہ لیگوس کے ریلوے اسٹیشن ایڈو سے قریباً ایک ہزار میل جانب شمال کا نوشہر تک جاتی تھی۔علاوہ ازیں ریلوے کی دوشاخیں صرف چند سو میل تک ملک کے دوسرے شہروں کو ملاتی تھیں۔ملک کے دوسرے حصوں میں جانے کے لئے پیدل، موٹرکاریا دریائے نائیجر ذرائع آمدورفت تھے۔

حضرت نیّر صاحب نے باوجود کمزوری صحت،صعوبات سفراور مالی وسائل کی کمی کے ملک کے شمالی صوبہ جات میں اشاعت وترویج اسلام کے مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے بادیہ پیمائی کرکے آئندہ آنے والے مبلغین کیلئے راہ ہموار کردی۔ ۷۰

سفر کا آغاز۔لیگوس سے روانگی

شمالی نائیجیریا کا یہ سفر مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۲۲ء سے لیگوس سے شروع ہوا۔آپ کو الوداع کہنے کی غرض سے کثیر تعداد میں احباب مشن ہاؤس میں ۱۱ بجے قبل دوپہر ہی پہنچ گئے۔ دو گاڑیوں میں یہ قافلہ ریلوے سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔سٹیشن پر احمدیوں کا ہجوم تھا۔اکثر نوجوان دفتروں سے رخصت لے کر سٹیشن پہنچے اور آپ سے مصافحہ کیا۔دعاؤں کے ساتھ آپ اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے۔

اس دورہ میں آپ نے کل ۱۸۰۰ میل کا سفر طے کیا۔چار امراء کبار کو پیغام حق پہنچایا۔ ۲۰۰ لیکچرز دیئے۔ ہزاروں بندگان خدا کو مسیح موعود کا پیغام دیا۔تین تعلیم یافتہ عیسائی مسلمان ہوئے۔گیارہ بت پرست اسلام لائے اور ۱۵۲ مسلمان احمدیت میں شامل ہوئے۔ ۷۱

اس دورہ کی تفصیلات کا ذکر تو ناممکن ہے، البتہ چند ایک اہم اور قابل ذکر امور درج ذیل ہیں۔

زنگیرو

شمالی صوبہ جات کا سابق دارالحکومت زنگیرو امارت ''دوشیشی'' کے قریب ریلوے لائن

کے قریب واقع تھا۔ نائیجیرین ریلوے کی اس وقت کی مجوزہ توسیع میں اسے جنکشن کا درجہ دیا جانا مقصود تھا۔ یہاں ٹرین کافی عرصہ ٹھہرتی تھی۔ حضرت نیّر صاحب کے سیکرٹری صاحب نے آپ کو یہ اطلاع دی کہ لیگوس کے ایک احمدی جو زنگیرو سٹیشن پر ملازم ہیں ہمارے ساتھ اس ٹرین میں سفر کر رہے ہیں۔ وہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ پلیٹ فارم پر جب گاڑی رکے تو انہیں اور دیگر ممبران جماعت کو ملاقات کا وقت دیا جائے۔ چنانچہ گاڑی رکنے پر اچھا خاصا مجمع آپ کے اردگرد جمع ہو گیا۔ چند فرنچ فوجی افسر بھی اس گاڑی میں سفر کر رہے تھے وہ بھی آپ سے ملنے تشریف لائے۔ آپ نے لوگوں کو بعض نصائح فرمائیں اور احمدیوں کو مرکز کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی تلقین کی۔ دوران سفر کئی عیسائی آپ کے کمرہ میں آتے رہے اور آپ نے ان کے سوالات کے جواب دیئے۔ زنگیرو میں قریباً ۲۰ احمدی نوجوان تھے۔

کاڈونا

اس وقت کاڈونا شمالی، حکومت شمالی نائیجیریا کا صدر مقام تھا۔ یہ ایک نیا قصبہ تھا جسے سابق گورنر جنرل نائیجیریا سر فیڈرک لیوگارڈ نے جنگل میں آباد کیا۔ یہاں آپ نے مسٹر جیکسن کے ہاں گورنمنٹ کوارٹر میں تین روز قیام فرمایا جہاں آپ نے مسلمانوں کے رئیس معلم امین اور یہاں کے قاضی سے ملاقات کی۔ دونوں سے عربی میں گفتگو ہوئی۔ معلم نے آپ کی پُر تکلف دعوت کی نیز اپنی گھوڑا گاڑی بھی سواری کے لئے پیش کی۔ ۴۷

لیفٹیننٹ گورنر مسٹر Gowers سے ملاقات

کاڈونا میں قیام کے دوران آپ نے سیکرٹری صوبجات شمالی اور لیفٹننٹ گورنر مسٹر Gowers سے ملاقات کی اور انہیں احمدیت کا پیغام پہنچایا نیز اپنے سفر شمالی نائیجیریا کی غرض وغایت بیان کی۔ یہ ملاقات دو گھنٹے تک جاری رہی۔ ملاقات کے بعد جناب گورنر موصوف نے فرمایا۔ ''میں خوش ہوں۔ حکومت کو آپ کے سفر پر کوئی اعتراض نہیں مگر امراء کی اجازت پر آپ کا

کام ان کے زیر حکومت علاقوں میں منحصر ہوگا حکومت غیر جانبدار رہے گی۔'' آپ نے اپنا سفر جاری رکھنے کی اجازت پر لیفٹننٹ گورنر کا شکریہ ادا کیا۔ ۷۳

کاڈونا میں تبلیغ اور سٹیشن ماسٹر کا قبول اسلام

دوران قیام کاڈونا میں متلاشیان حق کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہا۔ بکثرت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ان سے عیسائیت اور اسلام پر گفتگو فرماتے اور انہیں پیغام حق پہنچاتے۔ یہاں کے اسٹیشن ماسٹر مسٹر انوریری (Inverary) برٹش گیانا کے مشہور شہر ڈیمارارا (Demarara) کے رہنے والے تھے جو نہایت ذہین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح مذہبی لوگ ہمیشہ ان کے پاس آتے اور توہم پرست باتیں کرتے ہیں ایسا ہی مسلم مشنری بھی ہوگا۔ حضرت نیّر صاحب نے ان کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح بیان فرمایا۔

''میرے بلانے پر محض اظہار اخلاق کے لئے تشریف لائے اور جب میں نے بعض عیسائی نوجوانوں کے سوالات کا جواب دیا تو مسٹر انوریری بہت متوجہ ہوئے اور دو گھنٹہ تک مجھ سے اسلام کے اصول پر گفتگو کی۔ پھر رات کو ''ٹیچنگز آف اسلام'' پڑھی اور بولے مجھے آج مذہب پر یقین ہوا اور میں اسلام پر قائم و پابند ہونے کا عہد کروں گا اور اس عہد کو نبھاؤں گا۔ اور دوسری صبح کو آئے اور فرمایا۔ I accept Islam۔ میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ میں نے کھانے پینے کی پابندیاں بیان کیں اور نماز کی کتاب دی اور محمد، احمد، محمود تین نام پیش کئے۔ مسٹر انوریری نے سب سے آخری نام اپنے لئے منتخب کیا اور اب وہ محمود انوریری ہیں الحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں نے اس خبر کو بذریعہ تار لیگوس پہنچایا تو راستہ کے تار بابوؤں نے کیڈونا کے تار بابو سے متواتر دریافت کیا، کیا مسٹر انوریری مسلمان ہوئے ہیں۔؟ اور مسٹر جیکس نے جواب دیا ہاں ہاں مسٹر انوریری۔ (مسلمان ہوئے ہیں) نائیجیریا میں بہت مسلمان عیسائی ہوئے ہیں مگر کوئی تعلیم یافتہ مسیحی آج تک مسلمان نہیں ہوا اس لئے لوگوں کو اس پہلی مثال سے بہت تعجب ہوا۔'' ۷۴

زاریہ(Zaria)

شمالی نائیجیریا کے نہایت اہم شہروں میں سے ایک اہم شہر تھا جس کا حضرت نیّر صاحب نے دورہ فرمایا۔ امیر زاریہ صالح محمد قریباً دس لاکھ لوگوں پر حکومت کرتا تھا اور اپنے اندرونی انتظامات میں خودمختار، جیل، محکمہ پولیس اور قضا پر اس کا کنٹرول تھا۔

زاریہ میں استقبال اور قیام

آپ کے زاریہ پہنچنے پر تمام یوروبا مسلمان استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ مسٹر سلمان شنہیاری (ایک احمدی دوست) کے ہاں ایک ہفتہ آپ نے قیام فرمایا اور ہر روز وعظ و نصیحت و پیغام حق کا سلسلہ جاری رہا۔ قیامگاہ پر مسلمان اور عیسائی کثرت سے ملاقات اور سوال وجواب کے لئے تشریف لاتے رہے۔ علاوہ ازیں آپ نے ریذیڈنٹ مسٹر لینگ (Mr Laing) سے ملاقات کی جو کمال ادب واحترام سے پیش آئے اور زاریہ کے امیر سے ملاقات کا انتظام فرمایا۔

قبول احمدیت وقیام جماعت

الحمدللہ کہ آپ سے ملاقاتوں کے نتیجہ میں ہاؤسا اور یوروبا ہر دو قبائل سے کثیر تعداد میں لوگ شامل احمدیت ہوئے اور ہزاروں لوگ کمال اخلاص ومحبت سے پیش آئے۔ امام اور اس کے دونوں نائب احمدیت میں داخل ہوئے۔ چند ایک ہاؤسا قبیلہ سے تعلق رکھنے والے جو عیسائیت میں داخل ہو چکے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائیت سے نکل کر احمدیت میں داخل ہو گئے۔ یہاں آپ کے دورہ کے دوران ہی جماعت احمدیہ قائم ہوگئی اور احمدیہ مسجد اور ایک سکول بنانے کا منصوبہ بھی بنایا گیا۔

امیر زاریہ سے ملاقات

۱۷/اگست ۱۹۲۲ء بروز جمعرات امیر زاریہ کی طرف سے آپ کو یہ پیغام موصول ہوا کہ وہ تین بجے آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ نیز انہوں نے آپ کے لئے اپنی موٹر بھی بھجوائی۔ امیر کی رہائش چھ میل کے فاصلہ پر زاریہ گاؤں میں تھی۔ چنانچہ آپ ۲:۳۰ بجے انہیں ملنے کے لئے موٹر میں سوار ہوئے۔ آپ کے سیکرٹری اور دو معزز احمدی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ محل میں پہنچنے پر سرکاری طرز کے مطابق آپ کا استقبال کیا گیا جو صرف برطانیہ کے اعلیٰ حکام کے لئے ہی مخصوص تھا۔ اس کے بعد آپ کا تعارف امیر زاریہ سے کروایا گیا۔ امیر موصوف ایک بلند تخت پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت نیّر صاحب کرسی پر، باقی تمام وزراء وعلماء فرش پر بیٹھے۔ آپ نے امیر موصوف کی مزاج پرسی کی اور اپنا تعارف کروایا۔ بعدازاں آپ نے ''خطبہ الہامیہ'' اور دیگر تحائف بطور تحفہ پیش کئے۔ نیز تفصیل کے ساتھ جماعت احمدیہ کا تعارف اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی پر تقریر فرمائی۔ تقریر کے بعد امراء اور علماء کی طرف سے سوالات ہوئے۔ حضرت نیّر صاحب نے قرآن وحدیث کے حوالہ جات کے ساتھ ان سوالوں کے جواب دیئے۔ دربار میں حاضر امراء اور علماء نے خوشی کا اظہار کیا۔ اس ملاقات کے بعد امیر زاریہ آپ سے بہت متاثر ہوئے اور آپ کو رخصت کرنے کے لئے باہر موٹر تک تشریف لائے اور ملاقات کے اگلے روز امیر موصوف نے آپ کی مزاج پرسی کی اور آپ کی خدمت میں تحائف پیش کئے۔ ۷۵

دورۂ کانو (۲۲/اگست تا ۲۹/اگست ۱۹۲۲ء)

مورخہ ۲۲/اگست ۱۹۲۲ء کو آپ بذریعہ ٹرین کانو پہنچے اور ''سریکی'' مسلمان رئیس کے ہاں قیام فرما ہوئے۔ اگلے روز صبح ریذیڈنٹ کانو سے ملاقات کی جو بڑے ادب اور تپاک سے پیش آئے۔ انہیں آپ کی آمد کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی۔ ریذیڈنٹ کانو دیر تک آپ سے

دوستانہ ماحول میں باتیں کرتے رہے۔ نیز ملاقات کے دوران ہی انہوں نے بذریعہ ٹیلی فون امیر کانو سے ملاقات اور مدرسہ کے معائنہ کا انتظام کر دیا۔

۲۳؍اگست کی شام کو کثیر تعداد میں لوگ آپ کی رہائش گاہ پر اکٹھے ہو گئے اور ایک جلسہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ آپ نے عیسائیت اور اسلام کا موزانہ نہایت احسن پیرایہ میں بیان فرمایا۔ نیز آپ نے عیسائی نوجوانوں کے سوالات کے جواب دیئے۔ عیسائیوں کے سوالات کے جواب سن کر مسلمان بہت خوش ہوئے۔

امیر کانو کی طرف سے ملاقات کا وقت

۲۳؍اگست کی شام کو ایک سرکاری پیغامبر ایک اہم اور ضروری خط لے کر آیا۔ اسے یہ ہدایت تھی کہ حضرت نیّر صاحب کے علاوہ یہ خط کسی اور کو نہ دیا جائے۔ اس خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

''جناب میں نہایت ادب سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ حضور امیر کانو اپنے محل شاہی واقعہ شہر کانو میں ۸ بجے صبح آپ سے ملاقات فرمائیں گے اور چونکہ شہر قصبہ نو سے فاصلہ پر ہے اس لئے جناب امیر کی موٹر خاص آپ کے مکان پر آپ کو لینے کے لئے آئے گی۔ بعد ملاقات میں آپ کے لئے معائنہ مدرسہ سرکاری کا انتظام کر رہا ہوں۔ والسلام

میں ہوں جناب آپ کا نہایت فرمانبردار خادم

(ڈسٹرکٹ آفیسر)''

چنانچہ اگلے روز صبح حسب وعدہ موٹر آپ کی قیام گاہ پر آئی، آپ مع ضروری کتب اور ترجمان اس میں سوار ہوئے۔ دروازہ شہر سے قریباً نصف میل پر امیر کانو کے سواران خاص کا افسر اعلیٰ اپنی ہاؤسا وردی میں آیا اور امیر موصوف کا سلام پہنچایا۔

دروازہ شہر میں داخل ہوتے ہی سرخ پگڑی اور سبز سرخ سفید دھاری دھار چغہ پہنے پرانی طرز کی تلواریں لئے ہوئے امیر صاحب موصوف کی پولیس نے سلام کیا۔ موٹر کار لوگوں

کے نعرہ ہائے ''ذاکی'' کے درمیان شاہی محل کے دروازہ پر پہنچے جہاں آپ کو خوش آمدید کہا گیا۔ وزیر اعظم مع دیگر وزراء بہ نفس نفیس ڈیوڑھی تک استقبال کے لئے تشریف لائے، یہ استقبال محض گورنر نائیجیریا کے لئے مخصوص تھا۔ شاہی امیر کے ہاتھ میں چاندی کا عصا تھا۔ علیک سلیک کے بعد آپ دیوان خاص میں داخل ہوئے۔ خاص مسند پر بیٹھنے کے بعد آپ نے امیر صاحب کی خدمت میں خطبہ الہامیہ اور پانی پت کے چاول جس پر سورۃ اخلاص اور اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ لکھا تھا تحفتہً پیش کئے۔

دربارشاہی میں تبلیغ

آپ نے اپنے خطاب میں اپنے سفر کی غرض اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ڈوئی کی تصاویر دکھائیں۔ اس کے علاوہ آپ نے وفات مسیح، نشانات مہدی، یاجوج و ماجوج و دجال، دابۃ الارض وغیرہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ علماء دربار، وزراء اور خصوصاً وزیر اعظم نے سوالات کئے۔ دربار امیر معظم میں دو گھنٹہ تک گفتگو رہی اور آخر آپ نے کھڑے ہو کر جناب امیر، وزراء، علماء اور اہل دربار کو مخاطب کر کے پیغام حق پہنچایا اور کہا کہ موعود خلیفہ برحق مہدی و معہود و مسیح موعود حضرت سیدنا احمد کے وجود باجود میں ظاہر ہوا، اس پر ایمان لاؤ اور برکت پاؤ۔ و ما علینا الا البلاغ۔

واپسی پر امیر معظّم موٹر تک الوداع کہنے تشریف لائے، دربار شاہی سے رخصت ہونے پر آپ نے سرکاری مدرسہ کا معائنہ فرمایا اور طلباء و اساتذہ کو نصائح فرمائیں۔

قیام کانو کے نتائج

آپ نے ۲۳؍اگست سے ۲۹؍اگست ۱۹۲۲ء تک کانو میں قیام فرمایا اور دوران قیام روزانہ انفرادی تبلیغ اور پبلک تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ کئی ایک مسیحیوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ چھ اشخاص مسلمان ہوئے اور یہاں جماعت احمدیہ قائم ہوئی جس کے اُس وقت تقریباً اسی (۸۰)

ممبر تھے۔ یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کالج جاری کرنے کے لئے امیر کانو نے دو قطعات دینے کا وعدہ فرمایا۔ ۷۶

کانو کے کامیاب دورہ کے اختتام پر آپ کی صحت نے اس امر کی اجازت نہ دی کہ آپ اپنے سفر کو مزید جاری رکھ سکتے چنانچہ آپ نے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ ۲۹/اگست کی شام کو آپ مِنّا پہنچے۔ ۳۱/اگست کو قصبہ کے مقامی رئیس سے ملاقات کی اور اسی روز شام کو یہاں کے ایک معروف مسلمان الحاج بن سلیمان نے بیعت کی اور امیر آف سکوٹو کے چچا شہزادہ عبداللہ دو معلموں کے ہمراہ آپ سے ملاقات کے لئے آئے اور دیر تک آپ سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ مولانا نیّر صاحب نے انہیں دعا کے ذریعہ صداقت معلوم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اگلے روز صبح شہزادہ عبداللہ اور ایک معلم جن کا نام سلیمان تھا آئے اور ہر دو نے کہا کہ ان کو بشارت ہوئی ہے کہ اس شخص کی تعلیم سچی ہے۔ چنانچہ ان دونوں نے بیعت کر لی۔ مولانا نیّر صاحب نے شہزادہ عبداللہ کے ذریعہ امیر سکوٹو کی خدمت میں خطبہ الہامیہ اور دیگر تحائف ارسال کئے۔

یکم ستمبر ۱۹۲۲ء کو آپ لیگوس کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں زنگیرو (Zungeru) کے احباب استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے مگر آپ کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے آپ یہاں قیام نہ کر سکے۔ اور قریباً ایک ماہ کے طویل سفر کے بعد مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۲ء کو واپس لیگوس تشریف لے آئے۔ ۷۷

شمالی نائیجیریا کے کامیاب اور اعصاب شکن دورہ سے واپسی پر آپ شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ ڈاکٹرز کی رائے تھی کہ آپ فوراً تبدیلی آب و ہوا کے لئے لندن چلے جائیں۔ مگر آپ نے بعض جماعتی مصروفیات کے باعث وہیں قیام کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ تاہم آپ کی صحت بدستور خراب ہوتی چلی گئی اور آپ کو ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ آپ گیارہ روز ہسپتال میں رہے۔ اس شدید بیماری کے باعث آپ طبی مشورہ کے مطابق واپس انگلستان تشریف لے آئے۔ آپ مورخہ ۲۱/دسمبر ۱۹۲۲ء کو Adda بحری جہاز کے ذریعہ لیگوس سے روانہ ہوئے۔

روانگی سے قبل اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں

روانگی سے قبل آپ نے امام اجو سے (مبلغ انچارج لیگوس) کے ہمراہ لیگوس اور حکومت نائیجیریا کے اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کیں۔ حضرت نیّر صاحب کو تمام ذمہ دار حکام نے تعلیمی معاملات اور مشن کے حقوق کی حفاظت، انصاف اور امداد کا یقین دلایا۔ دوران سفر آپ نے گورنر گولڈ کوسٹ (گھانا) اور اکرا کے اعلیٰ حکام سے بھی ملاقات کی ان ملاقاتوں میں آپ نے جماعت احمدیہ کے اغراض ومقاصد تفصیل سے بیان فرمائے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حکام بالا کے تمام شکوک رفع ہو گئے۔

رئیس لیگوس کی بیعت

روانگی سے ایک روز قبل جناب محمد یونس اینماشاں رئیس لیگوس نے بیعت کی۔ ۷۸

لیگوس سے الوداعی منظر

حضرت نیّر صاحب جماعت کے اخلاص ومحبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''جس اخلاص ومحبت کے ساتھ جماعت لیگوس نے عاجز کو رخصت کیا وہ میرے قلب سے کبھی محو نہیں ہوسکتا۔ مستورات کا اخلاص اور محبت سے آنسو بہانا، امام اور الفاؤں کی دعائیں اور مدرسہ کے طلباء کا بندرگاہ پر صفوں میں اپنے جھنڈے کے ساتھ کھڑے ہونا میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس جھنڈے پر ''خدا حافظ مولوی'' لکھا تھا اور بچوں نے جن کی تعداد اب مدرسہ میں ۵۵۰ ہے پہلے عربی نعت پڑھی پھر یوروبا اور اس کے بعد انگریزی میں برطانیہ کا قومی ترانہ گایا اور اساتذہ نے تین ماہ کے اندر جو کچھ عمدہ کام کیا اور بچوں کو ضبط سکھایا اور دین کی طرف متوجہ کیا ہے وہ ان کی طرف سے نہایت خوش کرنے والا تحفہ تھا جس کے لئے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا۔'' ۷۹

سترہ روزہ طویل سفر کے بعد آپ ۶ر جنوری ۱۹۲۳ء کو ساحل انگلستان تشریف لائے۔

احمدیت اخبارات کی نظر میں

پاؤنیر آف نائیجیریا (جو ہمیشہ سلسلہ کے خلاف لکھتا رہا) نے اعتراف کیا ہے کہ ’’سلسلہ کی تعلیم مسلمانوں کی بہبودی کا محض ایک ہی واحد ذریعہ ہے۔ مسٹر نیّر مبلغ احمدیت نہ صرف ہر بات دلائل سے منواتے اور محض اعتماد پر کوئی چیز نہیں چھوڑتے بلکہ وہ لوگوں کو حکومت وقت سے وفاداری کی تعلیم دے کر ایک نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔‘‘

اخبار افریقن میسنجر رقمطراز ہے۔ ’’سلسلہ احمدیہ کی نسبت ہمارا خیال ہے کہ اس سلسلہ کے اثر سے مقامی مسلمانوں میں ایک بڑی بہتر تبدیلی واقع ہوسکتی ہے بشرطیکہ اہل اغراض حضرات مسٹر نیـــر ہندوستانی مبلغ احمدیت کے راستہ میں روڑے نہ اٹکائیں۔ جماعت احمدیہ اپنی وفاداری کے لئے ہندوستان میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ مقامی مسلمان اس امر کے محتاج ہیں کہ اس مضمون پر نہایت سخت اسباق اس کے کاسہ سر میں داخل کئے جائیں۔‘‘

اس کے بعد اس معزز اخبار نے شہزادہ پرنس آف ویلز کے جواب متعلق ایڈریس کی نقل درج کی اور حکومت اور اپنے سامعین کو توجہ دلائی کہ اس جدید مذہبی تحریک کا ہر طرح خیر مقدم کیا جائے۔ یہی ایک وقیع اخبار تھا جسے انگریز اور افریقن شوق سے پڑھتے تھے۔ اس اخبار نے اپنی ایک اور اشاعت میں لکھا۔

’’دوران مکالمہ ہم سے ایک عالی مقام افسر حکومت نے کہا۔ میں سلسلہ احمدیہ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس کے اصول اگر ہمارے مسلمان جذب کر لیں تو وہ اسلام میں جو خوبیاں ہیں وہ ان پر عمل پیرا ہونگے اور ان جہالت کی لہروں سے نجات پا جائیں گے جن میں وہ گھرے ہوئے ہیں اور جن کے ہوش ربا اثر سے بعض اہل غرض لوگ نہیں چاہتے کہ ان کی رہائی ہو۔‘‘ ۸۰

حضرت مولانا نیـــر صاحب کا دورہ مغربی افریقہ قریباً دو سال پر محیط رہا جس میں سے ایک سال اور چار ماہ کا عرصہ آپ نے نائیجیریا میں گزارا۔ اگرچہ آپ کا یہ قیام بہت ہی مختصر تھا تاہم اس دورہ سے نہ صرف یہ کہ احمدیت کا پیغام اس ملک کے دور دراز علاقوں تک پھیلا اور کثیر

تعداد میں احباب احمدیت میں شامل ہوئے بلکہ اس قدر گہرے اور انمٹ نقوش قائم ہوئے کہ ایک طویل عرصہ گذرنے کے باوجود لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت کم نہ ہوئی اور سالہا سال تک آپ کا تذکرہ ہوتا رہا۔

مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب ۱۹۴۸ء میں بطور رئیس التبلیغ سیرالیون میں خدمت سلسلہ بجالا رہے تھے۔ حضرت مولانا نیّر صاحب کی المناک وفات کی اطلاع ملنے پر آپ نے حضرت مولانا نیّر صاحب کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مورخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۴۸ء کو شائع فرمایا۔ اس مضمون میں سے چند پیراگراف اوران کا ترجمہ درج ذیل ہے۔اس مضمون سے یہ امر نمایاں طور پر سامنے آتا ہے کہ اگرچہ آپ کو نائیجیریا سے آئے ۲۶ سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا تاہم آپ کی یاد کے **انمٹ نقوش** لوگوں کے دلوں پر ثبت تھے۔آپ فرماتے ہیں:۔

The news of the passing away of the Alhaj Maulana A.R. Nayyar, the first Ahmadiyya Missionary for West Africa, on the 17th of September this year (1948) was received here in Nigeria with heavy hearts and tearful eyes. The love that the Ahmadis in this part of the world cherish for this veteran of the field of propagation of Islam is so great that although 26 years have passed since he left these shores, it appears as if the people here even today see an angelic figure moving in their midst and feel the touch of his fatherly affection. A quarter of a century has rolled away but the love grafted in the hearts has had no decaying effect of time. rather the distance of time has enhanced the

intensity of that love. And it is to perpetuate that love that I intend to pen the following few lines concerning his stay in this country.[۸۱]

(ترجمہ) حضرت الحاج مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب مجاہد اوّل مغربی افریقہ کی المناک وفات کی خبر نائیجیریا میں ۱۷رستمبر ۱۹۴۸ء کو بصدر نج والم اور پرنم آنسوؤں سے سنی گئی۔ دنیا کے اس علاقہ کے احمدیوں میں اسلام کے ایک منجھے ہوئے اور تجربہ کار مبلغ کے لئے محبت اس قدر ہے کہ اگرچہ انہیں افریقہ کے ان ساحلوں سے رخصت ہوئے ۲۶ سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے تاہم ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہاں کے لوگ اب بھی اس فرشتہ صورت اور فرشتہ سیرت انسان کو اپنے درمیان چلتا پھرتا محسوس کرتے ہیں اور اس کی پدرانہ محبت وشفقت سے اب بھی لطف اندوز ہورہے ہیں۔ صدی کا ایک چوتھائی گزر چکا ہے مگر ان کے دلوں میں محبت کا جو پیوند لگ چکا تھا مرور زمانہ کی تلخیوں سے وہ کم نہ ہوسکا بلکہ زمانہ کی دوری نے اس محبت کی دلکشی میں اور بھی شدت سے اضافہ کر دیا ہے۔ ان کی اس محبت کو دوام بخشنے کے لئے میں نے ان کے اس ملک (نائیجیریا) میں قیام کے بارے میں چند لائنیں لکھنے کے لئے قلم اٹھایا ہے۔

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

”اگرچہ انہیں اس ملک سے گئے ۲۶ سال کا عرصہ بیت چکا ہے تاہم ان کی یاد نظروں سے اوجھل نہیں ہوئی۔ ابھی پچھلے سال ہی جبکہ یہاں نائیجیریا میں یہ خبر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نیّر صاحب کو ایک بیٹا عطا فرمایا ہے تو یہاں کے اخبارات نے بچے کی پیدائش پر پُر جوش استقبالیہ خبروں کی اشاعت کر کے اسے نمایاں شہرت دی۔ [۸۲]

نائیجیریا میں حضرت نیّر صاحب کا نام زبان زد عام تھا اور آپ ایک محبوب اور معلم کا درجہ رکھتے تھے۔

نائیجیریا کے ایک مشہور اخبار Headlines نے اپنی ایک خصوصی اشاعت میں The story of Ahmadiyya Movement in Nigeria کے زیر عنوان لکھا۔

To the Muslims of Northern Nigeria, Nayyar was a beloved brother and teacher. In the palace of Kano, before the Emir of Kano, Maulvi Nayyar was nick named ``Bature Mey Hadita" by the Ulemau Alfas of Kano. He preached Ahmadiyya with grace in the palaces of the Emirs of Zaria, Ilorin and Sultan of Sokoto in 1922. ۸۳

(ترجمہ) شمالی نائیجیریا کے مسلمانوں میں مولانا نیّر صاحب ایک محبوب بھائی اور معلم کا درجہ رکھتے تھے۔ امیر آف کانو کے محل میں وہاں کے علماء اور آئمہ نے آپ کو Bature Mey Hadita کا خطاب دے رکھا تھا۔ آپ نے ۱۹۲۲ء میں زاریہ (Zaria) الورین (Ilorin) کے امراء کو اور سلطان آف سکوٹو (Sokoto) کے محلات میں بڑے رعب اور عزت واحترام اور وقار سے احمدیت کی تبلیغ کی۔

اخبار Headlines نے مزید لکھا۔

Maulvi Nayyar was said to have been truly learned, civilised, spiritual, exemplary in behavior. He worked assiduously and honestly. He proved himself an encyclopaedia of Islam, upright and forbearing, without an iota of superiority complex, nor any racial pride, Maulvi Nayyar made himself loving and respected to the entire Muslims of Nigeria as a champion of Islam and Destroyer of the Cross. He was held in high esteem by then Chief Secretary to the

Government and the Acting Governor of Nigeria, Sir Donald G. Clifford and by the Resident of the Colony, the late Dr. Henry Carr. ۸۴

(ترجمہ) مولوی نیّر صاحب فی الحقیقت ایک مہذب اور عالم فاضل شخصیت کے حامل تھے اور روحانی لحاظ سے ایک مثالی نمونہ تھے۔ انہوں نے نہایت محبت اور دیانتداری سے اپنی ذمہ داری ادا کی۔ آپ اسلام کے ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا تھے۔ آپ بہت دیانتدار اور صابر وشاکر تھے۔ آپ میں نسلی تفاخر اور احساس برتری کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ مولوی نیّر نے اسلام کے چیمپیئن اور کاسر صلیب کی حیثیت سے تمام نائیجیرین مسلمانوں میں اپنے آپ کو قابل تکریم محبوب بنالیا تھا۔ اس وقت کے گورنمنٹ کے چیف سیکرٹری اور قائمقام گورنر جنرل سر ڈونلڈ کلفورڈ اور کالونی کے ریذیڈنٹ ڈاکٹر ہنری کار مرحوم آپ کی بے حد عزت وتکریم کرتے تھے۔

جماعت احمدیہ مغربی افریقہ کا اخلاص

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا:۔

''دوسری بات جس کا ذکر کرنے کی ضرورت تھی اور جس کے نظارے آپ لوگوں کو آج رات ہی ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر نے دکھائے ہیں وہ افریقہ میں تبلیغ کا کام ہے۔ وہاں کے لوگوں نے ساٹھ ستر ہزار روپیہ اس وقت تک خرچ کیا ہے۔ ایک مدرسہ بنایا ہے جس میں ایک ہزار کے قریب لڑکے پڑھتے ہیں۔ گولڈ کوسٹ کے احمدیوں نے آٹھ ہزار روپیہ مسجد کے لئے اور چھ ہزار مدرسہ کے لئے جمع کیا ہے۔ وہ پہلے چھ ہزار موٹر کے لئے دے چکے ہیں جس پر تبلیغی دورے کئے جاتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں دینے والے جن کی حالت آپ لوگوں نے رات کو دیکھی ہے کہ عام طور پر ان کے جسم پر سوائے لنگوٹی کے کچھ نہیں ہوتا اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے عمر بھر کبھی روٹی نہ کھائی ہوگی۔ درختوں کے بیج اور پھل کوٹ کر پھانک لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے دین کے لئے اس قدر روپیہ جمع کیا ہے کہ ہندوستان کے چندے ان کے سامنے حقیر ہو جاتے ہیں۔'' ۸۵

چیف امام محمد بیضا ڈوبری

مورخہ ۷؍جون ۱۹۲۱ء کو محمد بیضا ڈوبری چیف امام شہر لیگوس (نائیجیریا) چالیس نمائندگان کے ہمراہ اپنے فرقہ کے دس ہزار افراد کی نمائندگی میں حضرت نیّر صاحب کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور ۳؍جولائی ۱۹۲۸ء کو ۷۰ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف نہایت مخلص اور احمدیت کے فدائی تھے۔ ابتلاؤں کے باوجود آخر دم تک ثابت قدم رہنے کی توفیق پائی۔ حضرت نیّر صاحب نے ان کی وفات پر ایک مضمون سپردِ قلم فرمایا جو نائیجیریا میں تاریخ احمدیت کا ایک اہم باب ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

چیف امام

۱۵؍اپریل ۱۹۲۱ء بروز جمعہ پہلی مرتبہ میں مرحوم امام سے ان کے مکان پر جا کر ملا۔ وہ بہت اخلاص سے پیش آئے۔ ۲۱؍اپریل کو انہوں نے دو قائمقام اس لئے میرے پاس بھجوائے کہ ان کی مسجد میں تقریر کروں مگر میں ۲۴؍مئی سے قبل ان کیلئے وقت نہ نکال سکا۔ آخر اس تاریخ کو میں نے امام صاحب اور ان کے ساتھیوں کو قرآن سنایا تقریر کی اور امام صاحب کی محبت سے یقین ہو گیا کہ وہ جلد احمدیت قبول فرمائیں گے۔ ۳؍جون کو امام صاحب کے قائمقام آئے اور اطلاع دی کہ امام صاحب مع جماعت سلسلہ عالیہ احمدیہ داخل ہونے کیلئے تیار ہیں۔ ۴؍جون کو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر تقریر کی اور وہ مشہور رؤیا جو ایک پرانے الفانے دیکھا تھا تمام لوگوں کو سنایا اور کہا ہمیں بتایا گیا تھا کہ ''سفید آدمی سمندر کی طرف سے قرآن لے کر آئے گا۔'' ہمیں کہا گیا تھا ''مہدی سمندر کی طرف سے آئے گا۔'' پھر میری طرف اشارہ کر کے کہا ''یہ دیکھ لو خدا کے وعدے پورے ہوئے۔ مہدی کا فرستادہ آ گیا۔''

۵؍جون کو امام صاحب کے نمائندے سلسلہ میں داخل ہونے کا طریق دریافت کرنے

آئے اور میرے یہ کہنے پر کہ چالیس قائمقام بیعت کرنے کیلئے آ جائیں۔امام صاحب ۶ ر جون کو مع چالیس ساتھیوں کے آ گئے اور میرے ذریعہ سیدنا محمود کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

ابتلاؤں کا سلسلہ

بیعت کے بعد امام صاحب ایک تبدیل شدہ آدمی تھے۔ بوڑھے ہوکر نوجوانوں کی طرح سیکھنے لگے۔ مجھ سے ترجمان کی مدد سے پڑھتے اور پرانا طریق خطبہ خوانی چھوڑ کر یوربا زبان میں خطبہ پڑھنے لگے۔ میری باتوں کو حکم تصور کرتے۔اور جب چند لوگوں نے ارتداد کیا اور امام صاحب کو ساتھ ملانا چاہا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ حق پانے کے بعد میں واپس نہیں جا سکتا۔ لیفٹیننٹ گورنر جنوبی نائیجیریا بعض لوگوں کے بہکانے میں آ گئے اور میری عدم موجودگی میں امام صاحب کو دھمکایا۔ مرتدین نے گالیاں دیں۔ دباؤ ڈالے۔ مقدمات کئے اور ایک وقت ہماری حالت بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ کی تھی مگر امام صاحب کے استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔ ولایت آنے سے پہلے جماعت نے ان کو امیر منتخب کیا اور میرے آنے کے بعد سے اس وقت تک بغیر کسی ہندوستانی احمدی مبلغ کی اعانت کے سلسلہ کا کام چلاتے رہے اور ہر ابتلا میں ثابت قدم رہے۔

استقلال اور آخری پیغام

امام صاحب لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔آہستہ بات کرتے تھے۔آپ کے الفاظ کی تشریح بلند آواز سے امام قاسم آراجو سے جو اُن کے زباندان کہلاتے اور میرے ترجمان ہوا کرتے تھے، کرتے رہے اور اجو سے خوش قسمتی سے اب مرحوم کے داماد بھی ہو گئے تھے۔اور آخری پیغام امام اجو سے کے ذریعہ مرحوم ومغفور مخلص احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے بلالؓ کا میرے نام یہ تھا۔ ''جہاں آپ نے مجھے کھڑا کیا ہم اس سے ایک انچ ادھر ادھر نہیں ہوئے یعنی

احمدیت میں ترقی کی ہے۔ ہمارا قدم پیچھے نہیں ہٹا۔

چیف امام کی موت پر دشمن و دوست

آرلو یا سٹریٹ کی کیتھیڈرل احمدیہ مسجد جو نائیجیریا کے مستقبل ہاں شاندار مستقبل کیلئے تیار ہونے والی جماعت کی درسگاہ متصور ہوتی رہے گی اور جس کے صحن میں تعلیم الاسلام سکول کی بنیاد رکھی گئی تھی اس مسجد میں شان کے ساتھ چاندی کا عصا ہاتھ میں لے کر نمازیوں کے اخلاص بھرے ''آ کابو'' خوش آمدید کا وقار کے ساتھ جواب دینے والا نیز ہندوستانی عمامہ پہن کر خطبہ میں جگہ بہ جگہ جوش سے بہ برکت محمد بہ برکت مہدی پکارنے والا اور میری موجودگی میں اور میرے پیچھے ہمیشہ مجھے ''میراالفا'' کہنے والا پیارا ڈوبری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس چلا گیا اور وہ آ ڈابو خدا حافظ جو لیگوس کے بندرگاہ پر جہاز آپام میں سوار ہوتے ہوئے چشم پُرآب ڈویری نے کہا تھا وہ باوجود ان کی متواتر خواہش کے کہ میں ایک بار پھر افریقہ آؤں آخری الوداع ثابت ہوا۔

امام مرحوم عاشق تھا۔ اس کا جنازہ دھوم سے نکلا اور اخبارات نے ان کی زندگی پر لمبے مضامین لکھے ہیں۔ روزانہ نائیجیرین ٹائمنر کے ایک مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ دوست و دشمن امام محمد ڈوبری کے مداح ان کے کارناموں پر خوش اور ان کی ہمیشہ زندگی کے قائل ہیں۔ ۸۶

حوالہ جات

۱۔الفضل ۲۴ ؍جون ۱۹۲۰ء صفحہ ۲

۲۔ریویو آف ریلجینز دسمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۴۶۷

۳۔الفضل ۲۰ ؍جنوری ۱۹۱۷ء صفحہ ۲

۴۔الفضل ۲۴ ؍جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۲

۵۔دی ریویو آف ریلجنز (انگلش) جولائی ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۷۵

۶۔رسالہ تحریک جدید ربوہ ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۷

۷۔الفضل ۳ ؍فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ا

۸۔دی سن رائز ۲۳ ؍دسمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۳۳

۹۔الفضل ۲۳ ؍جون و ۸ ؍اگست ۱۹۲۱ء

۱۰۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۱

۱۱۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء و الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء

۱۲۔انہوں نے بعد میں جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

۱۳۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء

۱۴۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء

۱۵۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء صفحہ ۷

۱۶۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء

۱۷۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء صفحہ ۷

۱۸۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء

۱۹۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء

۲۰۔الفضل ۲۳ ؍جون ۱۹۲۱ء

۲۱۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ءصفحہ ۱۲تا ۱۳
۲۲۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء
۲۳۔رسالہ تحریک جدید ستمبر ۱۹۷۹ء
۲۴۔ریویو آف ریلجینز اگست ۱۹۲۱ءصفحہ ۳۳۵
۲۵۔الفضل ۲۰/جون ۱۹۲۱ءصفحہ ۱
۲۶۔الفضل ۲۵ جولائی ۱۹۲۱ءصفحہ ۲
۲۷۔الفضل ۲۳/جون ۱۹۲۱ء
۲۸۔الفضل ۲۳/جون ۱۹۲۱ء
۲۹
۳۰۔بحوالہ الفضل ۱۵/اگست ۱۹۲۱ء
۳۱۔الفضل ۲۵/جولائی ۱۹۲۱ء
۳۲۔ریویو آف ریلجینز اگست ۱۹۲۱ءصفحہ ۳۳۵
۳۳۔الفضل ۱۱ جولائی و ۲۵ جولائی ۱۹۲۱ء
۳۴۔الفضل ۲۵/اگست ۱۹۲۱ء
۳۵۔الفضل ۲۲/ستمبر ۱۹۲۱ء
۳۶۔الفضل ۸/اگست ۱۹۲۱ء
۳۷۔الفضل ۸/اگست ۱۹۲۱ء
۳۸۔الفضل ۲۲/ستمبر ۱۹۲۱ء
۳۹۔الفضل ۳/اکتوبر ۱۹۲۱ء
۴۰۔الفضل ۲۲ستمبر ۱۹۲۱ء
۴۱۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ءصفحہ ۱۴
۴۲۔الفضل ۱۲/اکتوبر ۱۹۲۲ءصفحہ ۲

۴۳۔ الفضل ۲۴؍ جولائی ۱۹۲۲ء صفحہ ۲
۴۴۔ الفضل ۲۵؍ اگست ۱۹۲۱ء
۴۵۔ الفضل ۳؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۴۶۔ الفضل ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۴۷۔ الفضل ۳؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۲
۴۸۔ الفضل ۳؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۴۹۔ الفضل ۷؍ نومبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۲
۵۰۔ الفضل ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۵۱۔ الفضل ۲۵؍ اگست ۱۹۲۱ء
۵۲۔ الفضل ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۵۳۔ الفضل ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۵۴۔ الفضل ۲۰؍ اکتوبر ۱۹۲۱ء
۵۵۔ الفضل ۲۰؍ مارچ ۱۹۲۲ء
۵۶۔ الفضل ۶؍ اپریل ۱۹۲۲ء
۵۷۔ الفضل ۱۲؍ جون ۱۹۲۲ء
۵۸۔ الفضل ۱۵؍ جون ۱۹۲۲ء
۵۹۔ الفضل ۲۱؍ مئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۲
۶۰۔ الفضل ۱۵؍ جون ۱۹۲۲ء
۶۱۔ الفضل ۲۷؍ جولائی ۱۹۲۲ء
۶۲۔ الفضل ۱۷؍ اگست ۱۹۲۲ء صفحہ ۲
۶۳۔ الفضل یکم جنوری ۱۹۲۳ء و رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء
۶۴۔ الفضل ۳۱؍ اگست ۱۹۲۲ء

٦٥۔رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۸۸
٦٦۔دی ریویو آف ریلیجنز فروری ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۲
٦٧۔الفضل ۱۷/اگست ۱۹۲۲ء صفحہ ۲
٦٨۔الفضل ۱۴/ستمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۲
٦٩۔الفضل ۱۲/اکتوبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۱تا۲
۷۰۔الفضل ۱۹/اکتوبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۱تا۲
۷۱۔الفضل ۲/نومبر ۱۹۲۲ء
۷۲۔الفضل ۲/نومبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۸
۷۳۔الفضل ۹/نومبر ۱۹۲۲ء
۷۴۔الفضل ۱٦/نومبر ۱۹۲۲ء
۷۵۔الفضل ۱٦/نومبر ۱۹۲۲ء
۷٦۔الفضل یکم جنوری ۱۹۲۳ء
۷۷۔الفضل یکم جنوری ۱۹۲۳ء
۷۸۔الفضل ۵/مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲
۷۹۔الفضل ۵ مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲
۸۰۔الفضل ۳۱/اگست ۱۹۲۲ء
۸۱۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۱
۸۲۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۴
۸۳۔ریویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۸
۸۴۔رسالہ تحریک جدید ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۷
۸۵۔رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء مطبوعہ یکم اکتوبر ۱۹۲۵ء
۸٦۔الفضل ۱۴/دسمبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۱، ۲
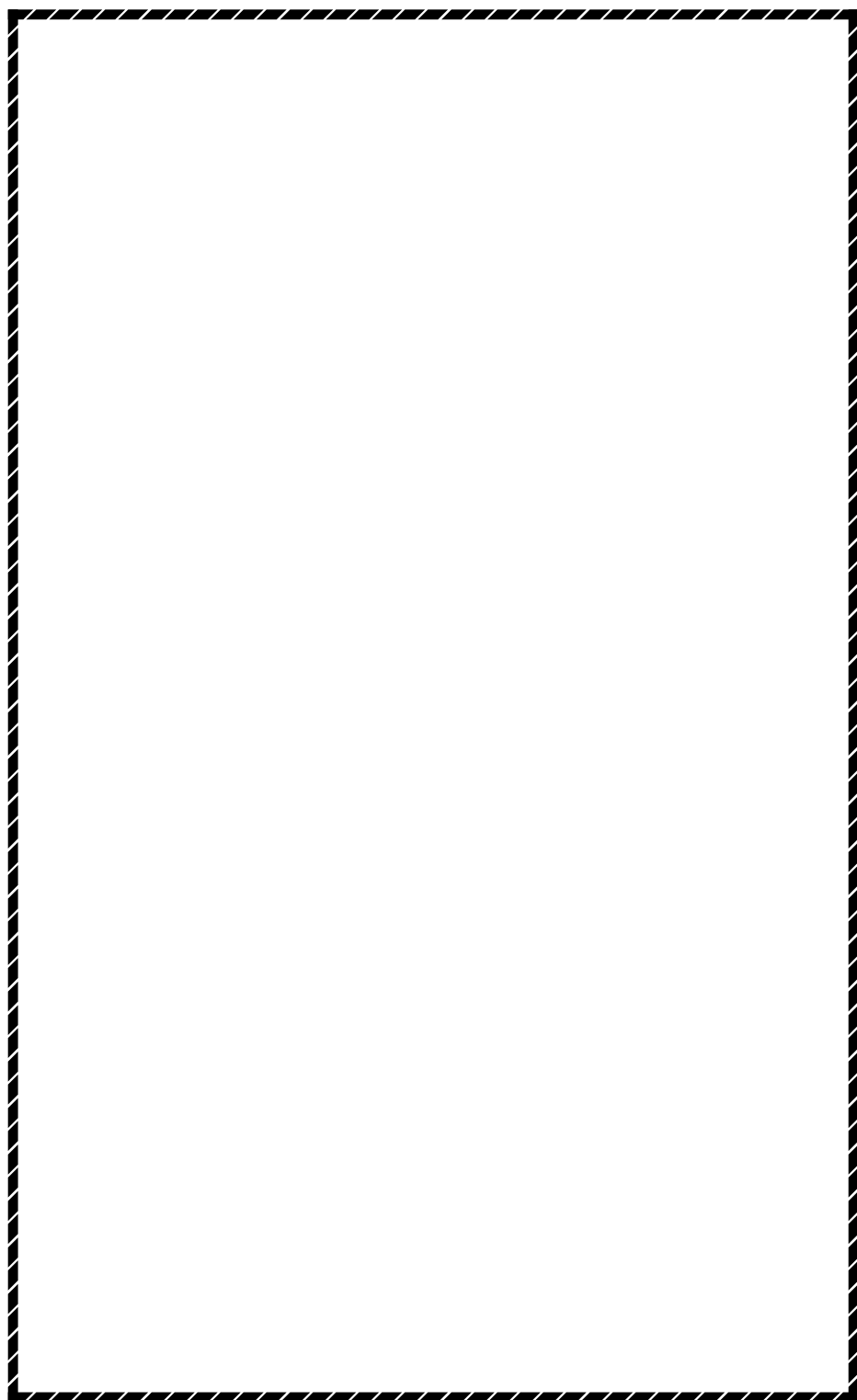
باب پنجم

انگلستان سے واپسی پر اندرون ہند خدمات
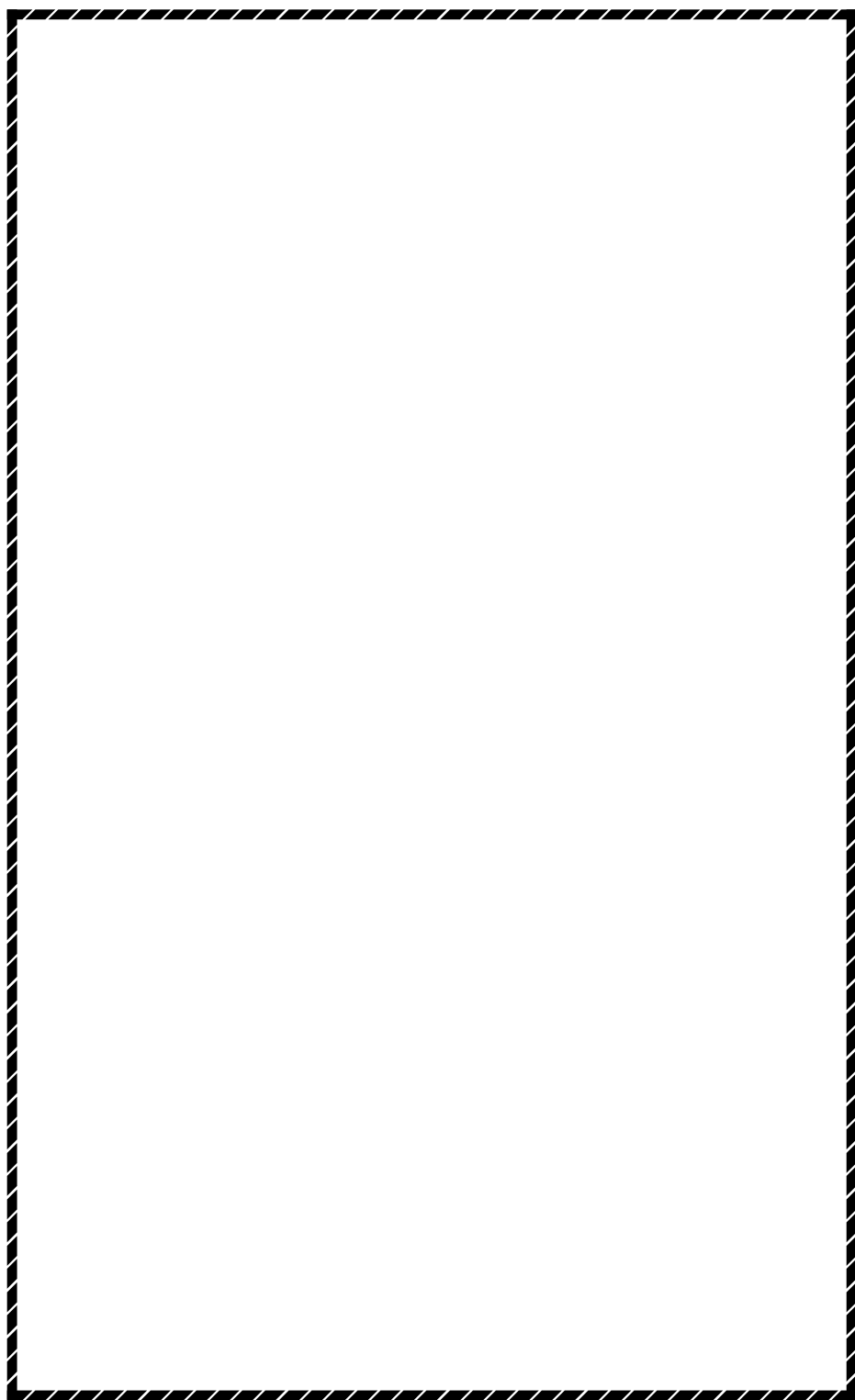
اندرون ملک خدمات

نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

انگلستان ومغربی افریقہ سے خدمات دینیہ بجالانے کے بعد واپسی پر حضرت مولوی عبدالرحیم نیّـــر صاحب کو نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان مقرر کیا گیا۔ انتظامی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ آپ ملک کے طول وعرض میں تبلیغی وتربیتی دورہ پر تشریف لے جاتے۔ ذیل میں انگلستان سے کامیاب مراجعت پر اندرون ہند خدمات کا تذکرہ پیش ہے۔

میجک لینٹرن کے ذریعہ تبلیغی تصاویر

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار مورخہ ۲۰/۲۱ دسمبر ۱۹۲۴ء کو میجک لینٹرن کے ذریعہ دعوت الی اللہ پہنچانے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مورخہ ۲۰ر دسمبر کو آٹھ بجے شب مدرسہ احمدیہ کے صحن میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی زیر صدارت پہلے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ازاں بعد حضرت نیّـــر صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تصاویر دکھاتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ بیان فرمائی اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے دشمنان اسلام پنڈت لیکھرام اور ڈاکٹر ڈوئی کی تصاویر سکرین پر دکھا کر احمدیت کی صداقت کو آشکار فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے مغربی افریقہ میں بادشاہوں اوران کے درباروں کی تصاویر دکھائیں جہاں دوسال تک آپ نے پیغام حق پہنچایا۔ پروگرام کے اختتام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے سفر لندن کے موقع پر مختلف جلسوں اور تقاریب کے ایمان افروز نظارے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کو عملی رنگ میں پورا ہوتے ہوئے دکھایا۔

مجلس مشاورت میں شمولیت

مجلس مشاورت کا آغاز ۱۹۲۲ء میں ہوا۔ آپ ۱۹۲۴ء میں انگلستان سے واپس تشریف لائے۔ آپ پہلی بار ۱۹۲۵ء کی مجلس شوریٰ میں بطور ''نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان'' (مرکزی نمائندہ) شامل ہوئے اور آپ کو سب کمیٹی برائے دعوت وتبلیغ (جو ۱۵ ممبران پر مشتمل تھی) میں مرکزی نمائندہ کے طور پر شامل ہونے کی توفیق ملی۔ ازاں بعد قریباً ہر سال مجلس مشاورت میں بطور نمائندہ شامل ہوتے رہے۔ ۲

دنیا کی چوبیس زبانوں میں

۲۹ رجنوری ۱۹۲۶ء کو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں پہلی بار چوبیس زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔ اس جلسہ میں حضرت مولانا نیّر صاحب نے انگریزی میں تقریر کی۔ ۳

ایک لاکھ افراد تک پیغام حق

۱۹۲۶ء میں قادیان سے ملک بھر کے اطراف میں مرکزی وفود روانہ کئے گئے۔ ان وفود میں ایک وفد حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کی سرکردگی میں مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۶ء کو روانہ ہوکر تین ماہ کے طویل دورہ کے بعد مورخہ ۲ ردسمبر ۱۹۲۶ء کو واپس قادیان پہنچا۔ اس دورہ میں آپ کے ہمسفر مولوی غلام احمد صاحب مجاہد بدوملہوی تھے۔ آپ کے اس دورہ کی مختصر رپورٹ مجلس مشاورت میں پیش ہوئی جو حسب ذیل ہے۔

''آپ نے اس دورہ میں ۶ ہزار میل کا سفر کیا۔ جس میں ایک سو جلسے ہوئے اور ایک لاکھ انسانوں کو حضرت مسیح پاک کا پیغام پہنچایا گیا۔ اثنائے سفر میں پچاس نفوس نے بیعت کی اور بعدازاں بھی کئی لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے۔

مندرجہ ذیل مقامات میں جلسے منعقد ہوئے۔

جالندھر، لدھیانہ، انبالہ، سہارنپور، بریلی، شاہ جہان پور، کلکتہ، رنگون، مانڈ کے میمیو، چٹا گانگ، برہمن بڑیہ، کٹک، سونگھڑہ، کیرنگ، بھدرک، بھاگلپور، مونگھیر، پٹنہ، اٹاوہ، کانپور، مسکرا، امروہہ، دہلی، بٹھنڈا، فرید کوٹ، قصور، پٹی۔ اس وفد نے جس خیر وخوبی کے ساتھ کام کیا اور قبولیت حاصل کی اس کا نمونہ سیکرٹری تبلیغ کلکتہ کی رپورٹ سے مختصراً پیش ہے۔

''الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی ذات کا ذکر بلند کرنے اور اس کے برگزیدہ ماموروم رسل کا پیغام اہالیان کلکتہ کو پہنچانے کی غرض سے جلسہ کی توفیق پائی جس میں اڑیسہ، بھرتپور، جلپائی گوری، ہگلی، چنسرہ کے احباب شامل تھے۔ جلسہ کی تاریخوں سے پہلے ۳۰۰۰ ہزار اشتہار بزبان انگریزی اور ۴۰۰۰ ہزار بزبان اردو اور ایک سو پوسٹر انگریزی میں شائع کئے گئے۔ اور ۵۰۰ سو دعوتی کارڈ کے ذریعہ غیر احمدی، عیسائی اور ہندو معزز لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ یہ جملہ اشتہارات وغیرہ مخلوق خدا کو جلسہ میں شمولیت کرانے میں نہایت کامیاب ثابت ہوئے۔ پہلے مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے ''حیات النبی'' کے مضمون پر اردو زبان میں پُر معارف تقریر کی۔ مابعد مولوی محمد اسحاق صاحب ایم اے نو احمدی نے بنگلہ زبان میں صداقت اسلام پر تقریر کی اور پھر اسی ہال میں نماز مغرب کے بعد **مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر نے بذریعہ میجک لینٹرن مختلف ممالک میں اسلام کی ترقی پر بڑے دلکش پیرائے میں بزبان انگریزی لیکچر دیا** جس سے حاضرین پر خاص اثر ہوا۔ چنانچہ کلکتہ کے ایک رئیس نے اگلے دن کہا۔ کہ جب نیّر صاحب اپنے لیکچر میں لندن اور افریقہ کے تبلیغی مناظر دکھا رہے تھے۔ تو اس وقت میرے دل میں **عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَ نْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآءِ یْلَ** کا نقشہ پھر رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تمام لیکچر شبہات در بارہ احمدیت کے ازالہ کے لئے ایک بین دلیل اور زندہ نشان ثابت ہوں گے۔ ایسی ہی خوشکن رپورٹیں دہلی وغیرہ دیگر شہروں سے بھی موصول ہوئیں جن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ **اللھم زد فزد۔** [4]

آپ نے اس دورہ میں پیغام حق پہنچانے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا اور واپسی پر مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا کرنے اور انہیں ایک جھنڈے

تلے آنے کی دعوت دیتے ہوئے الفضل میں ایک مضمون بعنوان ''جاگو۔ مسلمانو جاگو'' سپرد قلم فرمایا۔ یہ مضمون درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''مطلع مغرب سے چمکا نیّر نصف النہار
آنکھ کھولو دوستوں اب تک گیا کچھ بھی نہیں

ملک برما، ہر دو بنگال، اڑیسہ و بہار و صوبجات متحدہ۔ آگرہ و اودھ کا دورہ کر کے تین ماہ بعد مرکز میں آیا ہوں۔ ہندوستان کے فرزندوں میں ہر جگہ بیداری کے نشانات ہیں۔ ملکی بہتری قومی بہبودی، وطن پرستی، علم دوستی، مذہبی رواداری ہر جگہ افراد و اقوام کے قلوب میں موجزن پائی جا رہی ہے۔ تعلیم نسواں، صنعت و حرفت کی طرف اہل وطن کی خاص توجہ ہے ادنیٰ اقوام کی اصلاح اور ان کو مہذب شہری بنانے کی کوششیں ملک کے ہر صوبہ میں کامیابی سے جاری ہیں۔ مگر آہ افسوس کہ ان تمام کوششوں میں ان تمام رفاہ عام کی تحریک میں، ان تمام بہبودیٔ ملک کی عملی جدوجہد میں اگر حصہ نہیں ہے تو اس قوم کا جسے دعویٰ ہے اور بجا دعویٰ ہے کہ ایک وقت میں اس نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اس نے سوئی ہوئی مخلوق کو جگا دیا۔ وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو بہتر انسان بنایا۔ یورپ ان کا احسان مند۔ افریقہ ان کا مرہون منت۔ ایران ان کا باجگذار تحسین اور تہذیب و تمدن کا پرانا و قدیم گہوارا۔ آرین ہندوؤں کی تہذیب ان کے تمدن ان کے اخلاق ان کے مذہب ان کے علم اور صنعت و حرفت کے اثرات کا زندہ نشان ہے۔

مسلمانو! میرے سوئے ہوئے بھائیو! میرے مخاطب تم ہو اور تم میں سے صرف وہ طبقہ ہے۔ جو **عُلَمَآءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ** کا مصداق نہیں بلکہ بیدار مغز، زمانہ شناس اور اسلام کی روح سے آشنا ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ میں نے برما و شمالی ہند میں بدھوں، ہندوؤں، عیسائیوں کو مذکورہ بالا قابل تعریف سرگرمیوں میں منہمک و مشغول پایا مگر مسلمانوں کے ذمہ دار لوگوں کو ''کافر گر'' یا ''کافر گروں کے غلام'' اور آرام و آسائش کے بندے و عیش و عشرت کے خدّام پایا۔ برما کے زیر آبادی مسلمان جن کی تعداد کئی لاکھ ہے آہستہ آہستہ بدھ مذہب میں

جذب ہو رہے ہیں۔ بعض گاؤں کے گاؤں بدھ ہو چکے ہیں۔ ان کی تمام عورتیں بود و باش، رسم و عادت اور ہر طرح عملاً بدھ ہو گئی ہیں۔ آئندہ نسل اسلام سے دور جا رہی ہے۔

شمالی ہند میں ہر جگہ شدھی پرچار جاری ہے۔ بعض سناتنی ہندوؤں نے آریہ سماج کے شدھی پرچار کیلئے جائیدادیں وقف کر دی ہیں اور وہ اقوام جو آج سے کچھ عرصہ پہلے مسلمانوں سے اپنے تئیں ادنیٰ سمجھتیں تھیں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے کھا لیتی تھیں اب مسلمانوں سے چھوت کرنے اور باوجود اعلیٰ ہندو اقوام کے ان کو حقوق مساوات نہ دینے کے وہ اپنے تئیں ہندو سمجھنے پر فخر کرنے لگے ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمانوں میں سے ایک مجھے گاگور یونیورسٹی کے شانت نیکتی میں ملا اور میں نے اسے اسلام کا خطرناک دشمن پایا۔

اچھوت اقوام برما اور ناگپور میں بڑی کثرت اور سرعت کے ساتھ مسیحی ہو رہی ہیں۔ یہ تمام کوششیں مذہب کے نام سے سیاست کی ترقی کے لئے ہو رہی ہیں اور اس دوڑ میں مسلمان پیچھے رہ چکے ہیں۔

بیمار، کمزور، بے پر بھائیو! تمہاری غفلت، تمہاری بے پروائی، تمہاری بے توجہی تم پر عذاب لائی ہے۔ تمہاری سچی توبہ اب یہ ہے کہ تم جاگو۔ ہمسایہ اقوام سے سبق لو "تبلیغ اسلام" صحیح طریق، صحیح نظام اور صحیح ہدایت کے ماتحت کرو۔ **تم سوتے ہو مگر تمہارے خدا نے تمہارا پاسبان بھیج دیا۔** وہ قادیان میں نورانی زندگی بخش منارۃ المسیح پر نازل ہوا۔ دینی مایوسی میں، دینی بے بسی میں، صحیح تنظیم، صحیح سیاست، صحیح تبلیغ کے لئے قادیان کی طرف دیکھو اور ایک تجربہ کار کی بات سنو۔ پہلے نسخے بھی آزما چکے ہو اب یہ نسخہ بھی آزماؤ۔ تم بے پر ہو مگر بے زر نہیں۔ تم بے بس ہو مگر بے کس نہیں۔ تم سے خدا بے زار ہے مگر تم بے یار و مددگار نہیں۔ تم خرچ کرتے ہو مگر تمہارے پاس امین نہیں۔ تم نے اپنی اصلاح کے لئے دماغ سے کام لیا مگر اب غیب سے آنے والے دماغ سے بالا طاقت کے ذریعہ آنے والے الہام پر توجہ کرو اور قادیان کے ماتحت اپنی

طاقتیں کر دو۔ ہمارا سالانہ جلسہ ۲۶ ؍ ۲۷ و ۲۸ دسمبر کو ہے۔ ذرا آ کر ہندوستان کے مسلمانوں کے سب سے بڑے مجمع کو دیکھو اور اپنی نازک حالت میں ملاحظہ کرو کہ حسبِ وعدہ تمہاری دستگیری کے سامان پیدا ہیں۔ ؎

تسلی دینے آیا بن کے احمد نیّر بیضا
شب تاریک میں ہم کو محمدؐ با وفا اپنا
۵

نائب مدیر اخبار ''سن رائز''

حضرت مولوی محمد الدین صاحب بی اے (مبلغ امریکہ) کی زیر ادارت دسمبر ۱۹۲۶ء میں اخبار ''سن رائز'' شائع ہوا اور حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب اس کے نائب مدیر مقرر ہوئے۔ ۶

☆......☆......☆

اندرون ہند دورہ جات کی فہرست

(۱۹۲۵ء تا ۱۹۲۹ء)

نمبر شمار	تاریخ	مقام	موضوع
۱	۲۲؍ مارچ ۱۹۲۵ء	انجمن اسلامیہ جموں	کتاب مبین ۷
۲	یکم دسمبر ۱۹۲۵ء	مسلم یونیورسٹی علی گڑھ	مغربی افریقہ کے تبلیغی کارہائے نمایاں ۸

آپ کے اس لیکچر سے متعلق اخبار مسلم آوٹ لک لاہور کا نامہ نگار مقیم علی گڑھ ۵؍ دسمبر ۱۹۲۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

''مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر جو ظلمت کدہ مغربی افریقہ میں اسلام کی ضیا پاشی کرنے والے ایسے مبلغین میں سے مخصوص شخصیت کے مالک ہیں جنہوں نے گذشتہ ایام میں تبلیغی فرائض کی ادائیگی کے لئے میدان تبلیغ میں اترنے والوں کیلئے رستہ صاف کر دیا۔ انہوں نے سہ شنبہ کی شام کو سٹریجن ہال علی گڑھ میں ایک نہایت ہی دلچسپ لیکچر اپنی تبلیغی خدمات انگلینڈ اور افریقہ سے متعلق نہ صرف زبانی بلکہ تصویری زبان میں بھی دیا ہے۔'' ۹

نمبر شمار	تاریخ	مقام	موضوع
۳	۲۲،۲۳؍ نومبر ۱۹۲۵ء	ساندھن ضلع آگرہ	سلائیڈز دکھائیں ۱۰
۴	۵؍ فروری ۱۹۲۶ء	انجمن اشاعت اسلام امرتسر	ارتداد ملکانہ راجپوتوں کے حالات اور واقعات شدھی نیز آریہ سماج کے اعتراضات کے جوابات ۱۱
۵	// // //	امرتسر	دو لیکچر مع سلائیڈز ۱۲
۶	۱۹؍ فروری ۱۹۲۶ء	امرتسر	جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں ۱۳
۷	// // // //	انبالہ	مغربی افریقہ میں اسلام

اسی طرح آپ نے سلائیڈز بھی دکھائیں۔ صدر جلسہ سید محمد حنیف صاحب پلیڈر نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ "لیکچرار نے ہمارے علم میں قیمتی اضافہ کیا ہے۔" ۱۴

۸	۱۲؍جون ۱۹۲۶ء	ڈیرہ باوا ناک (گورداسپور)	صداقت سلسلہ عالیہ احمدیہ ۱۵
۹	؍؍ ؍؍ ؍؍	اٹھوال (گورداسپور)	تبلیغی سفر افریقہ و انگلستان ۱۶
۱۰	۴؍ستمبر ۱۹۲۶ء	لدھیانہ	سلائیڈز
۱۱	۴؍ستمبر ۱۹۲۶ء	لدھیانہ	زندہ مذہب ۱۷
۱۲	۲؍ستمبر ۱۹۲۶ء	جالندھر	افریقہ و امریکہ و بلاد یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت واہمیت ۱۸
۱۳	؍؍ ؍؍ ؍؍	انبالہ	صلح وامن سے رہنے کی ضرورت نیز آپ نے پانچ مزید لیکچر بھی دیئے۔ ۱۹
۱۴	۸؍ستمبر ۱۹۲۶ء	سہارن پور	دو کامیاب لیکچرز کے علاوہ آپ نے سلائیڈز بھی دکھائیں۔ ۲۰
۱۵	؍؍ ؍؍ ؍؍	شاہ جہان پور	شاہ جہان پور کے جلسہ سالانہ میں تقاریر فرمائیں۔ ۲۱
۱۶	۱۲/۱۱؍ستمبر ۱۹۲۶ء	بریلی	جلسہ سالانہ میں تین لیکچر دیئے۔ ۲۲
۱۷	۲۱؍ستمبر ۱۹۲۶ء	کلکتہ	چھ کامیاب لیکچر دیئے ۲۳
۱۸	۲۵؍ستمبر ۱۹۲۶ء	رنگون۔ برما	دوران قیام تین لیکچر دیئے۔ ۲۴
۱۹	یکم؍اکتوبر ۱۹۲۶ء	مانڈے، برما	تین لیکچر دیئے۔ تیسرا لیکچر "اسلام ہی سچا بدھ مت ہے" کے عنوان پر دیا فاضل صدر نے کہا کہ میں نے ایسا لیکچر آج سے قبل کبھی نہیں سنا" ۲۵
۲۰	؍؍ ؍؍ ؍؍	برھمن بڑیہ بنگال	سلائیڈز دکھائیں۔ ۲۶

نمبر	تاریخ	مقام	موضوع
۲۱	۲۱/اکتوبر ۱۹۲۶ء	سونگڑہ (کٹک)	(i) برطانیہ کے ساتھ وفاداری (ii) اسلام ہی زندہ اور عالمگیر مذہب ہے ۲۷
۲۲	۲۴/اکتوبر ۱۹۲۶ء	کیرنگ	ایک کانفرنس میں خطاب فرمایا ۲۸
۲۳	۲۸/اکتوبر ۱۹۲۶ء	کٹک	احمدیت دنیا کے لئے امن کا ذریعہ ہے ۲۹
۲۴	۳۱/اکتوبر ۱۹۲۶ء	بھاگلپور	بھاگلپور کے جلسہ سالانہ میں تقریر کی سلائیڈز بھی دکھائیں۔ ۳۰
۲۵	نومبر ۱۹۲۶ء	بھدرک	گناہ سے نجات کس طرح ہوسکتی ہے ۳۱
۲۶	نومبر ۱۹۲۶ء	کانپور	حضرت احمد یہ علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی کامیابی۔ ۳۲
۲۷	نومبر ۱۹۲۶ء	کیرنگ	سورۃ کوثر کی تفسیر فرمائی۔ (چار شخص آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے) ۳۳
۲۸	۱۹/۲۰/۲۱/ نومبر ۱۹۲۶ء	دہلی	دہلی کے جلسہ سالانہ میں تین پُر معارف تقاریر فرمائیں۔ ۳۴
۲۹	۲۰/نومبر ۱۹۲۶ء	قصور	اجلاس کی صدارت اور سلائیڈز ۳۵
۳۰	۲۴/نومبر ۱۹۲۶ء	// // //	بلاد عربیہ میں تبلیغ اسلام ۳۶
۳۱	۲۷/نومبر ۱۹۲۶ء	فرید کوٹ	سلائیڈز
۳۲	۲۳تا۲۷/فروری ۱۹۲۷ء	لاہور	صداقت اسلام بمقابلہ دیگر ادیان ۳۷
۳۳	مئی ۱۹۲۷ء	حیدر آباد سندھ	کئی ایک تقاریر فرمائیں۔ جن میں فرمایا کہ ہمارے مقدس رسول ﷺ کو گالیاں دینے والوں سے صلح ممکن ہی نہیں ۳۸
۳۴	مئی ۱۹۲۷ء	کراچی	مختلف مقامات پر لیکچرز دیئے ۳۹

۳۵	مارچ ۱۹۲۸ء	سیالکوٹ	ہمارا شفیع کون ہوسکتا ہے [۴۰]
۳۶	۳۰/مارچ ۱۹۲۸ء	دہلی	تقریر [۴۱]
۳۷	یکم/اپریل ۱۹۲۸ء	دہلی	دہلی کے جلسہ سالانہ میں حج بیت اللہ کے ایمان افروز واقعات سنائے ، نیز سلائیڈز دکھائیں۔ [۴۲]
۳۸	مئی ۱۹۲۸ء	لکھنو	غیر احمدیوں کی درخواست پر کئی لیکچرز ہوئے [۴۳]

آپ کے ان لیکچرز کا ذکر اخبارات میں بھی ہوا۔ لکھنو کا اخبار ''روزنامہ حقیقت'' لکھتا ہے کہ :۔

''مولانا ممدوح کا طرز بیان بہت دلچسپ اور اثر ڈالنے والا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سمندر ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ آپ کے دل سے خلوص نیت کے ساتھ تمام پُر معارف بیان نکل رہے تھے اور دلوں پر بھی اثر پذیر ہو رہے تھے۔'' [۴۴]

۳۹	اگست ۱۹۲۸ء	میسور	یورپ و مغربی افریقہ میں ایک ہندوستانی کے تجربات [۴۵]
۴۰	ستمبر	مدراس	مختلف اوقات میں آٹھ لیکچر دیئے۔ مکرم سیٹھ حمید حسن صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ وہ ایسے جلسہ کے صدر منتخب ہوئے ہیں جس میں نیّر صاحب جیسا فصیح و بلیغ مقرر قرآنی معارف سے سینوں کو لبریز کر رہا ہے۔ [۴۶]
۴۱	اکتوبر ۱۹۲۸ء	حیدر آباد دکن	سیرت النبی ﷺ [۴۷]
۴۲	۲۵/مارچ ۱۹۲۹ء	دہلی	دہلی کے جلسہ سالانہ میں ''ہندوستان میں مستقل امن کیونکر قائم ہوسکتا ہے'' کے موضوع پر تقریر فرمائی نیز سلائیڈز بھی دکھائیں۔ [۴۸]

۴۳	ستمبر ۱۹۲۹ء	محبوب نگر حیدرآباد	اسلام زندہ مذہب ہے	۴۹
۴۴	اکتوبر ۱۹۲۹ء	اڑیسہ	جوبلی فنڈ	
۴۵	۳۰؍ اکتوبر ۱۹۲۹ء	کٹک	جماعت احمدیہ کی اہمیت اور اخلاق فاضلہ	۵۰

سفر کے تجربات

آپ نے ۱۹۲۸ء میں ایک طویل تبلیغی و تربیتی سفر فرمایا۔ مقامات دورہ اور تقاریر کی فہرست اوپر دی جا چکی ہے۔ آپ نے اس سفر میں پیش آنے والے حالات واقعات پر مشتمل ایک دلچسپ اور معلومات افزاء مضمون رقم فرمایا۔ آپ کے اس مضمون سے اس امر پر تفصیل سے روشنی پڑتی ہے کہ آپ دوران سفر گہری نظر سے گردو پیش میں ہونے والے حالات و واقعات کا مطالعہ فرماتے اور دعوت الی اللہ کے مواقع سے بھرپور انداز سے فائدہ اٹھاتے۔ آپ کا یہ مضمون درج ذیل ہے۔

ریل کا ڈبہ

''ریل اور جہاز دنیا کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں اور مبلغ کے لئے سفر میں خدا کا پیغام پہنچانے اور مختلف طبقات کے خیالات سے واقف ہونے کا بڑا موقع ہوتا ہے میں اس سے فائدہ اٹھاتا ہوں۔ قادیان سے روانہ ہونے پر ریل میں تبلیغ کے علاوہ جو سبق آموز حالات میرے مشاہدہ میں آئے ان میں سے تین مثالیں عرض کرتا ہوں تا ناظرین الفضل معلوم کریں اور عام مسلمانوں کو معلوم کرائیں کہ ہوا کا رخ کس طرف ہے۔

مسلمانوں کی حالت

مسلمانوں کی حالت کا رونا تو بہت رویا جاتا ہے مگر افسوس کہ پلیٹ فارم سے شور مچانے والے لوگ عام سوشل حالات کی اصلاح اور اخلاق کی درستی کا وعظ کم کرتے ہیں اور غیر مسلم لوگ

اسلام کی تعلیم کی بجائے مسلمانوں کے عمل کو دیکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو کہ (i) ریل کے کمرہ میں جہاں ایک آریہ مہاشہ وید کی مدح سرائی کرتا ہوا انگریزوں اور مسلمانوں دونوں سے نپٹ لینے کا وقت قریب آ جانے کا پُر زور الفاظ میں تذکرہ کر کے ہندو جذبات کو بھڑکا تا ہے وہاں ایک نوجوان سکھ جوش میں بولتا ہے! قربانیاں کرنے کا سمے ہے۔ جب تک قربانیاں نہ ہوں گی اور شہیدوں کا خون نہ ہوگا اور ایک دفعہ مسلمانوں سے کھلے میدان میں فیصلہ نہ ہوگا۔ ملک میں امن نہ ہوگا۔

اس قومی جوش اور مسلمانوں کے تباہ کرنے والے منصوبوں کا پتہ دینے والی گفتگو سے غافل کو چونکنا اور سوئے ہوئے کو بیدار ہونا چاہئے تھا مگر پرانا منظر بدل کر نیا سین آتا ہے۔ دشمن کا مہذب تعلیم یافتہ گروہ جس کمرہ میں مذکورہ بالا بات چیت میں مشغول تھا اس سے دوسرے کم درجہ کے کمرہ میں جا کر ایک بوڑھے سرخ ریش مولانا درویش کی زیارت کی جاتی ہے۔ مولانا نے رات بھر اللہ ہو، اللہ ہو کے نعروں سے کمرہ بھر کو بیدار رکھا تھا۔ اب آپ درویش نہیں بلکہ پہلوان ہیں اور غلیظ گالیاں ایک غیر مسلم نوجوان کو صرف اس قصور پر دے رہے ہیں کہ اس نے مولانا سائیں شاہ صاحب کے کمرہ میں صبح صبح دروازہ کھول کر گھسنے کی کیوں جرأت کی اور ان بزرگوار کو خلاف قواعد ریلوے آگ جلا کر حقہ نہ بھرنے اور کچھ جگہ نووارد کے بیٹھنے کے لئے خالی کرنے کے لئے کیوں کہا؟ نوجوان غیر مسلم باوجود طاقت حمایت جماعت صبر سے کام لیتا ہے اور اللہ ہو کہنے والا منہ گالیاں دے کر جواب لیتا ہے ''بوڑھے! تیری ڈاڑھی کا لحاظ کیا ہے خاموش ہو جا! آخر مُسلہ ہے نا!!'' اگر بروقت مداخلت نہ کرائی جاتی تو اچھا خاصا ہندو مسلم سوال اور فساد ہونے میں کسر نہ رہی تھی۔ اس میں پٹتے بھی مسلمان اور قید بھی مسلمان ہی ہوتے اور مہاشہ جی کو اسلام پر حملہ اور مسلمانوں سے نفرت پھیلانے کا زرّین موقع تو مل ہی چکا تھا۔

بڑے میاں کا معاملہ ابھی بہ مشکل طے ہوا تھا کہ ریل کے ٹھہرنے کی دوسری جگہ آ گئی۔ کچھ غیر مسلم خواتین داخل ہوئیں اور ایک پابند فقہ مسلمان صاحب کمرہ سے باہر نکلے۔ گاڑی نے وسل دیا اور ہمارا سفید پوش نیا مولوی ایک ہاتھ شلوار میں ڈالے کمر بند گلے سے باندھے اندر آ گیا جہاں بیبیاں بیٹھی تھیں۔ ان کے عین سامنے بلا تکلف پاجامہ کے اندر ہاتھ کو جنبش اور جسم کو حرکت

دی جاتی رہی۔ نہ اسے خواتین کے بیٹھنے کا احساس ہوا اور نہ اپنے اس فعل کو خلاف تہذیب تصور کیا۔ مگر آریہ وسکھ وعیسائی نے ایک دوسرے کو آنکھوں سے دیکھ کر کان میں ایسی آواز سے کہہ دیا جسے متجسس کان سُن سکتا تھا کہ ''دیکھو یہ مسلمان کا نمونہ ہے۔''

غریب دردمند مبلغ نے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہی تو پُر جوش پابند فقہ مولانا نے جواب دیا'' قادیانی مردود وملعون کافر قابل گردن زدنی، انگریزوں کے غلام'' کی بات میں نہیں سن سکتا۔ دشمنان اسلام ہنسے اور محبّ اسلام رودیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک آریہ نوجوان

دہلی سے آگرہ تک میرا ہم سفر ایک نوجوان ہندو تھا جو ایک سیٹھ کا لڑکا اور متموّل عالی خاندان کا چشم وچراغ تھا۔ انگریزی میں خاص طور پر قابل تھا۔ اسلام کی نسبت زہریلا لٹریچر جو ہندوستانی بولشویلیسٹ اسلام اور مذہب کو مٹانے کیلئے تیار کر رہے ہیں پڑھ چکا تھا۔ میں اس کی نظر میں متعصب مُلاّ تھا جو کافر کو موقع پا کر قتل کر دینے کا منتظر رہتا ہے۔ کافر پڑوسی کے مال کو لوٹنا، اس کی بیوی کو بلا نکاح لے جانا جائز سمجھتا ہے اور اپنے وحشی عقائد واعمال میں آریہ کے مزعومہ اسلام کا نمونہ ہے۔ اس لئے مجھ سے بات کرتے ہوئے حقارت کی آنکھ اور نفرت کے لہجہ کو مخلوط کر کے بولتا تھا۔ میں اس مرض کو تاڑ گیا۔ اور چونکہ اس نوجوان کے منہ سے ایک آدھ انگریزی لفظ نکل چکا تھا اس لئے اس سے موقع پا کر میں نے اسی لہجہ میں جو انگریزوں کو پسند ہوتا ہے اس کے انگریزی تلفظ کی تعریف کی اور ساتھ ہی الوکیوشن (فصاحت) اور اپنے قیام لندن کا ذکر کر دیا۔ اب ہمارا نوجوان ہندو ہم سفر سنبھل کر بولنے لگا اور سرخ ریش ملا سے انگریزی میں باتیں کر کے اور ایک گھنٹہ میں آریہ زہریلے اثر کا ازالہ سن کر اس نے حیرت سے پوچھا! آیا جو کچھ میں نے پڑھا ہے یہ اسلام کی تعلیم نہیں؟ میرے یقین دلانے پر کہ یہ اسلام کی تعلیم نہیں نوجوان کو صدمہ ہوا اور اصل تعلیم سننے اور پڑھنے کا خواہاں ہوا۔ چند کتابوں کے نام لئے۔ احمدی عقائد کو توجہ سے سنا اور چلتے وقت کہا بڑے لالہ جی کو اسلام سے محبت تھی میرا نام بھی اسلامی رکھا تھا مگر یک طرفہ لٹریچر کے

مطالعہ اور یک طرفہ تقاریر کے سننے اور سیاسی اثرات نے میرے دل میں اسلام سے نفرت پیدا کر دی اور میں نے اسلامی نام بالکل ترک کر دیا۔ اب میں پڑھوں گا سوچوں گا اور باپ کے دیئے ہوئے نام کی عزت کروں گا۔

دھولیہ میں قیام اور انگریزی میں تقریر

جی آئی پی کے جنکشن سٹیشن چالیس گاؤں سے ایک چھوٹی سی شاخ دھولیہ تک جاتی ہے۔ دھولیہ تجارتی مقام ہے۔ وہاں کے اسٹیشن ماسٹر ہمارے مخلص دوست بابو سراج الدین صاحب ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ میں کسی وقت وہاں جاؤں اس لئے اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے میں وہاں گیا۔ بابو صاحب کے احباب نے جن میں ایک ممبر کونسل اور ایک وکیل ہیں لیکچر کی خواہش کی اور مجھ سے ملنے اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ میں انگریزی بول سکوں گا مرہٹی و انگریزی میں اشتہارات شائع کر دیئے اور ٹاؤن ہال میں ''اسلام صلح و امن کا مذہب ہے'' کے مضمون پر انگریزی میں تقریر ہوئی۔ اس تقریر کے بعد ایک بڑے ہندو قانون پیشہ نے کہا۔ میں تبدیل شدہ خیالات کے ساتھ واپس جاتا ہوں I am returning a changed man ایک مسلمان نے کہا۔ آپ مسلمان ہیں تو اس نے جواب دیا۔ Call me a Muslim not Muhammadan مجھے مسلم کہو مگر عام مسلمانوں کا سا محمدی نہیں ہوں۔

ان علاقوں کے لوگ نسبتاً آزاد اور آریہ سماج کے اثرات سے پاک تھے مگر زہریلا و گندہ لٹریچر جو ستیارتھ پرکاش کے ماننے والوں نے تیار کیا ہے اور جسے گجراتی، تامل، مرہٹی، گنٹری اور تیگو میں ترجمہ کیا جا رہا ہے اب لوگوں تک پہنچ رہا ہے اور کم علم مصروف لوگ اس دیانندی قاتلانہ حملہ کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں نے ایک اور تقریر لینٹرن سلائیڈز کے ساتھ اردو میں کی جسے سن کر اور سلائیڈز دیکھ کر نوجوان مسلمان خصوصیت سے تازہ دم ہو گئے مگر مُلّا منش سٹ پٹائے اور ایک غریب نے تو اٹھ کر نوجوانوں کو غصہ اور غیر مسلموں کو ہنسنے کا موقع دیا۔

مجسٹریٹ سے ملاقات

دھولیہ کا سٹی مجسٹریٹ مجھے ملنے مکان پر آیا اور شریف ہندوؤں اور تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ایک مسلم مشنری کے پہلی مرتبہ آنے پر اظہار خوشی کیا۔ ہمارے بھائی سراج الدین کی دیرینہ مراد بر آئی۔

دھولیہ کا ایک واقعہ

ایک صبح میں بابو سراج الدین صاحب کے گھر پر تھا۔ بابو صاحب کو دودھ کیلئے گائے رکھنے کا شوق ہے۔ ان کی گائیں گھر کے قریب بندھی تھیں۔ بابو صاحب کے پڑوسی ہندو برہمن سٹیشن کلرک ہیں۔ دیکھا گیا کہ ہمارے ہندو تعلیم یافتہ دوستوں کی بیویاں گلاس ہاتھوں میں لئے سر برہنہ، برہنہ پا کسی بات کی منتظر ہیں۔ گمان ہوا کہ دودھ کے لئے آئی ہوں گی مگر نہیں برہمن دیویاں مس مئو (دیوتا) کو ہندوستان پر ہنسنے کا موقع دینے والے قدیم مذہب کی پیرو، آریہ تہذیب کی قائم مقام، تعلیم یافتہ اخبار خواں، ظاہرہ مہذب بیویاں جو صاف ستھرے مسلمان و مسیحی سے چھوت کرتی ہیں، چمکتے ہوئے گلاس لے کر گئو موتر کے امرت کی طرف دوڑیں اور گوہر مقصود حاصل کر کے کپڑوں اور منہ پر پڑنے والے پیشاب کی چھینٹوں کو عطر گلاب سے زیادہ قیمتی سمجھ کر منہ پر کے چھینٹوں کو ہاتھ پھیر کر پھیلا لیا تا یہ متبرک پانی ضائع نہ ہو جائے۔

اس واقعہ کو بعد میں مشاہدہ کئے جانے والے واقعات کے ساتھ ملا کر اور مادر ہند پڑھ کر اور ہندو مذہب کی تعلیم کہ شدھی کے لئے گائے کے گھی، دودھ، دہی، گوبر، پیشاب پانچ چیزوں سے مل کر تیار ہونے والی متبرک ''معجون الشدھی'' کا استعمال ضروری ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ ہندوستان کا نام مہذب ممالک کی فہرست میں اس وقت تک نہیں لکھا جا سکتا جب تک آریہ نسل کے نوجوان بت شکن محمود بن کر توہمات کے بتوں کو برہمن ماتاؤں کے قلوب کی سومنات سے نہ توڑ ڈالیں اور ''محمد رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے لا الہ الا اللہ کا کلمہ مسیح موعودؑ کی ہدایات کے مطابق نہ پڑھا دیں۔'' ۵۱

گرلز سکول سیالکوٹ کا افتتاح

سیالکوٹ کا شہر انگریزی عہد اقتدار کے زمانہ میں پادریوں کا مرکز رہا ہے جہاں عیسائیوں نے مسلمان بچوں اور بچیوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے شروع سے ہی کئی سکول کھول رکھے تھے۔ جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے مسلمان بچوں کو ان کے اثر سے بچانے کے لئے آنریری استانیوں کی خدمات حاصل کر کے ایک گرلز سکول کی بنیاد رکھی۔ یہ سکول ابتداءً ایک عارضی عمارت میں کھولا گیا۔ بعد ازاں لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ کی کوشش اور جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے تعاون سے احمدیہ مسجد کبوتراں والی کے شمالی جانب مدرسہ کی مستقل عمارت کی تعمیر کی گئی جو شہر بھر میں مسلمانوں کی پہلی درسگاہ تھی۔ مورخہ ۱۹؍فروری ۱۹۲۸ء میں اس درسگاہ کا افتتاح نظارت تعلیم وتربیت قادیان کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے حضرت الحاج مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے فرمایا۔ بعد میں یہ درسگاہ ترقی کر کے ہائی سکول تک پہنچ گئی۔ ۵۲

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ ۲۳؍جون ۱۹۲۹ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اس عظیم سانحہ پر حضرت نیّر صاحب نے درج ذیل مضمون تحریر فرمایا:۔

آہ! حافظ روشن علی صاحب (مرحوم)

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

میں بعض وجوہات سے اخبارات کے ذریعہ جماعت کے سامنے ایک عرصہ سے نہیں آیا مگر آج تر آنکھیں، محزون دل مجبور کر رہے ہیں کہ اس دن سے پہلے کہ نیّر کی روشنی بھی روشن علی کی ضیا کی طرح نظروں سے غائب ہو خلوت سے باہر آؤں اور جو کچھ آنکھیں دیکھتی، کان سنتے، یادداشت محفوظ رکھا کرتی ہے اسے زمانہ گذشتہ کے متعلق ہو یا حال کا مشاہدہ مختصر ہو یا مفصل حوالہ قلم کر کے احباب کو پہنچا دوں۔

پہلی ملاقات

یوں تو میں حافظ صاحب کو برسوں سے جانتا رہا ہوں اور آج سے قریباً دو درجن سال پہلے کا تعارف تھا۔ مگر ۱۹۱۸ء کے یہی ایام تھے کہ میں قادیان سے بمبئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر ڈاک کا کام جو میں ان دنوں کرتا تھا سنبھالنے کیلئے آیا مگر حضرت صاحب تو تشریف لے جا چکے تھے۔ صرف حافظ صاحب موصوف میمن بلڈنگ کے احمدیہ مہمان خانہ میں موجود تھے۔ آپ کی صحبت میں رہ کر چند روز فیض حاصل کرنے کا موقع ملا انہی دنوں حضرت حافظ صاحب کے ایک پبلک لیکچر کا اعلان ہوا مگر عین تقریر کے وقت حافظ صاحب کو بخار ہو گیا اور آپ کی جگہ میں نے تقریر کی۔ مرحوم نے مجھے نوٹ لکھا دیئے اور میں نے تقریر کر دی جو ان کو پسند آئی اور اس کے بعد ہم دونوں حیدر آباد آئے جہاں سے حافظ صاحب رخصت ہو کر دارالامان چلے گئے اور مجھے پیچھے چھوڑ دیا۔ یہ پہلا صحیح تعارف تھا۔

آخری ملاقات

گذشتہ سالانہ جلسہ پر حضرت حافظ صاحب مرحوم و مغفور کیلئے ''ذکر حبیب'' کے مضمون پر تقریر مقرر ہوئی تھی مگر ناسازیٔ طبیعت کے باعث آپ تقریر نہ فرما سکے اور منتظمان جلسہ نے یہ مضمون مجھے دیا۔ حضرت مرحوم سے جب میں نے ذکر کیا اور ان سے مضمون پر اشارات لینے کیلئے گیا تو فرمایا روشن علی اور نیّر میں معنوی مشارکت ہے اس لئے میرا مضمون آپ کے ہی سپرد ہونا ضروری تھا۔ حافظ صاحب سے ان کی صحت میں یہ آخری ملاقات تھی اور عجیب آسمانی انتظام ہے کہ جس طرح حیدر آباد دکن میں پہلی ملاقات ہوئی اسی طرح حیدر آباد دکن میں ہی ان کی موت کی آخری خبر موصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور میں جب تک دکن میں رہوں گا اور دکن سے دارالامان جاؤں گا تو زندگی کے ان آخری ایام میں ناموں کی مشارکت کے باعث ۱۹۲۸ء کے جلسہ سالانہ کا پروگرام ''ذکر حبیب'' کا محرک ہوتا رہے گا۔

صوفی روشن علی ولایت میں

خدا نے مجھے حافظ صاحب کے ساتھ تبلیغی سفروں میں جانے کا بھی موقع دیا۔آخری سفر جو ہم نے کیا وہ جموں کا تھا لیکن ہندوستان سے زیادہ قابل تذکرہ ملاقات لندن ہے۔ مذاہب کانفرنس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے علاوہ مولانا مرحوم کا بھی مضمون تھا۔آپ نے صوفی مذہب پر تقریر کی۔مولانا کی آمد کی خبر سن کر اور منتظمان کانفرنس کے ارادہ کو مدنظر رکھ کر میں نے حافظ صاحب مرحوم کا نام ان کے خاندانی صوفی پیر ہونے کے سبب ان کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کر کے پیش کر دیا جو سر آرنلڈ اور دوسرے مستشرقین نے پسند کیا اور دوسرے مقرر کا نام نکال کر حضرت حافظ صاحب کا نام رکھ دیا۔کانفرنس نے آپ کے مضمون،آپ کی تلاوت قرآن اور مثنوی کے پڑھنے کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور مشرق کے ممتاز سبز عمامہ پوش لوگوں میں صوفی روشن علی کانفرنس والوں کی آنکھ میں خاص توجہ سے دیکھے گئے۔

پیارے حافظ صاحب! آہ وہ سریلی آواز جس نے امپیریل انسٹیٹیوٹ لندن کے مرکزی ہال میں حاضرین کو محظوظ کیا اب اس دنیائے فانی میں سنائی نہیں دے گی مگر آپ سے محبت رکھنے والوں کو یاد ہے کہ آپ نے مثنوی سے پڑھا تھا۔ے

بشنو از نے چوں حکایت مے کند
از جدائی ہا شکایت مے کند

پیارے! تم کو مبارک ہو کہ جدائی ختم ہو کر وصال ہو گیا۔ے

مدت سے امیر ان کے ملنے کی تمنا تھی
آج اس نے بلایا ہے لینے کو قضا آئی

میرا انسائیکلوپیڈیا کھو یا گیا

گو خدا نے سٹیج پر تقریر کرتے وقت خواہ وہ انگریزی میں اسٹریچی ہال علی گڑھ یونیورسٹی

میں ہو یا اردو میں جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر ہو مجھے ہمیشہ ستاری سے عزت بخشی ہے مگر اپنے مبلغ علم کو جانتا ہوں ۔ ہر بڑی تقریر کے مضمون کے اشارات کا بیشتر حصہ حضرت حافظ صاحب مرحوم لکھاتے تھے اور میں نہایت اطمینان سے زیادہ مطالعہ کئے بغیر تقریر سے پہلے مرحوم کے پاس جاتا اور کہتا کہ آج میں Moving Encyclopaedia of Islam متحرک دائرۃ المعارف اسلام کے مطالعہ کیلئے آیا ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ اس سے بھی کم وقت صرف کر کے جو برٹش میوزیم لائبریری لندن میں محض کتاب لینے کی اجازت حاصل کرنے میں خرچ ہوتا تھا علم کے زندہ خزانہ سے ضرورت کے مطابق دولت معلومات لے کر شادان وفرحان واپس ہوتا تھا۔

آہ! میرا متحرک انسائیکلو پیڈیا کھو یا گیا۔ اب کوئی بھی ایک آدمی مضمون مقررہ پر فوراً آیات ، احادیث ،تصوف ، روایات مسلمہ کے زبانی حوالہ جات نہ دے سکے گا۔ الٰہی بہت بڑا نقصان ہے تو تلافی کر۔ نعم البدل دے۔

اسلام کا نقصان

میں نے جو کچھ اپنی ذات کی نسبت کہا ہے میں سمجھتا ہوں جماعت احمدیہ کے اکثر جدید مبلّعین کے متعلق بھی صحیح ہوگا۔ حافظ صاحب کی وفات سے نہ صرف جماعت احمدیہ کا نہ تلافی ہونے والا نقصان ہوا ہے اور خلافت ثانی کا مولانا عبدالکریم ثانی ہم سے جدا ہوا ہے بلکہ دنیا کے اسلام میں چونکہ حافظ صاحب کی سی جامع صفات رکھنے والا دوسرا آدمی نہ موجود تھا اور نہ ہے اس لئے کل اسلامی دنیا کا نقصان ہوا ہے جس کا احساس متعصب ہندوستانی گو نہ کریں مگر ممالک اسلامیہ کے جن علماء اور عوام نے حضرت مرحوم کو ان کے دوران سفر شام ومصر میں دیکھا تھا وہ اس کا احساس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

نئے علما سے خطاب

نئے علماء میں سے گو قریباً سب مدرسہ احمدیہ کا انگریزی پڑھانے والا سابق مدرّس سمجھ کر میرا ادب کرتے ہیں لیکن مجھے زیادہ تعارف عزیزان مولوی ابوالعطاء اللہ دتّہ اور مولوی غلام احمد مجاہد

اور مولوی عبداللہ مالا باری سے ہے اس لئے میں ان کو اور دوسرے تمام عزیزوں کو مخاطب کر کے کہوں گا کہ علمائے دین کے بغیر سقف احمدیت بلا ''شہتیر'' ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک شہتیر بنے اور بہت سی خوبیوں والے مرحوم و مغفور کی یادگار رہو اور اس مصیبت میں ہمارا سہارا ہو۔

حضرت مولانا نورالدین کی یادگار

مجھے حضرت خلیفہ اوّل کا عام فیض یاد ہے اور مجھے معلوم ہے کہ حضرت مرحوم کے شجر فیض کو کتنے ثمر لگے۔ میں دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ حضرت خلیفہ اول کی ایک خاص یادگار دنیا میں نور قرآن سے فیض یافتہ حافظ القرآن حضرت مولانا روشن علی (مرحوم) ہیں اور دوم نورالدین اعظم کی عاقبت محمود کی شہادت حضرت خلیفہ ثانی لخت جگر مسیح پاک ہیں۔ اللہ ان کو ہر صدمہ و بلا سے محفوظ رکھے اور ہر مقصد میں کامیاب کرے اور خدا کے وعدے جلد پورے ہوں۔ آمین

میرے مولا! ایسا کر کہ اولوالعزم محمود کی جس فاتحانہ پیش قدمی کا آغاز روشن علی نے سرزمین حیدرآباد دکن میں کیا ہے اسے نیّر کے ہاتھ پر فتح و نصرت کے ساتھ تکمیل تک پہنچا۔ آمین ثم آمین۔

حافظ صاحب مرحوم کی تاریخ وفات

جماعت احمدیہ حیدرآباد کے شاعر جناب سید حسین صاحب ذوقی نے حیدرآباد کی جماعت اور پبلک کے جذبات کی یادگار میں حضرت مرحوم کی تاریخ وفات حسب ذیل رباعی میں لکھی ہے۔ ؎

گفتا ذوقی این تاریخ

نیک صفاتش مرد سعید

از دنیا در خلد بریں

حافظ روشن علی رسید

(۱۹۲۹ء) ۵۳

انچارج دعوت الی اللہ حیدر آباد دکن

۱۹۳۰ء تک مبلغین سلسلہ کسی خاص حلقہ میں تعینات نہ کئے جاتے تھے بلکہ مرکز جہاں ضرورت دیکھتا وہاں مبلغین بھجوا دیئے جاتے۔مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مبلغین کے ہیڈ کوارٹرز تجویز کر کے انہیں مختلف حلقوں میں تقسیم کر دیا جائے۔اس فیصلہ کے مطابق ۱۹۳۱ء میں مبلّغین کو ملک کے مختلف حلقوں میں تعینات کر دیا گیا۔چنانچہ حیدر آباد (دکن) میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر انچارج تبلیغ مقرر ہوئے۔ ۵۴

اس سے پہلے بھی آپ کئی مرتبہ بسلسلہ تبلیغ حیدر آباد تشریف لے جاتے رہے تاہم وہاں باقاعدہ طور پر انچارج تبلیغ مقرر ہونے پر آپ نے تبلیغی مہم تیز تر فرما دی۔ پہلے سال کی مساعی کی رپورٹ ملاحظہ ہو۔

''(دوران سال) آپ فرداً فرداً تبلیغ کرتے رہے اس کے علاوہ آپ نے بعض پبلک لیکچرز دیئے اور متعدد ملاقاتیں کیں جن کی ہفتہ وار اوسط تیس رہی۔اس تبلیغی مہم کے ساتھ ساتھ جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی کوشاں رہے اور جماعت کو چندوں کی ترغیب دلاتے رہے۔'' ۵۵

۱۹۳۲ء میں آپ نے ستائیس لیکچرز دیئے اور بارہ دورے کرنے کے علاوہ ۱۴۷ ملاقاتیں، تین تربیتی درس دیئے جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے آٹھ سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق ملی۔ ۵۶

فروری ۱۹۳۴ء میں مبلغین کو اس امر کا بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا کہ وہ اپنے حلقہ میں مخالفانہ پروپیگنڈا کا سدّ باب کریں۔ نیز یہ کہ تمام نظارتوں کے متعلقہ امور کی نگرانی کریں اور متعلقہ نظارت کو رپورٹ کریں۔آپ نے ان جملہ امور کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

قیام حیدر آباد کے دوران آپ نے مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد کی بنیاد رکھنے میں مدد دی۔نواب بہادر یار جنگ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر مرکز کی طرف سے کئی سال تک حیدرآباد دکن میں مقیم رہے اور وہ ان چند اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کی بنیاد رکھی۔'' ۵۷

کالی کٹ (مالابار) کے احمدیوں پر مظالم اور آپ کی حکمت عملی

تاریخ احمدیت سے ایک واقعہ پیش ہے:۔

''کالی کٹ (مالابار) کے احمدی عرصہ سے مظالم کا تختہ مشق بنائے جارہے تھے مگر ۲۹ر جنوری ۱۹۳۴ء کی شام جب ایک احمدی بھائی کی تجہیز و تکفین کا مرحلہ پیش آیا تو مخالفین کی شرارتیں انتہا تک پہنچ گئیں اور وہ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے اور فوت شدہ احمدی کے مکان پر گالیوں، دھمکیوں اور شور وشر سے ایسا طوفان مچا دیا کہ گنتی کے احمدیوں کے لئے مکان سے باہر نکلنا یا اندر جانا مشکل ہوگیا۔ رات آٹھ بجے کے قریب ایک شخص کو بڑی مشکل سے قبرستان میں بھیجا گیا مگر وہاں بھی ہزاروں لوگ لاٹھیاں لے کر جمع تھے اور انہوں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ اس احمدی کو کسی صورت میں بھی قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے حالانکہ وہ قبرستان تمام مسلمانوں کے لئے میونسپلٹی کی طرف سے وقف تھا اور اس میں دفن کرنے سے روکنے کا کسی کو قطعاً حق نہیں تھا۔

بے کس احمدیوں نے مخالفین کو اس طرح فساد پر آمادہ دیکھ کر ذمہ دار حکام کی طرف رجوع کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ کلکٹر صاحب دورہ پر ہیں۔ آخر ان سے تار کے ذریعہ مداخلت کرنے کی درخواست کی مگر کوئی جواب نہ ملا۔ احمدی رات بھر اسی مکان میں بند رہے۔

دوسرے دن صبح احمدیوں نے ڈویژنل افسر کو درخواست دی اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس پر انہوں نے پولیس کو ہدایت کی کہ تمام رکاوٹیں دور کر کے نعش دفن کرانے کا انتظام کریں لیکن بعد میں انہوں نے مخالف سرغنوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے میت کو قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا اور بالآخر شام کے قریب ایک ایسی جگہ پر جو شہر سے بہت دور تھی اور جہاں دو تین فٹ کھودنے سے پانی نکل آتا تھا احمدیوں کو اپنے بھائی کے دفن کرنے پر مجبور کیا

گیا۔ احمدیوں نے جگہ کی غیر موزونیت کے متعلق بار بار کہا مگر سرکاری افسروں نے یہی کہا کہ اس وقت لاش کو دفن کر دو بعد میں کچھ کہنا ہوا تو رپورٹ کرو۔

چونکہ میت پر ۲۴ گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا اس لئے احمدی رات کے ساڑھے دس بجے میت کو اٹھانے پر مجبور ہو گئے۔ اس وقت احمدیوں کی تعداد صرف اٹھارہ اور شرارت پسندوں کا مجمع کم از کم دس ہزار کا تھا۔ اگرچہ بعض پولیس والے بھی موجود تھے مگر مخالف گالیاں دیتے، آوازے کستے اور شور مچاتے ساتھ جارہے تھے اور وہ فتنہ انگیز اور شورش پسند موپلاؤں کے اتنے بڑے ہجوم کے مقابلہ میں کچھ نہ کر سکے۔

جنازہ بھاری تھا، دوسرے اٹھانے کے لئے ایک بھاری لکڑی کے پلنگ کے سوا کوئی اور چیز میسر نہ تھی، تیسرے اٹھانے والے چند نوجوان تھے جو بار بار اٹھاتے اور اتارتے ہوئے آدھی رات کے وقت ایک نہایت دور مقام پر ایسی حالت میں جنازہ لئے جارہے تھے جب کہ دس ہزار شوریدہ سر آدمیوں کا ہجوم انہیں گھیرے ہوئے گالیوں کی بوچھاڑ کر رہا تھا۔

جب ان انسانیت سوز افعال کی اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے حضرت نیّر صاحب کو جو اُن دنوں حیدرآباد (دکن) میں بطور مبلغ متعین تھے حکم دیا کہ وہ سیٹھ محمد اعظم صاحب کو ساتھ لے کر فوراً کالی کٹ (مالابار) پہنچ جائیں اور حضور کی طرف سے احمدی احباب سے اظہار ہمدردی کریں۔ نیز یہ ارشاد ہوا کہ ارباب حل وعقد سے مل کر ایسا انتظام کروادیں کہ آئندہ اس قسم کے افسوسناک حالات اور واقعات کا اعادہ نہ ہو۔

چنانچہ اس حکم پر حضرت نیّر صاحب اور سیٹھ محمد اعظم صاحب ۱۰/مارچ ۱۹۳۴ء کو کالی کٹ پہنچ گئے۔ ان حضرات کی مالابار میں آمد جماعت کے لئے بڑی ڈھارس واطمینان کا موجب ہوئی۔ سارے حالات کا جائزہ لینے کے بعد ان اصحاب نے سیکرٹری جماعت احمدیہ کالی کٹ کے ساتھ کلکٹر ضلع مالابار سے (جو انگریز تھا) ملاقات کی اور اس سے فوت شدہ احمدی کی تدفین کے سلسلہ میں جو افسوسناک واقعات پیش آئے تھے اور جن وحشیانہ افعال کا ارتکاب غیر احمدیوں کی طرف سے کیا گیا تھا ان کا ذکر کیا اور ان واقعات کے پیش نظر کلکٹر صاحب سے مطالبہ کیا کہ

حکومت کی طرف سے ایسا انتظام کیا جائے کہ آئندہ فوت ہونے والے احمدیوں کی تدفین میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

کلکٹر صاحب نے ساری باتیں توجہ سے سنیں اور ہمدردی کا اظہار بھی کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مالا باری مسلمانوں (موپلے) کے شدید تعصب (Fanaticism) اوران لوگوں کی معروف ہنگامہ آرائی کے پیش نظر حکومت اس معاملہ میں الجھ کر اپنے لئے ایک نیا دردسر مول لینا نہیں چاہتی۔

اس پر حضرت مولانا نیّر صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ احمدیوں کو قبرستان کے لئے علیحدہ زمین دی جائے تو وہ اس پر متفق نہ ہوسکا اور جواب دیا کہ حکومت مسلمانوں کے قبرستان کیلئے ایک وسیع قطعہ زمین دے چکی ہے اب وہ فرقہ وارانہ اساس پر علیحدہ قبرستان کے لئے جگہ دینے پر آمادہ نہیں ہے۔ بہرحال کافی گفتگو اس موضوع پر ہوئی اور کلکٹر صاحب کو حکومت کی اس ذمہ داری کی طرف متوجہ کیا گیا جو شہریوں کی بنیادی ضروریات اوران کے تحفظ سے ہے لیکن وہ باوجود اظہار ہمدردی کے کسی عملی اقدام کے لئے تیار نہ تھے۔

ان حالات میں حضرت مولانا نیّر صاحب نے جماعت کالی کٹ کے سیکرٹری سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے سن لیا ہے کہ آپ کے کلکٹر صاحب آپ کی کسی قسم کی مدد کرنے پر آمادہ نہیں ہیں ۔ان حالات میں میں آپ کو ہدایت کرتا ہوں کہ جب کبھی کوئی احمدی فوت ہو تو آپ لوگ ''لا اینڈ آرڈر (Law and order)'' کا مسئلہ کھڑا نہ کریں بلکہ بعد نماز جنازہ اس احمدی کی میت کو خاموشی کے ساتھ کسی ٹرک میں لے جا کر کلکٹر صاحب کی کوٹھی پر پہنچا دیں۔ کلکٹر صاحب جس طرح مناسب خیال کریں گے اس کی تدفین کا انتظام کر دیں گے۔ حضرت مولانا صاحب کے اس ارشاد پر کلکٹر صاحب بڑے پریشان ہوئے اور بے ساختہ کہا کہ ''نہیں نہیں ایسا نہیں چاہیئے'' مولانا نے جواب میں فرمایا کہ ''ایسا ہی ہوگا اگر غیر احمدی اپنی تعداد کے بل بوتے پر ہمارے مردوں کو قبرستان میں دفن ہونے میں مزاحم ہوں اور حکومت اپنی سنہری اور روپہلی مصلحتوں کی بناء پر ہمارے حق کو دلوانے اور مدد کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو اس صورت میں اس

کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟''

مزید کچھ گفتگو کے بعد کلکٹر صاحب نے کہا کہ وہ اس سارے معاملہ کو مناسب فیصلہ کے لئے میونسپلٹی کو جس کے زیر انتظام قبرستان ہیں ہدایت دے دیں گے۔

چنانچہ اس ہدایت کے ساتھ کہ اس معاملہ کا فوری تصفیہ کیا جائے کلکٹر صاحب نے میونسپلٹی کو حکم دیا۔ حضرت مولانا نیّر صاحب اور سیٹھ محمد اعظم صاحب نے میونسپلٹی کے با اثر ممبران سے ملاقاتیں کیں اور سارے معاملہ کو سمجھایا اور ان کی اخلاقی ذمہ داری سے ان کو آگاہ کیا۔ بالآخر جب یہ معاملہ میونسپلٹی کے اجلاس میں آخری فیصلہ کے لئے پیش ہوا تو مسلمان ممبروں کی شدید مخالفت کے باوجود غالب اکثریت کے ساتھ یہ فیصلہ ہوا کہ قبرستان کی زمین میونسپلٹی کی ملکیت ہے جو مسلمانوں کو ان کے مُردوں کی تدفین وغیرہ کے لئے دی گئی ہے اور اس میں مُردہ شخص جو خود کو مسلمان کہتا رہا ہو وہ اس میں بعد وفات دفن ہو سکتا ہے۔

میونسپلٹی کے اس فیصلہ کے خلاف غیر احمدی مسلمانوں کا ایک وفد کلکٹر صاحب سے ملا لیکن کلکٹر صاحب اس فیصلہ کو بدلنے کے لئے راضی نہ ہوئے۔ غیر احمدیوں کا ادعا تھا کہ مسلمانوں کے قبرستان میں احمدیوں کی تدفین سے ان کے مُردے ناپاک ہو جائیں گے۔ اس پر کلکٹر صاحب نے ارکان وفد سے پوچھا کہ کیا قبرستان کی زمین تقسیم کر کے اس کا ایک حصہ احمدیوں کے لئے مختص کر دیا جائے؟ لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے اور بالآخر تصفیہ ہوا کہ کسی دوسری جگہ احمدیوں کے قبرستان کے لئے حکومت زمین مہیا کرے اور اس کی قیمت غیر احمدی مسلمان ادا کریں۔

چنانچہ احمدیوں کو قبرستان کے لئے جگہ مل گئی۔ متازعہ قبرستان پُرانی آبادی کے متصلہ علاقہ میں واقع ہے جہاں پہنچنے کے لئے گنجان آبادی اور تنگ و تاریک گلی کوچوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب جو جگہ احمدیوں کو قبرستان کیلئے دی گئی وہ نئی آبادی سے متصل زمین تھی اور اس نئی آبادی میں پڑھے لکھے اور خوشحال لوگ رہتے تھے اور سڑکیں بھی کشادہ اور جنازے کے وہاں تدفین کے لئے لے جانے میں راستہ میں فتنہ وفساد کا بہت کم اندیشہ تھا۔

تدفین کے سلسلہ میں جو دشواریاں تھیں ان کے پیش نظر بعض لوگ قبول احمدیت میں متذبذب تھے اور بعض کمزور احمدی بھی پریشان تھے لیکن احمدیوں کے لئے قبرستان کا انتظام ہو جانے کے بعد تذبذب اور پریشانی کی کوئی بات باقی نہ رہی۔ اس لئے احمدیوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور غیر احمدیوں میں باوجود اپنی بے پناہ اکثریت اور اثر ورسوخ کے اس ناکامی پر بڑی مایوسی ہوئی۔ (اس جملہ کارروائی کے بعد) حضرت مولانا نیّر صاحب اور سیٹھ صاحب موصوف ۱۹/ مارچ ۱۹۳۴ء کو واپس تشریف لے آئے۔ ۵۸

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ پر قاتلانہ حملہ

۸/ جولائی ۱۹۳۵ء کو شام چھ بجے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ پر ایک احراری غنڈے نے اچانک قاتلانہ حملہ کیا۔ لاٹھی کے وار کو روکتے ہوئے آپ کی کلائی پر شدید ضرب آئی۔ اس افسوسناک واقعہ پر ساری جماعت میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔

نیشنل لیگ قادیان کا جلسہ

احراریوں کے مظالم اور غنڈہ گردی کے خلاف نیشنل لیگ قادیان نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ یہ جلسہ مکرم قریشی محمد صادق صاحب کی زیر صدارت مورخہ ۹/ جولائی کو رات ساڑھے نو بجے مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقد ہوا جس میں مقررین نے جماعت احمدیہ کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے حکومت کو اس قسم کے واقعات کے سد باب کرنے کی پُرزور اپیل کی۔

حضرت مولانا نیّر صاحب کا جوش اور ولولہ

حضرت مولانا نیّر صاحب نے غندہ گردی کے اس واقعہ پر شدید غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا ''میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جن کی طبیعت قدرتاً بہت نرم واقع

ہوئی ہے......اور میرے متعلق یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جس میں کسی پر مجبوراً سختی کرنی پڑے اور یہ صحیح ہے **مگر میں کل سے اپنے دل کی یہ کیفیت دیکھتا ہوں کہ اگر آج وہ زمانہ ہوتا جبکہ یہ حکم ہوتا تھا کہ کل تمہیں جہاد کیلئے نکلنا ہے تو میں ایک منٹ کی دیر کئے بغیر تیار ہو جاتا۔**

میں دیکھتا ہوں کہ میرے دل کے اندر ایک دکھ ہے درد ہے۔ ہم پر انتہائی ظلم کیا گیا ہے اور کرایا گیا ہے مگر اس کا کوئی انسداد نہیں ہوا۔ آج ہم اپنے غم وغصہ کا اظہار کرنے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ غضب ہے کہ کھلے میدانوں میں ہمارے امام کا نام لے کر ہاں قادیان کے رئیس کا نام لے کر ہتک کی جاتی ہے۔ شاہراہ عام میں پولیس کھڑی ہوتی اور احمدیوں کی خاص گذرگاہ مسجد خوجیاں کی عمارت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غلیظ گالیاں دی جاتی ہیں اور اس کے بعد صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ ہوتا ہے۔ کیا یہ اس کا ثبوت نہیں کہ یہ سب کچھ کرایا جا رہا ہے۔

ظلم کا نتیجہ ضرور نکلے گا

میں ضبط کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہم اس خدا کی طرف متوجہ ہوں جو ظالموں سے پورا پورا بدلہ لینے والا ہے۔ کیا ابولہب نے جب ایک مسلمان کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا اسے یہ علم تھا کہ وہ طاعون کے پھوڑے سے ہلاک ہوگا۔ کیا اس کی بیوی جو رسول مقبول ﷺ کے راستوں میں کانٹے بچھایا کرتی تھی جانتی تھی کہ ایک رسی اسی کے گلے میں پڑ کر اس کی ہلاکت کا موجب ہوگی۔ کیا ان کا بیٹا یہ گمان کر سکتا تھا کہ اس کی شرارتوں کی سزا جنگل کے ایک درندے کے ذریعہ اس کی ہلاکت کے طور پر عمل میں آئے گی۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ ظلم کا نتیجہ نہ اچھا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

صبر کرو

ایک بڑی چیز جو آپ کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے طاقت رکھتے ہوئے اور انتہائی اشتعال انگیزی کے وقت صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ہم پر

گورنمنٹ کیا دفعہ لگا سکتی ہے۔ ہم پر دفعہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے لگی ہوئی ہے جس کے ہم پابند ہیں۔ وہ دفعہ یہ ہے کہ گالیاں سنو، ماریں کھاؤ مگر زبان تک نہ ہلاؤ۔ یہ دفعہ قرآن پاک کے تیس پاروں کی تعلیم ہے جس کا درس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا۔ جس پر عمل موجودہ امام کرا رہے ہیں۔ ہماری تعداد یہاں زیادہ ہے، ہماری حیثیت، مالکیت وجاہت سب کچھ ہے مگر ہمارے صبر کی آزمائش بھی بڑھ کر ہے۔ صبر کرو ضبط کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔

آسمانی فیصلہ کا انتظار کرو

دیکھو! اخباروں میں حال میں شائع ہوا ہے کہ ایک بی بی کو بیل گاڑی میں اس کے میکے والوں نے سسرال بھیج دیا۔ گاڑی بان کا دل راستہ میں بے ایمان ہو گیا۔ بی بی کا زیور چھین لیا اور گرفت کے خطرہ سے پتھر اٹھا کر اس بے گناہ مظلوم کا خاتمہ کرنے لگا کہ غضب الٰہی کے سانپ نے جو پتھر کے نیچے بیٹھا تھا اسے ڈس لیا اور وہ واصل جہنم ہو گیا۔ پس ضبط کرو اور آسمان کے فیصلہ کے منتظر رہو۔ ۵۹

تحریک جدید میں خدمات

چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ کا بیان ہے کہ ''تحریک جدید کے ابتدائی ایام میں (غالباً ۳۶۔۱۹۳۷ء میں) حضور نے مبلغین کے اخراجات کا اندازہ پیش کرنے کا کام حضرت نیّر صاحب کے سپرد کیا تھا۔ ۶۰

آل فیتھس لیگ (All Faiths League) بمبئی کے اجلاس میں تقریر

All Faiths League بمبئی کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۴ تا ۲۶ اپریل ۱۹۳۷ء بمبئی میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے انگریزی میں ''اسلام ایک

احمدی کے نقطہ نگاہ سے'' کے موضوع پر تقریر فرمائی جو بہت پسند کی گئی اور تعلیم یافتہ طبقہ نے یہاں تک کہا کہ ہم نے پہلی مرتبہ اسلام سے متعلق ایسی تقریر سنی ہے۔ حضرت مولوی نیّر صاحب لیگ کی سبجیکٹ (Subject) کمیٹی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔ نیز آپ کے دو ریزولیوشن بھی کانفرنس میں بالاتفاق پاس ہوئے۔ پہلے ریزولیوشن کا مفہوم یہ تھا کہ تمام مذاہب کے نمائندے اپنے وعظوں کو صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے تک محدود کر دیں دوسرے مذاہب پر ہرگز حملہ نہ کریں۔ آپ نے دوسرا ریزولیوشن یہ پیش کیا کہ ہندو احباب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے جلسوں میں اور مسلمان دوسرے بانیان مذاہب کے جلسوں میں شرکت کر کے صلح ومحبت کا ماحول پیدا کریں۔ ۶۱

کشمیر کے گورنر۔وزیر اعظم اور دیگر وزراء سے ملاقاتیں

جون ۱۹۳۷ء میں سری نگر کے ہندو اخبار ''مارتنڈ'' نے ایک پنڈت کی تقریر کا خلاصہ شائع کیا جس میں یہ فقرات بھی تھے کہ گائے کو ہندو اُسی احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں جس طرح مسلمان حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو۔ ان الفاظ پر مسلمانان سری نگر نے ایک جلوس نکالا جس پر لاٹھی چارج ہوا اور ۵۰۰ کے قریب اشخاص زخمی ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فوری طور پر مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ نیز آپ نے ستمبر ۱۹۳۷ء میں مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کو سری نگر بھجوایا۔ حضرت نیّر صاحب نے وہاں پہنچ کر کشمیر کے گورنر، وزیر اعظم، وزیر مال، سیکرٹری سیاسیات سے مفصل ملاقاتیں کیں اور ان پر مسئلہ گاؤ کشی کی حقیقت واضح کی اور ''ینگ مین سناتن دھرم ایسوسی ایشن'' کے پریذیڈنٹ وسیکرٹری اور ایڈیٹر مارتنڈ، ایڈیٹر ہمدرد وغیرہ سے بھی ملاقاتیں کیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے نتائج پیدا ہوئے۔ ۶۲

مجلس خدام الاحمدیہ کے ماہانہ اجلاس کی صدارت

مورخہ ۱۶/اگست ۱۹۳۸ء کو قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا نیّر صاحب نے فرمائی اور تبلیغی، تربیتی تقاریر میں حسن کارکردگی

پر انعامات تقسیم فرمائے۔اس اجلاس میں خدام الاحمدیہ کی کارگزاری کی رپورٹ بھی پیش کی گئی۔
آپ نے خدام کو قیمتی ہدایات ونصائح فرمائیں اوران کی کارکردگی کو سراہا۔ ۶۲

یو،پی،بہار،بنگال،اڑیسہ،اوردکن کا دورہ

اکتوبر اور نومبر ۱۹۳۸ء میں آپ نے یوپی، بہار، بنگال، اڑیسہ اور دکن کا ایک طویل تبلیغی و تربیتی دورہ فرمایا۔اس دورہ میں آپ نے چار ہزار میل سے زائد سفر کیا۔ دوران دورہ ۱۶ لیکچر دیئے اور برہمن بڑیہ کی صوبائی سالانہ احمدیہ کانفرنس میں شمولیت فرمائی اور خطاب فرمایا۔ ۶۴

شعبہ نشر واشاعت وانجمن ترقی اسلام

۳۶۔۱۹۳۷ء میں آپ کو نظارت دعوت وتبلیغ کے تحت شعبہ نشر واشاعت وانجمن ترقی اسلام کا انچارج مقرر کیا گیا۔آپ کے سپرد مندرجہ ذیل امور کا انتظام وانصرام تھا۔

ا۔جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کا انعقاد (۲) جلسہ ہائے پیشوایان مذاہب کا انعقاد
(۳) تبلیغ اچھوت اقوام (۴) مسلمانوں سے متفقہ امور میں اشتراک عمل کے فرائض۔ان مفوضہ خدمات کے علاوہ آپ کے سپرد تبلیغی خط وکتابت اور مبلغین سلسلہ کی رپورٹس کی تنقید واشاعت کا کام تھا۔

آپ نے عرصہ زیر رپورٹ (از یکم مئی ۱۹۳۹ تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۰ء) سات سو چودہ انگریزی و اردو (زبانوں میں) خطوط لکھے جن میں بعض خاصے طویل تھے۔ نیز ۱۶۹۰ تبلیغی رپورٹوں پر تبصرہ کیا اور ۱۵۵ تبلیغی رپورٹس کے خلاصے الفضل میں شائع کروائے۔

اس کے علاوہ سامانہ، سنگرور، انبالہ، اجمیر، جے پور، دہلی، کلکتہ، موسیٰ نبی، ننکانہ صاحب، لاہور اور بعض مواضعات ضلع گورداسپور میں انگریزی اور اردو میں تقریریں کیں اور بعض مقامات پر میجک لینٹرن کی مدد سے لیکچر دیئے۔جن میں سے قابل ذکر موسیٰ نبی صوبہ بہار میں مسجد احمدیہ کے افتتاح پر انگریز مرد وعورتوں میں زیر صدارت جنرل مینیجر صاحب کا نہائے تانبہ، مہاراج

کالج جے پور میں زیر صدارت پرنسپل صاحب کالج اور محمڈن اینگلو عربک کالج دہلی میں زیر صدارت آنریبل سر محمد یامین صاحب ایم ایل اے سنٹرل اور لاہور وائی ایم سی اے میں زیر صدارت جسٹس سکیمپ انگریزی میں تقاریر کیں۔ ۶۵

یکم مئی ۱۹۴۰ء تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۱ء کے دوران آپ کے سپرد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اصل کام ''بلاد خارجیہ سے خط وکتابت اوران ممالک میں تبلیغ کے لئے راستہ تلاش کرنا'' کیا ہوا تھا لیکن جنگ کے باعث بلاد خارجیہ سے ڈاک کا انتظام درہم برہم ہو جانے اور بجٹ میں عدم گنجائش کے باعث اس کام کی طرف پوری توجہ نہ ہوسکی، اس لئے آپ اس عرصہ میں مفصلہ ذیل کام سرانجام دیتے رہے۔

۱۔نشر واشاعت (الف) نشر واشاعت کی مطبوعات وغیرہ وتحصیل چندہ کی نگرانی۔

(ب) مبلغین کی رپورٹوں پر تبصرہ اوران سے خط وکتابت

(ج) مبلغین وسیکرٹریان تبلیغ و انصاراللہ کی کارگزاریاں اور ان کے خلاصہ کی الفضل میں اشاعت

۲۔متلاشیان حق کے انگریزی واردو میں سوالات وجوابات

۳۔انچارج شعبہ ترقی اسلام

۴۔نگران مضامین الفضل

۵۔متلاشیاں حق ومعزز زائرین قادیان کی تبلیغی تواضع

۶۔تبلیغی دورے

۷۔متفرق امور میں تبلیغی مشورہ

۸۔تیاری سالانہ رپورٹ

حضرت مولانا صاحب نے اس عرصہ میں چودہ سو چھ رپورٹوں اور مراسلات پر کارروائی کی۔۷۷۴ رپورٹوں کے خلاصے الفضل میں شائع کئے اور نظارت علیا کو ان کے اقتباسات بھجوائے۔ یک صد ترانوے قابل ذکر انگریزی اردو تبلیغی خطوط لکھے اور پٹنہ، لکھنو، ڈیرہ دون،

موسٰی نبی کے تبلیغی دوروں میں چار ہزار چھ سو پچھتر میل کا سفر کیا۔ دوروں کے دوران اجلاسات میں انگریزی و اردو میں تقاریر کیں۔ افتتاح مسجد اقصیٰ نبی بہار کے وقت انگریز افسر مرد و عورتوں کی خاص تعداد موجود تھی جن کو آپ نے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ ان امور کے علاوہ آپ نے ریویو آف ریلیجنز میں تناسخ کے موضوع پر ایک علمی مقالہ لکھا۔

شعبہ ترقی اسلام

جیسا کہ قبل ازیں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس شعبہ کی نگرانی بھی آپ کے سپرد تھی۔ سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ کے مطابق امسال آپ کی نگرانی وزیر ہدایت مختلف جماعتوں میں مندرجہ ذیل خدمات انجام دی گئیں:۔

ا۔ سیرۃ النبی ﷺ کے جلسوں کی تاریخ ۶ / اپریل ۱۹۴۱ء مطابق ۶ شہادت ۱۳۲۰ ہش تھی اور جہاں جہاں اندرون و بیرون ہند احمدی جماعتیں ہیں سب نے خدا کے فضل سے شان کے ساتھ یہ جلسے منائے اور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ پر غیر مسلموں سے تقاریر کرائیں۔

مشرقی افریقہ نیروبی میں محترمی سید محمود اللہ شاہ صاحب بی اے، بی ٹی نے ریڈیو پر خاص سیرتِ نبویؐ پر تقریر کی اور مغربی افریقہ میں مسٹر میکا لے مشہور افریقن سیاسی لیڈر نے آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی پر بزبان انگریزی بصیرت افروز تقریر کی۔

۲۔ جلسہ پیشوایان مذاہب یکم دسمبر / فتح کو منایا گیا اور دنیا میں حقیقی امن اور ہندوستان کو ایک قوم دیکھنے کے لئے درد مند دل رکھنے والے مسلم و غیر مسلموں نے ہر جگہ ان جلسوں کا خیر مقدم کیا اور حضرت امام جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ایسی مفید اور بابرکت تحریک جاری کی ہے۔

۳۔ گو اچھوتوں میں کوئی نمایاں کام کسی جگہ نہیں ہو سکا مگر ضلع کانگڑہ میں ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ اس کی طرف توجہ کی ضرورت تھی۔ ان حالات کی مختصر کیفیت سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ میں اس طرح مذکور ہے کہ علاقہ کانگڑہ کے اچھوتوں کو آریہ سماج نے

برائے نام ہندو بنایا ہوا تھا۔مگر راجپوت زمینداران کو اپنے چشموں سے پانی بھرنے نہ دیتے۔ اس ظلم سے تنگ آ کر اچھوتوں نے جلسے کئے اور اعلان کیا کہ وہ پچاس ہزار کی تعداد میں مسلمان ہو جائیں گے۔اس پر چوٹی کے آریہ ہندو لیڈر راجہ نریندر ناتھ اور سر گوکل چند نارنگ جیسے وہاں پہنچے اور اچھوتوں کو چشموں سے پانی بھرنے کی جبراً اجازت دلوادی مگر ہندوؤں نے پھر ان کو پانی لینے سے روک دیا۔ اخبارات میں شور اٹھا۔ عدالتوں میں مقدمات گئے۔ مسلمانوں کی مختلف انجمنوں نے نمائندے بھیجے۔ نظارت دعوۃ وتبلیغ نے بھی مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل کو مع شیخ محمد سلیم صاحب نومسلم وہاں بھیج دیا اور ہر دو اصحاب ستمبر ۱۹۴۰ء سے وہاں کام کرتے رہے۔ بعض لوگ اسلام لانے پر تیار ہوئے۔ مسلمانوں پر اس بروقت مدد کا اچھا اثر ہوا۔ دوسری انجمنوں کے مولوی تو سب واپس آ گئے مگر احمدی نمائندہ وہاں موجود رہے اور اچھوتوں میں آزادی کی سپرٹ قائم رکھنے کے علاوہ مسلمانوں کی حفاظت کا کام بھی سرانجام دیا جاتا رہا۔

۴۔افسوس کہ مرکزی مسلم لیگ کی کمزوری کے باعث ہم لیگ سے تعاون نہیں کر سکے مگر ہر جگہ آنحضرت ﷺ کے نام لیوا لوگوں کی مشترکہ امور میں مدد کی گئی۔بعض غیر احمدی مسلمان متلاشیاں روزگار کو کام پر لگایا گیا اور بعض ریاستوں میں مظلوم مسلم رعایا و حکمران کی مدد کی گئی اور تبلیغ اسلام میں رکاوٹ دور کرنے کی کوشش شروع کی گئی۔ اور جہاں کہیں غیر مسلم مناظرین نے چیلنج کیا اور مسلمانوں نے قادیان لکھا فوراً مبلغین بھجوائے گئے مفت لٹریچر بروقت مہیا کیا گیا۔ ۶۶

نواب بہادر یار جنگ آف حیدر دکن کی آمد اور حضرت نیّر صاحب سے ملاقات

برصغیر کے ممتاز مسلم رہنما نواب بہادر یار جنگ آف حیدرآباد دکن کسی تعارف کے محتاج نہیں۔آپ مارچ ۱۹۴۰ء میں مرکز احمدیت میں چند گھنٹوں کے لئے رونق افروز ہوئے اور نہایت گہرا اثر لے کر گئے۔ چنانچہ انہوں نے لال گڑھی (جاگیر) سے ۲۰ شوال المکرّم ۱۳۶۱ھ مطابق ۳۱/اکتوبر ۱۹۴۲ء کو شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مدیر الحکم قادیان کے نام ایک پیغام میں تحریر فرمایا:۔

''مارچ ۱۹۴۰ء میں چند گھنٹوں کے لئے قادیان گیا جہاں چودھری صاحب مقیم تھے۔ گو میں نے قادیان میں صرف چند گھنٹے بسر کئے لیکن ان چند گھنٹوں کی یاد ابھی تک باقی ہے۔

اسٹیشن پر میرے قدیم کرم فرما مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر اور مولوی محمد اعظم صاحب نے استقبال کیا۔ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے کئی سال تک حیدرآباد میں مقیم رہے ہیں اور ان چند اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد کا سنگ بنیاد رکھا اور مولوی محمد اعظم صاحب حیدرآباد کی مشہور دوکان محمد اعظم معین الدین کے مالک اور مجلس اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کے قدیم ترین رکن اور میرے رفیق کار ہیں اور ان چند نوجوانوں میں سے ہیں جن کی رفاقت پر میں فخر کرتا ہوں۔ ان دونوں حضرات نے زوال آفتاب تک مجھے قادیان کی ایک ایک گلی میں گھمایا اور جماعت احمدیہ کے ایک ایک ادارہ کی سیر کروائی۔'' ۶۷

مسجد احمدیہ موسیٰ نبی (بہار) کا افتتاح

۵ مئی ۱۹۴۰ء کو حضرت مولانا نیّر صاحب نے مسجد احمدیہ موسیٰ نبی (بہار) کا افتتاح کیا اور سب سے پہلی اذان (ابوالبشارت) مولوی عبدالعزیز صاحب نے دی۔ ۶۸

۴۱-۱۹۴۲ء میں آپ آٹھ ماہ رخصت پر رہے۔ دیگر ایام کارکردگی میں مبلغین کی دو صد گیارہ تبلیغی رپورٹوں کا خلاصہ شائع کرایا۔ چالیس تبلیغی خطوط لکھے اور دو ہزار اڑتیس میل کا سفر طے کر کے دس مقامات کا دورہ کیا۔ انگریزی و اردو میں سولہ تقاریر کیں۔ اس کے علاوہ دو امریکن، پانچ یورپین خواتین، دو دیسی پادریوں کو تبلیغ کی۔ نیز کشمیر تشریف لے جا کر ترکمستانی مہاجرین قاضاق (قزق) سے ملاقات کی اور مسلم لیگ کے وفود کی دریافت شکایات میں مدد دی نیز سلسلہ احمدیہ سے مہاجرین کا تعارف کرایا اور تعلق پیدا کیا۔ الفضل کے مضامین کی نگرانی کر کے ایڈیٹر اور مینیجر کے دفاتر الگ کرائے نیز مبلغین کرام کی نگرانی کی۔ علاوہ ازیں نظامت نشرو اشاعت اور سیکرٹری ترقی اسلام کے فرائض بھی ادا فرماتے رہے۔ ۶۹

۳۰/اپریل ۴۲ء تا یکم مئی ۴۳ء کے عرصہ میں آپ چھ ماہ دورہ پر رہے۔آپ کے سپرد قاضاق مہاجرین سے ملاقات کرنے کا کام ہوا تھا۔آپ نے ٹیکسلا، پشاور، ایبٹ آباد کا سفر کیا اور مہاجرین سے روابط قائم کئے۔ان کے رؤساء اور علماء قادیان آنے کے لئے تیار ہوئے مگر غیر احمدی لوگوں کی مخالفت نے ان کو اس خوش قسمتی سے باز رکھا۔اس سال آپ نے چین کے مسلمانوں کی مرکزی تنظیم نیشنل اسلا ملک (سالویشن فیڈ ریشن) کے نمائندہ مسٹر عثمان کو قادیان لانے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کرانے کی خدمت سرانجام دی اور بمبئی، ریاست حیدرآباد، کاٹھیاواڑ، ریاست صبور، بنگلور، جے پور کا پچپن ہزار اڑتالیس میل دورہ کر کے جماعتوں کا تبلیغی معائنہ کیا اور اس کے بعد سال کے آخر میں پٹنہ کو صدر مقام بنا کر بہار کا دورہ کیا۔اس دورہ میں آپ نے اکیس ہزار اٹھاسی میل کا سفر کیا۔

اس کے علاوہ آپ بھوالی (نینی تال) میں سیرت النبی ﷺ کے جلسہ میں شمولیت کیلئے تشریف لے گئے۔دوران سفر آپ نے ہر جگہ انگریزی میں تقریریں کیں۔پٹنہ میں درس قرآن بھی بزبان انگریزی دیتے رہے مگر ہر جماعت میں تربیتی خطابات اور درس اردو میں ہوتے رہے۔بہار کے سفر میں آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر بھی آپ کے ساتھ تھیں جنہوں نے انگریزی میں سینٹ ٹینس ہال میں مؤثر تقریر کی۔یہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک نیا باب تھا۔ان تمام تقریروں کا بہار کے اخبارات میں نمایاں طور پر ذکر ہوتا رہا۔

آپ نے چالیس تقریریں کیں اور باوجود پیرانہ سالی آٹھ ہزار سات سو چھتیس میل کا سفر کیا۔دوران قیام مرکز دوصد ساٹھ خطوط لکھے اور حضرت امیر المومنین کے خطبہ متعلقہ جنگ شمالی افریقہ کا انگریزی ترجمہ The way to Victory کیا اور اس کی دو ہزار نو سو پچانوے کاپیاں معزز انگریزوں میں تقسیم کرائیں، جن میں سے بائیس اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کے جواباً خطوط آئے۔ان میں قابل ذکر ہزایکسی لینسی وائسرائے اور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری، گورنر صاحبان صوبہ جات اور ممبران عاملہ کونسل ہیں۔علاوہ ازیں سالانہ رپورٹ نظارت ہذا (مبلغین اندرون ہند) بھی آپ نے مرتب فرمائی۔

اس عرصہ میں قادیان آنے والے انگریزی دان مہمانوں کی تبلیغی تواضع عموماً آپ کے سپرد رہی۔ آپ پر پٹنہ میں قاتلانہ حملہ ہوا مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھا۔ ۷۰

قادیان میں پہلا جلسہ ”یوم مصلح موعود“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۲۸؍جنوری ۱۹۴۴ء کو اپنے تاریخی خطبہ جمعہ میں یہ پُرشوکت اعلان فرمایا کہ ”میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں“ آپ کے اس پُرشوکت اعلان کے اگلے روز تین بجے بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں یوم مصلح موعود منعقد ہوا جس کی صدارت چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر اعلیٰ نے فرمائی۔ اس جلسہ میں دیگر معززین کے علاوہ حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ ۷۱

اعلان مصلح موعود۔ جلسہ ہوشیار پور

اعلان مصلح موعود کے سلسلہ میں ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی کے مقامات پر پُرشوکت جلسے منعقد ہوئے جس میں حضرت مصلح موعود نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور ان جلسوں میں آپ نے دعویٰ مصلح موعود کا حلفیہ اور پُرجلال اعلان فرمایا۔ اس سلسلہ میں پہلا جلسہ مورخہ ۲۰؍فروری ۱۹۴۴ء کو ہوشیار پور میں منعقد ہوا جس میں حضرت مصلح موعود نے پُرمعارف خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد ۱۸ مبلغین نے باری باری تقاریر کیں جس میں اس امر پر روشنی ڈالی گئی کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں جو یہ بشارت دی گئی تھی کہ ”خدا تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا“ سیدنا حضرت مصلح موعود کے ذریعہ وہ بڑی شان و عظمت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ اس تاریخی جلسہ میں حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے سیرالیون۔ گھانا (گولڈ کوسٹ) اور نائیجیریا کے حوالہ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر فرمایا۔ ۷۲

مجلس انصاراللہ کے سالانہ اجتماع میں تقریر

مجلس انصاراللہ کا دوسرا سالانہ اجتماع ۲۵ ردسمبر ۱۹۴۵ء مسجد اقصیٰ قادیان میں زیرِ صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ ناظر دعوت وتبلیغ منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ نے تبلیغ وتربیت کے موضوع پر تقریر کی۔ ۷۳

بمبئی مشن

۴۶۔۱۹۴۷ء میں آپ کی تقرری بحیثیت مبلغ انچارج بمبئی ہوئی۔ یہاں پر اگرچہ آپ کا قیام بہت مختصر تھا تاہم آپ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ کے یہاں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشن ہاؤس کی عمارت خریدی گئی۔ رپورٹ سالانہ بابت صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ (۴۷۔۱۹۴۶ء) صفحہ ۲ پر اس کا ذکر درج ذیل الفاظ میں ہے۔

''الحاج مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب دارالتبلیغ بمبئی کے انچارج رہے۔ انہوں نے دارالتبلیغ کے لئے ایک اچھا مکان حاصل کیا جو ننانویں سال تک انجمن کے قبضہ میں رہے گا۔''

محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ اہلیہ حضرت نیّر صاحب آپ کے قیام بمبئی کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ۔

''میں ان دنوں بمبئی میں آپ کے ساتھ تھی۔ ہم حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ نیّر صاحب اکثر صبح ناشتہ کئے بغیر ہی گھر سے روانہ ہوتے اور سارا دن اخبارات، اشتہارات دیکھنے کے علاوہ مختلف اصحاب اور وکلاء سے ملاقاتیں کرنے میں گذارتے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ آپ کام میں اس قدر منہمک ہوتے کہ ناشتہ اور پھر دوپہر کا کھانا تناول کرنا ہی بھول جاتے اور شام کو جب گھر تشریف لاتے تو آپ نے صبح سے کچھ نہ کھایا ہوتا۔ ۷۴

دوران سال مولوی محمد الدین صاحب واقف زندگی کو آپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے (بمبئی) بجھوایا گیا۔ ۷۵ انہوں نے کچھ عرصہ آپ کی زیر تربیت کام کیا۔ تقسیم پاکستان سے چند ماہ قبل حضرت نیّر صاحب شدید علیل ہو گئے اور آپ اپنے داماد مولوی عبدالکریم صاحب کے ہمراہ واپس قادیان تشریف لے آئے۔

☆......☆......☆......☆
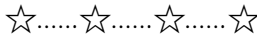
حوالہ جات

۱۔ الفضل ۶؍جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۷

۲۔ مطبوعہ رپورٹس مجلس ہائے مشاورت ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۴ء

۳۔ الفضل ۲؍فروری ۱۹۲۶ء صفحہ ۲

۴۔ مطبوعہ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۷ صفحہ ۴۸، ۴۹

۵۔ الفضل ۱۴؍دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳

۶۔ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۵۶۶، ۵۹۳ جدید ایڈیشن

۷۔ تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۳۵۹ جدید ایڈیشن

۸۔ الفضل ۱۱؍دسمبر ۱۹۲۵ء

۹۔ الفضل ۱۵؍دسمبر ۱۹۲۵ء

۱۰۔ الفضل ۲۲؍دسمبر ۱۹۲۵ء

۱۱۔ الفضل ۱۲؍فروری ۱۹۲۶ء

۱۲۔ الفضل ۲۶؍فروری ۱۹۲۶ء

۱۳۔ الفضل ۲؍مارچ ۱۹۲۶ء

۱۴۔ الفضل ۱۲؍مارچ ۱۹۲۶ء

۱۵۔ الفضل ۹؍جولائی ۱۹۲۶ء

۱۶۔ الفضل ۲۳؍جولائی ۱۹۲۶ء

۱۷۔ الفضل ۱۰؍دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۸۔ الفضل ۱۰؍دسمبر ۱۹۲۶ء

۱۹۔ الفضل ۱۴؍ستمبر ۱۹۲۶ء

۲۰۔ الفضل ۱۴؍ستمبر ۱۹۲۶ء
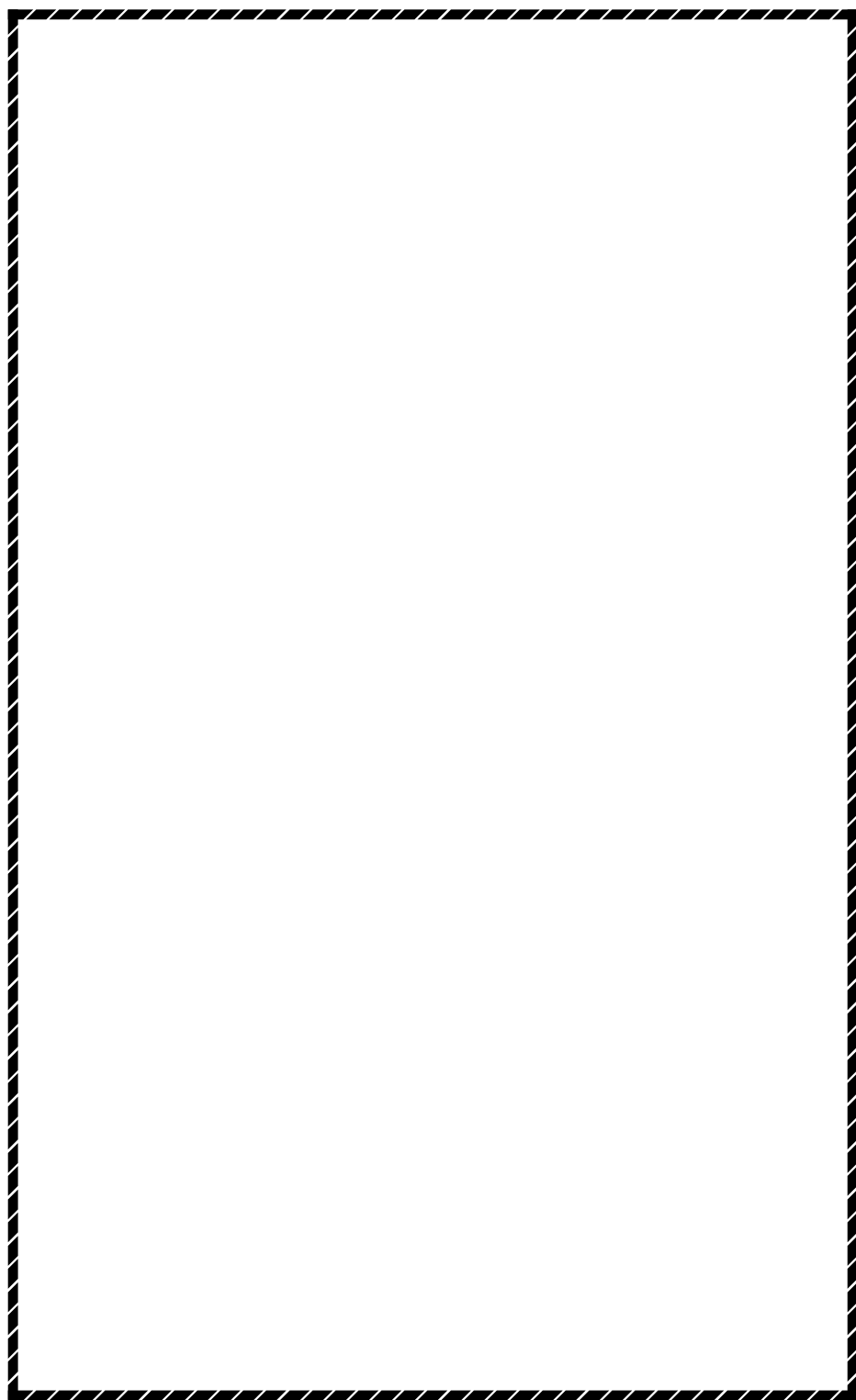
۲۱۔ الفضل ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۶ء
۲۲۔ الفضل ۲۱ر ستمبر ۱۹۲۶ء
۲۳۔ الفضل ۲۸ر ستمبر ۱۹۲۶ء
۲۴۔ الفضل ۵ر اکتوبر ۱۹۲۶ء
۲۵۔ الفضل ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء
۲۶۔ الفضل ۲۲ر اکتوبر ۱۹۲۶ء
۲۷۔ الفضل ۲ر نومبر ۱۹۲۶ء
۲۸۔ الفضل ۲ر نومبر ۱۹۲۶ء
۲۹۔ الفضل ۹ر نومبر ۱۹۲۶ء
۳۰۔ الفضل ۱۳ر نومبر ۱۹۲۶ء
۳۱۔ الفضل ۲۳ر نومبر ۱۹۲۶ء
۳۲۔ الفضل ۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء
۳۳۔ الفضل ۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء
۳۴۔ الفضل ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۶ء
۳۵۔ الفضل ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۶ء
۳۶۔ الفضل ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۶ء
۳۷۔ الفضل ۲۵ر فروری ۱۹۲۷ء
۳۸۔ الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۲۷ء
۳۹۔ الفضل ۳ر مئی ۱۹۲۷ء
۴۰۔ الفضل ۲۰ر مارچ ۱۹۲۸ء
۴۱۔ الفضل ۱۰ر اپریل ۱۹۲۸ء
۴۲۔ الفضل ۷ر امارچ ۱۹۲۸ء

۴۳۔الفضل ۴رمئی ۱۹۲۸ء
۴۴۔الفضل ۴رمئی ۱۹۲۸ء
۴۵۔الفضل ۳۱راگست ۱۹۲۸ء
۴۶۔الفضل ۲۵رستمبر ۱۹۲۸ء
۴۷۔الفضل ۲۶راکتوبر ۱۹۲۸ء
۴۸۔الفضل ۱۹راپریل ۱۹۲۹ء
۴۹۔الفضل یکم راکتوبر ۱۹۲۹ء
۵۰۔الفضل ۲۳رنومبر ۱۹۲۸ء
۵۱۔الفضل قادیان ۲۷رنومبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۸،۷
۵۲۔تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۰ جدید ایڈیشن
۵۳۔الفضل ۱۳رجولائی ۱۹۲۹ء
۵۴۔تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۳۴۴، ۳۴۵
۵۵۔سالانہ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ یکم رمئی ۳۱ءتا ۳۰راپریل ۱۹۳۲ء صفحہ ۲۵
۵۶۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ یکم رمئی ۳۲ تا ۳۰راپریل ۳۳ صفحہ ۱۶۸
۵۷۔تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۴۷، ۴۸
۵۸۔تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحہ ۱۵۷ تا ۱۶۱
۵۹۔الفضل ۱۰/۱۲رجولائی ۱۹۳۵ء
۶۰۔غیر مطبوعہ بیان چوہدری محمد شریف صاحب (رئیس التبلیغ بلاد عربیہ)
۶۱۔تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۴۳۸، الفضل یکم مئی ۱۹۳۷ء صفحہ ۲ کالم ۱
۶۲۔تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۲۰۷ جدید ایڈیشن
۶۳۔الفضل ۱۷راگست ۱۹۳۸ء صفحہ ۵
۶۴۔الفضل ۱۵ردسمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۶۵۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدرانجمن احمدیہ یکم رمئی ۳۹ءتا ۳۰اپریل ۴۰ءصفحہ ۸۶
۶۶۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدرانجمن احمدیہ از یکم رمئی ۱۹۴۰ءتا ۳۰راپریل ۱۹۴۱ءصفحہ ۶، ۷، ۱۰
۶۷۔مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۴۵۵ مصنف شیخ محمود احمد صاحب عرفانی۔ایڈیٹر الحکم قادیان
۶۸۔تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۲۰۱، الفضل ۱۲رمئی ۱۹۴۰ءصفحہ ۶
۶۹۔رپورٹ سالانہ صیغہ جات صدرانجمن احمدیہ یکم مئی ۴۱ءتا ۳۰راپریل ۱۹۴۲ءصفحہ ۸ والفضل ۴راکتوبر ۱۹۴۲ء
۷۰۔رپورٹ صدرانجمن احمدیہ یکم رمئی ۱۹۴۲ءتا ۳۰راپریل ۱۹۴۳ءصفحہ ۱۰
۷۱۔تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۵۰۶۔۵۰۷، الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ءصفحہ ۲
۷۲۔تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۵۸۶، ۵۸۷
۷۳۔تاریخ احمدیت جلد ۹ صفحہ ۹۸۔
۷۴۔غیر مطبوعہ بیان محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ زوجہ ثانیہ
۷۵۔رپورٹ سالانہ صدرانجمن احمدیہ سال ۱۹۴۷ء۔۱۹۴۸ء

روایات

روایات حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کو ۱۹۰۱ء میں بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیعت کے بعد ہر سال چھٹیوں میں قادیان آتے، حضور کی صحبت میں رہتے۔ واپس جاتے تو قادیان واپسی کا فکر دامنگیر رہتا۔ بالآخر ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی خاص اجازت سے ملازمت چھوڑ کر قادیان ہجرت کر لی جہاں مدرسہ احمدیہ میں خدمات آپ کے سپرد ہوئیں۔ فرصت کے اوقات میں حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر رہتے اور حضور کی بابرکت مجالس سے فیض یاب ہوتے اور حضور کے کلمات طیبات کو ایک مجلد نوٹ بک میں اپنے پاس محفوظ کر لیتے اور اس روحانی چشمہ سے دوسروں کو فیض یاب کرنے کی غرض سے آپ ان ''کلمات طیبات'' کو ڈائری کی صورت میں اپنے خسر محترم سید عزیز الرحمٰن بریلوی صاحب کو بذریعہ خطوط ارسال فرماتے۔ آپ کی یہ قیمتی ڈائری تو دستیاب نہیں ہوسکی تاہم آپ نے جو خطوط اپنے خسر صاحب کو تحریر فرمائے ان میں سے چند مطبوعہ خطوط بھی اس باب کے آخر میں سپرد اشاعت ہیں۔

۱۹۳۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خاص ہدایت پر صحابہ کرام کی روایات جمع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا اور اس وقت موجود صحابہ سے روایات لکھوا کر محفوظ کر لی گئیں۔ یہ قیمتی روایات کا خزانہ خلافت لائبریری میں ''رجسٹر روایات صحابہ'' (رجسٹر نمبر ۱ تا ۱۵) کی صورت میں موجود ہے۔ ذیل میں انہی محفوظ خزائن سے وہ روایات درج کی جارہی ہیں جو حضرت نیّر صاحب نے خود تحریر کروائیں۔

سن پیدائش ۱۸۸۳ء سن زیارت ۱۹۰۱ء سن بیعت ۱۹۰۱ء

''میری پیدائش ضلع جالندھر ریاست کپورتھلہ میں پھگواڑہ کے قریب ایک گاؤں میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پھگواڑہ اور بھونگہ میں حاصل کی۔ ابتدائی ملازمت اکونہ ضلع بہرائچ اودھ میں کی۔ والد صاحب اصل میں رہنے والے ضلع کرنال کے تھے اور نانا صاحب ضلع ہوشیار پور

کے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب مجھے پوربی زبان کے ذریعہ حاصل ہوا۔حضور کو چونکہ شعر بہت پسند ہوتا تھا میں نے کئی سال تک جبکہ میں اودھ سے زیارت کیلئے آیا کرتا تھا دیکھا کہ جو لوگ نظم لکھ کر لاتے تھے حضور پسند فرماتے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ فارسی ۔عربی۔ اردو زبانوں میں لوگ اچھی سے اچھی نظمیں حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ۔اس لئے مجھے جرأت نہ ہوتی تھی کہ میں کوئی نظم پیش کروں مگر اللہ بھلا کرے ایک پنجابی کا اس نے ردیف قافیہ اور کسی وزن ، بحر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضور کو نظم سنائی ۔ جو پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی۔اس پر میں نے فیصلہ کیا کہ میں بھی پوربی سیکھ کر اس میں نظم لکھوں گا۔ چنانچہ مئی ، جون ۱۹۰۵ء میں پوربی میں ’’کرشن اوتار‘‘ نام نظم لکھ کر لایا۔جس کے آخری اشعار حسب ذیل تھے۔

گوالن پورب دیش ہوں ٹھاڑی دوار کا آ
مہانت کے لال جی کر پا کر چت لا
رہبرو میرو ناؤ ہے تمرو گوال کہات
دودا تمرے گیان کا بچیت ہوں دن رات
سکھیاں ہم سنگ دوڑاں دوہو تمرو گوال
تنک بخیر یا کینن ہو ہمری للہ گوپال

(نوٹ از راقم روایات مکرم شیخ عبدالقادر ممکن ہے پوربی نہ جاننے کی وجہ سے بعض الفاظ درست نہ لکھے گئے ہوں۔ناظرین خود بخود اصلاح کر سکتے ہیں۔)

اس پر حضور نے آنکھ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور خدا معلوم اس آنکھ کے دیکھنے میں کیا اثر تھا جس نے مجھے اپنے آپ سے باہر کر دیا اور اس جوانی میں سچے پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخ مبارک کے سوا اور کوئی خوبصورت شکل نہ دکھائی دیتی تھی۔ رخصت لیتے وقت فرمایا! دوبارہ جلد آئیں۔ چنانچہ اس کے بعد مجھ پر ایک ربودگی کی سی کیفیت رہنے لگی اور میں نے لکھا کہ

وہ دن خدا کرے کہ ہم جائیں قادیان میں
جان بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

نیّر کو لے بلا تیرے قدموں سے دور ہے
درد فراق میں گرمی ہجران سے چور ہے

اس کے بعد حضور نے اپنے دست خاص سے لکھا۔
السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ ''میں آپ کے آنے پر بہت خوش ہوں آپ ضرور آجائیں''
(چنانچہ ۱۸ر ستمبر ۱۹۰۵ء کو ہجرت کر کے آپ قادیان آگئے۔)
آپ ''روایات'' کا ذکر کرتے مزید فرماتے ہیں:۔
۱۔ ''میں اودھ سے تعطیلات موسمی میں (غالباً ۱۹۰۳ء کو کرم دین والے مقدمہ کا وقت تھا) آیا ہوا تھا اور گورداسپور میں حضرت کی زیارت کے لئے مقدمہ کے دوران میں موجود تھا۔ یکا یک شام کو حضور نے فیصلہ فرمایا کہ قادیان چلیں گے۔ اس پر میں بھی رتھ کے ساتھ جو حضور کی سواری تھی پیدل قادیان آیا۔ راستہ میں جو گفتگو ہوئی اس میں سے ایک بات یاد ہے۔ میں نے حضور کو سنایا کہ لکھنو میں مسٹر نیوی دتا نے ایک تقریر کرتے ہوئے ہندوؤں کو مخاطب کر کے کہا اسلام نے ہندوستان کو ۱۵۰ برکات دی ہیں۔''
۲۔ ''امرتسر میں کنھیالال تھیٹر کے اندر رمضان کے مہینے میں غالباً ۱۹۰۶ء تھا حضرت کی تقریر مقرر تھی جس میں لوگوں نے شور مچایا اور حضرت تقریر نہیں فرما سکے۔ تھیٹر ہال سے نکل کر گھوڑا گاڑی میں حضور سوار ہوئے جب حضرت قیام گاہ پر صحیح سلامت پہنچے تو مجمع میں سے ایک شخص نے جو غالباً بہالی کے رہنے والے تھے بلند آواز سے کہا! السلام علیکم یا مسیح الموعود و مہدی المعہود! حضور نے جواب دیا اس پر السلام علیکم کہنے والے نے عرض کی حضور یہ وہ سلام ہے جو حضرت رسول اللہ ﷺ نے مہدی معہود پر بھیجا ہے اور وہ سلام میں حضور کو پہنچاتا ہوں۔ اس پر مسیح پاک نے فرمایا! میرے آقا کے اس سلام میں ایک پیشگوئی ہے جس کا منشا یہ ہے کہ حضرت رسولؐ اللہ مجھے خوشخبری دیتے ہیں کہ باوجود لوگوں کی تکلیف دینے کی کوشش کے اللہ تعالیٰ تم کو سلامت رکھے گا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو حضرت نبی کریم ﷺ نے میری نسبت فرمائی۔
۳۔ حقیقۃ الوحی کا ذکر آنے پر (غالباً حضور اس وقت حضرت میاں بشیر احمد صاحب

والے مکان میں اندر بیٹھے ہوئے تھے) فرمایا:۔

''ہماری یہ کتاب آئندہ اختلافات کا فیصلہ کرے گی۔ جس طرح تعزیرات ہند میں دفعات ہیں اسی طرح اس میں نشانات ہیں۔''

مفہوم یہ تھا کہ گویا یہ ایک قسم کی قانون کی کتاب ہے جو اختلافات کے فیصلوں میں مدد دے گی۔

۴۔حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہونے والی ہی تھی۔اس لئے میں نے ۲۰ مئی ۱۹۰۷ء کو حضرت کے حضور ایک خط لکھا کہ

۷۸۶

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی ومولائی ادام اللہ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کا عکس عربی استفتا میں ہے اردو میں نہیں حقیقۃ الوحی منگوا کر ملاحظہ فرمالیں۔اگر کاغذ لگ جائے یا اصل فوٹو لگ جائے تو بہتر ہوگا۔اس موجودہ صورت کو عام طور پر ناپسند کیا جاتا ہے۔آئندہ حضور بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

دعا کا خواستگار

حضور کا ادنیٰ غلام

عبدالرحیم سکول ماسٹر

حضور نے لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں حقیقۃ الوحی کو دیکھوں گا پھر جو مناسب ہو کیا جائے گا۔

والسلام

غلام احمد

اس کے بعد فوٹو سے متعلق احکام صادر ہوئے (یعنی حضور کا فوٹو گراف کتاب میں لگایا گیا۔مرتب)

ایک موقع پر براہین احمدیہ کے متعلق فرمایا کہ

۵۔’’براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے ہمارا عہد عتیق ہے اس میں بھی عہد عتیق کی طرح پیشگوئیاں ہیں اور براہین حصہ پنجم ہمارا عہد نامہ جدید ہے اس میں بھی انجیل کی طرح عہد عتیق کی پیشگوئیاں پوری ہوکر ان کا اندراج ہوا ہے۔

۶۔۱۹۰۲ء میں حضور کی کسی ایک تحریر کے اندر میری نبوت اور میری رسالت کے الفاظ تھے جس کو دیکھ کر میری طبیعت میں قبض پیدا ہوئی۔ میں نے کسی سے دو تین روز بات نہیں کی۔ آخر تیسرے دن مجھے الہاماً بتایا گیا لَا رَیْبَ فِیْہِ۔اب اس کے بعد میں اودھ میں ملازمت کے سلسلہ میں چلا گیا اور مطالعہ کا موقع ملا اور خدا کے فضل سے علم میں اضافہ ہوکر وہ وقت آ گیا جب اللہ تعالیٰ قادیان لے آیا۔

۷۔تعلیم الاسلام ہائی سکول کے معائنہ کے لئے غیر مسلم انسپکٹران آتے رہے ان میں سے ایک صاحب جگل کشور نام اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس تھے۔انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ حضرت سے ان کی ملاقات کرائی جائے۔ میں انسپکٹر صاحب کو حضور کے پاس لے گیا۔حضور چھوٹی مسجد میں بیٹھے تھے۔انسپکٹر صاحب کو دیکھتے ہی حضرت تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور اُن کو بیٹھنے کے لئے کہا اور چونکہ ان کی نسبت مشہور تھا کہ لڑکوں کو بہت فیل کرتے ہیں فرمایا کہ ’’بعض انسپکٹران بہت اچھے ہوتے ہیں صرف ایسے ہی بچوں کو فیل کرتے ہیں جو بہت نکمے ہوں، اکثروں کو پاس کردیتے ہیں۔اس کے بعد انسپکٹر صاحب مصافحہ کر کے چلے آئے اور حضور نے کھڑے ہوکر رخصت کیا اور میں نے دیکھا کہ لالہ جگل کشور اس کے بعد حضور کے ارشاد کے مطابق صرف نہایت کمزور بچوں کو فیل کرتے تھے۔

۸۔ایک موقعہ پر فرمایا کہ ’’ہمارے میر مہدی حسین صاحب کو کچھ وہم ہے اور یہ وہم میرے بڑا کام آیا ہے اس سے میری کتابیں صحیح ہوگئی ہیں‘‘ میر صاحب حضور کی کتابوں کے پروف دیکھا کرتے تھے۔

۹۔ایک دن مسجد مبارک میں جبکہ اس کی توسیع نہیں ہوئی تھی تو امام کے کھڑے ہونے کی جگہ پر جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو مولوی محمد علی صاحب بھی سامنے ادب سے آ کر بیٹھ گئے۔حضور نے فرمایا مولوی صاحب! کیا دنیا میں آپ کے سوا ایم۔اے اور ایل ایل بی وغیرہ نہیں ہیں پھر آپ کی تحریر میں کیا خصوصیت ہے۔اگر آپ مجھے چھوڑ دیں گے تو وہ کونسا اسلام ہے جو دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔اس کے جواب میں مولوی محمد علی صاحب نے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں نیچی کرتے ہوئے نہایت ادب سے عرض کیا حضور میری یہی رائے ہے اور اس کا اظہار میں نے اخبار وطن میں کیا ہے۔یہ ان دنوں کا ذکر ہے جبکہ خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز تھی کہ ریویو میں سے حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور الہامات کے ذکر کو اڑا دیا جائے اور رسالہ اس طرح پر شائع ہو کہ اس میں حضرت کا ذکر نہ ہو تا کہ غیر احمدیوں میں مقبول ہو جائے۔

۱۰۔وصال مبارک سے پہلے دن عصر کے وقت خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں نماز کے بعد حضور نے فرمایا کئی دنوں سے دست آ رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اندر سے بالکل کھوکھلا ہو گیا ہوں۔اور کسی کے سوال پر فرمایا ''ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں'' اس دن غالباً ''پیغام صلح'' کی تحریر ختم کر کے تشریف لائے تھے اور یہ آخری نماز تھی جو میں نے حضور کے ساتھ پڑھی اور جو غالباً آخری باجماعت نماز تھی۔مغرب کے وقت حضور کو حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے ساتھ سیر سے واپس آ کر اندر جاتے دیکھا تھا اور اس کے بعد پھر حیات میں حضور کی زیارت نہیں ہو سکی۔

۱۱۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر جبکہ پنجابی گیتوں کا ذکر ہو رہا تھا فرمایا ''پنجابیوں نے حق تبلیغ کامل طور پر ادا کر دیا''

۱۲۔جون ۱۹۰۵ء تھا کہ میں موسمی تعطیلات گذار کر اپنی ملازمت پر عکانہ ضلع بہڑائچ میں جانے کے لئے اجازت کا طلبگار رہوا۔پوربی زبان کے ذریعہ سے میں حضور کی توجہ اپنی طرف پھیرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔اس موقع پر میں نے حضور کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا۔''دست مبارک سے چند الفاظ بطور نصیحت و تبرک تحریر فرماویں۔''

۷۸۶

نحمدہ نصلی ......

سید ی و مولای علیك التحیات والسلام

آیت مجیدہ ''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ'' مجھے جرأت دلاتی ہے کہ حضور کو اس عریضہ کے جواب تحریر فرمانے کی تصدیع دوں۔ خادم کی رخصت قریب الاختتام ہے اس لئے بعد از جمعہ واپس جانے کی اجازت کا طلبگار رہے۔ میں حضور کے دعاوی کا ہندی زبان میں ترجمہ کرنا چاہتا ہوں۔ آیا کشتی نوح میں سے حضرت کی تعلیم کا حصہ ہی پہلے لے لوں یا جو حکم ہو۔ دعا فرماویں کہ اللہ پاک خادم کو سلسلہ عالیہ کی اشاعت میں کامیاب کرے۔

دعا کا خواہستگار

حضور کا ادنیٰ غلام

عبدالرحیم آمدہ از یورپ ۲۳/جون ۱۹۰۵ء

حضور کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ تعلق ملازمت ہے اس لئے آپ کو اجازت ہے کہ اب تشریف لے جاویں اور نیز میں آپ کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ آپ کشتی نوح کی نصائح کا حصہ ترجمہ کر کے اس ملک میں شائع کریں اور نیز بہتر ہوگا کہ میرے دعویٰ اور ثبوت اور نشانوں کے متعلق کسی قدر جو تبلیغ کے لئے کافی ہو اس زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر دیں اور مناسب ہے کہ کسی وقت دوبارہ آنے کا قصد رکھیں کہ یہ ضروری ہے۔

والسلام

مرزا غلام احمد عفی اللہ

اس موقع پر نیّر صاحب نے فرمایا کہ پھر حضور مجھے رخصت کرتے وقت دروازہ پر تشریف

لائے۔

۱۳۔ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جو غالباً ڈوئی کی موت کے بعد تھا کہ یہ جو حدیث میں دو خنزیروں کا قتل آیا ہے وہ ایک لیکھرام اور دوسرا ڈوئی تھا۔ ۲

۱۹۰۷ء کا آغاز تھا میں بہت بیمار رہ کر حضور کی دعاؤں سے صحت کے قریب ہوا۔ایسی حالت میں مایوسی کے وقت میں نے حضور کی خدمت میں لکھا۔

''سیدی و مولائی ادام اللہ فیوضیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

چند روز کی صحت کے بعد میں پھر بیمار ہو گیا۔زکام، بخار، خفیف کھانسی خشک اب پھر زور پر ہے۔سوائے دعا کے کوئی علاج نہیں۔سیدی! اس سے قبل مجھے کوئی فکر نہیں تھا کیونکہ حضور کے قدموں میں آ چکا تھا اور سب سے قطع تعلق کر لیا تھا مگر اب شادی کرنے سے دو فکر ہو گئے ایک تو قرض دوسرا بیوی۔قرض کی بیبا کی کی کوئی صورت سوائے زندگی کے نہیں دیکھتا...... ابھی میرے دل میں بہت امیدیں ہیں اور کچھ اور خدمت کرنا چاہتا ہوں۔اللہ کرے میں حضور کی مزید کامیابی دیکھ سکوں۔میری صحت کے لئے دعا فرماویں مجھے سخت گھبراہٹ ہے۔متواتر دعا فرماویں۔

فقط والسلام

عبدالرحیم

حضور کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

''انشاء اللہ میں بہت دعا کروں گا۔کبھی کبھی صحت تک یاد دلاتے رہیں۔کل سے میں بھی درد جگر سے بیمار ہوں۔ والسلام

مرزا غلام احمد

۱۴رفروری ۱۹۰۷ء کو سلسلہ بیماری میں حضور کی خدمت بابرکت میں لکھا۔

''افسوس کہ میری طبیعت اچھی ہو کر پھر بگڑ جاتی ہے۔سخت تکلیف ہوتی ہے۔میرے

لئے دعا فرماویں اور کوئی دوا بھی عنایت فرماویں۔ شاید اللہ اس سے ہی شفا بخشے۔ افسوس میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میری خواہش تھی کہ حضور کی مزید کامیابی دیکھوں۔ خدا معلوم اب میسر آئے گی یا نہیں۔ خیر میں دعا سے نا امید نہیں میرے لئے زور سے دعا فرماویں۔ فقط والسلام

عاجز دعا کا سخت محتاج

عبدالرحیم ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء

نوٹ۔ بڑی شرم کے ساتھ چار آنے اس خط میں رکھتا ہوں اور امید ہے کہ آج اس غریب، نادار بیمار کے لئے خاص توجہ سے دعا کی جائے گی۔ والسلام

حضور کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

انشاء اللہ میں زور سے دعا کروں گا اور کوئی دوا بھی تجویز کروں گا۔ دوسرے تیسرے دن یاد دلاتے رہیں۔ والسلام

مرزا غلام احمد

۲۸ر فروری ۱۹۰۷ء

الحمد للہ کہ حضور کی دعا سے اب میری طبیعت بہت اچھی ہے۔ بقایا مرض کے دفع کے لئے دعا فرماویں۔ فقط والسلام

عاجز عبدالرحیم ۲۸ر فروری ۱۹۰۷ء

حضور کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ کچھ افاقہ ہے اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرماوے۔ انشاء اللہ سلسلہ دعا کا جاری رہے گا۔ والسلام

مرزا غلام احمد (۲۸ر فروری ۱۹۰۷ء)

جناب شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل الراقم روایات نے اس موقع پر ۴ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو حسب ذیل نوٹ تحریر فرمایا:۔

اس موقع پر نیّر صاحب نے فرمایا کہ اس بیماری کے وقت ڈاکٹروں اور اطباء نے میری مرض Galloping Consumption یعنی ''سرپٹ دوڑنے والی سل'' تشخیص کی تھی اور ۶۰ دن میں موت یقینی سمجھتے تھے مگر اللہ نے مسیح موعود کی دعا کو سنا اور مجھے دوبارہ زندہ کیا۔ جس پھیپھڑے کو ڈاکٹر گلا ہوا کہتے تھے اس نے لندن کی برف اور افریقہ کی سموم کے باوجود کام کیا۔'' ۳

دیگر روایات

حضرت نیّر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

(i) ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے بتایا کہ یہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا:۔

''سیدی مولائی ! میرے لئے دعا کریں جو حضور نے نواب صاحب کے لڑکے عبدالرحیم کے لئے کی تھی۔ میں حضور کی کامیابی دیکھ سکوں اور میں حصہ لوں۔

آپ نے جواب دیا۔ ''میں نے آپ کے لئے زور سے دعا کی ہے۔ تا صحت یاد دلاتے رہیں۔'' میں نے اپنے دوستوں میں اعلان کر دیا کہ میں اب اس مرض میں نہیں مرتا۔ میں ایسا سخت بیمار تھا کہ میرے مرض کو گیلو پنگ کنزمپشن تشخیص کیا گیا تھا۔

(ii) ''میری شادی ہوئی میں معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ سید عزیز الرحمٰن کو لکھا کہ لڑکی چھوڑ جائیں۔ میں نے عرض کیا حضور آپ مجھے جانے دیں۔ چنانچہ آپ نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو میرے ہمراہ بریلی بھیج دیا۔''

(iii) فرمایا! چلتے ہوئے عبارت لکھتا ہوں کیونکہ چلتے ہوئے لکھی جانے والی عبارت چلتی ہوئی ہوتی ہے۔

(iv) فرمایا حقیقۃ الوحی سلسلہ میں تعزیرات ہند کی طرح ہے۔ اس کی دفعات نشانات ہیں جو اختلافات کا فیصلہ کیا کریں گے۔

(v) ایک دن مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحب کے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ

نے بڑے جلال سے فرمایا۔ کیا دنیا میں ایم اے نہیں ہیں۔ انگریزی دان نہیں؟ آخر آپ کی تحریر میں کیا خوبی ہے؟ اگر مجھے چھوڑ دو گے تو دنیا کے سامنے کونسا اسلام پیش کرو گے؟

(vi) ایک دفعہ لاہور میں جبکہ آنحضرت ﷺ کو گالیاں دی گئیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور بار بار غصہ میں فرماتے تھے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کو گالیاں دی جائیں اور ہمارے آدمی وہیں بیٹھے رہیں کیوں اٹھ کر چلے نہ آئے۔

(vii) جب مبارک احمد فوت ہوئے تو حضرت صاحب کو دفن کے لئے کچھ انتظار کرنا پڑا۔ حضور نے اس موقع پر صبر کی تلقین کی۔

(viii) حضور اکثر فرمائش کر کے سورۂ دہر سنا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بسراؤں کی طرف جاتے ہوئے بیٹھ گئے اور سورہ دہر سنی۔ ایک عرب کو مخاطب کر کے فرمایا اگر پہلے لوگ احمدی اپنے فرقہ کا نام رکھ لیتے تو ہمارے لئے مشکل ہوتی۔ اب خدا کا فضل ہے کہ ہمیں احمدی کا نام مل گیا۔

(ix) سیر میں لوگ پروانوں کی طرح آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ اگر آپ کی چھڑی کسی کے پاؤں کے نیچے آ کر گر جاتی تو آپ کچھ نہ کہتے اور آہستہ سے اٹھا لیتے۔

(x) سید محمد علی شاہ صاحب فرماتے ہیں لاہور میں زمینوں کے متعلق اہم مقدمہ تھا۔ ایک دن حضرت صاحب بڑے خوش خوش آ رہے تھے۔ میں نے سمجھا شاید جیت آئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ فرمایئے کیا حال ہے۔ فرمایا جو حق تھا وہ ہو گیا۔ پوچھا کیا۔ فرمایا مقدمہ خارج ہو گیا۔

(xi) لاہور احمدیہ بلڈنگس خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر آخری مرتبہ جب حضور تشریف لائے۔ عصر کے بعد فرمایا کئی دن سے دست آ رہے ہیں اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرا جسم اندر سے کھوکھلا ہو گیا ہے۔

آپ نے فرمایا ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔

حضور کے انتقال کے وقت میں لاہور سنٹرل ٹریننگ کالج کا طالب علم تھا۔ وفور محبت سے مجھے وفات کی خبر سن کر ایک جنون سا ہو گیا۔ میں خیال کرتا تھا کہ حضرت چند دن کے بعد زندہ

ہو جائیں گے۔

جب تک آپ کا جنازہ لحد میں نہیں رکھا گیا میں یہی سمجھتا رہا کہ حضور پھر زندہ ہو جائیں گے۔ ۴

خدا کے مسیح کی پاک باتیں

(مورخہ ۶ رنومبر ۱۹۰۵ء کا ایک خط)

اپنے خسر سید عزیز الرحمٰن بریلوی صاحب کو لکھتے ہیں:۔ آج حضرت اقدس صاحب نے فرمایا:۔

''ہر ایک شخص جو یہاں آتا ہے وہ ایک نشان ہوتا ہے کیونکہ **یاتون من کل فج عمیق** اور یاتیك من کل فجٍّ عمیق آج سے بہت عرصہ پہلے کا الہام ہے۔ جب میں نے براہین چھپوائی تھی تو میں اور یہاں کے دو ہندو امرتسر گئے۔ پادری رجب علی کے مطبع میں کتاب چھپوائی تھی۔ ہمیں کوئی امرتسر میں بھی نہیں جانتا تھا اور مہینوں میں بھی کوئی خط نہیں آتا تھا۔''

آج پھر بینک کے سود کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا:۔

''ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اب بھی ہمارا یہ فتویٰ ہے کہ موجودہ صورت میں اسلام کو سخت ضرورت ہے۔ مخالف لوگ گاڑیوں کی گاڑیاں کتابوں سے بھر کر شائع کرتے ہیں ہم بہت سے مفید کام بھی نہیں کر سکتے جس کی وجہ روپیہ کی کمی ہے۔ مینار کی بنیاد رکھی تھی وہ وہیں رکا ہوا ہے۔ غرض حرام چیزیں انسانوں کے لئے حرام ہیں خدا کے لئے حرام نہیں۔ اگرچہ سود قطعی حرام ہے مگر اضطراری حالت میں تو سؤر کھانا جائز ہے۔ الاعمال بالنیات۔''

سوال ہوا کہ اگر کوئی عمداً روپیہ بینک میں جمع کرے اور سود لے کر دے دے تو کیا؟ فرمایا:۔

''بخاری میں پہلی حدیث ہی **الاعمال بالنیّات** سب بات کا مدار نیت پر ہے۔ اگر اشاعت اسلام کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں۔'' فرمایا کہ :۔

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اپنے مخالفوں کو شیطان کے بچے کہہ کر پکارتے ہیں اس

کا یہ سرّ ہے کہ وہ لوگ ان کو متہم کرتے تھے اور اس کی بریّت کے لئے وہ کہتے ہیں میں خدا کی طرف سے ہوں اور تم شیطان کی ذرّیت ہو۔'' ۵

حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب مورخہ ۲۸ / مارچ ۱۹۰۷ء کو اپنے خسر مکرم سید عزیز الرحمٰن بریلوی صاحب کی خدمت میں **''خدا کے مسیح کی پاک باتیں''** کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں :-

کل بوقت ظہر و عصر حاضر دربار ہوا۔ فرمایا آج بھی کثرت سے الہامات ہوئے۔ ان میں سے ایک کا ترجمہ یہ تھا ''ہم نے تجھے برگزیدہ کیا'' دوسرا الہام جس کا ترجمہ یہ ہے ''وہ اپنے پاؤں پر لوٹا'' فرمایا اس سے مراد دونوں طرف لوٹنا ہو سکتی ہے یا یہ کہ کوئی ہماری طرف آئے یا یہ کہ جائے۔ واللہ اعلم۔ فرمایا ''نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جو مشکلات تھیں ان کی مدافعت ہوئی اور اس کے سامان اس نے بہم پہنچائے۔ اب مدافعت کے بعد (غالباً ''بعض'' ناقل) ذرائع عطا ہوئے ہیں۔ اس وقت مخالفین اسلام نے جو حملے کئے ہیں ان سب کو اگر ملایا جائے تو ایک بڑا اونچا پہاڑ کوئی کشمیر کا پہاڑ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے نشانات بھی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ظاہر فرمائے ہیں۔ پہلی نبوتوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ دراصل یہ سب حضرت رسول کریم ﷺ کی عظمت اور عزت ہے اور میرا سب کام تائید اسلام کے لئے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نبی ہو کر آئے تو فرعون نے یہ خیال کر کے کہ بنی اسرائیل ایک وقت کام کرنے سے کاہل ہو گئے ہیں اور طرح طرح کے خیالات سوجھتے ہیں اس لئے اب ان کا کام دونوں وقت سخت کر دیا جاوے۔ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے فریاد کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا پھر جب بنی اسرائیل کو لے کر موسیٰ چل پڑے اور فرعون نے تعاقب کیا تو بنی اسرائیل کہنے لگے موسیٰ بہتر تھا کہ ہماری قبریں مصر میں ہی بنتیں اس جنگل میں تو نہ ہوتیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا جلد بازی نہ کرو تم دشمنوں کو تباہ ہوتا ہوا دیکھو گے۔ ایسا ہی ہوا عذاب کا ایک وقت ہوتا ہے۔''

''لاہور میں ایک بے شرم ہے'' جن ایام میں یہ الہام ہوا مہر علی شاہ گولڑہ بھی لاہور میں ہی تھا کل معلوم ہوا۔ ڈوئی کا اشتہار لکھا جا چکا میرے عرض کرنے پر حضور نے اپنا نیز ڈوئی کی اصل

حالت کا اور مفلوج حالت کے فوٹو اشتہار میں دے دینے کا حکم دیا ہے۔ میں نے عرض کی حضور! لیکھرام مارچ کے پہلے ہفتہ میں ہی مارا گیا تھا اور اس ہفتہ میں ڈوئی مرا۔ اس طرح دو خنزیر قتل ہوئے فرمایا ''یہ عجیب نکتہ ہے لکھنے کے قابل ہے۔ رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی خنزیر قتل ہوئے ایک لاہور میں اور ایک امریکہ میں۔ یہ ۷؍مارچ کو مرا ہے پہلے سے کچھ بڑا ہے۔ ۶

۴؍جون ۱۹۰۷ء کا ایک خط

اپنے سسر سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی کو لکھتے ہیں:۔

پرسوں حضرت اقدس امام الزمان کے حضور میں کوئی زیادہ گفتگو نہیں ہوئی۔ کل بوقت ظہر ایک شخص کا سوال پیش ہوا۔

سوال۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یا نار کونی بردا جو آیا ہے اس کی تشریح فرماویں۔

جواب۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت وسیع ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم سیالکوٹ میں تھے جس مکان میں ہم رہتے تھے اس پر آسمانی بجلی گری۔ خدا نے ہمارے لئے اسے سرد کر دیا اور کئی دروازوں میں سے گزر کر ایک شوالے میں تیجا سنگھ نام پجاری پر عین حالت پوجا میں گری اور اسے جلا دیا۔

ایک دفعہ ہماری لحاف میں سے ایک بچھو مرا ہوا نکلا اور ایک دفعہ زندہ ہی نکلا۔ اس کے ڈنگ نے قطعاً اثر نہیں کیا۔ ایک مرتبہ ہمارے کپڑے میں آگ لگ گئی۔ کپڑے کی آگ کا بجھنا مشکل ہوتا ہے۔ ہمیں پتہ بھی نہ تھا کسی نے بتلایا تو پھر سرد ہوگئی۔ کچھ ضرر نہیں پہنچا۔

سوال۔ بعض لوگ افریقہ میں جا کر وہاں شادی کر لیتے ہیں۔ وہاں کی عورتیں یقیناً ہندوستان میں آنا پسند نہیں کرتیں پھر انہیں طلاق دینی پڑتی ہے۔ کیا یہ جائز ہے۔

جواب۔ یہ کوئی متعہ نہیں۔ شرعی نکاح ہے۔ اپنی طرف سے ساتھ لانے کی کوشش کرے اگر نہ آئے تو طلاق دے دے۔

پھر عورتوں کے متعلق فرمایا۔ یہ عجیب نکتہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بیویاں اگر ایک دوسری سے بوجہ نفرت ہونے کے عداوت رکھتیں تو پھر نبوت کرنے والے کا کلمہ کس طرح پڑھتیں؟

حضرت مولوی نورالدین صاحب (بھیروی) نے عرض کی۔ ایک دفعہ جنابہ ام سلمہؓ نے پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں اپنی پرانی خادمہ سے نکاح کر لینے کی درخواست کی۔ حضور نے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ اس عورت کا باپ اور پیغمبر خدا مضارع تھے (ایک عورت کا دودھ پینے والے تھے) اس سے ثابت ہوتا ہے پیغمبر خدا کی بیویاں نہ کثرت ازدواج کی مخالف تھیں نہ سَوتوں سے ڈرتی تھیں نہ اپنے واجب احترام شوہر کا کلمہ ریا سے پڑھتی تھیں بلکہ پادری فنڈر کہتا ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے جو معجزات ہیں عورتوں ہی نے بیان کئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ بیوی سے بڑھ کر کوئی محرم راز نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ اخبارات میں یہ شائع کرنا چاہئے کہ سکھ وفادار رعایائے سرکار ہیں۔ ان کا گورو مسلمان تھا جیسا کہ چولہ صاحب سے معلوم ہوتا ہے۔ سکھوں کا آریہ سماج سے کچھ تعلق نہیں۔ دیانند نے ان کے گورو بابا نانک صاحب کو بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے فرمایا:۔ جب میں نے ست بچن کتاب لکھی تھی تو ایک خواندہ سکھ میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے جو کچھ لکھا ہے سچ ہے۔ جب ہماری قوم سے جہالت دور ہو جائے گی ہم سب مسلمان ہوں گے۔ ایک دفعہ ایک سکھ نے گرنتھ صاحب کا وعظ کرنے کی ہم سے اجازت مانگی۔ ہم نے بڑی مسجد میں اس کا واعظ کرایا۔ ہندو بڑے شوق سے سنتے رہے۔ آخر میں اس نے کہا کہ باوا صاحب ایسے صلح کل تھے کہ پانچ وقت نماز بھی پڑھتے رہے۔ تب ہندو اُسے مسلہ مسلہ کہتے ہوئے بھاگ گئے۔

والسلام

آپ کا تابعدار غلام۔ عبدالرحیم ہیڈ ماسٹر پرائمری قادیان

۷

۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء

حضرت نیّر صاحب اپنے خسر حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں لکھتے ہیں۔

کل ۲۵/ستمبر ۱۹۰۵ء بوقت ظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

''کم از کم بارہ آدمی ایسے ہوں گے جو مختلف بلاد میں بھیجے جاویں گے اور ان کے ساتھ ایک ایک ایسا آدمی ہوگا جو کچھ انگریزی جانتا ہو۔ اب تک نا معلوم مخفی تحریک سے تبلیغ ہو رہی ہے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنی طرف سے اتمام حجت کر سکیں۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ میں ان کو صادق آدمی پاتا ہوں۔ عنقریب کسی جگہ بھیجوں گا۔

اب ہم گور کے کنارہ پر بیٹھے ہیں اب لوگوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ آگے دل اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جو لوگ اس رستہ میں سفر کریں وہ صابر، برداشت کرنے والے چاہئیں۔ صحابہ کرام نے تلواروں کی برداشت کی، اس کے لئے محض گالیاں برداشت کرنا ہے۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں مال وقف کرتے ہیں وہی ولی ہوتے ہیں، اگر ان لوگوں میں سے کوئی مر جائے گا تو شہید ہوگا۔ زبانی باتوں سے اور لفظ مومن سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسلام ایک قربانی چاہتا ہے۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہونا ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ کے صحابی بالکل ناخواندہ تھے اور پھر بادشاہوں کے پاس پیغام لے کر گئے اور انہیں تبلیغ کی۔

حضرت شیبہ (سہو کاتب ہے حضرت عبداللہ بن خذافہ سہمیؓ کو خط دے کر بھجوایا گیا تھا) کو آنحضرت ﷺ نے خط دے کر کسریٰ کے پاس بھیجا تو انہیں ایلچی سمجھ کر سونے کی کرسی دی گئی مگر حضرت شیبہ نے اپنے ڈنڈے سے کرسی ہٹا دی اور فرمایا یہ سب ہمیں ملیں گی۔ پھر جب مسلمانوں نے عیسائیوں کی بڑی سے بڑی تعداد کو شکست دی تو ہرقل نے کونسل کر کے پوچھا کہ کیا وجہ ہے باوجود قلت اور بے قاعدہ ہونے کے یہ لوگ ہم کو شکست دیتے ہیں۔ تب سوچ کر اس نے کہا کہ صرف یہ وجہ ہے کہ عیسائی راتوں کو غافل اور نشوں میں سرشار ہوتے ہیں، وہ لوگ جاگتے اور خدا کی عبادت کرتے ہیں۔'' ۸

حوالہ جات

۱۔ رجسٹر روایات جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۱ ریکارڈ خلافت لائبریری ربوہ والحکم

۱۴؍دسمبر ۱۹۳۵ءصفحہ ۳

۲۔رجسٹر روایات جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۸ و ۳۱۲ تا ۳۱۴ روایات حضرت مولانا نیّر صاحب

حضرت مولانا نیّر صاحب

۳۔رجسٹر روایات جلد ۱۱ صفحہ ۳۰۱ تا ۳۰۴

۴۔الحکم قادیان ۲؍دسمبر ۱۹۳۵ءصفحہ ۳ تا ۵

۵۔الفضل ۱۲؍مارچ ۱۹۱۵ءصفحہ ۵

۶۔الفضل قادیان مورخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۱۵ء

۷۔الفضل قادیان ۲۱؍فروری ۱۹۱۵ءصفحہ ۸

۸۔الحکم ۱۴؍مئی ۱۹۳۴ءصفحہ ۳
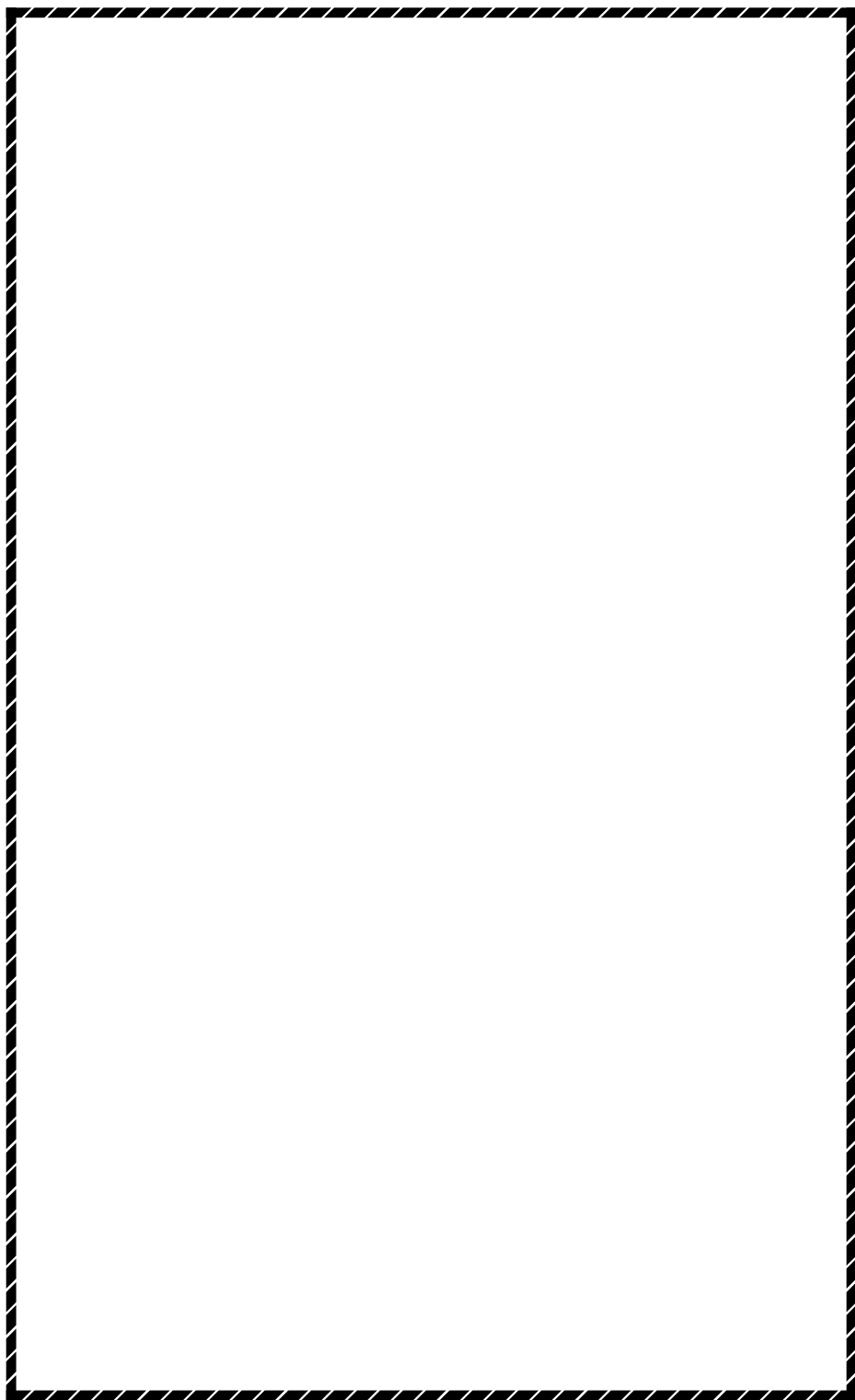
باب ہفتم

منظوم کلام

منظومات

کرشن اوتار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قرب حاصل کرنے کی غرض سے آپ نے ۱۹۰۵ء میں یہ نظم کہی اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں پڑھ کر سنائی ۔ بارگاہ حضرت میں شرف قبولیت حاصل ہوا۔حضور نے نظر رحمت اٹھا کر آپ کو دیکھا اور فیضان نور سے نیّر بنا دیا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

پرتھم نانوں الکھہ کا دھیاویں

وا کی اُستت منہ چت لاویں

پہلے خدائے کریم کے نام سے شروع کریں اور اس کی تعریف کی طرف رجوع کریں

پاچھے بتیاں اور بتاویں

فاتحہ سورۃ بانچ سناویں

اس کے بعد ایک اور بات بتاویں سورۃ فاتحہ کا ترجمہ پڑھ کر سناویں

ترجمہ سورۃ فاتحہ

جگہ یشور کی مہما گاویں

وا کے دوارا سیس نواویں

رب العلمین کی حمد کریں اور اس کے دروازہ پر سر جھکاویں۔

واہ دیالو کرپالو داتا

دھرم راج راجن کا راجا

وہ رحمان رحیم خدا ہے قیامت کے دن کا اکیلا، ایک، اور شہنشاہ ہے۔

تمراو پاس کریں ایشور
بینو سہائی ہے جگہ یشور

الٰہی! ہم تمہاری عبادت کرتے ہیں تم ہمارے مددگار بنو

ہم کا سیدھی ڈگر بتیّہو
ہمری نیّا پار لگھیّو

ہم کو صراط مستقیم دکھاؤ ہماری کشتی پار کرو

واکا ڈگر بتیّہو ہم کا
کرپا جینہپہ تینہ کی دیوا

ہم کو ان لوگوں کا راستہ بتاؤ جن پر تو نے اپنی نعمت نازل کی ہے

ڈشٹن کا ہم پنتھ نہ چہیئیں
دھرم ہیں جو جنم گنو نہیں

ہم ان کا راستہ نہیں چاہتے جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہو کر زندگی خراب کرتے ہیں

ہمری عرجی سن لیہو دیالو گریب نواج
سانچے پنتھ چلائیو راکھ ہمارو لاج

اے رب العلمین رحمان رحیم مالک ہماری عرض سن لیجئے اور میری عزت سچے مذہب پر چلا کر رکھ لیجئے

ایشور تری جات اکیلی
پرگٹ گپت سبھی رنگ کھیلی

خداوند تو واحد لاشریک ہے اول و آخر ظاہر و باطن تیری ذات ہے

تم کا تین کہت وا دوشی
بدھی نشٹ بھئی ہے جاں کی

تم کو وہ بد بخت تین کہتے ہیں جن کی عقل میں فتور ہے

تو کرتار اور کئو نا ہیں

تو سبھ مانہہ اور سب تہ ماہیں

تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے تو سب میں اور سب تجھ میں ہے

کر کرپا رچیں سنسارا

سوریہ چاند مانہ اجیارا

کمال عنایت سے دنیا کو پیدا کیا سورج اور چاند کو روشنی بخشی

سرجا مادہ جیو بناوا

جینہہ کا گن مکھ برن نہ آوا

تو نے مادہ اور روح کو پیدا کیا ہے جن کی تعریف زبان سے نہیں ہو سکتی

جان دیکھس آندھر سنسارا

سر جس پرکھا اک اجیارا

جب دنیا میں اندھیرا دیکھتا ہے تو ایک روشن شخص پیدا کرتا ہے

جب واہ پرش جگت منہ نہ آوے

بسرا دیش پنتھ تب پاوے

جب وہ شخص دنیا میں آتا ہے تو بھولا ہوا ملک راستہ پالیتا ہے

نرمل پنتھ واہ آئے بتاوے

سو بھئے پار پنتھ جو پاوے

وہ خالص مذہب آکر بتاتا ہے جو اس مذہب کو اختیار کرتا ہے نجات پاتا ہے

ہے پرماتما جگت میں سانچی دھرم کو ہان

پرکھا ایسا بھیجو جو ہو نبی سمان

اللہ پاک سچے مذہب کو دنیا میں نقصان ہورہا ہے۔ایسا شخص بھیجو جو سرورانبیاء کی مانند ہو

کر کرپا بھگوان تے پٹھوا پرکھا نیک

گو ہراوت ہے دیشیو مینگھو واسے بھیک

مولیٰ کریم نے عین مہربانی سے اچھا شخص بھیجا ہے اے اہل ملک وہ تم کو بلاتا ہے اس سے بھیک مانگو

پریم نگر کا قدیاں کہت ہیں

گیان کی جان پر ندیاں بہت ہیں

پیارے مقام کا نام کدعہ یا قادیان ہے وہاں پر معرفت کا دریا بہتا ہے

مترو تم کا دیہّوں کھرپا

سواگ پوری ہے وا کی نگریا

دوستو! میں تم کو بتاتا ہوں کہ جو دنیا ہے اس کے رہنے کی جگہ ایک بہت عارضی جگہ ہے

ایشور پرکھا واہ اجیارا

احمد نانوں ہے جگت پیارا

وہ شخص خدا کا برگزیدہ ہے اس کا نام احمد ہے جو دنیا میں پیارا ہے

کلو کال کے سنگ اوتارا

میہندی کہت وا کا سنسارا

زمانہ آخر کے حکم اوتار ہیں ان کو دنیا میں امام مہدی کہتے ہیں

وا کی مہما گیتا گاوے

الو بانی نیک بتاوے

ان کی تعریف گیتا میں ہے الو پستک یا کلام الٰہی خوب بتا رہا ہے

گوال پال چلو وا کے دوارا

وہو کرشن گوپال ہمارا

طالبان حق ان کے دروازہ پر چلو وہ ہمارا کرشن گوپال ہے۔

واس دیو کے کرشنا کنہیا

کنسن ڈشت کے ناش کریّا

واس دیو کے بیٹے کرشن جی نے جو کنس کا ستیاناس کرنے والے ہیں۔

ارجن پر جو کرپا کینی

بھارت بھومی واکا دینی

جب ارجن پر مہربانی فرمائی تو ملک ہند کو مار کر پانڈو اں یعنی ارجن کو دے دیا۔

ہمرے احمد کرشن اوتارا

لیکھرام سا ڈشٹ پچھاڑا

اسی طرح ہمارے احمد کرشن اوتار نے لیکھرام جیسے بدزبان کو نیچا دکھایا۔

بھگتن پر جو کرپا کینی

آتھم مرت نشنیا دینی

اہل اسلام پر جو مہربانی کی تو آتھم کی موت کا نشانہ بطور آزمائش دکھایا اور آل محمدؐ کو فتح ہوئی۔

وا کی کلمیا اس جو رابر

مرت کیئس عیسیٰ پیگمبر

ان کا قلم ایسا زوروالا ہے کہ عیسیٰ پیغمبر کی موت قرآن وحدیث سے ثابت کردی ہے۔

دیکھ دجالی ڈشٹ کی آئے آپ رسول

واکی لونڈی کاٹنے ہاتھ لئے ترسول

دجال کا فتنہ دیکھ کر مسیح موعود تشریف لائے اس تثلیث پرست گروہ کو کاٹنے کیلئے ہاتھ میں ترسول لئے ہوئے ہیں۔

یہ ترسلیہ کلم ہے جا کے واہ سلطان

ایہ سے کاٹیں ڈشٹ کا شستر دھار سمان

یہ تین پھلوں والا ہتھیار قلم ہے جس کے وہ سلطان ہیں اس سے صلیب کو گراتے ہیں اور دجال کو ہتھیار بند شخص کی طرح کاٹتے ہیں۔

دوسر نانوں مسیحا وا کا

جاں کے درشن کی راکھوں آشا

ان کا دوسرا نام مسیح ہے ان کے دیدار کی امید رکھتا ہوں

بہد امانس وا کے چہرے

تپسّی جن گن وان گھیڑے

اکثر لوگ (تین لاکھ کے قریب) آپ کے خادم ہیں بڑی تعداد عابد زاہد اور متقی علما کی ہے

مرت بھُوں کا آئے جگاوا

ایسو امرت پینا پلاوا

مُردوں کو آ کر اس نے زندہ کر دیا اس نے ایسا آبِ حیات پلایا

پہلے پریم پنتھ جو رانچے

نور دین پنڈت ودھو سانچے

پہلے جس نے بیعت کی وہ مولوی نورالدین صاحب بھیروی ہیں

اس پنڈت اک اور جو آوا

پڑھسو قرآن جگت سمجھاوا

ایک اور مولوی ایسا آیا جس نے قرآن پڑھ کر دنیا کو اپنی طرف کھینچا

تیسرا پنڈت اس اجیارا

مکھ پتر پچھّم ھتکارا

تیسرا مولوی ایسا روشن دماغ ہے اخبار لکھ کر یورپ کو مقابلہ پر بلایا

دھرم ویر چوتھے اسبھانے

کفر بھنج سب لوگ بکھانے

چوتھے ایک ایسے حامی دین ہوئے ہیں کفر توڑ کر جہان کو سچائی کا راہ دکھایا۔

سبھ کے پاپھے آے سوں اک پنڈت بلوان

سبھ سے آگے نکئیوں بیا جیا کردان

سب کے بعد ایک مولوی صاحب آئے جو بڑے زور آور تھے وہ دل اور جان قربان کر کے سب سے آگے نکل گئے۔

دھن باد پرماتما جو اس جن اپتن کپن

پاچھے اپر تھم بھئے جگت سکھیشا دین

سبحان اللہ خداوند کریم تو نے ایسا شخص پیدا کیا جو پیچھے آ کر آگے نکل گیا اور دنیا کو سبق دیا

سینا وا کی ادھک بلکاری

رشی منی سبھ شستر دھاری

ان کی جماعت طاقتور ہے سب لوگ عابد زاہد اور مجاہد ہیں

شستر وا کے اس اجیارے

پچھّم بھومی جا چمکارے

ان کے ہتھیار ایسے روشن ہیں کہ ملک یورپ میں جا چمکے ہیں

پتّر سے یہ کام نکاسا

کینا ڈشٹ دیت کا ناسا

یہ کام کاغذ سے نکالا ہے اور دجال شیطان کا قلع قمع کر دیا ہے

کنواں آئے دیش بسراوا

پرنتو وا آ پنتھ بتاوا

کانے دجال نے ملک کو گمراہ کر دیا تھا مگر اس نے آ کر راہ راست بتلا دیا ہے۔

رمضان ماس ماہنہ بھئے اندھیارا

سوریہ چاند دیکھ سنسارا

رمضان کے مہینہ میں تیرھویں کو چاند گرہن اور اٹھائیسویں کو سورج گہن ہوا جو دنیا نے دیکھا۔

نسدن روگ جگت مانہہ آویں

پرنتو مانس بھئے نہ کھاویں

ہر روز طاعون ہیضہ وغیرہ بیماریاں آتی ہیں مگر لوگ خوف نہیں کھاتے

تارا ٹوٹ اکاش بتاوے

تہ پر جگت دھرم نہ لاوے

ذوالسنین یعنی دمدار تارا نکلا اور تاروں نے ٹوٹ کر بتایا اس پر بھی لوگ ایمان نہیں لائے

پرتھوی بھونچل توں نوں لائی

جون خبریا وا بتلائی

زمین پر اسی طرح بھونچال آیا جس طرح انہوں نے خبر دی تھی۔

جو ایشور کے دھرمی پرشا

سیوک بھئے لست ہیں سیکھشا

جو با ایمان خدا پرست لوگ ہیں وہ ان کے خادم بن کر ان کی تعلیم حاصل کرتے ہیں

ڈشٹ منیا پھاٹس لیکھا

جو ناہیں سونچ کین من دیکھا

وہ لوگ مردود اور بد بخت ہیں جو دل میں سوچ نہیں کرتے

سنو سنو اے دیشیو ہر سے کر لو بیت

انت سمی کچھ نہ بنے جو چڑیا چگ بہیں کھیت

اے اہل ملک یہ بہت اچھا وقت ہے خدا سے محبت کرلو۔ آخر وقت گذرنے سے کچھ نہ بنے گا جب چڑیاں چگ جائیں کھیت۔

ہے مہدی میں تمرو داشا

تہ سوامی گن دان مہاشا

اے امام مہدی میں آپ کا خادم ہوں تو میرا آقا اور عالم ربّانی ہے

مہرشی عرجی ہمری سنیہتو

ہم کا گیان پرش نبیّہو

اے ولیوں کے سردار ہماری عرضی سنئے۔ ہم کو معرفت الٰہی رکھنے والے انسان بنائیے

مہما میں کا کروں بچارا

تمری کرت کہت جگ سارا

میں غریب آپ کی کیا تعریف کروں۔ تمام زمانہ آپ کی مدح سرائی کرتا ہے

پکش پات ہم نے نہیں راکھا

قرآن کتاب سہت مت بھاکھا

میں نے کسی کی طرف داری نہیں کی۔ محض قرآن وحدیث کے مطابق لکھا ہے

تپ لگ سندرم چھپے کوئی

بنا تمہارے پار نہ ہوئی

اگر کوئی اب خدا کا مقرب ہونا چاہے تو بغیر تمہارے پار نہیں ہوسکتا

تمہوں امام اس اپن اوپارا

تمہوں سدھ میت کرتارا

تم خدا کے برگزیدہ ہمارے امام ہو اور تم خدا کے خاص پیارے ہو

عرج کروں تمسوں کر جوری

دور پرا ہوں لو سدھ موری

میں عاجزی سے عرض کرتا ہوں میں دور پڑا ہوں میری خبر لیجئے

مور پری منجھدارا نّیا

تم بن اور نہ کیو کھویّا

میری کشتی بھنور میں ہے۔ آپ کے سوا کوئی ملاح نہیں

تم ہو ہمرے نیک کھویا

پار کرد نرگن ہوں دیا

آپ ہی ہمارے اچھے ناخدا ہیں پار کرو میرے آقا میں ناچارہ عاجز ہوں

گوالن پورب دیش سوں ٹھاڈے دوارکا اے

مہامنت کے لال جی کرپا رو چت لائے

آپ کا خادم پورب ملک سے دارالامان حاضر ہوا ہے غلام احمد دل لگا کر توجہ فرمائے

تمسوں بچھڑے شام جی گجرس بارا ماس

درشن پراپت اب ہوو جو ایش پچائی آش

میرے آقا آپ سے جدا ہو کر بارہ مہینے گذرے ہیں۔اب دیدار حاصل ہوا اللہ نے امید پوری کی

نیّر میرد نانوں ہے تمرو گوال کہات

دودھوا تمری گیاں کا بیچت ہوں دن رات

میرا تخلص نیّر ہے اور میں آپ کا خادم کہلاتا ہوں۔آپ کی تعلیم رات دن لوگوں کو سنایا کرتا ہوں

سکھیاں ہم سنگ وۆدہاں ودہو تمرو گوپال

تنک نجزیا کینہو ہمرے رود گوپال

میرے ساتھ اور دو دوست ہیں جو آپ کے خادم ہیں۔اے بشیر ونذیر ہماری طرف ایک نظر ترحم فرمایئے۔

ایک پرانی غزل

زمیں سے تا سماء شوروفغاں ہے

بپا محشر ہے شور الاماں ہے

کہیں ہے زلزلہ طاعون کہیں ہے

سراسر باغ عالم میں خزاں ہے

بھلا کیوں جوش پر ہے قہر باری

زمین سے کھچ گیا کیوں آسماں ہے

چراغ عقل و دانش لے کے ڈھونڈو

کھلے گا گر کوئی راز نہاں ہے

کسی یوسف کو دی ہے اتنی ایذا

پھنسا جس کی سزا میں کارواں ہے

وہ یوسف ہے مسیح قادیانی

کہ حکم و عادل و شاہ جہاں ہے

خدا ہے دعویٰ میں اس کا مصدق

دکھاتا تو بنو روشن نشاں ہے

قلم سے ہے قلم سر دشمنوں کا
خطا تیر دعا ہوتا کہاں ہے
صلیب و بید نے مانا ہے لوہا
بیاں وہ آپ کا معجز بیاں ہے
ہے اس مرد خدا سے یارو شوخی
غضب آلود جس سے آسماں ہے
زمین پہ آئی ہے کیسی تباہی
نہ گھر میں ہے نہ جنگل میں اماں ہے
بچے گا وہ ہے جس میں بوئے ایماں
بلا ایمان کے ہر دم زیاں ہے
کرو توبہ کہ توبہ کا کھلا ہے در
غنیمت جان لو اچھا سماں ہے
کوئی جیتے گا ہارے گا کوئی اب
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے
دم عیسیٰ سے نیّر میں پڑا دم
میرا دم دمبدم تازہ نشاں ہے
۲

فراق جاناں

واعظ کو کیا خبر ہے کیا علم مولوی کو
درد درون کی میرے اطلاع نہیں کسی کو
راتیں کٹی ہوں جس کی جاناں کے درد و غم میں
وہ جانتا ہے جان کی عاشق کی جان کنی کو
تھا مہرباں اپنا وہ دلبر یگانہ
بھرتا ہوں سرد آہیں کر یاد میں اسی کو
دل دینے پر جو آئے دلدار آزمائے
اس نقد دل کا لیکن پایا امین اسی کو
اشکوں کا میرے پانی باد صبا تو لے جا
اس گل کی جا کے دینا ہر ایک پنکھڑی کو
میرے لئے مقدم مصحف ہے روئے جاناں
پڑھتا ہوں بعد ناصح مسلم کو ترمذی کو
نیچی نگاہ سے ان کی اپنی ہیں نیچی آنکھیں
کرتا ہوں یاد ہر دم اس چشم نرگسی کو

زر ہے نہ پر ہے آخر کیا تحفہ ان کو بھیجوں

لیجا نسیم سحری اس میری بے بسی کو

دم کیا اشارہ ان کا کافی تھا زندگی کو

رخ دیکھا جس نے ان کا بھولا وہ ناصری کو

بیش از وصال مشکل گو ہے وصال جاناں

ملتے ہیں آ کے لیکن رؤیا میں احمدی کو

جس آنکھ نے ہو دیکھا جلوۂ روئے تاباں

زیر نگہ وہ لائے کب حور کو پری کو

جاناں تمہارے منہ سے نیّر میں نور چمکا

کیا منہ تھا ورنہ اس کا پاتا جو روشنی کو

روانگی، بلاوا اور واپسی

مولانا نیّر صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے بعد (ایک موقع پر) قادیان ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ واپسی پر اپنے خیالات کا اظہار درج ذیل اشعار میں کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔ ''میں روتا ہوا گیا ایک دن دیر کر کے ملازمت پر حاضر ہوا دل بے چین رہتا سخت گھبراتا قادیان اور قادیان والا سامنے رہتے اور اس گھبراہٹ کو ایک دن میں نے اس طرح موزوں کیا۔''

وہ دن خدا کرے کہ جائیں قادیان میں
جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

اے اہل قادیاں تمہیں پہلے سلام ہے
پھر بعد اس کے اتنا یہ میرا پیغام ہے

کہنا جناب احمد مرسل مسیح سے
سلطان دین عالم و فاضل فصیح سے

اس خادم جناب رسول امین سے
اس دستگیر حامیٔ دین متین سے

نیّر کو لے بلا تیرے قدموں سے دور ہے
درد و فراق گریۂ ہجراں سے چور ہے

۴

گزرا ہو زمانہ

آتا ہے یاد مجھ کو دارالامان میں آنا
دارالامان میں آنا احمد کا خود بلانا
کچھ تھوڑا تھوڑا کرکے اک سال پھر بچانا
تھوڑا سا خرچ کرکے ڈھیروں نفع کمانا
اپنے مسیح کا پھر مسجد کی چھت پر آنا
اس منہ کو دیکھتے ہی دل کا سرور پانا
احباب سارے لے کر دربار کا لگانا
تشریف آپ رکھ کر وہ انجمن سجانا
کر میٹھی میٹھی باتیں حضرت کا مسکرانا
غنچوں کا اپنے دل کے دم دم پہ کھلتے جانا
اللہ کی معرفت کا وہ کھولنا خزانہ
بھرپور سب کو کرنا ان گنت زر لٹانا
آہ یاد آیا مجھ کو ان پاؤں کا دبانا
کندھوں پہ اولیا کے لابد ہے جن کا آنا
احمد کی خاک پا ہوں مولیٰ مجھے بچانا
محشر میں یاد رکھنا ان پانئوں کا دبانا

۵

روٹھی ہوئی تقویٰ سے چند باتیں

حضرت نیّر صاحب اس نظم کے پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پیارے پڑھنے والے! اگر تو اہل طریقت ہے یا تجھے تصوّف میں دخل ہے تو تجھے پہلے ہی معلوم ہوگا وَاِلَّا اب معلوم کر لے کہ طریقت کی منزل کٹھن اور تصوف کا راستہ دشوار ہے۔ جس دروازہ کی طرف رہنمائے صادق بلاتا ہے۔ وہ تنگ ہے اور جہاں نفس میں ذرا بھی فربہی آئی پھر اس دروازہ میں داخل ہونا محال۔ اسی لئے تو مشہور صوفی نے کہا تھا۔ ؎

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

راقم الحروف پر ایک وقت تھا کہ جہاں دعا کی وہیں کوئی کشف یا الہام ہو گیا اور صفائی قلب کا یہ حال تھا کہ ایک الہام کے پورے ہونے پر صوفیوں کے سردار ؎

احمدؐ اندر جاں احمدؐ شد پدید
نام من گروید نام آں وحید

کے مصداق حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے تحریر فرمایا آپ کا الہام بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ یہ آپ کی صفائی قلب کی علامت ہے۔ مرزا غلام احمدؑ''

مگر دوستو! فیضان الٰہی کی بنیاد بقول حضرت احمد تقویٰ پر ہے۔ فرمایا

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقاء ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

جب تقویٰ کے جامہ میں ذرا بھی داغ لگا اور شجر ممنوع کا پھل کھایا تو پھر آدم بھی جنت میں نہیں رہ سکتا۔ میں ''صالح'' تھا ''نیک ارادہ'' رکھتا مگر ایک وقت آیا کہ مسیح کی تعلیم سے دور ہو گیا اس قلق اور اس حالت قبض میں مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے پیارے تقویٰ کو مخاطب کر کے

ذیل کے کلمات موزوں کئے اور اپنی کمزوری کا احساس کر کے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ پڑھا۔ پھر کیا تھا آواز آئی۔ اور پیار سے آواز آئی ''آ ؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔'' پس پیارے پڑھنے والے نیچے کی غزل حالت قبض میں لکھی گئی تھی جبکہ تقویٰ کا جامہ چاک تھا مگر آسمان سے فضل آیا اس کے ساتھ فضل و رحمت آئے اور میری عاجزانہ دعائیں سن لیں اور سچا احمدی ہو کر محمد کا خادم بن گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ کاش! کوئی اس نسخہ کو آزمائے اور تقویٰ کے پھٹے ہوئے جامہ کو رفو کرے اور وہ غزل یہ ہے۔

تمہارے ہجر میں جاناں کہوں کیا میری حالت ہے
نہ اٹھتے چین ہے مجھ کو نہ بیٹھے مجھ کو راحت ہے

خدا معلوم صورت میں تمہاری ہے کشش کیسی
کھچا جاتا ہے دل روکے بھلا یہ کس کی طاقت ہے

نہ بھولے سے کبھی دیکھا مجھے آنکھیں اٹھا اپنی
رقیبوں پر ہمیشہ آپ کی چشم عنایت ہے

میری جاں آپ دلبر ہیں مگر دل رکھ نہیں سکتے
جلا نا دل جلوں کو جانِ جاں کیا رحم و رأفت ہے

ستم کیشی کی عادت کو میری جاں چھوڑ دیجئے گا
جو مردہ آپ ہو کیا مارنا اس کو شجاعت ہے

ہمیں تو آپ سے الفت وہی ہے جیسے پہلے تھی
طبیعت میں تمہاری کیوں خدا جانے مرارت ہے

خدا شاہد میری جاں میں تو دل سے ہو چکا تیرا
مگر تم سچ کہو پیارے تمھیں یہ کیوں عداوت ہے

گلے سے آ ملو! جیسے ملا کرتے تھے پہلے تم
یہی اک اپنی خواہش ہے یہی بس اک شکایت ہے

اشارے چھوڑ کر نیّر بتا دو اپنی حالت کو
تمھیں کس سے محبت ہے بھلا کس سے شکایت ہے

لگا دل اُس پر پرو سے نگاہ لطف میں جس کے
نہ میری بلکہ زاہد کی ہدایت ہے سعادت ہے

وہ سیمیں تن پری چہرہ پری رخ گلبدن مہرو
شہ خوبانِ عالم زینتِ حسن و ملاحت ہے

سنو اے ہم نشینو! نام ان کا کہتے 'تقویٰ' ہیں
انہیں ملنے کی خواہش ہے انہیں سے بس شکایت ہے

صوفیانہ باتیں

(خیالات نیّر)

مریض ہجر جاناں کی کرے گا کیا دوا کوئی
وہی اس درد کو جانے جو خود ہو مبتلا کوئی

بدل کر بھیس آتے ہیں بلانے کو مرے قاصد
بنے اندوہ و غم کوئی تو ہے رنج و بلا کوئی

ہمارے خانۂ دل میں ہو کیونکر غیر کی الفت
تصوّف میں نہیں عرش اللہ دل کے سوا کوئی

جو نکلے سبزہ تربت پر مری تو جان لینا تم
مسافر منزل مقصود پر پہنچا ہے جا کوئی

جفا میں جور میں ظلم و ستم میں وہ ہیں لاثانی
نہیں سارے جہاں میں آج ان سا بیوفا کوئی

جہاں میں آپ آئے پھر شہ مکّی مہ مدنی
بشکل احمد کدعی اگر ہو جانتا کوئی

وہ میرے گھرمیں آئیں دیکھئے بخت رسا اپنا
کہے گا مجھ سے بڑھ کر کیا بھلا صل علیٰ کوئی

لگا کر نین نینوں سے بسایا آنکھ میں ان کو

جو دیکھا میری آنکھوں نے بھلا کیا دیکھتا کوئی

رقیبو! کہہ گئے ہیں وہ نہیں ان میں مرا باقی

قَلِیُلٌ مِنُ عِبَادِیُ کے سوا اب آشنا کوئی

محمد بن کے احمد آئے جو محمود عالم میں

اَحَد کا جلوہ ہے نیّر نہیں بس دوسرا کوئی

ے

بحیرۂ عرب جاتے ہوئے ایک بادل سے خطاب

پیام نیّر آشفتہ دل ہے ابر باراں کو
ذرا تکلیف کرنا اور جانا کوئے جاناں کو
میرا محمود پیارا ہے جو عیسٰی کا دولارا ہے
گذارش با ادب کرنا نہ بھولیں اہل عصیاں کو
خدا نے چاند نبیوں کا تمہیں فرما کے بتلایا
بڑھانے والے ہو تم ہی ہمارے نور ایماں کو
تموّج آب دریا میں محبت جوش زن دل میں
دعائیں دے رہے ہیں زخم پنہاں تیر مژگاں کو
بہت بے چین تھا چیں پر مگر اب چین حاصل ہے
تصور میں جو دیکھا ہے نظیرِحسن و احساں کو
برسنا قربت دلدار پر جا ابر رحمت تو
وہاں شاداب کرنا قادیاں بستان عرفاں کو
نچھاور کرنا اس گل پر میرے اشکوں کے موتی تو
بتانا بلبلوں پر بلبل مہجور و نالاں کو
پتہ نیّر کا پوچھیں ابر باراں! تو بتا دینا
زمینِ قدس کے نزدیک پایا تیرے حیراں کو ۸

مسافر کا پیغام بحیرہ عرب سے

پیارے محمود سے خطاب

نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا مری جاں تیری صورت کو
تری من موہنی مورت۔ تری پاکیزہ سیرت کو

خبر لے اے مسیحا دم کہ میں ہوں نیم جاں بسمل
پکڑتا ہے سمندر۔ آ ترے بیمار الفت کو

مماثل حسن و احساں میں مسیحائے مبارک کے
مرے محمود آ جلدی بدل مری نحوست کو

سفر لندن سواری ''چیں'' کی دل قادیاں میں ہے
عرب کے پانیوں سے صاف کرتا ہوں کدورت کو

جناب ایم اے صاحب سے عزیزو! اتنا کہہ دیجیو
عداوت چھوڑ کر اب بھی بدل لیں اپنی حالت کو

یزیدی بن کے کیا لو گے بنو یارو حسینی تم
شراب جاہ کے بدلے پیو جام شہادت کو

الٰہی روشنی سے نیّر اسلام تاباں کی
منوّر کرکے اک عالم مٹا دے تو ضلالت کو

جہان عاشقی میں بندۂ مہر و وفا نیّر
خدا کا فضل و احساں جانتا ہے اس خلافت کو

۹

اسلام اپنا دین ہے اس پر ہمیں یقین ہے

(افریقہ کے میدان کارزار سے)

اسلام اپنا دیں ہے اس پر ہمیں یقیں ہے
سر پر سما ہے جب تک پاؤں تلے زمیں ہے

اسلام پر فدا ہیں اسلام کے ہیں شیدا
محبوب اپنا یہ ہے اپنا یہ مہ جبیں ہے

اندھیر ہے جہاں میں تاریک سارا عالم
ارض و سما میں روشن اپنا مہ مبین ہے

شیریں کی اپنے خاطر ہم کوہ کن بنے ہیں
دشت و جبل سے خطرہ اصلاً ہمیں نہیں ہے

مجنون قیس بن کر لیلیٰ کو ڈھونڈتے ہیں
ہے یہ صدا ہماری لیلیٰ یہیں یہیں ہے

احمد کے ہیں سپاہی شیطاں کے ہم ہیں قاتل
خائف ہراساں ہم سے وہ غاصب لئیں ہے

احمد ہمارے دل میں احمد کے دل میں احمد
عرش بریں ہے دل وہ احمد جہاں مکیں ہے

اللہ کا نبی وہ مہدی وہی مسیحا
ظل محمدی ہے نبیوں کا جانشیں ہے

نیّر اُسی سے روشن وہ نور ہے سراسر
کفر اس کو چھوڑ دینا اسلام اس کا دیں ہے

۱۰

افریقہ سے ایک منظوم کلام

محمد اپنا آقا ہے محمد پیشوا اپنا
محمد اپنا ہادی ہے محمد راہنما اپنا

اسے دیکھا تو دیکھا حق تعالیٰ کی تجلی کو
خدا فاران سے چمکا محمد مصطفیٰ اپنا

صفی اللہ جب نام سارے حق نے دکھلائے
دوم احمد مگر پہلے محمد لکھ دیا اپنا

سلیماں نے کہا بیت قدس کی بیٹیو سن لو
ہزاروں میں یگانہ ہے محمد دلربا اپنا

کہاں ہے وہ نبی جس کی بشارت دے گئے موسیٰ
مسلمانو! کہو وہ ہے محمد برملا اپنا

تسلی دینے آیا بن کے احمد نیّر بیضا
بڑی تاریک گھڑیوں میں محمد با وفا اپنا

۱۱

مورا چین گیا موری نیند گئی

سالٹ پانڈ (گولڈکوسٹ) مغربی افریقہ میں ایک روز آپ حضور کی محبت میں بہت بے قرار و بے چین ہوئے تو بحرِ ظلمات کے کنارے پر درج ذیل نظم کہی۔

میرے سر میں جنوں ہے دل میں جلن مورا چین گیا موری نیند گئی
مجھے آتا ہے یاد وہ سیمیں بدن مورا چین گیا موری نیند گئی

ہائے وہ بھی تھے دن جب دیکھتے ہم وہ اپنا صنم وہ اپنا غم
جب یاد وہ آیا مسیح زمن مورا چین گیا موری نیند گئی

تیری یاد میں آنکھوں میں اشک ہے تیرے ہجر میں ہوش و حواس گئے
تیری دید کی دل میں لگی جو لگن مورا چین گیا موری نیند گئی

تیرے نور سے ڈھارس من کو ملی تیرے دین سے طاقت تن کو ملی
رہی تیری جدائی ہمیشہ کٹھن مورا چین گیا موری نیند گئی

تیرے لختِ جگر کی صورت ہے محمود کی موہن مورت ہے
ہائے وہ بھی ہے دور ہے دور وطن، مورا چین گیا موری نیند گئی

تیرے ہجر میں دیس بدیس پھری کھلے کیس بدل کے میں بھیس پھری
کیئے وصل کی خاطر سارے جتن مورا چین گیا موری نیند گئی

میرے مولا اکیلی میں بندی تیری میرے سامنے رن میں ہے فوج پڑی
میرا دشمن بل پہ ہے اپنے مگن مورا چین گیا موری نیند گئی

میری بیّاں پکڑ کے گلے سے لگا میرے سینے سے سینے کو اپنے ملا
ہائے جلتی ہے سینے میں برہا اگن مورا چین گیا موری نیند گئی

تیرا نیّر خستہ جگر ہے اسے جنگ ہے بحر سے بر سے واں
لیجیئو اس کی خبر تورے روگی حیرن مورا چین گیا موری نیند گئی

میرا چین گیا میری نیند گئی

حضرت نیّر صاحب اس نظم کے پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''مغربی افریقہ میں تکالیف کا سامنا، دشمن سے مقابلہ تھا۔ وطن سے دوری تھی۔ جسم کی راحت کے سامان مفقود تھے اس لئے آسمان زمین کے بہت قریب تھا اور دعاؤں میں لذت تھی۔ ایک دفعہ خرچ کی سخت تکلیف تھی۔ قادیان سے روپیہ نہ پہنچا۔ میز بان جسے ۳ پونڈ ہفتہ وار دیتا تھا۔ اس کے بارہ پونڈ بن گئے اور وہ تین پونڈ پیشگی چاہتا تھا۔ پندرہ پونڈ ہوں تو ''سفید مولوی'' الفاریبو کی عزت رہتی تھی۔ وطن بہت دور اور غربت میں غربت تھی مگر مسیح موعود کا خدا بہت نزدیک تھا اس لئے بحر ظلمات کے کنارہ پر جا کر دعا کی اور آ کر اطمینان سے دوپہر کا کھانا کھایا۔ جس کے بعد معاً تار آیا کہ ۱۵/ پونڈ آپ کی نذر ہیں۔ میز بان منتظر تھا اور مجھے گھر سے نکلنے کا نوٹس دینا چاہتا تھا مگر مولا کریم نے عزت رکھی اور جو کچھ ضروری تھا وہ دیا۔ اس ملک میں مسیح پاک یاد آئے بہت آئے اور میں نے کہا:۔

میرے سر میں جنوں ہے دل میں جلن میرا چین گیا میری نیند گئی

مجھے یاد جو آیا وہ سیمیں بدن میرا چین گیا میری نیند گئی

ترے لختِ جگر کی صورت ہے محمود کی موہن مورت ہے ۔

پائی راہ بھی ہے دور ہے دور وطن میرا چین گیا میری نیند گئی

میرے بیّاں پکڑ کے گلے سے لگا میرے سینہ سے سینہ کو اپنے ملا

پائی میں نے ہے سینہ میں برہا اگن میرا چین گیا میری نیند گئی

تیرا نیّر خستہ جگر ہے جہاں اسے جنگ ہے بحر و بر سے وہاں

لیجیو اس کی کھبر تورے لاگے چرن میرا چین گیا میری نیند گئی

اس درد بھری خواہش وصل کا جواب ۴/اگست ۱۹۲۱ء کو ملا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام رویا میں آئے اور مجھے گلے لگالیا اور میں نے عرض کیا۔

سوئے لیکھ سکھی میرے جاگ پڑے سوکھے برچھ بجن کئے آن ہرے

ملا آ کے گلے سے جو بانکو صنم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی

میں نے صف کو عدوّ کی چیر دیا یک چشم لعین تسخیر کیا

لیا مہدی کا ہاتھ میں جب سے علَم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی

میری دکھوں میں ساری عمر یا کٹی مجھے غم کی ہمیشہ سے روزی ہٹی

ہوا فضل اٹھ گئے رنج وہم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی

کوئی لے چلے مجھے قادیان

کروں غم و ستم کا میں کیا بیاں نہیں ملتی مجھ کو کہیں اماں
کوئی لے چلے مجھے قادیاں کوئی لے چلے مجھے قادیاں
کوئی بے کسوں کی صدا سنے کوئی عاصیوں کی دعا سنے
کوئی دل جلوں کی ندا سنے کوئی لے چلے مجھے قادیاں
جو رہی سہی تھی نظر مری وہ طبیب ہی کی نظر ہوئی
نہ دوا ملی نہ شفا ملی کوئی لے چلے مجھے قادیاں
ہے وہاں سنا کوئی خوبرو ہوا جس کا چرچا ہے کو بہ کو
ہے کسی کی شکل وہ ہو بہو کوئی لے چلے مجھے قادیاں
ہے جہاں میں ایک ہی گلستان نہیں آتی جس پہ کبھی خزاں
ہے مسیح کا بھی وہی مکاں کوئی لے چلے مجھے قادیاں
کئی خوش نصیب فدا ہوئے کئی بدنصیب جدا ہوئے
کئی اس جگہ کے ہی با ہوئے کوئی لے چلے مجھے قادیاں
یہ پیغام آئے ہیں روز کیا جو ہو عشق دل میں تو روگ کیا
بھلا نکلے کیسے نہ یہ صدا کوئی لے چلے مجھے قادیاں
میری آنکھ میں سے جو دیکھ لو کبھی تم نہ غیر کا نام لو
یہی دل میں ہو یہی لب پہ ہو کوئی لے چلے مجھے قادیاں

حوالہ جات

۱۔رسالہ ’’کرشن اوتار‘‘ مصنفہ مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر صاحب مطبوعہ ۴؍اکتوبر ۱۹۰۵ء

۲۔البدر ۲۶؍جنوری ۱۹۱۱ء

۳۔ بدر ۲۵؍فروری ۱۹۰۹ء

۴۔ الفضل ۳۱؍اگست ۱۹۳۸ء

۵۔البدر ۲۶؍جنوری ۱۹۱۱ء

۶۔فاروق ۷۔۱۴؍ستمبر ۱۹۱۶ء

۷۔الفضل ۳۰؍اکتوبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۴

۸۔الفضل ۳۰؍اگست تا ۲ ستمبر ۱۹۱۹ء

۹۔الفضل ۱۶؍ستمبر ۱۹۱۹ صفحہ ۲

۱۰۔الفضل ۳۱؍اکتوبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۶

۱۱۔الفضل ۲۶؍فروری ۱۹۲۶ء

۱۲۔الفضل ۱۰؍نومبر ۱۹۲۱ء

۱۳۔الحکم ۷؍اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۱۴۔الفضل ۱۰؍نومبر ۱۹۲۱ء

باب ہشتم

تقاریرِ جلسہ ہائے سالانہ قادیان

تقاریر جلسہ سالانہ

حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم نیّــر صاحب سلسلہ کے ایک جید عالم اور خوش بیان مقرر تھے۔ آپ کا انداز بیان بہت موثر اور دلربا تھا۔ آپ کی پُر جوش تقاریر میں ایک قدرتی حسن پایا جاتا اور وہ دلچسپ واقعات، برجستہ لطائف اور اشعار سے مرصع ہوتیں۔ جلسہ سالانہ قادیان پر آپ کی تقاریر کا آغاز ۱۹۲۴ء سے ہوا جو ۱۹۴۲ء تک رہا۔ جلسہ ہائے سالانہ کی یہ تقاریر ایک علمی شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی تبلیغی زندگی میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات سے مزّین ہیں۔ آپ کی سیرت کے کئی حسین اور دلکش پہلو اِن میں سموئے ہوئے ہیں۔ بیرون ہند احمدیہ مشنز کی ابتدائی تاریخ کے اعتبار سے ان تقاریر کو ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ ذیل میں ان تقاریر کی ایک فہرست درج ہے۔ نیز ساتھ نہایت قیمتی اور گرانقدر تقاریر کا اصل متن بھی پیش کیا جارہا ہے۔

ضرورت تبلیغ اور اس کے متعلق تحریک

تقریر برموقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۲۵ء

حضرت نیّر صاحب نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:۔

یٰۤاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًاوَّ نَذِیْرًاo وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًامُّنِیْرًا o وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًاکَبِیْرًا

(الاحزاب:۴۶تا۴۸)

قبل اس کے کہ میں اپنے مضمون پر کچھ کہوں میں اپنے دردِ دل کے اظہار میں ان الفاظ کو پیش کرتا ہوں جو میدان کارزار تبلیغ میں موزون کئے گئے تھے

قیس کے سر میں جنوں پاؤں میں چکر آ گیا ۔۔۔ جز خیال لے لئے دین ہدیٰ کچھ بھی نہیں

ہے عدو کے ہاتھ میں تیغ سنان تیر وتفنگ ۔۔۔ ہاتھ میں اپنے بجز تیر دعا کچھ بھی نہیں

نعرہ اللہ اکبر کر دیا ہم نے بلند ۔۔۔ جب عدو کہنے لگا اسلام کا کچھ بھی نہیں

طارقِ احمد ہوں ملک اندلس پر آنکھ ہے ۔۔۔ مجھ کو مشکل فتح قصر حمرا کچھ بھی نہیں

مطلع مغرب سے چمکا نیّر نصف النہار ۔۔۔ آنکھ کھولو منکرو اب بھی گیا کچھ بھی نہیں

اب مجھے اپنے احباب کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کون آدمی آپ سے باتیں کر رہا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ آپ کا خادم نیّر اس وقت آپ کی خدمت کے لئے سٹیج پر کھڑا ہے جو ایک عرصہ تک بیابان افریقہ میں خدائے قدوس کا نام بلند کرنے کے لئے پھرتا رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار عظیم الشان منصب

پیارے بھائیو! ابھی ابھی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

خدا تعالیٰ نے چار ناموں سے پکارا ہے گویا یہ چار عظیم الشان منصب ہیں۔ **داعیاً الی اللہ** تو وہ تھے ہی مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو صرف یہ منصب ہی نہیں دیا بلکہ اور منصب بھی عطا فرمائے ہیں جو اپنے کمال کے ساتھ آج تلک کسی اور کو نہیں دیئے گئے۔

ارتقاء کا اثر روحانیت پر

مذہب کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ جس طرح دنیا ارتقاء کے ذریعہ ترقی کر گئی ہے خدا نے روحانی ضروریات کے لئے بھی اسی سنت سے کام لیا ہے اور روحانیت بھی بتدریج اسی ارتقاء کے ماتحت ترقی کر گئی ہے۔ وہ دنیا جو ابتداء میں تمدن کے نام سے نا آشنا تھی، آخر تمدن سے آشنا ہوئی اور بتدریج ترقی کرتے کرتے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں متمدن ہو گئی۔ وہ دنیا جو جانتی نہ تھی کہ روحانیت کیا ہوتی ہے روحانیت کی چادر کے نیچے آ گئی اور آہستہ آہستہ اس کو اپنے اوپر کھینچتی گئی اور آخر نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں یہ چادر پورے طور سے اس پر تن گئی۔ وہ اگر پہلے غیر متمدن تھی تو اب تمدن کی بام پر جا پہنچی۔ وہ اگر روحانیت میں بے کمال تھی تو اب کمال روحانیت حاصل کر گئی۔ وہ اگر حیوان تھی تو انسان بن گئی اگر انسان تھی تو باخدا انسان بن گئی اور اس ارتقاء کے اثر سے وہ اس قابل ہو گئی کہ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ** (الذّٰریٰت: ۵۷) کا پورا پورا ظہور اس سے ہو۔ یہ اس ارتقاء کا ہی اثر تھا کہ دنیا میں ایک ایسا دین آ گیا جو سب کے لئے ایک ہی جیسا مفید تھا اور ایک ہی جیسا فائدہ رساں۔ دنیا کی ضرورتیں بڑھ رہی تھیں اور دنیا دیکھ رہی تھی کہ کون سا وہ دین ہو گا جو دنیا کی چھوٹی بڑی تمام ضرورتوں کو پورا کرے گا۔ حکومتوں کے نظام سلطنتوں کے انصرام اور قوموں کے اہتمام کے لئے دنیا کس دین کی رہین منت ہو گی جو اسے ہر کام میں اور ہر امر میں کامیاب بنا دے گا۔ جب دنیا کی ضرورت بڑھی اور دنیا کی حالت نے تقاضا کیا تو **دینِ قیّم** دنیا میں آ گیا اور جس طرح وہ افریقہ کے کالے کالے لوگوں کے لئے مفید تھا اسی طرح وہ یورپ کے گورے گورے اشخاص کے واسطے بھی نافع تھا۔ سرخ ہو یا سفید زرد ہو یا ملیح سب کے لئے ایک ہی طرح کا آسان اور سب

کے واسطے ایک ہی طرز پر واجب التحصیل تھا۔اس دین نے دنیا کو ایک مساوات کے ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کیا۔پس اس ارتقا نے اگر دنیا کو مادی ترقی کی انتہاء تک پہنچا دیا تو اس ارتقاء نے روحانی معراج کمال پر بھی دنیا کو لا کھڑا کیا اور یہ سب کچھ اس وجود مقدس اور اس ہستی متبرک سے ظہور میں آیا جسے شاہد بھی کہا گیا، بشیر بھی کہا گیا، نذیر بھی کیا گیا اور سراج منیر بھی کہا گیا ہے۔

پہلی صداقتوں کی تصدیق

کسی سچائی کی یہ بھی تعریف ہے کہ وہ دوسری سچائیوں کی تصدیق کرے اور اس سچائی کی جو نبی کریم ﷺ دنیا میں لائے ایک غرض یہ بھی تھی۔کہ وہ پہلی سچائیوں پر مہر صداقت ثبت کرے اور تصدیق کرے۔کہ وہ درحقیقت سچائیاں تھیں۔پس آ کر اس نے ایسا ہی کیا اور دنیا کو بتا دیا کہ جو کچھ پہلے خدا کی طرف سے کہا گیا ہے اور جو کوئی پہلے خدا کی طرف سے آ چکا سب سچ اور برحق ہے۔پس خدا نے آپ ﷺ کو شاہد بنا کے بھیجا تا آپؐ پہلی سچائیوں کی تصدیق کریں اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کرائیں۔خدا کے کلام اور انسانی تصرّف میں فرق کر کے حق کو باطل سے جدا کر دکھائیں۔ہمارے ہندو بھائیوں نے جو ۳۳ کروڑ دیوتا بنائے اور کرشنؑ کی زندگی کو نہایت گھناؤنا کر کے پیش کیا وہ نہ تو کرشن کی مرلی کی آواز تھی اور نہ ہی جمنا کے کنارے پر توحید کے واعظ کی اصلی تصویر تھی۔اسی طرح حضرت مسیح نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں خدا ہوں بلکہ وہ تو یردن کے کنارے کھڑا ہو کر کہتا تھا کہ میرا ایک خدا ہے۔ایسی باتیں لوگوں نے بعد میں شامل کر لیں اور اصل کو ان کی شمولیت سے بگاڑ لیا۔ایسے وقت محمد رسول اللہ ﷺ نے آ کر ان سب باتوں کا شاہد ہو کر فیصلہ کر دیا۔جن لوگوں نے آپ کے فیصلوں کو مان لیا ان کے لئے آپ بشیر ہیں اور ان کے لئے جنہوں نے ان کو تسلیم نہ کیا نذیر ہیں۔

سراج منیر

باقی رہ گئی سراج منیر کی صفت۔یہ وہ منصب ہے جو دنیا میں روشنی پھیلانے کا باعث ہوا۔

منیر کے معنے ہیں جس سے ہزاروں اور نیّر بن جائیں اور دنیا کی روشنی کا باعث ہوں۔ چونکہ آپ کے فیوض تا قیامت جاری ہیں اس لئے آپ کا نام سراج منیر رکھا گیا۔

سراج منیر کا بروز

آپ ﷺ اگر سراج منیر ہیں تو آپ ﷺ کے بروز مسیح موعود علیہ السلام بھی سراج منیر ہیں۔ جو باتیں آپ ﷺ پر صادق آتی ہیں وہی ان پر صادق آتی ہیں اور پھر خدا تعالیٰ نے بھی آپ ﷺ کے بروز کو قمر و شمس کہا ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ قمر پہلے کہا گیا ہے اور شمس پیچھے۔ قمر چونکہ شمس سے روشنی لیتا ہے اس لئے اسے پہلے رکھا گیا ہے چونکہ یہ روشنی "سراج منیر" سے لیتا ہے۔ اور پھر جب شمس بن جاتا ہے۔ آگے روشنی دینی شروع کر دیتا ہے کیونکہ شمس کا کام روشنی لینا نہیں روشنی دینا ہوتا ہے۔ پس جس طرح اس سراج منیر ﷺ نے دنیا میں روشنی پھیلائی اور کیا اگلے اور کیا پچھلے اس سے روشنی حاصل کر کے شمس بن گئے۔ اسی طرح سراج منیر ﷺ کے بروز نے بھی جو مسیح موعودؑ کے نام سے دنیا میں آیا قمر بن کے تو اس سے روشنی لی اور پھر شمس بن کر وہی روشنی دوسروں کو دی جس سے انہیں قمر بنا دیا۔

جلال اور جمال خداوندی

جب ہم کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک تو جلال اور دوسرا جمال کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ آگ کی روشنی میں، پہاڑوں کی چوٹیوں میں، زمینوں کی گہرائیوں میں، دریاؤں کی روانیوں میں، ہواؤں کی سرسراہٹ میں، ستاروں کی ٹمٹماہٹ میں، چاند کی خوبصورتی اور سورج کی چمک میں۔ غرض شجر میں، حجر میں، بر میں، بحر میں۔ جہاں کہیں بھی نظر آتا ہے خدا کا جلال کام کرتا ہوا نظر آتا ہے یا جمال۔ اگر سورج چمک رہا ہے اور دنیا کی زیست کے سامان پیدا کر رہا ہے تو جلال باری تعالیٰ کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر قمر چاندنی سے خنکی اور خوبصورتی پیدا کر رہا ہے اور اپنی دلربا روشنی سے نور کی چادر بچھا کر دنیا کی فرحت بڑھا رہا ہے تو جمال خدا کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

غرض جس بات کو دیکھو، جس امر کی طرف نگاہ ڈالو، جس حالت پر غور کرو یہی معلوم ہوگا کہ دو ہی باتیں حکومت کر رہی ہیں اور وہ دونوں یہی جلال اور کمال الٰہی ہیں۔

محمد ﷺ اور احمد ﷺ

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ اور احمد ﷺ کر کے بھیجا۔ محمد ﷺ جلال کا اظہار کرتا ہے۔ اور احمدؐ جمال کا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو جب اپنے اسماء لکھائے اور وہ فہرست جس پر یہ نام لکھے تھے آپ کے سامنے لائی گئی تو اس میں سب سے بالا محمدؐ لکھا تھا اور اس کے دوسرے درجہ پر احمدؐ۔ گویا یہ اشارہ تھا کہ دونوں اوصاف وہی ہیں جو دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ مطلب یہ کہ خدا کبھی جلال کا رنگ دکھاتا ہے اور کبھی جمال کا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بعثت اولیٰ میں تو محمد ﷺ ہو کر آئے مگر بعثت ثانی میں احمد آخر الزمان ہو کر آنا مقدر تھا اور اس طرح دنیا کو ہمیشہ آپ کے فیضان سے مستفیض ہوتے رہنا تھا۔

سورۃ فاتحہ کی دعا

غرض نبی کریم ﷺ ان چار منصبوں کے لئے آئے ہیں اور آپ کے آنے کے ساتھ ہی مذہب کی تعریف میں تغیر ہوتا ہے اور دنیا کو ایک کامل تبلیغی مذہب دیا جاتا ہے۔ جب قرآن کی پہلی سورہ ہم پڑھتے ہیں تو اس میں کہتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ (فاتحہ)

یعنی ہر قسم کی حمد کے لائق اگر ہے تو وہی رب العالمین ہے جو ہر وقت نئے سے نیا عالم پیدا کرتا ہے اور پھر اس عالم میں ہر طور پر ربوبیت کرتا ہے۔ اس کا فیضان خاص نہیں عام ہے۔ وہ اپنے آپ بھی دیتا ہے اور جب اس سے مانگا جائے تب بھی دیتا ہے اور ربوبیت کے سب سامان پیدا فرماتا ہے۔ پھر یہ سب کچھ دے کر وہ **یوم الدین** کا مالک بھی ہے۔ **یوم الدین** بھی اس نے

بنایا ہے اوراس لئے بنایا ہے کہ نعمتوں کے درست یا نا درست استعمال پر جزاء یا سزا دے۔اس قدر تعریف کے بعد پھرانسان کی زبان سے کہلوایا ہے کہ ہم ایسے خدا کی عبادت کرتے ہیں اوراسی سے درخواست بھی کرتے ہیں کہ وہ اپنی عبادت اور اپنی نعمتوں کے درست استعمال کرنے کے لئے ہماری مدد فرمائے کیونکہ اس کی مدد کے بغیر ہم ایک منٹ کے لئے بھی کچھ نہیں کر سکتے۔پس ایک شخص جوقرآن کی اس سب سے پہلی سورۃ کو پڑھتا ہے کیا وہ اس دعا کو جواس میں سکھائی گئی ہے اکیلا ہی پڑھ سکتا ہے۔نہیں وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اکیلا تیری عبادت کرر ہا ہوں اور اکیلا ہی تجھ سے دعا مانگ رہا ہوں۔ بلکہ کہتا ہے کہ ہم تیری عبادت کرر ہے ہیں اور ہم تیری مدد مانگ رہے ہیں۔افریقہ ہو یا امریکہ، انگلستان ہو یا ہندوستان، ایران ہو یا توران،عرب ہو یا ملک شام سب ہی میرے ساتھ شامل ہیں اورسب ہی تیری بندگی اور تیری عبادت بجالا رہے ہیں اورسب ہی تیری مدد طلب کرر ہے ہیں۔اس میں کیا راز ہے کہ وہ سب کے متعلق یہ قیاس کرتا ہے کہ سب ہی یہ دعا مانگ رہے ہیں اور صرف قیاس ہی نہیں کرتا بلکہ اس کا اقرار بھی کرتا ہے کہ سب ایسا کرتے ہیں۔کیا اس میں یہی بھید نہیں کہ ایک مسلمان پیدا ہی اس لئے ہوا ہے کہ وہ ایک طرف آسمان سے تعلق رکھے تو دوسری طرف زمین سے بھی تعلق کو نہ توڑے۔ یقیناً یہی ہے کیونکہ اس میں وحدت کی جھلک ہے،تعاون کی تعلیم ہے،مساوات کا درس ہے،اخوت کا سبق ہے،ہمدردی کی لہر ہے کہ انسان ہاں ہاں مسلم انسان نہ صرف اپنے ہم خیال لوگوں کواس میں شامل سمجھتا ہے،نہ صرف نوع انسان کے متعلق یہ اظہار کرر ہا ہے کہ وہ طَوْعاً وَ کَرْھاً ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر عمل پیرا ہے بلکہ وہ چرندو پرند،شجروحجر،بحروبر بلکہ ملائکہ تک کے متعلق یہ تسلیم کرر ہا ہے کہ وہ بھی سب تیری ہی تسبیح کرر ہے ہیں اور تیری مدد کے لئے دست سوال دراز کئے ہوئے ہیں۔اس دعا میں اقرار ہے کہ نہ میں ہی بلکہ تمام مخلوق خواہ وہ کسی حال میں ہی کیوں نہ ہو تیری عبادت کرر ہی ہے اور تیری ہی مدد چاہتی ہے۔اور تبلیغی دین سب سے پہلی صورت میں تعلیم دیتا ہے کہ اے مسلم تو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسری مخلوق کے لئے بھی پیدا کیا گیا ہے اور تیرا فرض ہے کہ تبلیغ کرکے دوسروں کو اپنے ساتھ ساتھ شامل کرے۔

امت محمدیہ کے ذمہ تبلیغ کا فرض

غرض سورۃ فاتحہ سکھاتی ہے کہ جب کہ مخلوق خدا کے لئے ضروری ہے کہ ایسے خدا کی عبادت کرے جو رب العالمین بھی ہے، رحمٰن بھی ہے، رحیم بھی ہے، مالک یوم الدین بھی ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ بعض ان نادان لوگوں کو جو غفلت میں پڑ کر اس غرض زندگی کو ترک کئے بیٹھے ہیں یاد کرایا جائے کہ تمہارا فرض تو یہ تھا کہ تم اپنے رب کی عبادت کرتے اور اسی سے مدد طلب کرتے لیکن تم اس کو فراموش کر کے بالکل اس فرض سے غافل ہو گئے ہو۔

انبیاء کا کام

انبیاء کا آنا اسی لئے ہے اور انہوں نے آکر کام بھی یہی کیا اور اسی کام کے لئے ان کو خدا تعالیٰ حکم دیتا رہا کہ ان غافل لوگوں کو ہوشیار کرو اور ان کو ان کے فرض سے آگاہ کرو۔ میری آواز ان تک پہنچاؤ اور ان کو بتاؤ کہ تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم میری عبودیت اختیار کرو۔ چنانچہ حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا جاتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ ط وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ۔ (مائدہ:۶۸)

اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے لوگوں کو پہنچا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا خدا کا پیغام لوگوں تک تو نے نہ پہنچایا۔ تو بے خوف رہ کہ تیرا خدا تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو جو کہ نشان پر نشان دیکھتے ہیں مگر انکار پر انکار کرتے چلے جاتے ہیں ہدایت نہیں کرتا۔ یہ تو ہے انبیاء کا کام۔ لیکن اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کی جماعت کے لئے بھی تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (آل عمران:۱۱۱)

اے مسلمانو! تم بہترین امت پیدا کئے گئے ہو جو نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔اور پھر فرماتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْ نَ اِلَى الْخَيْرِ و يَا مُرُوْ نَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنهَوْ نَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ . (آل عمران ۱۰۵)

اے لوگو تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں کو حق پہنچاؤ اور نیکی کی تحریک کرو اور بدی سے روکو کیونکہ حقیقی فلاح اور بہبود اسی میں ہے۔اور اس سے نہ صرف حق پہنچانے اور امر بالمعروف اور نهی عن المنكر کرنے والوں کی فلاح ہے بلکہ ان لوگوں کی فلاح اور بہبودی بھی ہے جن کو یہ باتیں کہی گئیں اور جنہوں نے انہیں مان کر ان پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

تبلیغ کے متعلق امت محمدیہ کو تاکید

غرض تبلیغ ایک ایسا کام ہے جس سے ہر دو کا بھلا ہے۔اسی لئے اس کی تاکید کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے تم اسے کرتے رہو اور کسی حال میں بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کوتاہی نہ کرو۔اور اگر تم نے اس میں غفلت کی اور اسے چھوڑ دیا تو تم پر وہ لوگ مسلط کر دئے جائینگے جو تم سے بدترین ہونگے اور پھر اس وقت اگر تمہارا بہترین بھی دعا کرے گا تو قبول نہ کی جائیگی۔

بدترین کا تسلط بہترین پر

دوستو! اس اہم اور ضروری کام سے غفلت کرنے کی صورت میں کیسا خوفناک نتیجہ پیش کیا گیا ہے۔بہترین میں سے کوئی نہ ہوگا جو یہ پسند کرے کہ اس پر بدترین مسلط کر دیا جائے۔مگر ان بہترین کی حالت دیکھئے انہوں نے اس بات کو تو پسند کر لیا کہ بدترین ان پر غالب آجائیں لیکن اس بات کو پسند نہ کیا کہ امر بالمعروف ونهی عن المنكر کریں اور خود غالب رہیں۔عوام کو جانے دو مثال کے طور پر خواص کو لے لو۔خواص میں مسلمان بادشاہ سب سے اول

نمبر پر ہیں۔مگر باوجود مسلمان ہونے اور تبلیغ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنے کا جو برا اثر تھا۔اس سے واقف ہونے کے وہ عمارتیں بنانے اور تفرج گاہوں کے آراستہ کرنے کی طرف لگ گئے مگر اس طرف دھیان بھی نہ کیا کہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی ان کے ذمے کچھ فرض لگائے گئے ہیں اور ان کو بھی انہوں نے بجالانا ہے۔مگر جب وہ نہ بجالائے تو اس کا کیا نتیجہ ہوا۔آہ! اسے بیان کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔روح قفس عنصری میں ماہئی بے آب کی طرح تڑپتی ہے۔جان گھبراتی ہے جسم کپکپاتا ہے۔وہ جاہ وحشم ،وہ شان وشوکت ،وہ عزت وجبروت ،وہ فوقیت وعظمت جو حاصل تھی چھن گئی۔پنجاب میں سکھ مسلط کردئے گئے اور اضلاع متحدہ میں جاٹوں نے لوٹ مار شروع کردی۔اسی طرح کیا ہند اور کیا ہند سے باہر اسلام کے دشمنوں نے اسلام کی طاقت کو توڑنے کا تہیہ کرلیا۔وہ عمارتیں جو مسلمان بادشاہوں نے بڑے چاؤ سے بنائیں آج مکان بے مکین بن کر عبرت کے لئے کھڑی ہیں۔اور یہ فرض تبلیغ میں تساہل کا نتیجہ ہیں کہ مساجد ومقابر کی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی اور مسلمانوں کے جبر وتشدد کے افسانے گھڑے جارہے ہیں۔غیر مسلم باوجود شاہان اسلام کی تبلیغ سے غفلت کے ان کو یہ کہہ کر بدنام کررہے ہیں کہ انہوں نے غیر مسلموں کو جبراً مسلمان بنایا۔مگر اپنے سلوک نہیں دیکھتے کہ کس طرح مسلمانوں کو انہوں نے تکلیفیں پہنچائیں۔باوجود اس کے افسوس ہے کہ مسلمانوں کے نہ عوام جاگے اور نہ بیدار ہوئے ہیں خواص۔ہند تو ہند دیگر ممالک میں بھی تباہی آئی ان کی آنکھوں نے دیکھا کہ سات سو سال تک مسلمانوں کی حکومت اندلس پر رہی۔مگر وہ اندلس بھی تباہ ہوگیا غرناطہ بھی تباہ ہوگیا قرطبہ میں بھی اسلامی شوکت مفقود ہوگئی۔الجزائر، ٹیونس، مراکش غرض جہاں جہاں کہ مسلمانوں کا اقتدار تھا وہاں ہی ان کو زوال آگیا اور صرف اس لئے آیا کہ انہوں نے تبلیغ کو چھوڑا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے منہ موڑا۔

تبلیغ کو جہاد پر فضیلت

پس تبلیغ نہ کرنے کی وجہ سے سلطنتیں مٹ گئیں۔بادشاہ نہ رہے اور بدترین ان پر مسلط

کر دئے گئے ۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے تمام نیکیوں کو اگر ایک طرف رکھا جائے اور جہاد کو ایک طرف تو وہ تمام نیک کام جہاد کے بالمقابل دریا میں ایک قطرہ کی مثال ہوں گے ۔پھر اس طرح جہاد کو تمام نیکیوں پر فضیلت ہے ۔اسی طرح تبلیغ کو جہاد پر فضیلت حاصل ہے یعنی جہاد کرنا تبلیغ کرنے کے مقابل دریا میں ایک قطرہ ہے ۔تبلیغ کے مقابل میں جہاد ایسا ہی ہے جیسا کہ جہاد کے بالمقابل تمام دوسرے نیک کام ۔پس جہاد ایک قطرہ ہے اور تبلیغ ایک دریا۔ کیا اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔

خواص کو عوام کے سبب سزا

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کو عام گنہگاروں کے بدلے میں سزا دیتا ہے ۔یہ باتیں میں اس لئے بتاتا ہوں کہ تا اس فریضہ کو سمجھایا جائے ۔خدا تعالیٰ کیوں عوام کے بدلے خواص کو گرفتار عذاب کرے گا۔اس لئے کہ جب خدا کے فرمانوں کی مخالفت ہو رہی ہوتی ہے تو یہ خاموش رہتے ہیں ۔چندے دینا اور ایسے ہی دوسرے کام کرنا مفید ہیں مگر ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کاموں سے روکا جائے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو رہے ہوں اور ان کاموں کے کرنے کے لئے کہا جائے جو خدا کی منشاء کے مطابق ہوں ۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ خواص وعمائد واُمراء غرض سب کو عذاب میں پکڑے گا اور اس لئے پکڑے گا کہ لوگ جو حق سے دور جا رہے تھے اور فرستادہ کا انتظار کر رہے تھے ان کو یہ دیکھتے اور کوئی کوشش کرتے کہ وہ حق سے دور نہ جائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حکم دیا کہ فلاں بستی کو زیروزبر کر دے اور اس پر عذاب کر۔فرشتہ نے عرض کی میں کیسے عذاب کروں ۔اس میں ایک ایسا شخص ہے جو نیک ہے اور جس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ نے فرشتہ کو فرمایا کہ تو ضرور ایسا کر کیونکہ اس نے ان لوگوں کی بدکرداری پر ترش روئی نہ دکھائی اور نہ ہی انہیں کبھی روکنے کی کوشش کی ۔لوگ اس کی آنکھوں کے سامنے نافرمانی

کرتے رہے اور طرح طرح کی بداعمالیوں اور خطا کاریوں سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے رہے لیکن اس نے نہ کبھی امر بالمعروف کیا اور نہ نہی عن المنکر یہاں تک کہ ان کی بدکرداریوں پر بیزاری اور نفرت کا اظہار بھی نہ کیا۔ اس لئے بغیر اس شخص کا خیال کئے تو اس بستی پر تعذیب کر۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تو بڑا کام ہے۔ اس قسم کے منکرات پر ترش روئی نہ دکھانا بھی عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ایسا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی ایسے شہر پر بھی عذاب آیا جس میں اٹھارہ ہزار پیغمبروں کا سا عمل رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ اس پر صحابہؓ نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا ایسے لوگوں پر کیوں کر عذاب آ گیا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے فریضہ تبلیغ ادا نہ کیا اور ان لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہے اور اظہار ناراضگی و بیزاری نہ کیا جو نافرمان تھے اور خدا کے حکموں کو توڑنے والے تھے۔

پس ان حالات اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب اس لئے بھی آیا کرتے ہیں کہ لوگ تبلیغ چھوڑ دیں۔ بے شک وہ نیک ہوتے ہیں۔ بے شک ان کے عمل صالح ہوتے ہیں۔ بے شک وہ خدا کو خوش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنے نفس کے لئے کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس میں ان لوگوں کو بھی شامل کرنے کی کوشش کریں جو ان جیسے عمل نہیں کرتے اور خدا کے غضب کو بھڑکا رہے ہوتے ہیں۔ پس چونکہ ایسے لوگ ان دوسرے لوگوں کو بچانے اور ان کو نیک بنانے اور ان راہوں پر چلانے کے لئے کوشش نہیں کرتے جن راہوں پر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اس لئے خدا ان لوگوں کو بھی اس عذاب میں گرفتار کر لیتا ہے۔

خیر اُمّۃ کا اہم فرض

پیارے بھائیو! یہ اُمت جس میں آپ ہیں خیر اُمۃ ہے۔ یہ امت جو رسول ﷺ کی امت کہلاتی ہے خدا کی قائم کردہ امت ہے۔ اس اُمت کا فرض کیا ہے۔ یہی کہ وہ

امر بالمعروف و نهی عن المنکر کرے اور جو کچھ اس کو ملا ہے دوسروں کو بھی وہ دلانے کے لئے کوشش کرے اور اس کلمہ حق کو ان تک پہنچائے جو اس تک پہنچایا گیا۔ اس اہم فرض کو بجالائے جس کا نام تبلیغ ہے جو دوسرے شخص ان کے لئے بجا لائے۔ پیارو! جب اللہ، اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول نے یہ فریضہ مقرر کیا تو آپ خود ہی سوچیں کہ اس سے غفلت کرنا کیا کچھ نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ آج دنیا کی ضرورت ہے کہ اسے کلمہ حق پہنچایا جائے۔ آج دنیا پیاسی ہے اور ضرورت ہے کہ اس چشمہ صافی کے قطرے اس کے حلق میں ڈالے جائیں۔ پہلے اگر ایک نمرود تھا تو آج سینکڑوں نمرود ہیں۔ پہلے اگر ایک فرعون تھا تو آج ہزاروں لاکھوں فرعون فتنہ و فساد پیدا کر رہے ہیں۔ پہلے اگر ایک ابوجہل تھا تو آج کروڑوں ابوجہل اپنی جہالت سے نیّر اسلام پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس اب ضرورت ہے اور پہلے سے بہت بڑھ کر ضرورت ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ ہو۔ مسیح ناصری کے وقت اگر صرف ایک بنی اسرائیل کا فتنہ تھا تو اب بنو اسمٰعیل اور اسرائیل دونوں کے فتنے موجود ہیں۔ پس اٹھو اور بیدار ہو جاؤ، ہوشیار رہو جاؤ اور کمر بستہ ہو کر اس کام پر لگ جاؤ۔ دیکھو خدا نے تمہاری رہبری کے لئے ایک شخص کو بھیج دیا۔ جو محمد ﷺ کا بروز بن کر آیا۔ جس نے احمدؐ بن کر دکھایا۔ پھر جب خدا نے تمہاری رہبری کی تو کیا وہی تمہارا فرض نہیں ٹھہرتا جو پہلوں کا تھا۔ یقیناً ٹھہرتا ہے۔

اسلاف اور اخلاف میں فرق

پہلے لوگ سیدھے سادھے تھے۔ سیدھی باتیں کرتے تھے اور ماننے والے بھی سیدھے طور پر مان لیتے تھے۔ اب علم بڑھا۔ علم کیا بڑھا شیطانیت بھی بڑھی۔ دجالیت بڑھی۔ کفر بڑھا۔ الحاد بڑھا۔ لشکر شیطان کیل کانٹے سے لیس ہو کر حملہ آور ہے۔ ہر طرف سے یورش ہو رہی ہے۔ خدا کی مخلوق ضلالت کے گڑھوں اور معصیت کے نشیبوں میں گر رہی ہے۔ پس جس طرح خدا تعالیٰ نے تمہیں ان گڑھوں میں گرتے گرتے بچا لیا کیا اسی طرح تمہارا فرض نہیں کہ لشکر شیطان کا مقابلہ کر کے شیطان کی شیطانیت سے لوگوں کو بچاؤ۔

شیطان کا زور

آسمانی صحائف میں بتلایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں لشکر شیطان سے جنگ ہوگی۔ احادیث میں وارد ہے کہ شیطان اس زمانہ میں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائے گا اور نِت نئے چکمے دے گا۔ دجال پیدا ہوگا لوگوں کے دین و ایمان بگاڑے گا۔ مگر ایسے پُرفتن زمانہ کے لئے کیا خدا نے اپنی مخلوق کو یونہی چھوڑ دیا۔ نہیں نہیں اس کا وعدہ ہے کہ ایسے وقت میں ان سب مقابلوں کے لئے میں ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کا نام مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی۔ حدیث میں دیکھ لو یہی آتا ہے کہ شیطان کا جب زور ہوگا تو اس کے زور کو توڑنے کیلئے خدا اپنے ایک بندہ کو بھیج دے گا جو اس کا مقابلہ کرے گا اور لوگوں کو بچائے گا۔

خونی مہدی کا انتظار

بچپن میں مجھے میری والدہ صاحبہ مرحومہ بعض کتابیں پڑھنے کو دیا کرتی تھیں۔ ان میں یہی لکھا ہوتا کہ امام مہدی آئے گا تو یہ ہوگا اور امام مہدی آئے گا تو وہ ہوگا۔ کچھ تو ان کتابوں کے اثر سے اور کچھ اس عادت سے کہ لوگ خود کچھ کرنے کے خواہاں نہیں ہوتے اور اسلاف کے کارناموں یا خوش آئند واقعات سے خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی یہی چرچا رہتا اور ہماری بھی یہی باتیں ہوتیں کہ امام مہدی آئے گا تو یہ ہوگا وہ ہوگا۔

امام مہدی کی فتوحات جمالی ہیں

غرض دنیا کا یہی حال ہے یا تو گزشتہ واقعات کی دلفریبی سے شادکام رہتی ہے اور یا آئندہ کے وعدوں پر خوش ہوتی ہے کہ اب یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا لیکن وہ یہ نہیں دیکھتی کہ اگر کسی گزرے ہوئے زمانہ میں کوئی عظمت حاصل تھی تو کیا ہم نے اس عظمت کو بحال رکھنے کا خیال کیا یا جو باتیں آئندہ وعدہ کے رنگ میں ان کے لئے کر رہے ہیں دنیا ہر وقت غفلت میں

پڑی رہتی۔غفلت سے نکالنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کے ذمے بعض فرض لگائے ہیں۔ان فرضوں میں سے اہم فرض اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔پس جیسا کہ خدا کی دو صفتیں ہیں جلال اور جمال ایسا ہی خدا ان دونوں صفتوں کے لحاظ سے اپنا کام کرتا ہے اور جس کسی کو اپنا پیغامبر بنا کر بھیجتا ہے اسے یا تو ضرورت کے لحاظ سے جلال کے ماتحت بھیجتا ہے یا صفت جمال کے ماتحت مثلاً حضرت موسیٰؑ اگر ایک وقت جلال کے رنگ میں آئے اور فرعون جیسے زبردست اور مغرور بادشاہ کے کبر وغرور کو توڑا تو دوسرے وقت میں حضرت ابن مریمؑ جمال کے رنگ میں آئے جنہیں لوگوں نے کانٹوں کا تاج پہنا دیا اور صلیب اٹھوائے ہوئے صلیب گاہ تک لے گئے۔پھر صلیب پر لٹکا دیا اور تمسخر و مطاعن کئے۔

دوستو! میں جب لنڈن میں تھا تو بعض یہودی مجھے ملے۔وہ کہتے تھے ابن مریم خدا کی طرف سے نہیں آئے تھے اسی لئے ہم نے نہیں مانا۔ہماری کتابوں میں تو لکھا ہے کہ وہ بادشاہ ہوگا اور داؤد کی سلطنت واپس دلائے گا مگر ایسا کہاں ہوا۔وہ تو غربت اور مسکنت کے لباس میں آیا اور اسی میں چلا گیا۔

اللہ اللہ! کجا وہ جلال کہ فرعون جیسا زبردست طاقت رکھنے والا بادشاہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور کجا یہ جمال کہ لوگ اس صفت جمالی کے مظہر کو کھینچتے ہیں، بھینچتے ہیں، آزار پہنچاتے ہیں، خفت و ذلت کرتے ہیں اور بالآخر جان کے لاگو ہو جاتے ہیں مگر وہ کچھ نہیں کہتا۔باوجود اس کے خدا جس طرح حضرت موسیٰؑ کو غالب کرتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو کامیاب کرتا ہے۔صرف رنگ جدا ہے۔ہمارا زمانہ صفت جمالی کا مقتضی تھا اور ہمارے مہدی کی فتوحات بھی جمالی ہونی چاہئیں تھیں۔

دورِ حاضرہ اور دورِ سابقہ

پیارے دوستو! یہود کی نظر سطح پر تھی۔وہ نہ دیکھ سکے کہ تہہ آب کونسا دُرّ شاہوار ہے۔ان کے دل تعذیب آسمانی سے نڈر تھے اور نہیں جانتے تھے کہ اس جور و تعدی کے پیچھے کونسا عذاب الیم

ہے۔وہ دنیا کے کیڑے تھے اور نہیں سمجھتے تھے کہ دنیا عیش و عشرت کی جگہ نہیں ہے بلکہ اک ماتم کدہ ہے۔وہ اس کی عشرتوں اور اس کی آسائشوں اور اس کی راحتوں کے دلدادہ تھے جو سراسر فانی ہیں۔اور اس سے نا آشنا تھے کہ اگر ان کو چھوڑیں گے اور ان سے منہ موڑینگے تو کوئی عشرت نہ ہو گی،کوئی آسائش نہ ہوگی اور کوئی راحت نہ ہوگی جو ہمیں نہ ملے گی اور جو ابدی دائمی اور لازوال نہ ہوگی۔وہ تورات کے الفاظ کا مطالعہ کرتے تھے مگر معانی سے بے خبر تھے۔ان کی آنکھ پیشگوئیوں کے ظاہر پر تھی ان کو باطن اور اصلیت سے سروکار نہ تھا۔یہی حال اس زمانہ کا ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ آئے۔بڑے بڑے جبار و قہار سرنگوں ہو گئے۔بڑے بڑے متکبر و پُرنخوت خاک وخون میں غلطاں دکھائی دیئے۔دنیا ہل گئی۔اکناف عالم میں اک تزلزل پیدا ہو گیا۔نعرہ توحید کی بانگ بلند آہنگ سے دنیا کے کفرستان ٹوٹ گئے۔وہ اک شمع ہدیٰ تھی جس نے غاروں اور مغاروں میں روشنی پیدا کر دی۔جہاں کے آتش کدے اس کے آگے مات پڑ گئے۔غرض وہ رنگِ جلال میں آئے اور خدا کا جلال دنیا میں ظاہر کر دیا۔وہؐ دنیا کے آقا بن کے آئے۔وہؐ دنیا کے سردار بن کے آئے۔وہؐ دنیا کے ہادی بن کے آئے۔وہؐ دنیا کے رہبر بن کر آئے۔ان کا نام محمدؐ تھا اور وہ جلال کا مظہر اتم تھے۔وہ حضرت موسیٰؑ کی طرح جلال سے آئے مگر کہہ گئے کہ آخر زمان میں محمدؐ احمدؐ بن کر آئیں گے اور عیسےٰؑ کہلائیں گے۔سلسلہ موسوی کے مظہر جمالی کے وقت سطحی باتوں کی طرف تو لوگوں نے نگاہ کی اور اصل امر کی طرف نہ دیکھا اور اس مظہر جمال کو یعنی مسیح ناصری کو اس آنکھ سے دیکھا کہ وہ بادشاہ ہونا چاہیئے۔اسی طرح یہاں بھی ہوا۔محمد ﷺ کے جمال کے ظہور کے وقت کہ جو احمدؐ کے نام کے ساتھ ہوا عامتہ الناس نے یہ قیاس کر لیا کہ وہ آسمان سے آنا چاہیئے،زمین سے پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔پھر یہی نہیں اور بھی بہت سی ایسی باتیں اس سے دیکھنے کی توقع کی جو ان کے اپنے دماغوں کی اختراع تھیں۔ان لوگوں نے الفاظ کی پرستش کی اور یہود کا رنگ اختیار کیا۔

واقعات گزشتہ سے عبرت

مگر ایک دفعہ غلطی ہو چکی دوبارہ یہ غلطی کیوں کی جائے۔دنیا اپنی اختراع کردہ باتوں کی توقع میں مرسلین خدا کا مقابلہ کر کے سکھ اور آرام سے نہیں رہی۔ہمیشہ دکھ اور ندامت میں مبتلا

رہی۔تو جب یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے مرسلوں کی مخالفت موجب تکلیف ہوتی ہے تو پھر اسی طرز پر مخالفت کرنا سزا و عذاب کو خود بلانا ہے۔پس اس سے بچنا چاہئے تھا۔جس طرح موسیٰ کا جمال عیسیٰؑ کے ذریعہ آشکارا ہوا اسی طرح محمدؐ کا جمال احمدؑ کے ذریعہ ظاہر ہوا۔اگر موسیٰ کے جمال کو لوگوں نے تکلیفیں دیں، دکھ پہنچائے اور آزار دیئے تو محمدؐ کے جمال کو بھی تکالیف دی گئیں اور ہر قسم کی روک اس کے راستے میں ڈالنے کی کوشش کی گئی مگر

چراغ را کہ ایزد بر فرو زد کسے کوتف زند ریشش بسو زد

مسیح موعود مبلغ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَ یَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (سورۃ توبہ آیت: ۳۲)

اکثر مفسرین لکھتے ہیں کہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کا وعدہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے ذریعہ پورا ہوگا۔اور اس آیت میں جس شخص کے ذریعہ یہ وعدہ پورا ہوتا ہے وہ ’’ہُدیٰ‘‘ اور ’’دین الحق‘‘ کے ساتھ آتا ہے۔گویا مہدی ہو کر ہدایت کے لئے مامور ہوتا ہے اور سچائی کی روح بن کر جیسا کہ یوحنا کی انجیل میں آتا ہے تسلی دینے آتا ہے غرض کہ موعود آخر زمان مہدی و عیسیٰ ہو کر ہدایت واشاعت حق کے لئے آئے گا۔اور جیسا کہ آیت ماقبل میں اس کی مخالفت منہ کے الفاظ وکلام سے ہوگی تلوار وتبر سے نہ ہوگی اور اللہ اس نور کو محفوظ رکھے گا اور کامل کرے گا۔خلاصہ یہ کہ مسیح موعود امن وصلح سے اندرونی اصلاح اور اعداء کے مخالفانہ اعتراضات کا جواب دے کر اسلام کا دوسرے مذاہب پر ایک مبلغ مصلح کی حیثیت سے غلبہ ثابت کرے گا۔

کس کی مخالفت کی گئی

اب لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ کا مصداق کون ہو کر آیا اور کس کی مخالفت ہوئی۔جو احمد بن کر تشریف لایا اس کی مخالفت کی گئی۔جو مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ کا مصداق تھا۔جو اپنے اصل کی طرح شاہد تھا، بشیر تھا، نذیر تھا، داعی الی اللہ تھا اور سراج

منیر تھا۔ وہ جو کہتا تھا۔ ؎

احمد اندر جان احمدؐ شد پدید نام من ہم گشت آں اسم وحید

وہ جسے خدا نے اس زمانہ کے لئے اس ظلمت کدہ میں شمع ہدایت بنا کے بھیجا۔ وہ جسے شان محمدؐ کے ظاہر کرنے کے واسطے مبعوث کیا گیا۔ وہ جسے اشاعت دین کا کام سونپا گیا وہ آیا مگر ستایا گیا اور ستانے والوں نے نہ دیکھا کہ ہم ستاتے تو اس کو ہیں مگر اعتراض پیدا کراتے ہیں اسلام پر۔ اور پھر یہ بھی نہ دیکھا کہ اس کا ستانا، اس کا ستانا نہیں بلکہ اس فخر دو عالم کا ستانا ہے جو ریگستانِ عرب سے اٹھا اور اقطاع عالم کے ریگستانوں کے ذرہ ذرہ کو نجم السماء بنا دیا اور دنیا پر اپنے احسانوں کی بارش برسا دی۔ آج اس ذات پر اعتراض ہے کہ اسی نے اشاعت دین تلوار سے کی اور ضرورت تھی کہ یہ اعتراض عمداً رفع ہوتا۔ پس جب خدا نے یہ اعتراض دور کرنا چاہا تو کم عقلوں نے مخالفت کی اور ایذا دہی کے درپے ہوئے۔

موجودہ زمانہ کے مولوی

سب سے زیادہ کس نے ستایا اور سب سے زیادہ دشمن کون ہیں۔ وہ تمام لوگ جو پیارے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ یاد رکھیں آپ کے مخالفین آپؐ کے دشمن ہیں مگر ان سے بڑھ کر بھی دشمن ہیں جو اپنے کہلاتے ہیں۔ وہ وہ بدقسمت ملاّں ہیں جو گھروں میں بیٹھ کر ایسی باتیں بناتے ہیں جن سے آنحضرت ﷺ کی ذات پر اعتراض پیدا ہوتے ہیں، جو اسلام کو بدنام کرنے والے ہیں، جو دین خدا کی صورت بگاڑنے والے ہیں۔ غور کرو کہ اگر کوئی شخص لنڈن میں مجھ سے پوچھتا کہ جو شخص اسلام چھوڑے اسے قتل کر دینے کا حکم اسلام میں ہے۔ اسی طرح اسلام جبراً مسلمان بنانے کی اجازت دیتا ہے۔ میں اگر احمدی نہ ہوتا تو کیا اسے جواب دے سکتا تھا ۔ ''کہ نہیں''، مگر یہ ملاں تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اسلام میں ہے اور اس طرح وہ اسلام میں ہو کر اسلام کے دشمن ہیں اور خطرناک دشمن ہیں۔

مسئلہ ارتداد اور مسلمان

اس وقت ارتداد کا ایک مسئلہ ہے جو ہمارے سامنے آ گیا۔ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اسلام کا حامل بتاتے ہیں، جو دین کے ستون کہلاتے ہیں وقارِ اسلامی کو بالائے طاق رکھ کر اور بغیر اس بات کے سوچے سمجھے کہ ان کی اس روش کا کیا اثر ہوگا احمدیوں کے قتل پر خوشیاں منانے لگ گئے۔ بلکہ ایسے سفاک اور ایسے وحشی انسانوں کی پیٹھ ٹھونکنے لگ گئے جنہوں نے مفاد اسلام کی طرف سے آنکھوں پر پٹی باندھ کر مذہبی اختلاف کی وجہ سے احمدیوں کو شہید کرنا شروع کر دیا۔

افغانستان میں احمدیوں کی سنگساری

ہائے ! افغانستان کی ناسمجھی پر رونا آتا ہے۔اس کی نادانی سے دل دکھ گیا۔آنکھیں چاہتی ہیں کہ ان سے اشک رواں ہوں۔روح چاہتی ہے کہ آب و گل کے آشیانے سے پرواز کر جائے۔دل چاہتا ہے کہ تڑپ کر پہلو سے باہر نکل جائے۔آہ! آہ!! مسلمانوں کی نادانی ان کی ناسمجھی ان کی عاقبت نااندیشی کے ایسے ایسے دردناک واقعات ان ایام میں گزرے کہ ان کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔شہید وفا عبداللطیفؓ کا چہرہ دیکھنے والے کلبلا اٹھتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ افغانستان کی نادانی نے اس پاک نفس انسان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ان کے نازک ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں پہنائی گئیں۔ان کے نازک ناک میں نکیل ڈالی گئی اور انہیں بازاروں میں پھرایا گیا۔جیل خانوں کی بند کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا اور تکلیفیں دی گئیں۔مگر اس پر بھی ہوس سفا کی نہ نکلی تو زمین میں گاڑ دیا اور پتھراؤ کرنا شروع کر دیا اور یہاں تک پتھراؤ کیا گیا کہ جسم مبارک پر پتھروں کا ایک تودہ کھڑا ہو گیا۔آہ! یہ کن کے ہاتھوں ہوا۔کسی یہودی کے ہاتھ سے نہیں، کسی عیسائی کے ہاتھ سے نہیں، کسی بت پرست کے ہاتھ سے نہیں، کسی مشرک اور دہریہ کے ہاتھ سے نہیں بلکہ مسلم کہلانے والوں کے ہاتھ سے اور ان کے ہاتھ سے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ احکامِ شریعت کا اجراء کرنے والے ہیں۔ پھر شہید وفا عبداللطیف ہی

صرف سنگسار نہیں کیے گئے بلکہ اس راستہ پر چلتے ہوئے تین اور بھائی بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

اسلام پر اعتراض

وہ تو شہادت کا جام پی گئے لیکن جن کے ہاتھوں سے انہوں نے جام شہادت پیا انہوں نے اسلام کی تبلیغ کے راستہ میں کانٹے بو دیئے۔ عیسائی اعتراض کرتے ہیں، ہندو اعتراض کرتے ہیں، آریہ جلسوں میں کہتے ہیں کہ مسلمانو! آؤ ہم قتل مرتد پر تمہارے ساتھ بحث کرتے ہیں تمہاری الہامی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جو اسلام کو چھوڑے اسے قتل کر دو۔ اب جب کہ غیر مذہب والے یہ اعتراض کر رہے ہیں تو مسلمانوں کی طرف سے جواب کے لئے ہمیں بلایا جاتا ہے۔ لیکن ہم ان بدقسمت لوگوں پر کیوں نہ روئیں جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کیں کہ خواہ نخواہ اسلام پر اعتراض آئے۔ وہ یہ بات نہیں سمجھتے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی ان باتوں سے پیارے حضرت محمد ﷺ پر حرف گیری کا موقع دیتے ہیں۔ ہم نے اس عقیدۂ باطل کو دیکھا اس میں سراسر نقصان ہے۔ اس نے دوسروں کو اسلام پر نکتہ چینی کے لئے راستہ دیا اور ہمارا دل دکھایا۔ کیا احمدی قوم میں سے کوئی ایسا فرد ہے جس کے سامنے شہید وفا عبدالرحمٰن، نعمت اللہ خان و عبدالحکیم نور علی اور سب سے بڑھ کر سید عبداللطیف کی شہادت کے واقعات کو پیش کیا جائے تو اس کی آنکھوں سے آنسو نہ بہ نکلیں۔ کوئی بھی نہیں۔

دجال اور مہدی

یہ شہادتیں کس وجہ سے ہوئیں۔ کس بات کی وجہ سے افغانستان نے ان دین کے فدائیوں کی جان پر ظلم کیا۔ وہ اس زمانہ کی وہی تاثیر ہے جس میں دجال اور شیطان پوری طاقت کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں۔ تبلیغ ہمیشہ امن میں ہی ہوتی ہے اور یہ شہزادہ امن بھی اسی لئے ہی آیا کہ امن سے تبلیغ ہو۔ لیکن شیطان کہتا ہے امن سے نہیں تلوار سے ہو۔ دجال کے آنے کا رنگ وہ نہ تھا جو یہ نئے یہودی سمجھے۔ اور مہدی کے آنے کا رنگ بھی وہ نہیں ہے جو نئے فریسیوں کے

دماغ میں ہے۔وہ یقیناً وہی رنگ ہے جس میں مہدی زماں قادیان میں آیا اور اپنے ساتھ نور لایا۔ضرورت ہے کہ دجالی خیالات کا سر تبلیغ حق کی ضرب سے کچلا جائے،تاریکی کو نور دلائل سے دور کیا جائے۔یہی معنی ہیں مہدی و دجال کے باہمی جنگ کے۔

مسیح آ گیا

دوستو ! دنیا بھوکی ہے ۔آسمان سے اترنے والا مائدہ آ گیا وہ آسمان کا پانی تھا جو بروقت آسمان سے اُترا۔دنیا اندھی تھی اس نے آنکھیں دیں،دنیا بہری تھی اس نے کان دئے۔مسیح موعود کس لئے آیا؟ اس لئے کہ دنیا کی آنکھیں کھولے اور اسے خدا کا نور دکھائے اس کی آمد رسول کریم ﷺ نے پیشگوئیوں کے ذریعے بتائی وہ رسول اللہ کی آمد تھی۔اس پر ایمان محمد رسول اللہ پر ایمان ہے۔اٹھو اور منادی کرو کہ مسیح آ گیا۔جو اس پر ایمان لایا اس نے محمد رسول اللہؐ کی حقیقی پیروی کی۔مبلغ احمدیت ہو کر میں نے اس مضمون کو افریقہ میں چند اشعار میں قلمبند کیا تھا اس وقت انہیں سناتا ہوں۔

محمدؐ اپنا آقا ہے محمدؐ پیشوا اپنا — محمدؐ اپنا ہادی ہے محمدؐ رہنما اپنا
اسے دیکھا تو دیکھا حق تعالیٰ کی تجلی کو — خدا فاران سے چمکا محمد مصطفیٰ اپنا
صفی اللہ کو جب نام سارے حق نے دکھلائے — دوم احمدؐ مگر پہلے محمدؐ لکھ دیا اپنا
سلیماں نے کہا بیت قدس کی بیٹیو سن لو — ہزاروں میں یگانہ ہے محمدؐ دلربا اپنا
کہاں ہے وہ نبی جس کی بشارت دے گئے موسیٰ — مسلمانو! کہو وہ ہے محمدؐ برملا اپنا
تسلی دینے آیا بن کے احمدؐ نیّر بیضا — بڑی تاریک گھڑیوں میں محمدؐ باوفا اپنا

اس صدی کا کون مجدد ہے

اس زمانہ میں ضرورت یہ تھی کہ محمد ﷺ پھر جلوہ دکھاتے۔مگر ہمیں وعدہ دیا گیا ہے کہ ہر

صدی کے سر پر ایک مجدد برپا کیا جائے گا۔ اگر یہ کہا گیا ہے اور فی الواقع کہا گیا ہے تو اس صدی پر کون آیا؟ کوئی جواب مخالفین کے پاس ہے؟ جس نے مسیح موعود کو نہیں مانا اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اس صدی کا مجدد بھی آیا اور اسی طرح آیا جس طرح کہ پہلی صدیوں کے سروں پر آتے رہے۔ اور یہ مجدد ایسے پُرفتن زمانہ میں آیا جب کہ اس کی از حد ضرورت تھی۔ البتہ فرق یہ ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ سے پہلے نبی اپنی اپنی جگہ ایک ایک پھول ہیں اور خوبصورت ہیں مگر محمد رسول اللہ ایک گلدستہ ہیں جس میں وہ سب پھول شامل ہیں اسی طرح اس صدی کا مجدد بھی گلدستہ ہے اور دنیا کے لئے ایک بدر کامل ہے اور ہر تیرہ رات کا چاند اس میں شامل ہے۔

چودھویں صدی کے مجدد کے آنے کا مُدّعا

حضرت مسیح موعودؑ اپنی بعثت کی غرض مفصلہ ذیل الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں۔

افترقت الامة و تشاجرت الملة فمنهم حنبلی و شافعی و مالکی و حنفی و حزب المتشیّعین. ولا شک ان التعلیم کان واحداً ولکن اختلفت الاحزاب بعد ذالک فترون کل حزب بما لدیهم فرحین. و کل فرقة بنی لمذهبه قلعة ولایرید ان یخرج منها ولو وجداحسن منها صورة و کانو العماس اخوانهم متحصّنین فارسلنی اللّٰه لا ستخلص الصیاصی. واستدنی القاصی. وانذر العاصی۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۵۵۹۔۵۶۰)

دوستو! اختلاف اور افتراق کو مٹانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ دنیا میں تشریف لائے مگر کہا جاتا ہے کہ آپ نے اختلاف کو بڑھا دیا۔ لیکن اختلاف تو کسی نئی جماعت کے قائم ہوئے بغیر جاتا ہی نہیں۔

مسیح موعود کی ایک رؤیا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں۔

''آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت بار دار اور نہایت لطیف اور خوبصورت اور پھولوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلّف اور زور سے ایک بوٹی کو اس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے۔ وہ بوٹی افتیمون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اس درخت پر چڑھتی ہے اس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اور اس لطیف درخت میں ایک کھجواہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے۔ ان کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں۔ تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیا ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے۔ تب اس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں اور ان کی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہے۔''

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۷)

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

''پس میرا آنا اس لئے ہے کہ ان کو ہٹا دوں اور قرآن کریم کی اصل شکل وصورت دنیا میں ظاہر کروں۔''

دلائل کی جنگ

قرآن پاک اور احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے کہ مسیح موعود کس غرض کے لئے آئیں گے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ جب وہ آئیں گے تو اس طرح کام کریں گے۔ وہ حدیث یہ ہے۔ **عن النواس بن سمعان قال رسول اللہ** ﷺ **الدجال فقال ان یخرج و انا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج و لست فیکم فامرء حجیج نفسہ**

لست فیکم فامرد مسلم (صحیح مسلم جلد ۲ کتاب الفتن)

فرمایا کہ :جب دجال نکلے گا تو میں اس کے ساتھ مباحثہ کروں گا یہاں پر یہ نہیں فرماتے کہ قتل کروں گا بلکہ مباحثات اور دلائل کا ذکر فرماتے ہیں ۔پس اگر دوسری جگہ قتل کا لفظ بھی ہوتو اس کے معنی وہ ہیں جو اس حدیث میں کئے گئے ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی

ہماری سرکار حضرت مسیح موعودؑ جن کے جھنڈے کے نیچے آج دنیا میں کامیاب تبلیغ ہو سکتی ہے فرماتے ہیں:۔اِقْتَضٰی رَحْمُ اللّٰہِ نُوْرَ السَّمَاءِ. فَاَ نَا ذَالکَ النُّوْرُ. وَ الْمُجَدِّدُ الْمَامُوْرُ. وَالْعَبْدُ الْمَنْصُوْرُ......وَسَمَّانِیْ رَبِّیْ اَحْمَدَ فَاحمَدُ وْ نِیْ وَلاَ تَشْتِمُوْ نِیْ وَلاَ تُوْ صِلُوْا اَمَرَ کُمْ اِلَی اْلاِ بْلاَسِ. وَ مَنْ حَمِدَ نِیْ وَ مَا غَادَرَ مِنْ نَوعِ حَمْدٍ فَمَا مَانَ. وَ مَنْ کذَّبَ ھٰذاالبیانَ فقدمَانَ وَا غضَبَ الرحمٰنَ۔

(خطبہ الہامیہ۔روحانی خزائن جلد۱۶صفحہ۵۰تا۵۳)

اَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمُحَمَّدِیّ. وانّی اَنا اَحْمَدُ الْمَھْدِیّ. وَاِنَّ رَبِّیْ مَعِی اِلٰی یَوْمِ لَحْدِی مِنْ یَّومِ مَھْدِیْ. واِنِّیْ اُعْطِیْتُ ضِرامًا اَکَّالًا . وَماءً زلَالًا۔ وَاَنَا کَوْکَبٌ یَّمَانِیٌّ. وَ وَابلٌ رُوْحَانِیٌّ۔

(خطبہ الہامیہ بحوالہ روحانی خزائن جلد۱۶صفحہ۶۱)

وانی واللّٰہ فی ھذا الامر کعبۃ المحتاج کما انّ فی مکۃ کعبۃ الحجاج . وانّی انا الحجر الاسود الذی وضع لہ القبول فی الارض والناس بمسّہ یتبرّکون.

(الاستفتاء۔روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۶۶۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر ۔۔۔ میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار
باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر ۔۔۔ میں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار
مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا ۔۔۔ میری مرہم سے شفا پائے گا ہر ملک و دیار

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک   میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

ہم نے یہ پیغام پہنچانا ہے

یہ ہے پیغام جسے میں اب مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ یہ کام ہمارے ذمہ ڈالا گیا ہے اور ہم نے اسے دنیا میں پھیلانا ہے۔ میں افریقہ اور یورپ میں جانے سے اس قابل ہوا ہوں کہ اس بات کو علی الاعلان کہوں کہ لوگو! دنیا تاریک ہے اور اسے روشنی کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ رومی اچھے ہیں یا شامی؟ مگر یہ بات ضرور ہے کہ ہماری مشکلات کا باعث وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو علماء کہتے ہیں۔ مگر وہ علماء نہیں جو فی الواقع اسلام کا علم رکھنے والے ہیں اور جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو شناخت کر لیا بلکہ وہ علماء ہیں جن کے متعلق پہلے ہی خبر دی گئی تھی کہ وہ دنیا میں بدترین مخلوق ہوں گے اور جنہوں نے اس زمانہ میں اس نور کو بجھانا چاہا جو خدا کی طرف سے تاریک دنیا کی روشنی کے لئے بھیجا گیا۔

مصر کا ایک مسلم بچہ

اندھیرا ان ملکوں میں ہی نہیں چھایا ہوا جو غیر اسلامی ہیں بلکہ ان میں بھی چھایا ہوا ہے جو اسلامی ہیں اور پھر ہر رنگ میں چھایا ہوا ہے۔ میں جب مصر میں گیا تو وہاں یونانیوں کی ایک دکان تھی۔ ایک بچہ وہاں نوکر تھا۔ میرے ہاتھ میں قرآن شریف کے انگریزی نمونے تھے۔ اتفاق سے میرے ہاتھ سے وہ نمونے گر گئے۔ اس لڑکے نے اٹھا کر چوم لئے۔ دوسرا ایک لڑکا اس کے پاس ہی کھڑا تھا اس کو ذرا بھر بھی محسوس نہ ہوا۔ اس پر مجھے تعجب ہوا کہ کیا وجہ ہے ایک کا احساس تو اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ اس نے قرآن شریف کے نمونوں کو گرنے کے ساتھ ہی اٹھا لیا اور چوم لیا اور دوسرے کو اتنا بھی محسوس نہ ہوا کہ کوئی چیز گری بھی ہے یا نہیں۔ آخر میں نے متعجبانہ طور پر اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں مسلم ہوں اور یہ یونانی۔ اس وقت میرے دل کی جو کیفیت پیدا ہوئی اس کو میں لفظوں میں پیش نہیں کر سکتا مگر بے ساختہ میرے منہ سے یہ کلمات نکل گئے! مولا! یہ

ملک بھی اسلامیوں کا ہے لیکن الغضب کہ عیسائیوں کے ہاں یوسف ایک مسلمان غلام ہے۔ اس لڑکے کا نام یوسف تھا۔

مسلم مبلغین سے عیسائی منادوں کو تعجب

مصر کے بازار میں ایک عیسائی مبلغ آیا اور جب میں نے اسے کہا کہ میں اسلامی مبشر ہوں تو بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا مسلمان بھی اسلامی مبلغ بھیجا کرتے ہیں۔ گویا اسلام ایسا مذہب ہی نہیں کہ وہ مسیحی لوگوں کی طرح مبلغ باہر بھیج سکے۔ مسلمانوں کے ملکوں میں مسیحی مبلغین کے یہ حوصلے ہیں۔

مسلمانوں کی حالت زار

میری غرض ان واقعات کو پیش کرنے سے یہ ہے کہ تا اسلام کی مشکلات کا ان سے اندازہ ہو سکے۔ اس سے زیادہ بری بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اپنے ہی ملک میں مسلمان غیروں کے غلام ہوں۔ پھر اس سے زیادہ قابل افسوس حالت اور کیا ہو سکتی ہے کہ غیر بھی یہ سمجھتے ہوں کہ مسلمان اپنے مبلغ اشاعت کے لئے دوسرے ملکوں میں نہیں بھیجتے۔ اور اس سے ان کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا ہے کہ اگر اسلام عالمگیر مذہب ہوتا، اگر اسلام میں کچھ صداقت اور سچائی ہوتی تو کیا وجہ تھی کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے اپنے مبلغین کو بیرونجات میں نہ بھیجتا۔ لیکن اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل احمدی مبلغ دور دور جا رہے ہیں اور بالفاظ ایک مسیحی مبلغ کے ''احمدی مبلغ دنیا کے ہر گوشے میں پھر رہے ہیں''

غرض مسلمانوں کی عام حالت بہت خراب ہے اور اگر احمدی قوم اس طرف توجہ نہ کرتی تو ان کی حالت اور بھی خراب ہو جاتی۔ مسلمانوں کو کھا جانے کے لئے چاروں طرف سے کوششیں ہو رہی ہیں۔ اگر بازار میں ان کو برباد کرنے کا موقع ملتا ہے تو بازار میں برباد کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اگر دفتر میں رام چند اور عبدالرحیم کا مقابلہ ہے تو بلا وجہ اور بغیر اس بات کے

دیکھے کہ احمدی ہے یا وہابی، شیعہ ہے یا سنی صرف مسلمان ہونے کے سبب سے اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔ان حالات میں جبکہ مشکلیں اور تکلیفیں مسلمانوں کے لئے پیدا کی جارہی ہیں اور جب کہ بغیر کسی فرقہ وارانہ تفریق کا خیال کئے سب مسلمانوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک اقوام غیر کی طرف سے کیا جاتا ہے، کیا اس طرف توجہ کرنا ضروری نہیں کہ اب تبلیغ کے کام کو پورے زور کے ساتھ شروع کر دیا جائے۔ میں نے شروع تقریر میں اس کی اہمیت بتاتے ہوئے یہ بھی بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ تبلیغ کی جائے۔ پس دوستو! جب یہ خدا کا بھی حکم ہے اور ہر طرف سے تکلیفیں اور مشکلیں بھی پیدا ہو رہی ہیں تو یہ ضروری ہے کہ اب تبلیغ زور سے شروع کر دی جائے۔

آریہ سماج کی تبلیغی کوششیں

عزیزو! تبلیغی مذاہب ہمیشہ سے تبلیغ کرتے آئے ہیں مگر وہ لوگ جن کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ تبلیغ کریں وہ سیاسی اغراض کیلئے تبلیغ میں از حد کوششیں کر رہے ہیں۔ان میں سے اگر ایک آریہ سماج ہی کی کوششوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی کوششیں اور اس کے منصوبے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مجھے ایک کاغذ ملا جس میں ملک برما کی آریہ سماج کی اپنے مرکز کو اپنی کارگذاری بھیجنے کی رپورٹ تھی۔اس میں مختلف قسم کے اعداد وشمار دیئے ہیں۔ مدرسوں کا اجراء، ٹریکٹ ورسالہ جات کی تقسیم، آریہ سماجی استادوں کو غیر اقوام بالخصوص مسلمانوں کے مدارس میں نوکر کرانا تا کہ وہ آہستہ آہستہ اپنا اثر طلباء پر ڈالیں۔عورتوں میں پرچار کا جال پھیلانا، مسلمانوں سے برمیوں کو نفرت دلانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ چند موٹے موٹے امور ہیں جن کو اگر سرسری نگاہ سے دیکھا جائے تو سچا درد رکھنے والا مسلمان بے چین ہو جاتا ہے کہ ہمیں بھی کچھ کرنا چاہئے۔مگر مشکل اگر ہے تو یہی کہ اس زمانہ میں کسی کے دل میں سچا درد اسلام کا نہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔یہی ایک ایسی جماعت ہے جسے خدا نے اس وقت دین کی خدمت کے لئے دین کا سچا درد دے کر حضرت مسیح موعودؑ کی تربیت کے ماتحت پیدا کیا۔

اقوام غیر کا مقابلہ احمدی کریں گے

احمدی جماعت نے جس طرح دیگر مسلمانوں کے لئے مقابلہ کیا اب آریہ سماج کے اس حملہ کے لئے بھی وہی سینہ سپر ہوگی جو ایک مرکز پر جمع ہے۔ہاں یہی جماعت ایسی کوششوں کا مقابلہ کرسکتی ہے جن کا ایک امام ہے، جن کا مقصد یہی ہے کہ اشاعت اسلام ہو اور جو احمدی کہلاتے ہیں پس جب آنکھ اٹھا کر دیکھیں کہ کون اس کام کو کرے گا تو یہ نظر کرتے ہوئے چاروں طرف گھوم جانے پر بھی یہی نظر آئے گا کہ احمدی قوم ہی اس حملہ کے لئے مقابلہ کرے گی۔

سورہ عصر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سورہ عصر میں جو مضمون بیان فرمایا گیا ہے وہ میرے زمانہ کے لئے ہے کہ انسان ہر وقت گھاٹے میں ہے۔اس میں شک نہیں کہ انسان ہر وقت گھاٹے میں ہے۔سال گزشتہ جو دوست ہمیں نظر آتے تھے ان میں سے کئی ایک آج ہمیں نظر نہیں آتے۔حضرت خلیفہ اولؓ ہم میں نہیں۔خود حضرت مسیح موعودؑ ہم میں نہیں اور یہ گھاٹا پھر ایک اور رنگ میں بھی ہے لیکن اگر ایمان صالح پیدا ہو جائے اور حق لوگوں کو پہنچایا جائے تو انسان کسی گھاٹے میں نہیں۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جو لوگ تبلیغ نہیں کریں گے قیامت کے دن ان کے منہ میں آگ کی لجام دی جائے گی۔پس جو شخص وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ نہیں کرتا وہ گونگا شیطان ہے۔

تبلیغ کے لئے استقلال کی ضرورت

مگر تبلیغ کا کام استقلال کو چاہتا ہے۔صبر کو چاہتا ہے۔ہمت کو چاہتا ہے ہاں اس صبر، اس استقلال اور اس ہمت کو جو ہمارے کابل کے شہیدوں نے دکھائی کہ جان بھی اگر اس راہ میں دینی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

اسلام کی قوت جذب وتاثیر

مغربی افریقہ کے ایک مقام پر عیسائیوں سے بیس سال کے عرصہ میں صرف دو حبشی عیسائی ہوئے تھے اور میں جب افریقہ گیا اور میں نے دو وعظ کئے تو وہ دونوں احمدیت میں داخل ہو گئے ۔ یہ عیسائیوں کی بیس سال کی کوشش تھی جو دو ہی وعظوں سے بے فائدہ ثابت ہو گئی ۔ لیکن عیسائیوں کا صبر واستقلال دیکھیں کہ وہ برابر وہاں جمے ہوئے ہیں ۔ پس جہاں ہمیں صبر اور استقلال سے تبلیغ کا کام کرتے رہنا چاہئے وہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمان اگر تبلیغ کے لئے کھڑے ہو جائیں تو خدا تعالیٰ ان کی اسی طرح مدد کرے گا جس طرح اس نے پہلے زمانہ میں کی تھی اور ان کی کوشش جلد بارآور ہوں گی ۔ اور جبکہ دوسرے مذاہب والے سالہا سال کی کوششوں کے بعد تھک گئے ہوں گے اسلام اپنی تھوڑی تھوڑی کوشش کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے گا افریقہ تبلیغ کا بہت محتاج ہے اور افریقہ میں دیسی آبادی میں مغربی تعلیم صرف مغربی افریقہ میں ہے اس لئے میں احباب کی توجہ جہاں اور علاقوں کی طرف مبذول کراتا ہوں وہاں مغربی افریقہ کی طرف بھی منعطف کراتا ہوں کہ وہ اس کی طرف ضرور خیال رکھیں اور لندن مشن کو ضرور مضبوط رکھیں اس سے دوسری جگہ کام میں خصوصاً مغربی افریقہ میں تبلیغ کے لئے بہت مدد ملتی ہے اور یہ سب کام صرف اس احساس کو چاہتا ہے کہ تبلیغ کی جائے ۔ ۱۶

تھیوسوفی کے اصول اور ان کے ماخذ

(تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۷ دسمبر ۱۹۳۳ء)

مکرم مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:۔

تھیوسوفی کے لغوی معنے

تھیوس (Theos) خدا اور صوفیہ (Sophia) معرفت کو کہتے ہیں۔ یعنی علم الٰہیات یا خدا اور ارواح و ملائک کا براہ راست علم حاصل کرنے کی جدوجہد۔ چونکہ معرفت الٰہی سب سے بالا علم ہے اور اس ذات کا علم ہے جو عالم کی ہر شے کی عالم ہے اس لئے تھیوسوفی حقیقتہً مذہب کی روح اور جان ہے اور اس قدر قدیم ہے جس قدر کہ خود انسان۔ اس کو ہندو برہم ودیا، مسیحی علم الٰہی اور مسلمان تصوّف کہتے ہیں۔

لفظ تھیوسوفی کا استعمال

لفظ تھیوسوفی پہلے پہل تیسری صدی میں انتخاب الٰہیات یا جیسا کہ بعد میں کہا گیا۔ جدید افلاطونیات (Neo-Platonion) کے تعلق میں استعمال کیا گیا۔ اس طریق فلسفہ کا بانی ایمونیئن ساکس اور بعض کے نزدیک سکندریہ کا قبطی پیشوا پاٹ ایمن (Pataman) تھا۔ لیکن اب اصطلاحاً تھیوسوفی سے مراد تھیوسوفیکل سوسائٹی ہے جو امریکہ میں ۱۸۷۵ء میں قائم ہوئی۔ اس کی بانی ہلینیا۔ پیٹرو ونا بلیوڈسکی جو ایک روسی رئیسہ تھیں اور ان کے ساتھی کرنل ہنری اسٹیل الکاٹ تھے۔ اوّل الذکر نے اپنے علم جنات سے اور مؤخر الذکر نے تجربہ تنظیم سے سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور کرنل صاحب سوسائٹی کے پہلے بانی صدر مقرر ہوئے۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی کے اصول

اس سوسائٹی کے تین اصول مقرر کیئے گئے۔ **اوّل** عالمگیر اخوت بلا تمیز نسل، جنس، ذات و رنگ کی بنیاد ڈالنا **دوم** مذہب فلسفہ اور علم طبیعات کے مطالعہ کو توازن و تقابل کے ساتھ فروغ دینا۔ اور **سوم** کائنات کے پوشیدہ اور نامعلوم قوانین اور انسان کی پوشیدہ باطنی طاقتوں کی تحقیقات کرنا۔

؎ چشم بند و گوش بند و لب بہ بند　　گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

تھیوسوفیکل سوسائٹی اور آریہ سماج

عجیب بات ہے کہ نومبر ۱۸۷۵ء میں نیویارک میں تھیوسوفیکل سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی اور اکتوبر ۱۸۷۵ء میں بمبئی آریہ سماج قائم ہوگئی تھی۔ پنڈت شوبرت لال اسے حیرت وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں

(رسالہ تھیوسوفی مصنفہ پنڈت شوبرت لال صفحہ: ۱۸)

مگر پنڈت دیانند جی فرماتے ہیں کہ یہ کارج ایشور یہ نیم کے انوساد ہیں کہ پرتھوی و پاتال میں ایک وقت پر ماتما کی کرپا سے ''یہ کرت ہوا'' اس پر اس سرب شکیتمان پر ماتما کو دنبار ہو'' (سوانح عمری دیانند مصنفہ لاجپت رائے صفحہ: ۶۶۳) دونوں جدید سوسائیٹیوں میں خط و کتابت شروع ہوئی اور دونوں کا الحاق ہو گیا اور تھیوسوفیکل سوسائٹی آف آریہ سماج آف آریہ ورت نام رکھا گیا۔

کرنل الکاٹ اور سوامی دیانند میں اختلاف

دیانند جی نے جو خطوط لکھے ہیں ان میں وید کی ایسی دعائیں تحریر ہیں جن میں گائے۔ گھوڑے۔ تیز چلنے والی سواریاں طلب کی گئی ہیں اور ساتھ ہی مسیحیت و اسلام پر حملے۔ اس کے بعد کرنل الکاٹ و بلیوٹسکی ویدوں کے الہامی اور منزہ عن الخطا ہونے سے انکار کرنے لگے اور

دیانند جی نے جیو کے بات چیت کرنے، دروازہ کھٹکھٹانے اور دوسرے شریر میں پرورش ہونے کی طاقت سے انکار کیا اور اندر حال کا تماشا و "چالاکی" کہا اور بتایا کہ کوئی سورج چندر کے پرکاش میں اپنے چھایہ کو (حلق سر سے اوپر آنکھ بند کرنا اور کھولنا چھوڑ کر) ٹیڑھی نظر سے دیکھے وہ اپنے سے جدا اپنی چھایہ کا فوٹو روپ بڑی مورتی کو دیکھتا ہے۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی کا نیا مرکز اور شاخیں

اس طرح اختلاف رونما ہو گیا اور جبکہ کرنل الکاٹ اور میڈم بلیوڈسکی ۱۸۷۹ء میں ہندوستان آئے تو دونوں سوسائیٹیوں کا مزید گفت وشنید کے بعد قطع تعلق ہو گیا اور میڈم اور کرنل نے اپنا بدھ مت سے تعلق ظاہر کیا۔ نیز تھوسوفیکل سوسائٹی نے اپنا مرکز ادیار مدراس میں مقرر کیا۔اس سوسائٹی کی مخالفت میں سالکیک ریسرچ سوسائٹی کیمبرج کی طرف سے مسٹر مالنن نے ایک رپورٹ ۱۹۳ صفحات پر مرتب کی اور میڈم بلیوڈسکی کی نسبت لکھا کہ "(i) ساری روحانی طاقت اور مہاتماؤں کی کرامات ڈھکوسلہ ہیں۔ میڈم دھوکہ دیتی ہے۔" اور بیان کیا کہ (ii) ممبران ضعیف الاعتقادی کے شکار تھے یا جھوٹ بولتے تھے۔" (iii) خطوط میڈم خود لکھتیں اور روحوں کی طرف منسوب کرتی ہیں۔"

میڈم بلیوڈسکی ۱۸۹۶ء میں مرگئی اور سوسائٹی کی تین شاخیں ہو گئیں۔لیکن مسز اینی بسینٹ کے ذریعہ اس کی ترقی ہوئی اور دنیا بھر کا مرکز ادیار اور ہندوستان کا بنارس قرار پایا۔کرنل الکاٹ ۱۹۰۶ء میں فوت ہوئے اور ۱۹۰۷ء میں مسز لینیٹ پریذیڈنٹ مقرر ہوئیں جن کا حال ہی میں انتقال ہوا اور ابھی تک کوئی صدر مقرر نہیں ہوا۔اس وقت ۴۶ قومی سوسائیٹیاں ہیں اور تمام دنیا میں تھیوسوفیکل سوسائٹی کے مرکز اور شاخیں ہیں۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی کے عقائد

(۱) خدا ایک ہے۔ ہر جگہ ہے۔ ہر چیز میں ہے۔اس کا ظہور تین صفات سے ہوتا ہے

جن کو (i) برہما (ii) رشن (iii) مہادیو یا پیدا (iv) پرورش (v) اور بذریعہ ارتقاء منتقل کرنے والا کہتے ہیں۔ ان صفات کو وہ (i) ارادہ (ii) شعور اور (iii) حرکت سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۲) فوق البشر ہستیوں کا وجود ہے جو دیوتا، فرشتے اور اعلیٰ فرشتے کہلاتے ہیں۔

(۳) روح اول نے مادہ میں حلول کیا، اور پھر بذریعہ آواگون جسم انسانی اختیار کیا۔

(۴) کرم یعنی جزاوسزا

(۵) دھرم یعنی کمال اور کامل انسانوں کا راستہ

(۶) ترےلوک یعنی تین دنیا (الف) مادی (Physical)

(ب) لطیف (Astral)

(ج) ذہنی (Mental) یا زمین، برزخ، سماوی اور ملاء اعلیٰ۔

(۷) اخوت انسانی

مسز بسنٹ کہتی ہیں کہ تھیوسوفی لوگوں کو اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنا۔ دوسروں پر حملہ سے روکنا سکھاتی ہے۔ اور اس طرح امن اس کا تکیہ کلام اور صداقت اس کا مقصد ہے۔

عقائد کی تشریح

اس سوسائٹی میں کمال اور کامل انسانوں کے لئے چار ہدایات ہیں۔

(۱) حق و باطل حقیقی وغیر حقیقی میں فرق کرنا۔

(۲) غیر حقیقی کی طرف سے خواہش کا ترک کرنا۔

(۳) نیکی کے چھ جواہر ریزے یعنی خیال۔ عمل میں خود ضبطی۔ رواداری برداشت اپنے اندر موجود خدا پر یقین اور اپنے لئے میزان عمل پیدا کرنا۔

(۴) اپنے اندر خواہش وصل یعنی محبت پیدا کرنا۔

ان کے ہاں اس راستہ میں کامیاب ہونے والے لوگ آزاد شدہ یعنی ارتقائے منازل کو ختم کرنے والے مہاتما کہلاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ایسے کامل لوگوں میں سے کچھ زمین پر دوسروں

کی مدد کے لئے رہتے ہیں اور مہاتما یا خضر کہلاتے ہیں اور ''سفید برادری'' کے ارکان بن جاتے ہیں۔ کچھ آسمان پر چلے جاتے ہیں اور آسمان پر نظام شمسی چلانے والے عہدہ داروں کی جگہ لیتے ہیں۔

دنیا کی حکومت

دنیا مختلف حصوں میں تقسیم ہے اور ہر ایک کا نگران ایک مہاتما یا خضر ہے۔ انسان گذشتہ پیدائش کے اعمال کے مطابق دنیا کے سٹیج پر ڈرامہ کرتے ہیں نیز ہر نسل کی ابتداء ایک آدم سے ہوتی ہے اور تعلیم وتعلم کا سردار مسیح یا بدھسوا ہوتا ہے جو کہ دیوتاؤں اور انسانوں کا معلم اعلیٰ ہوا کرتا ہے۔ مذاہب کی بنیاد رکھتا ہے۔ اپنے رسولوں کے ذریعہ تعلیم دیتا ہے۔ ایک استاد کو حفاظت عالم کے لئے مامور کرتا ہے۔ ایسا آدمی جب بدھ بن جاتا ہے تو اس کی جگہ بدھسوا آتا ہے۔ یہ سب لوگ احدیت مآب کے خلفاء ہیں اور اس طرح دنیا کو حضرت احدیت مآب کے قدموں کی طرف ارتقائی منازل طے کرا کر لے جاتے ہیں۔ ایتھر میں سوراخوں کا نام مادہ ہے۔ ذرّات عالم ۴۹ قسموں کے بلبلوں سے بنتے ہیں جو بتدریج چھ درجوں تک صعود کر کے منزا فل مادہ کی سات اقسام بناتے ہیں اور اس طرح ذرّات کا اجتماع نظام شمسی پیدا کرتا ہے اور یہ خداوند تعالیٰ کی صفت خالقیت کا ظہور ہے۔

خلاصہ تعلیم

ایک تھیوسوفیسٹ مصنف مسٹر پادری کے الفاظ میں خلاصہ تعلیم یہ ہے۔

(۱) ایک لامحدود وابدی حقیقت۔ ایک حقیقی بالاتر از فہم وعلم ہستی کا وجود ہے۔

(۲) اس ذات سے ظہور میں آیا ہوا خدا پر ظہور پذیر ہوتا ہے اور توحید سے تثنیہ اور تثنیہ سے تثلیث کا انکشاف کرتا ہے۔

(۳) تمام کائنات اور ہر چیز جو اس کائنات میں ہے خدا کی زندگی کا مظہر ہے۔

(۴) بہت ہی پُر شوکت۔ صاحب ادراک ہستیاں موجود ہیں جو اعلیٰ فرشتے، فرشتے اور دیوتا کہلاتی ہیں۔ یہ سب خدا سے برآمد ہوئے ہیں اور اس کے ارادہ وخیال کو جامہ عمل پہنانے کے لئے بطور گماشتگان مامور ہیں۔

(۵) انسان اپنے خدائی باپ کی طرح ایک خدائی جوہر ہے اور اس کا اندرونی نفس (Innerself) ابدی ہے۔

(۶) انسان ارتقائی منازل کے ذریعہ ترقی کرتا ہے اور اعمال (کرما) کے قوانین کے ماتحت بار بار تبدیلی تجسم کرتا ہوا سفلی، لطیف اور نوری دنیا میں سے صعود کرتا ہوا گزرتا ہے۔ پھر علم اور ایثار کے ذریعہ آزادی حاصل کرتا اور خدائی کے لحاظ سے جو کچھ وہ پہلے بالقوہ تھا اب بالفعل ہو جاتا ہے۔ مہاتما یا خضر اور کامل انسان موجود ہیں جنہوں نے انسانی ارتقائی منازل طے کر کے انسانی کمال حاصل کرلیا ہے اور اب ان کو انسانی دائرہ ترقی میں کچھ مزید حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔

متفرق تعلیم

(۱) ان میں اگرچہ گوشت خوری کی ممانعت نہیں مگر نہ کھانا بہتر ہے۔

(۲) شادی۔ یوگا کی بعض شکلوں کے منافی ہے مگر سوسائٹی میں شمولیت کے لئے کوئی قید نہیں اور تھیوسوفیکل سچائیوں کے اصول کے لئے تجرد زیادہ موزوں ومناسب ہے۔

(۳) آواگون یعنی تبدیلی جسم اور مختلف پیدائشوں میں سے گزرنا ارتقائی ترقی کے لئے ضروری ہے مگر انسانی روح جمادی اور نباتاتی دنیا میں واپس نہیں جاتی۔

(۴) جمادی و نباتاتی وحیوانی ارواح زندگی کے ایک مجموعہ پر حاوی ہوتی ہیں اور بتدریج اجتماعی اراکین کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے اور آخرش ارتقاء سے صرف ایک روح رہ جاتی ہے جو وحشی انسان کی روح بنتی ہے اور ہر مہذب جسم میں جاتی اور ترقی کرتی رہتی ہے۔

(۵) حیوانی جذبات رکھنے والی روح کسی حیوان کے جسم کے ساتھ قید کر کے رکھی جاتی

ہے اور خباثت و بدی میں مبتلا ہونے والی خبیث ارواح بھوت پریت بنتی ہیں اور سیاہ جادو میں کام دیتی ہیں۔ واضح ہو کہ تھیوسوفسٹ تجسم جدید کا لفظ استعمال کرتے ہیں لفظ تناسخ استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے عقیدہ بروز اور صفات کا انتقال بھی تاویلاً اسی لفظ کے نیچے آ سکتا ہے۔ تیس برس سے زائد گزرتے ہیں کہ بدھسٹ نامی رنگون کے رسالہ میں میں نے پڑھا تھا کہ انتقال طبیعت و بروزیت بدھوں کا بھی عقیدہ ہے۔

سات اصل الاصول

اس سوسائٹی کے سات اصل الاصول ہیں (۱) آتما یعنی روح (۲) بدھی جو کہ روح کی سواری ہے (۳) من یعنی ادراک و تخیل اعلیٰ سمجھتے جاتے ہیں۔ (۴) کام یعنی شہوت (۵) پران یعنی حرارت غریزی (۶) ایتھری ہمزاد جو جان کی سواری ہے اور (۷) شریر جسم، کثیف ادنیٰ خیال کئے جاتے ہیں۔

سات عالم

یہ لوگ سات عالموں کے قائل ہیں۔ (۱) تجلی الٰہی۔ ذات قدیم (۲) جلوہ اولیٰ (۳) روح (۴) فہم (۵) ادراک (۶) لطافت (۷) کثافت

سات اجسام

یہ لوگ سات اجسام کو مانتے ہیں (۱) ٹھوس (۲) سیال (۳) گیس (۴) لطیف ادنیٰ (۵) لطیف اعلیٰ (۶) تخلیقی ذرات ادنیٰ (۷) ذرات اعلیٰ۔ ان عالمین کے متعلق مسز بسنٹ لکھتی ہیں کہ مطالعہ کنندہ سنسکرت الفاظ سے اصل مفہوم کو زیادہ سمجھ سکتا ہے اور وہ یہ ہیں (۱) آدمی (۲) ونوپادکا (۳) آتمایا نروانا (۴) بدھی (۵) صنا (۶) کاما (۷) شلا بدھوں کے ہاں نام (۱) مہاپری فروانا (۲) پری فروانا

سفید برادری

ان کا خیال ہے کہ ایک سفید برادری ہے جو دنیا میں کام کرتی ہے اور آسمانی اندازہ کے مطابق لوگوں کے قلوب پر اثر کرتی ہے اور ان سے اس طرح کام لیتی ہے جس طرح شطرنج کھیلنے والا مہروں سے کام لیتا ہے۔ (پادری صفحہ ۲۳۹ فرسٹ بک)

اس برادری کے چند افراد حسب ذیل ہیں۔

(۱) اس برادری کا پادشاہ ''سنت کماذ'' جو ابدی کنوارا ہے اور جوز مین اور اس کے ساتوں سیاروں پر حاکم اور عالم الغیب ہے۔ وہ عورت سے پیدا نہیں ہوا۔ اس کا جسم کریا شکتی سے بنا اور ۱۶ موسم گرما جتنی عمر رکھتا ہے۔ اس کے تین نائب زہرہ (Venus) آئے ہیں۔ یہ سب صحرائے گوبی میں رہتے ہیں۔

(۲) گوتم بدھ جو بدھستوا جگبت گرو کے طور پر آتا رہتا ہے وہی کسی وقت دیاس مصنف وید صفحہ ۲۴ اور پھر عرب میں تہوئی یا تھا تھ شیشت کے نام سے آیا تھا اور آخری مرتبہ سا کیا منی گوتم بن کر آیا اور آخری بدھ بنا۔ نروان کے بعد دنیا کا کام اپنے بھائی لارڈ میٹریا کے سپرد کر گیا ہے اور میٹریا کا خاص اثر ڈالنے والا وقت بدر ہے یعنی چودھویں شب کا چاند۔ اس کا سالانہ عرس ویساکھ یا ماہ مئی میں ہوتا ہے۔ لارڈ میٹریا ہی کرشن بن کر آیا تھا۔ وہی مسیح ابن مریم تھا جو موت کے بعد چالیس سال تک اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے رہے۔ فیثا غورث افلاطون وغیرہ ہو کر بھی وہی آیا تھا اور پھر اسی کا ایک شاگرد تھا جس نے اسلامی مذہب کی بنیاد ڈالی۔

لارڈ میٹریا کے تاثرات کی خصوصیت عالمگیر محبت ہے۔ ان دنوں لارڈ میٹریا خود تو کوہ ہمالہ کی جنوبی ڈھلوان پر اقامت گزین ہے مگر ایک ہندوستانی جسم لینے کرشنا مورتی کو اپنے کام کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ اور مؤخر الذکر لارڈ میٹریا کی خدمت اس طریق پر کر رہا ہے جیسے مسیح نے عرصہ دراز پہلے کی تھی۔

(۳) ایک مہاتما کا نام ماسٹر موریا ہے جو تبت میں رہتا ہے۔ سفید کپڑے پہنتا اور پگڑی باندھتا ہے

(۴) ایک مہاتما یسوع ہے جو مذہب مسیحی کا خاص نگران ہے وہ دروز لوگوں میں کوہ نسیان پر رہتا ہے۔ سفید لباس پہنتا اور پگڑی باندھتا ہے۔ ایسے بیس مہاتما ہیں۔ ان کے علاوہ ۵۰،۶۰ کامل ہستیاں ہیں جو شاگرد نہیں بناتیں بلکہ خاموشی سے کام کرتی رہتی ہیں۔

مسز بسینٹ کی چند تشریحات

(۱) تھیوسوفیکل سوسائٹی کے ارکان کے لئے ضروری نہیں کہ تھیوسوفیکل تعالیم پر ایمان لائیں یا ان کی اشاعت کریں صرف عالمگیر اخوت انسانی کا ماننا ضروری ہے۔ (۲) ہر مذہب کا ماننے والا اپنے مذہب کی پابندی کرے مگر دوسرے مذہب کے ماننے والوں کے جذبات کا ایسا ہی پاس کرے جیسا اپنے لئے چاہتا ہے کہ دوسرے کریں (۳) چونکہ تھیوسوفیکل سوسائٹی صداقت کی متلاشی ہے اس لئے کسی طالب صداقت کو مجبور نہیں کیا جاتا کہ وہ کیسے کہاں اور کس طرح تحقیق کرے (۴) آزادئ خیال کی حفاظت ہر ممبر کا فرض ہے اور ہماری اصل راہنمائی یہ ہے کہ صداقت سے بڑھ کر کوئی مذہب نہیں (۵) ہر مذہب، ہر فلسفہ، ہر سائنس، ہر حرکت اپنی صداقت اور خوبصورتی الٰہی فہم سے اخذ کرتی ہے۔ اس لئے کوئی شخص محض اس لئے تنہا صاحب صداقت ہونے کا مدعی نہیں ہوسکتا۔ تھیوسوفی کسی کے ماتحت نہیں البتہ تھیوسوفیکل سوسائٹی تھیوسوفی کے ماتحت ہے۔

تھیوسوفیکل سوسائٹی کا دعویٰ

مسز بسینٹ کہتی ہیں کہ (۱) یہ سوسائٹی دنیا کو سفید برادری کی مدد سے مادہ پرستی میں ڈوبنے سے بچانے کے لئے آئی ہے۔ (۲) اس نے دنیا کو مذہب کی باطنی تعلیم کی طرف متوجہ کیا ہے۔ (۳) ہلینیا پٹروونا بلیوٹسکی بھی پہلے بانیان مذاہب کی طرح رسول ہے۔ اس نے ہمارے لئے سفید برادری کے آقاؤں تک پہنچنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔

بعض سوالات اوران کے جوابات

میں نے تھیوسوفی کتب اور تھیوسوفسٹ سے چند سوالات کے جواب لئے ہیں جو قابل ذکر ہیں۔

(س) کیا تھیوسوفیکل سوسائٹی میں کوئی شریعت ہے؟

(ج) نہیں کوئی شریعت نہیں ہر شخص اپنے اپنے قانون کی پابندی کرے۔

(س) نجات کی نسبت کیا عقیدہ ہے؟

(ج) ہم نجات نہیں بلکہ آزادی کہتے ہیں اور مرنے جینے کے چکر سے آزادی ہی نجات ہے۔اس کی دو اقسام ہیں۔کرشنا مورتی کہتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی سے ہی چمک ہوتی ہے اور عین وصل ہو جاتا ہے مختلف جونوں کے بعد مکت ہوتا ہے

(س) مسیح موعودؑ کی آمد کی نسبت کیا خیال ہے اور ''آرڈر آف سٹار ان دی ایسٹ'' کی نسبت کیا فیصلہ ہے؟

(ج) ہماری تمام امیدیں جگت گرو کی نسبت کرشنا مورتی میں پوری ہوگئی ہیں مگر بعض لوگ ان کی نسبت خاموش ہیں۔انفرادی طور پر ان کے ساتھ ہیں مگر سوسائٹی نے ان کو تسلیم نہیں کیا ہے۔کرشنا مورتی نے آرڈر آف سٹار ان دی ایسٹ کو جو جگت گرو کا منتظر تھا منسوخ کر دیا ہے۔

(س) کیا خداوند تعالیٰ دعائیں سنتے ہیں؟

(ج) خیال و تصور کی طاقت موجود ہے اور اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ ہماری زمین کا خدا اور بادشاہ ہمارے خیالات کا لحاظ کرتا ہے اور فیصلہ شدہ باتوں کو بھی منسوخ کر دیتا ہے۔

(س) کیا انسانی روح نباتات و حیوانات کی طرف واپس ہوتی ہے جیسا کہ آریہ سماجی کہتے ہیں؟

(ج) نہیں انسان انسان ہی رہتا ہے اور ارتقاء عالم بالا کی طرف ہوتا ہے۔

(س) کیا ورن آشرم یعنی ذات پات کی تمیز ضروری ہے؟

(ج) ہاں جونوں کی وجہ سے کرما کے مطابق ضروری ہے مگر موجودہ ذات پات کی تمیز ہم نہیں مانتے۔

(س) کیا تھیوسوفسٹ ہندو ہیں اور سب کو ہندو بنانا پسند کرتے ہیں۔

(ج) مسز بسینٹ نے اپنا نام اینا بائی بسنتی دیوی رکھا اور دنیا بھر میں ہندو تہذیب و تمدن و سیاست کی اشاعت کی ہے۔ تھیوسوفسٹ عام طور پر ہندو زبان، ہندو رسوم و عادات کی پابندی کرتے ہیں حتیّٰ کہ بعض لباس بھی ہندوانہ پہنتے ہیں۔

(س) کیا آپ آزاد محبت کے قائل ہیں یا کسی قانون کے ماتحت شادی کے؟

(ج) کوئی قانون نہیں ہر شخص اپنے قانون کے مطابق شادی کرے۔

(س) سیاسیات، تمدن، سوشل مشکلات کا تھیوسوفی نے کیا حل بتایا ہے؟

(ج) ملک کی زمین سے مفصّلہ ذیل لوگوں کی پرورش ہو۔ (الف) حکمران وزراء و دیگر عمال انصاف و قیام امن وقومی ترقی وحفاظت۔ (ب) مذہب۔ تعلیم۔ تفریح ''وظائف'' تیمارداری (ج) اور باقی تمام رعایا جو ان میں شامل نہیں اور جو محنت ومزدوری سے پیٹ پالتے ہیں (د) تعلیم سات سے ستائیں برس کی عمروں کے درمیان بلا امتیاز جنس دی جائے۔ (ر) کام کرنے کی زندگی ۲۱ سے ۵۰ سال کی عمر تک ہو۔ بقیہ عمر پنشن پر گذارہ ہو۔ پیداوار اور تقسیم پیداوار اس طرح ہو کہ ہر مزدور کا گذارہ ہو سکے اور بڑھی ہوئی سرمایہ داری کا سدباب ہو جائے۔ (س) تناسخ ونقل جسم کو غرباء، جہلاء، مصیبت زدہ لوگوں پر ان کے حالات تبدیل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔

(س) اس وقت سوسائٹی کا صدر کون ہے اور کرشنا مورتی کی کیا حیثیت ہے؟

(ج) کوئی نہیں اور نہ چھ سال تک کوئی ہوگا۔ کرشنا مورتی سوسائٹی سے بالا ہے اور بعض کے نزدیک جز و الٰہی ہے۔ مگر وہ خود کہتے ہیں کہ The Whole میں کل ہوئی۔

(س) مُردوں کو گاڑنا یا جلانا چاہئے۔

(ج) جلانا چاہئے۔

تعلیم کے ماخذ

جوابات بالا سے ظاہر ہے کہ تھیوسوفیکل سوسائٹی کی تعلیم بدھ، ہندو مذہبی اخلاقی تخیّلی کتب سے اخذ کردہ ہے اور مغربی سائنسدانوں کی اصطلاحات و موجودہ زمانہ کی تمدنی اشکال کو سامنے رکھ کر اسے وضع کیا گیا ہے۔تھیوسوفسٹ کا عمل اور ان کے بیرونی و اندرونی سرکلوں کی تعلیم و تعامل سے واضح ہوتا ہے کہ رؤیا، الہامات و کشوف کے غلط مفہوم اور بعض عقائد کی اصطلاح کے بعد وہ توحید، رسالت، ملائکہ، کتب، جزا و سزا اور دیگر اسلامی عقائد بالخصوص احمدی عقائد کے قریب ہیں۔ وہ دوزخ کو ابدی نہیں مانتے اور رحمت الٰہی کی وسعت کے قائل ہیں۔ان کا مذہب اصل میں واحدنیت ہے اور اس کی نسبت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔"بیدانت والوں نے بھی اگر چہ غلطیاں کیں مگر تھوڑی سی اصلاح سے ان کا مذہب قابل اعتراض نہیں رہتا۔"

(قادیان کے آریہ اور ہم روحانی خزائن جلد۲۰ صفحہ۴۵۴ حاشیہ)

پس تھیوسوفیکل سوسائٹی کے عقائد کی اصلاح کر لی جائے۔ان کو یورپ کی سائنس کی اطاعت سے آزاد، ہندو مفروضات، بدھ تخیلات اور بت پرستوں کے توہمات سے نکال کر زمین سے آسمان کی طرف اٹھایا اور احمدیت کے سکھائے ہوئے اسلام کے ظل عاطفت میں بآسانی لیا جا سکتا ہے۔تھیوسوفی میں کوئی شریعت نہیں۔کوئی خاص الہامی کتاب نہیں مگر دنیا کو اپنے مسائل کا حل کرنا ہے جو اسلام کے سوا نہیں ہوسکتا۔ وہی حقیقی تھیوسوفی ہے۔

احمدی جماعت کا فرض

احمدی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کے لئے پیدا کیا ہے اور ہر طرف جو تحریکات ہیں وہ نظام آسمانی اسی غرض کی تکمیل کے لئے کر رہا ہے۔تھیوسوفی کے کارکنوں میں اسلام سے واقف بہت کم لوگ ہیں۔احمدیت کا مطالعہ سنجیدگی سے ابھی تھیوسوفسٹ نے نہیں کیا۔ ان کے نزدیک اسلام مذاہب عالم میں سے روحانیت میں ہندو، بدھ اور مسیحی مذہب کے بعد ہے اگر چہ ان کے بعض معتقدات اسلام سے ٹکر کھا رہے ہیں۔مسلمانوں کی جہالت، مذہب سے

ناواقفیت، خونی مہدی کا انتظار، اخلاقی، مالی، تمدنی، سیاسی تنزل اور عدم رواداری نے ان کی توجہ اس طرف نہیں پھیری۔ اس سوسائٹی کی دوسری بہنیں سپر چوالسٹ سوسائٹی اور یونیورسلسٹ سوسائٹی وغیرہ بھی آسمانی فیصلہ کے مطابق وجود میں آئی ہیں اور فرشتوں کی تحریک عام ہے۔ میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے دنیا کو احمدیت کے لئے تیار کر دیا ہے۔

ذاتی تجربات

(۱) ولایت میں تھیوسوفیکل سوسائیٹیاں ہمارے لیکچروں کا انتظام کرتی تھیں۔ چنانچہ میں نے کئی لیکچر ان سوسائیٹیوں کے زیر انتظام دیئے گئے ایک لیکچر میں ایک ۷۵ سالہ بوڑھے نے اٹھ کر کہا عمر بھر کی آزادانہ تحقیقات کے بعد جو مذہب تصور میں آیا تھا وہ آج آپ کی تقریر سے ثابت ہوا کہ اسلام ہے اس لئے میں مسلمان ہوں۔

(۲) کرشنا منورتی ہمارے ساتھ ۱۹۲۴ء میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ولایت سے واپس آ رہے تھے۔ جہاز پلسنا پر ہم سفر تھے لیڈی ایمی لی لیٹسن بھی ساتھ تھیں۔ تختہ جہاز پر ملاقات کا انتظام کیا گیا۔ کچھ سوالات و جوابات ہوئے مگر میں نے مسز بسینٹ کے مسیح میں کوئی خاص امتیازی امر نہیں پایا۔

(۳) میں میمُو سے جو برما کا شملہ ہے ہز ایکسی لنسی گورنر سے ملاقات کر کے آ رہا تھا کہ میں نے کشفی حالت میں حضرت بدھ کو ایک جوان عورت کی شکل میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا My people are sure to accept your religion میری قوم یقیناً آپ کا مذہب اختیار کر لے گی۔

(۴) میں ادیار گیا۔ مسٹر ارنڈوں کے علاوہ جو بڑے تھیوسوفسٹ ہیں اسلام سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ ادیار کے کمرہ عبادت کی دیواروں پر مختلف بانیان مذاہب کی تصاویر ہیں۔ اسلام کی جگہ موٹے الفاظ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے۔

(۵) مغربی افریقہ میں ۱۶؍ جولائی ۱۹۲۱ء میں میں نے کشف دیکھا کہ دو کرسیاں بچھی

ہیں ایک پر یورپین مرد اور دوسری پر یورپین عورت تھی۔ جو بدلتے بدلتے انگریز پادشاہ اور ملکہ کے طور پر دکھائی دیئے۔ ملکہ کے پیچھے کرسی کی ٹیک پر صلیب تھی۔ تب مجھے ایک فرشتہ نے بتایا پادشاہ اسلام اور ملکہ مسیحیت ہیں۔ دونوں کا عقد ہوگا یعنی اسلام کا مسیحیت پر غلبہ ہوگا۔ میں نے پوچھا کب؟ تب مجھے شاخیں دکھا کر کہا گیا:۔

One branch, One branch, Half a branch, Quarter of a branch.

یعنی ایک شاخ ایک شاخ آدھی شاخ چوتھائی شاخ میں نے کہا میں سمجھا نہیں تب کہا گیا

One year, One year, Half a year, Quarter of a year

یعنی ایک سال، ایک سال، آدھا سال اور چوتھائی سال تیسری مرتبہ بتایا گیا۔

One century, One century, Half a century, Quarter of a century.

یعنی ایک صدی ،ایک صدی ،آدھی صدی، چوتھائی صدی کل ۲۷۵ سال ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ سے تین سو سال کا وقت عروج احمدیت کا دیا ہے۔

(۶) ایک مرتبہ میں پورٹ سمتھ انگلستان میں سپر چوالسٹ چرچ میں وعظ کرنے کے لئے بلایا گیا۔ تقریر سے قبل ان کی کلیئر انٹ یعنی توجہ سے کشفی نظارہ پیدا کر کے حالات بتانے والی عورت اپنا کام کر رہی تھی۔ میں نے اس کے قلب پر توجہ کی تو اس نے کہا

Some body is saying Allah Allah to me

کوئی شخص مجھے اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔

(۷) میں نے ۲۶/۲۵ ردسمبر کی درمیانی شب کو عالم کشف میں میڈم بلیوٹسکی کو دیکھا جنہوں نے آ کر مجھ سے کہا عیسیٰ علیہ السلام۔ جس سے میں نے سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت یہ الفاظ استعمال کر رہی ہیں۔

آئندہ کیا ہوگا؟

لارڈ مٹر یا کسی تھیوسوفسٹ کے پاس آئے گا۔اس کا وہ ماسٹر جو پگڑی باندھے ہمالیہ کے جنوبی ڈھلوان (قادیان کے قریب) رہتا ہے کسی وقت مسلمان کرلیا جائے گا۔اور ''ادیار'' کے وہ لوگ جو اندرونی دائرہ میں تعلیم دیتے ہیں۔ان کو یہاں لائیں گے۔

ماسٹر ایم موریا ''محمود'' نام سے کسی صاحب کشف کے سامنے آجائے گا اور دنیا بھر کی تھیوسوفیکل سوسائیٹیاں کرشنا مورتی یعنی ''کرشن شکل'' کی بجائے اس ''کرشن رُودّر گوپال'' جس کی مہما گیتا میں لکھی ہوئی تسلیم کرلیں گے اور مسلمان اپنے مہدی، کو تھیوسوفسٹ اپنے ''لارڈ کرشن'' کو، بدھسٹ بدھا کو، زرتشت متیا بہمنی کو اور مسیحی حضرت مسیح کو قادیان میں آکر دیکھ لیں گے۔

دیکھو۔یہودی ارض مقدس میں منتظر مسیح ہیں اور جمع ہو رہے ہیں۔سیونتھ ڈے اڈوسوسٹ نے عالم مسیحیت کو مسیح کا سخت شائق بنا دیا ہے۔جاپان میں ایک نئی جماعت مصلحین کی جو ہونن اور اس کے استاد شنران کی تابع ہے Armedia Buddha کو جو غیر محدود نور اور ابدی ایمان کا مالک اور مدامی الہام کا سرچشمہ ہے مان رہی ہے۔ان کے پیشواؤں کو شہر بدر کیا گیا مگر شنران عاشق احمدؐ نے جاتے وقت کہا اگر مجھے کالے پانی نہ بھیجا جاتا تو میں کس طرح وہاں کے باشندوں کو صداقت کا پیغام پہنچاتا۔یہ بھی برکت ہے جو احمد علیہ السلام کی تعلیم سے حاصل ہو رہی ہے۔ (رپورٹ جلسہ مذاہب لندن ص۱۹۴، ۱۹۵)

اب مادہ پرستی گہرے گڑھے میں دفن ہو رہی ہے۔ہر طرف ایمان کی تجدید کے سامان ہیں اور اس لئے ہی احمد مسیح کے لئے نئی زمین اور نیا آسمان بنایا گیا ہے تا وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے۔اس کے دائرہ نور نے کل زمینوں اور آسمانوں کو ڈھانپ لیا ہے اور ذات قدیم کے نور اول کا بروز وہی عالم خود ساختہ کا بادشاہ ہے۔پس حقیقی تھیوسوفی احمدیت ہے۔

احمدیت کی اشاعت صداقت کی اشاعت، مخلوق کی خدمت، خدا کی رضا مندی ہے۔ مبارک وہ جو اس علم کو حاصل کرے۔ اس میں حصہ لے۔ تھیوسوفسٹوں کو پہنچائے۔ چاہئے کہ ہمارے مقررین تقریروں سے، مصنفین تحریروں سے اور سب سے بڑھ کر ہمارے صوفی توجہ سے ان کو اپنی طرف کھینچیں۔ انشاءاللہ کامیابی یقینی ہے۔ **اللھم صل علی محمد و علیٰ عبدہ المسیح الموعود و بارک وسلم** ۱۷
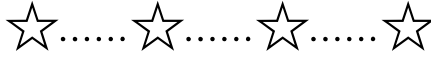
غیر ممالک میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اشاعت اسلام

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۸/دسمبر ۱۹۳۴ء)

آیت کریمہ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. (الصّف:۹) کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اسلام صداقت ابدی ہے

اسلام اس صداقت ابدی کا نام ہے جس کا انکشاف اللہ تعالیٰ ابنائے آدم کی راہنمائی کے لئے ابتدائے عالم سے اب تک اپنے پاک بندوں کے ذریعہ کرتا رہا۔ یہی صداقت تھی جسے کوہ سینا پر خداوند خدا بنی اسرائیل کا خدا لے کر آیا۔ یہی صداقت تھی جسے الوھیم شعیر سے لے کر اٹھا۔ یہی صداقت کاہن کرشن بن کر بھارت ورش میں جمنا کے کنارہ پر، زرتشت بَن کر ایران میں، گوتم بدھ ہو کر کپل وستو کے بڑ تلے اور دیوارِ چین کے اندر بشکل کنفیوشس شجر آرُد کے نیچے نمودار ہوئی۔

یہی صداقت آخرش ہماری ماں ہاجرہ کے صبر اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں کوہ پاران سے ایک غیر ذی زرع وادی میں اس وقت کی معروف دنیا کے مرکز سے کامل تجلّی کے ساتھ کل زمانوں کو، جہانوں اور کل قوموں کو منور کرنے کے لئے جلوہ گر ہوئی۔

(استثناء ۳۳:۲)

یہ صداقت آسمان پر احد کہلائی اور زمین پر اپنی مظہریت جلال و جمال کے باعث محمد اور احمد کے ناموں سے موسوم ہوئی۔ صحف سابقہ میں جب کبھی اس کا ذکر آیا۔ تو اللہ اور فرشتوں نے صلاّ ہ۔ صل علیٰ کہا۔ (حبقوق ۳/۳)

چونکہ یہ صداقت کل جہانوں کے لئے تھی اس لئے دور اول میں اسے جلالی نام محمد سے پکارا گیا ﷺ اور دور آخر میں اسے احمد کہا گیا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اس تسلی دینے والی سچائی کا

نام پیشرو نبی مسیح ناصری نے تمام سچائی رکھا۔ (یوحنا۱۶۔۱۴)

اور یہ مقدر ہوا کہ جس طرح یہ صداقت دور اول میں دو قدرتوں کے ذریعہ ظاہر ہوئی اسی طرح دنیا کی عمر کے چھٹے ہزار میں منہاج نبوت پر دوبارہ دونوں قدرتوں کے ذریعہ اس کا ظہور اور اشاعت ہو۔

ایں سعادت چوں بود قسمت ما رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

شیطان سے آخری جنگ

چونکہ آخری زمانہ کی مادی ترقیات نے بنی نوع انسان کو صداقت کی طرف سے غافل کر دیا اس لئے جیسا کہ لکھا گیا تھا فرشتے اصل صحیفۂ صداقت کو اٹھا کر آسمان پر لے گئے اور نقول کو اکشس چرا کر پاتال میں رکھ آئے اور شیطان کی افواج پوری طاقت کے ساتھ روئے زمین پر پھیل گئیں اور خشکی اور تری میں دوبارہ فساد رونما ہو گیا۔ اس لئے مصلح آخر الزمان، موعود کل ادیان کا کام شیطان سے آخری جنگ، اس کا قتل اور صداقت کو دوبارہ زمین پر لانا اور چار وانگ عالم میں اس کی اشاعت کرنا ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آخری صداقت کو قادیان کے ویرانہ میں نمودار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو فارسی النسل ہیں۔ اس اہم کام کے لئے منتخب فرمایا۔ اور فرمایا میں تیرے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ زور آور حملوں سے تیری تائید کروں گا اور جو دین تو لے کر آیا ہے اسے تمام دیگر ادیان پر بذریعہ دلائل و براہین غالب کروں گا اور اس کا غلبہ دنیا کے آخر تک قائم رکھوں گا۔

موعود کل ادیان کا مشرق سے ظہور

قادر خدا نے ایسا ہی کیا اور آدم ثانی کو پیدا کر کے مخلوق کو اس کے خالق کی طرف متوجہ کیا اور چونکہ لشکر شیطان یک چشم جرنیل دجال کے ماتحت (کلیسا کی منظّم تحریک کے ساتھ) پورے ساز و سامان سے آراستہ ہو کر آنے والا تھا اور یاجوج و ماجوج کی شوکت (آگ و پانی سے کام

لینے والی سیاسی طاقتیں) تمام بلندیوں سے اتر کر اسلام کی وادیوں پر قابض ہونے والی تھی اس لئے خداوند خدا کل جہانوں کے خدا نے چاہا کہ حامل صداقت مشرق سے برپا ہو(دانیال) اور ناری لشکر کا نوری افواج ملائک کے ساتھ مقابلہ کرے اور عیسیٰ ومہدی دو ناموں سے وہ ظاہر ہو۔ اسم عیسیٰ لفظ عوس سے ہے جس میں دفع شر کا ایماء ہے اور مہدی خلیفۃ اللہ افادہ خیر کے لئے ہے۔

دفع شر

اسی لئے پیغمبر قادیان امام آخر الزمان کو اسلام کے خدا نے ایک طرف اس قدر کثرت سے دلائل و براہین ونشانات دیئے کہ اس سے دجال کی ایک آنکھ بھی چندھیا گئی اور اشترا کیت، سپرچولیزم، دھریت، تھیوسوفی اور دوسری حریت کی تحریکات نے لشکر مخالف کے اندر بغاوت پیدا کر کے اسے برف کی طرح پگھلانا شروع کر دیا۔

افاضۂ خیر

دوسری طرف شوکت یاجوج ماجوج کو اس طرح مسلمان بنایا گیا کہ اس کے ذریعہ سے مہدی کا افاضۂ خیر شروع ہو گیا۔ چنانچہ اب جس طاقت کو دجال صداقت کے مقابلے کے لئے اور اپنی حمایت کے لئے لایا تھا اس نے مفصلہ ذیل سامان افاضۂ خیر کے مہیا کر دیئے (i) اجنبی زبانیں سکھا کر لشکر مہدی (افواج فلاح) کو تبلیغی میدانوں میں یلغار کے لئے تیار کیا (ii) آگ و پانی کے استعمال سے لوہے کے گدھے گھوڑے خچر، پرند، ریل، موٹر، جہاز، طیارے وغیرہ تیار کر کے زمین کے کناروں تک پہنچنے میں آسانیاں پیدا کر دیں اور قوموں کو ملا دیا تا تبادلۂ خیالات کر سکیں۔(iii) حریّت کے جذبات میں حریّت ضمیر کا اعلان کر دیا اور سیاسی طاقت نے مہدی کے خدام اور صداقت کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لے لیا اور برہنہ تلواروں سے حامل خیر کی خدمت کی۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں انگریزی فوج برہنہ شمشیروں کے ساتھ حضور کی حفاظت کیلئے مقرر ہوئی اور ایک دفعہ لندن میں جبکہ میرے پیچھے کسی

نے بم پھینکا تو دوقد آور انگریز کنسٹیبلوں نے مجھے دونوں طرف سے بازو پھیلا کر اندر لے لیا۔ اور ایک اور موقع پر افریقہ میں دو یورپین سارجنٹ مجھے اپنی حفاظت میں گھر پہنچا گئے (iv) پریس تاروں اور ڈاکخانہ نے نشر واشاعت کے کام کو آسان کر دیا اور مہدی کے خزائن خیر کو تقسیم کرنے میں مدد دی۔ (v) سیاسی طاقت کی ملازمت نے افواج وعمال کی نقل وحرکت کے ساتھ مختلف ممالک میں پیغام حق پہنچانے کے ذرائع پیدا کر دیئے۔ (vi) امن عامہ کے مذہب کو ترقی دی۔ جھوٹ اور غلط بیانیوں کے پردے چاک ہو کر صداقت کا اصل چہرہ طالب حق کے سامنے آ گیا۔ (vii) آسمان کی کھال اتاری گئی۔ زمین کے خزائن نکالے گئے۔ کانفرنسوں، اجتماعوں اور نمائشوں، سینما، فلمز وغیرہ نے علمی تحقیقات کے دروازے کھول دیئے اور شاگردان مہدی نے ایک مرکز سے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر افاضۂ خیر کا کام دنیا بھر میں شروع کر دیا۔

احمدیت کی ترقی

استعارات کو چھوڑ کر اگر صاف زبان میں خلاصہ مطلب بیان کیا جائے تو یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے اسلام کو چھوڑ دیا۔ یہودیوں کی طرح لفظ پرست ہو گئے۔ پیشگوئیوں کی حقیقت کو نہ سمجھا اور عیسائی مبلغین نے کامل نظام کے ساتھ اسلام کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور یورپ کی سیاسی طاقتوں کے اثر سے کام لے کر مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کر دیا تب اللہ کی مصلحت نے اسلام کے اندر پُر امن اشاعت کرنے والی جماعت کو پیدا کیا اور سیاسی طاقت کو اس کی حفاظت پر مامور کر کے خادمِ اسلام بنا دیا اور چھوٹی ندی دریا بننے لگی اور ننھا بیج پھلدار درخت بننے لگا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت کی طرح مبلغین احمدیت اب ہندوستان کی سرحدوں اور سواحل کے پار ممالک غیر میں اسلام کی منادی کرتے اور توحید کا پرچم اڑا رہے ہیں اور ایک انتظام تربیت سے بتدریج اشاعت کا کام آہستہ آہستہ مگر کامیابی سے ہو رہا ہے۔

اقوام عالم اور نظام تبلیغ

دنیا کی اقوام بلحاظ نسل (i) آرین (ii) سامی (iii) نیگرو (iv) منگولین اقوام میں منقسم ہیں اور بلحاظ رنگ سفید، بھوری، احمر، سیاہ، زرد طبقات میں اور بلحاظ زبان و سیاسی اثرات انگریزی، فرانسیسی، ہسپانی، اطالی، ڈچ، روسی، فارسی، عربی، میلے چینی و جاپانی وغیرہ بڑے بڑے حصوں میں تقسیم ہیں اور ان میں سے سب سے قریبی اور سہل التبلیغ طبقات یہ ہیں۔(۱) آرین قوم۔سفید بھور۔احمر رنگ انگریزی زبان واثر (۲) نیگرو قوم۔ سیاہ رنگ انگریزی زبان واثر (۳) سامی قوم۔سفید رنگ عربی زبان واثر (۴) منگولین قوم زرد رنگ میلے ڈچ زبان واثر۔اس لئے احمدیہ نظام تبلیغ نے ان چاروں طبقات میں ادارہ ہائے تبلیغ قائم کر دیئے ہیں۔اب ہم چند اہم مراکز تبلیغ کا ذکر کرتے ہیں۔

انگلستان کو کیوں ترجیح دی گئی

چونکہ (۱) نبی کریم ﷺ نے اپنے کشف میں سورج کو مغرب سے طلوع ہوتے دیکھا اور (۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تئیں لندن میں اونچے مقام پر انگریزی میں تقریر کرتے اور پرندے پکڑتے دیکھا اور اس کی تعبیر فرمائی کہ حضور کی تعلیم کے ذریعہ مغربی اقوام مشرف با اسلام ہو کر مغرب سے طلوع آفتاب کی پیشگوئی پوری کریں گی۔(۳) اور مصلحت الٰہی نے انگریزی حکومت کو رومن حکومت کا مثیل بنا کر مثیل بنی اسرائیل یعنی مسلمانوں کی اکثریت کو اس سلطنت کے ماتحت رکھ دیا۔اور (۴) حضرت مسیح پاک نے انگریزی قوم کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلوب نور اسلام سے منور کرے۔(۵) اور مسیح ناصری کی قبر مسیح محمدی کا مولد اسی سلطنت کے مقبوضات میں ہے۔اسی لئے انگلستان کو باقاعدہ تبلیغی کوششوں کے وقت غیر ممالک میں سے سب سے پہلے منتخب کیا گیا۔

لندن منتخب کرنے کے وجوہات

(۱)لندن چونکہ سلطنت برطانیہ کا دارالحکومت اور دنیا کا سب سے بڑا شہر ہے (۲) گلڈ ہال میں سیکسن (Saxon) قوم کے اجداد یا جوج ماجوج کے بت ہیں۔(۳) کوہ لُد پر احاطہ باب اللدّ میں باب اللدّ (Ludgate) واقع ہے(۴) دنیا بھر کے وسائل آمدورفت وخبر رسانی کا مرکز اعظم ہے (۵) سیاح ، طلباء ، سفراء، تجار، عمال حکومت۔مبشرین مسیحیت دوسرے مقامات کی نسبت یہاں کثرت سے آتے ہیں۔(۶)اور یہ شہر مسیحی ادارہ ہائے تبلیغ کا اہم مرکز اور اسلام کے مخالف لشکر تبلیغ کا قلب ہے۔اور ہمارے پاس نہ اس قدر روپیہ اور نہ آدمی ہیں کہ ہر جگہ مخالف جدوجہد کا مقابلہ کر سکیں اس لئے حضرت خالد سیف اللہ کی جنگی تدبیر پر عمل کر کے قلب لشکر پر حملہ کرنا اور پرچم اسلام کی موجودگی کا احساس کرانا آسان تھا۔پس مذکورہ بالا وجوہات سے خلافت احمدیہ کی توجہ لندن کی طرف منعطف ہوئی۔

لندن مشن کا پہلا دور

۱۹۱۲ء میں خواجہ کمال الدین صاحب لندن سے ۲۵ میل باہر ووکنگ مسجد میں مقیم ہوئے۔اور احمدی جماعت نے دامے درمے سخنے قدمے ان کی مدد کی لیکن خواجہ صاحب نے ڈاکٹر عبداللہ کولیم اور دوسرے غیر احمدی ہمدردان اسلام کی طرح انفرادی حیثیت سے کام شروع کیا۔اسلامک ریویو نکالا۔حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں قادیان رپورٹیں تو بھیجتے رہے لیکن مشن ان کا ذاتی رہا۔پھر ۱۹۱۳ء میں خواجہ صاحب کی درخواست برائے امداد پر چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ان کی مدد کے لئے بھیجے گئے۔لیکن ۱۹۱۴ء میں خواجہ صاحب نے چودھری صاحب سے کہہ دیا کہ یہاں حضرت صاحب کا نام لینا سم قاتل ہے اور آپ احمدیت کی تبلیغ کر کے میرے ساتھ ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکتے۔اس پر چودھری صاحب الگ ہو گئے اور ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سر پر لوائے خلافت ہونے پر خواجہ صاحب

نے بیعت سے انکار کیا مگر چودھری فتح محمد صاحب سیال نے بیعت کر لی اور حضور نے خلافت کے دو ماہ کے اندر لندن میں پہلا باقاعدہ اسلامی مشن قائم کر دیا۔ چودھری فتح محمد صاحب مبلغ مقرر ہوئے۔ اس وقت چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بھی لندن میں تھے انہوں نے بھی بیعت کی عزت حاصل کی۔ اس طرح ابتداء ہی سے فتح وظفر ہمارے ساتھ ہو گئی اور ہر کمالے راز والے ضرب المثل تو ہے ہی چودھری فتح محمد صاحب کی جگہ قاضی محمد عبداللہ صاحب گئے۔ قاضی صاحب کے بعد حضرت مفتی محمد صادق صاحب لندن پہنچے اور انہوں نے اپنا مکان لیا اور اس میں لیکچر گاہ و مسجد مخصوص کر کے کام میں باقاعدگی پیدا کی اور چار سٹار سٹریٹ ایجویر روڈ پر دار التبلیغ قائم کیا اور ہندوستان اور ہندوستان کے باہر لندن میں ہماری موجودگی محسوس ہونے لگی۔

اس کے بعد چودھری فتح محمد صاحب دوبارہ اور عاجز نیّر لندن گئے اور مفتی صاحب اور قاضی صاحب کے منتخب کردہ مکان میں کام کرنے لگے۔ مگر یہ مقام بعض وجوہات سے زیادہ موزوں نہ تھا اس لئے دوسرا مکان بڑی جدوجہد کے بعد قانونی مشکلات اور آئندہ مسجد بنانے کے خیال کے مدنظر ۱۹۲۰ء میں خرید کر لیا گیا۔ اور اس میں کام شروع ہوا اور اس مشن کے دوسرے دور تک تدریجی ترقی جاری رہی۔ مذکورہ بالا مبلغین کے علاوہ مولوی مبارک علی صاحب اور مولوی مصباح الدین صاحب نے بھی اس زمانہ میں کام کیا۔

لندن مشن کا دوسرا دور

اگرچہ نئے مکان کے باعث لندن میں تبلیغی کام نے ترقی کی۔ اثر بڑھتا گیا اور عید کی نماز میں اچھا خاصہ مجمع ہونے لگا مگر عالمگیر شہرت اور وسیع اثرات اکتوبر ۱۹۲۴ء سے شروع ہوئے جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معہ خدام کانفرنس مذاہب میں شرکت کے لئے لندن میں تشریف لے گئے۔ اور اس موقع پر مغربی افریقہ، امریکہ وجرمنی کے مبلغین بھی لندن میں جمع ہو گئے۔ ڈیڑھ درجن سبز عمامے اہل مغرب کی توجہ کے از حد جاذب ہوئے۔ نیز اسی موقع پر مسجد لندن کا بنیادی پتھر بھی رکھا گیا اور اخبارات و پبلک نے حضور کے وجود و احمدیت میں بے حد دلچسپی لی اور سلسلہ احمدیہ

واحمدی ادارہ ہائے تبلیغ کا کل دنیا سے پہلی مرتبہ علمی تعارف ہوا۔ چنانچہ سر تھوڈور ماریسن نے جو حضرت کی تقریر کے وقت صدر جلسہ تھے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا۔ ’’خوش قسمت ہوں کہ میں اسلام میں ایک پُر امن تحریک دیکھ رہا ہوں‘‘ اور اخبارات کی بڑھی ہوئی دلچسپی کو دیکھ کر ایک رومن کیتھولک اخبار نے لکھا کہ The whole British press has been intrigued. ‘‘ تمام برطانوی پریس کو شریک تجسس کر لیا گیا ہے۔ ہز ہولی نس تو صرف تقدس مآب پوپ کو ہی کہا جا سکتا ہے کسی دوسرے شخص کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا جا سکتا۔‘‘ یہاں پر یہ ذکر کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ مغرب میں اخبارات کی طاقت حکومت کی طاقت سے کم نہیں بلکہ خود حکومتیں ان کی محتاج ہیں اس لئے پریس کو قابو میں لانا اشد ضروری تھا اور الحمدللہ کہ عاجز جو اس وقت لندن مشن کا انچارج تھا اس مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت کی آمد تک ووکنگ کے لوگ دوسروں پر یہ ظاہر کر رہے تھے کہ ساؤتھ فیلڈ مشن (Southfield) ان کی شاخ ہے۔ مگر یہ سومنات حضرت محمود کی تشریف آوری سے ٹوٹ گیا اور ایسا ہی کانفرنس سے قبل لندن میں بہائی اثرات بہت بڑھ گئے تھے اور شوقی افندی رئیس فرقہ بہائیہ خود لندن آ رہے تھے اور بہائیوں نے اپنا مضمون پڑھنے کے لئے کینیڈا سے ایک آدمی بلایا تھا مگر حضور کی موجودگی سے ان پر ضرب کاری لگی اور نہ شوقی صاحب آئے اور نہ پبلک کی توجہ ادھر منعطف ہوئی۔ کانفرنس احمدیہ کانفرنس بن گئی اور لندن مشن کا دوسرا دور شروع ہوا اور لندن میں پہلی مسجد کی تعمیر وافتتاح نے مزید امتیاز پیدا کر دیا۔

لندن کے پہلے امام

نو تعمیر مسجد کے پہلے امام مولوی عبدالرحیم صاحب درد مقرر ہوئے ۔ وہی اس وقت انچارج ہیں ۔ آخر میں یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا ترجمہ انگریزی میں شائع نہ ہوگا اور علمی تفوق کے ذریعہ انگریزی دماغ کو متاثر نہ کیا جائے گا۔ اصول حصول مدعا میں حسب دلخواہ کامیابی مشکل ہے۔ مسجد کا ریلوے سٹیشن

بنوانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اور ایک رپورٹ سے ظاہر ہے۔ کہ ” دارالتبلیغ دوستوں کی آمد کے لحاظ سے قادیان کا رنگ رکھتا ہے۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے علاوہ ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے، مولوی فرزند علی صاحب، صوفی عبدالقدیر صاحب بی اے اور مولوی محمد یار صاحب اس مشن میں مبلغ رہے ہیں۔

امریکہ میں مشن

انگلستان کے بعد جو ملک مسیحی مبلغین بھیجتا ہے وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہے اور اس ملک میں سفید رنگ کے علاوہ نیگرو سیاہ فام آزاد غلاموں کی بھی بڑی تعداد آباد ہے۔ سرخ رنگ کے قدیم باشندے بھی ہیں اس لئے دوسرا باقاعدہ ادارۂ تبلیغ ۱۹۲۰ء میں وہاں قائم کیا گیا۔ اور چونکہ اس ملک کا مذہبی دارالحکومت شکاگو ہے اس شہر کو ۱۸۹۳ء میں جملہ مذاہب کے قیام کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس میں بہائی بہت بڑا مندر بنانے کی بنیاد رکھ چکے ہیں اس لئے پہلے مبلغ احمدیت حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اسے اپنا مرکز منتخب کیا اور مکان لے کر اسے گنبد بنا کر مسجد کی شکل دے دی اور رسالہ مسلم سن رائز جاری کر کے ڈوئی کے ملک میں توحید کی آواز بلند کر دی۔ حضرت مفتی صاحب کے بعد مولوی محمد دین صاحب، ڈاکٹر یوسف صاحب اور مولوی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی ایم اے نے اشاعت خیر کے کام کو جاری رکھا ہے اور بیس شاخوں سے کام ہو رہا ہے۔ اخبارات دلچسپی لیتے ہیں اور نمونہ ذیل کے طور پر اظہار رائے کرتے ہیں۔

Cure offered for world's ills, says Muslim missionary. Had U.S.A. been living under economic dictates of Islamic religion, the depression would not have occured.

(Michigan City Evening Dispatch)

یعنی ” دنیا کے دکھوں کا علاج۔ مسلم مشنری کی تقریر اگر ریاستہائے متحدہ اسلام کی

اقتصادی تعلیم کے زیر قیادت ہوتی تو اقتصادی پستی کبھی رونما نہ ہوتی۔،،(میچیگن ایوننگ ڈسپیچ)

مولوی مطیع الرحمٰن صاحب کے ایک تازہ دورے کے بعد جو رپورٹ آئی ہے اس میں لکھا ہے: نومسلمین میں اب خوب جوش پایا جاتا ہے۔سب جماعتیں خدمت اسلام میں مصروف ہیں۔شکاگو میں World's fellowship of faiths ''مذاہب عالم کی برادری کی نام کی انجمن کا بھی مرکز ہے۔گزشتہ سال وہاں کانفرنس مذاہب ہوئی۔جس میں احمدی مبلغ نے اسلام کی نمائندگی کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بحری پیغام برموقع افتتاح پڑھا گیا اور لوگوں نے دیر تک لمبے نعرہ ہائے تحسین سے اس کا انتہائی دلچسپ (highly interesting) ہونا ظاہر کیا۔

شکاگو مسجد کا اس سال باقاعدہ افتتاح کیا گیا ہے اور عورتیں کاروبار تبلیغ میں اس حد تک حصہ لے رہی ہیں کہ ڈیٹرائٹ میں مجلس عاملہ کی صدر ایک احمدی خاتون ہے۔یہاں پر یہ کہہ دینا بھی بے محل نہ ہوگا کہ حضرت مولوی حسن علی صاحب مرحوم بہاری مسلم مشنری جن کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق بخشی سب سے پہلے ۱۸۹۳ء میں پارلیمنٹ مذاہب شکاگو میں اسلام کی نمائندگی کے لئے منتخب ہوئے تھے۔

آسٹریلیا میں مشن

آرین سفید انگریزی بولنے والی اقوام میں تیسرا مشن آسٹریلیا کا ہے جہاں صوفی مولوی محمد حسن خان صاحب آنریری مبلغ انچارج ہیں۔آپ ۱۹۰۳ء سے تبلیغ اور اشاعت کا کام کر رہے ہیں۔اسلام پر اعتراضوں کے جوابات، اخبارات میں اسلام پر مضامین، اسلامی لٹریچر کی اشاعت، مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کام آپ گزشتہ ۳۲ سال سے کر رہے ہیں۔اس مشن کی تین شاخیں بروم، برسبین اور پرتھ میں ہیں۔مولوی صاحب نے پرتھ کی مسجد تعمیر کی تھی۔ آپ کا مفصل ذکر Islamism in Australia (آسٹریلیا میں اسلام) نامی کتاب میں ہے۔

افریقہ میں مشن

اگر چہ افریقہ میں سیاہ فام نیگرو احمدیہ مشن کے ذریعہ مشرف با اسلام ہوئے اور ان آزاد غلاموں کی خواہش ہے کہ وہ اسلام اختیار کریں اور ان کا اثر تمام افریقہ خصوصاً آزاد غلاموں کی ریاست لائیبیریا میں بہت زیادہ ہے۔ سفید امریکن باشندوں کے مظالم سے تنگ آ کر وہ مسیحیت کو چھوڑنا چاہتے ہیں اور اسلام کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور ایسا ہی مشرقی افریقہ کینیا یوگنڈا، ٹانگانیکا، زنجبار، احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن افریقین لوگوں میں کام کر رہی ہے۔ لیکن اصل سیاہ نیگرائڈ نسل کا وطن وادیٔ نائیجریا ہے اور جہاں شمالی و مشرقی و وسطی افریقہ میں اسلامی اثرات پہنچ چکے تھے وہاں مغربی افریقہ ان سے خالی تھا۔ افریقہ کے مغربی ساحل پر ڈکار سے سینٹ پال ڈی لوآنڈہ تک چودہ بڑے قصبات ہیں مگر ان میں سوائے لیگوس کے ۹۹ فیصدی مسیحی آبادی ہے اور مسیحی تبلیغی کوششیں لونگ سٹون کے زمانہ سے شروع تھیں مگر گزشتہ ساٹھ سال میں سات باقاعدہ مشن اپنے سیاسی، تجارتی، تعلیمی، تمدنی اثرات کی مدد سے مسیحیت کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ جس وقت افریقہ کے جسم پر متحدہ افواج کا حملہ تھا اور اس کی روح کو مسیحی بنایا جا رہا تھا، عین اس وقت مسلمان دنیا کو غافل کرنے کے لئے ''افریقہ میں اسلام پھیل رہا ہے۔'' کا پروپیگنڈا ہو رہا تھا۔ مغربی افریقہ میں یوں تو ۱۹۱۴ء سے احمدیہ لٹریچر پہنچا اور احمدی جماعت قائم تھی مگر باقاعدہ مشن فروری ۱۹۲۱ء سے شروع ہوا جبکہ خاکسار نیّر حضرت مسیح موعود کے لئے انگلستان سے سفید پرندوں کا شکار کرنے کے بعد سیاہ پرندوں کے شکار کے لئے روانہ ہوا اور سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ اشانٹی۔ شمالی و جنوبی نائیجیریا اور فرنچ ڈھومی کو بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی سے پیغام صداقت پہنچایا۔ میری موجودگی میں دوسرے الفا البیو (سفید مولوی) مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم پہنچے۔ ان کے بعد مولوی نذیر احمد صاحب گئے اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی روحانی جنگ ان ممالک میں جو سفید آبادی کا مقبرہ کہلاتے اور آب ہوا کے لحاظ سے دوسرے ممالک کی نسبت ہندوستانیوں کے لئے بہت خطرناک ہیں برابر جاری ہے۔ ۴۰ ہزار سے زائد نفوس سلسلہ میں

شامل ہیں۔ دو ہائی سکول ہیں اور جماعت میں ایک بیرسٹر اور ایک ڈاکٹر انگلستان سے تعلیم حاصل کر کے جا چکے ہیں۔ حکومت نے مشن کو با قاعدہ تسلیم کر لیا ہے۔ نو آبادی کی بلیو بک (Blue Book) میں اس کی تعلیمی کوششوں کا ذکر ہوتا ہے۔ گورنر اور دیگر اعلیٰ حکام مدارس کا معائنہ کرتے ہیں۔ افریقن سردار مشن میں برکت کے لئے آتے ہیں۔

نائیجیریا میں احمدیت کی ابتداء

نائیجیریا مغربی افریقہ میں ابتداءً اسلام اس طرح پہنچا کہ پرتگیزی بردہ فروش کچھ نائیجیرین غلام ہندوستان لائے۔ ان میں سے ایک ہندوستان میں اسلام لے آیا۔ پھر وہ برازیل بھیج دیا گیا۔ وہاں اس نے نومسلموں کی ایک جماعت پیدا کر لی۔ غلاموں کی آزادی کے بعد لوگ اپنے وطن آئے اور آہستہ آہستہ تبلیغ شروع کر دی۔ ابتداء میں وہ برتن میں منہ ڈال کر اذان دیتے۔ خفیہ نمازیں پڑھتے مگر رفتہ رفتہ ان کی طاقت بڑھی اور برطانوی قبضہ کے بعد پوری آزادی ہو گئی۔ ان میں بعض نے انگریزی پڑھی اور انگلستان کے ساتھ خط و کتابت شروع کی۔ ایک دن عاجز اتفاق سے ۱۹۱۴ء میں دفتر ریویو آف ریلیجنز میں گیا۔ اخبار پیغام صلح ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے سامنے تھا۔ اس کے پہلے صفحہ پر ایک مغربی افریقہ کا خط شائع ہوا تھا۔ وہاں سے میں نے پتہ لیا اور دو سال کی خط و کتابت کے بعد ۱۹۱۶ء میں سیرالیون و نائیجیریا میں جماعتیں ہو گئیں مگر با قاعدہ مشن جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے ۱۹۲۱ء میں قائم ہوا جب کہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے وہاں بھیجا۔ یہاں پر یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ ایک بزرگ نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مہدی قرآن لے کر سمندر سے آئیں گے اور سفید رنگ ہوگا۔ اس رؤیا کی بنا پر ایک جماعت نے احمدیت کو قبول کر لیا۔

گولڈ کوسٹ میں احمدیت کی ابتداء

مغربی افریقہ کا دوسرا ملک جو ہمارا اہم مرکز ہے گولڈ کوسٹ ہے۔ یہاں ایک قوم فینٹی اور دوسری اشانٹی ہے۔ اشانٹی کی جنگ میں ایک فینٹی سردار انگریزی فوج کے ساتھ جنگ پر گیا۔

وہاں اس نے ہاؤسا Hausa مسلمانوں کو نماز پڑھتے دیکھا اسے اسلام پسند آیا مگر خواہش ہوئی کہ اسلام کے مبلغ سفید رنگ ہوں کیونکہ لوگوں میں مشہور تھا کہ سیاہ لوگوں کا مذہب اسلام اور سفید لوگوں کا مذہب مسیحیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا سامان کیا کہ ایک شامی مسلمان سوداگر لندن کے راستہ گولڈ کوسٹ گیا۔ اس نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو Call to truth (دعوت الی الحق) نام رسالہ تقسیم کرتے دیکھا۔ اس سے پتہ لے کر فینٹی سردار نے لندن مشن سے خط و کتابت کی اور آخرش عاجز وہاں پہنچا اور یہ چیف مہدی نام مع دوسرے رؤساء فینٹی کے داخل سلسلہ ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ وہاں اس عمدگی سے کام چل رہا ہے کہ عزیز مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم مجھے لکھتے ہیں۔ ''حضرت عائشہ کی طرح مجھے بھی آپ کی تکالیف اور آپ کا وقت یاد کر کے اور موجودہ حالت ترقی دیکھ کر رونا آتا ہے اور کہتا ہوں کاش آپ یہاں ہوں اور ہم آپ کو آرام میں دیکھ سکیں۔''

مغربی افریقہ میں احمدیت

(۱) ایک مسیحی ڈاکٹر بلائی ڈن نے لکھا ہے کہ اسلام مغربی افریقہ کا خدائی مذہب ہے اور اکثر تعلیم یافتہ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ Ahmadiat is the hope of our country احمدیت ہمارے ملک کی امید ہے۔

(۲) ایک مسیحی اخبار کی رائے ہے۔ ''احمدی جماعت مغربی افریقہ کے مسلمانوں کی بیداری کا واحد ذریعہ ہے۔''

(۳) ڈاکٹر زویمر مشہور امریکن مسیحی مبلغ نے ریورنڈ اندرے کی کتاب پر ریویو کرتے ہوئے مسلم ورلڈ میں لکھا تھا۔ ''جائے تعجب ہے کہ سنوسیوں جیسے مسلمانوں کے قدیم فرقے جو یورپین طاقت سے کھلے جنگ کے حامی تھے ایک ایک کر کے میدان سے ہٹ رہے ہیں اور ان کی جگہ جدید فرقہ احمدی لے رہا ہے جس نے لیگوس کے مرکز سے تمام فرانسیسی مغربی افریقہ پر اثر جما لیا ہے۔ اس فرقہ کی خفیہ تعلیم ہمارے وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے۔''

مشرقی افریقہ

سیاہ افریقہ کے سواحل مشرق ومغرب میں ۵ ہزار میل کا فاصلہ ہے۔ مغربی افریقہ میں ہمارے اثرات میرے دورہ سے ۹۰۰ میل اندرون ملک میں پہنچے تھے۔ اب جھیل چاڈ کی طرف مغرب سے اور مشرقی افریقہ کی احمدی جماعتوں کی سعی کے نتیجہ میں مشرق سے کوچ شروع ہے اور اللہ تعالیٰ چاہے گا تو ایک دن دونوں لشکران تبلیغ کا اتصال ہو جائے گا۔ مشرقی افریقہ میں کینیا۔ یوگنڈا، زنجبار، ٹانگانیکا میں اب تک تو آنریری مبلغ کام کرتے تھے مگر اس سال (۱۹۳۴ء میں) شیخ مبارک احمد صاحب کو بھیجا ہے اور انشاء اللہ باقاعدہ مشن کا قیام اس طرف کی کوششوں کو باقاعدہ کر کے حضرت بلال کی سیاہ افریقہ کو نور اسلام سے منور کرے گا۔

یہ کالے کالے حبشی بن جائیں نور سارے
مثل بلال دے کر دعوات پنجگانہ

حیفا میں مشن

آرین ونیگرو اقوام کی طرف متوجہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے مرکز نے سامی نسل کو جن کے ساتھ ہمارے مذہبی، لسانی اور قومی رشتے ہمارے سب سے قریب تر ہیں ہمیشہ مدنظر رکھا ہے۔ مغربی لوگ قاہرہ مصر کو اسلام کا علمی، قسطنطینیہ کو سیاسی اور مکہ معظّمہ کو مذہبی مرکز سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے سیاست کو مختلف اقوام پر تقسیم کر دیا اور سیاسی خلافت اور اس کے مرکز کو توڑ دیا تا غازی مہدی کے منتظر مایوس ہو جائیں۔ مذہبی مرکز چونکہ قادیان ہو گیا اس لئے سب سے پہلے علمی مرکز کی طرف توجہ ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مولوی غلام نبی صاحب وہاں گئے۔ سلسلہ کی اشاعت کی۔ اس کے بعد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب ۱۹۱۲ء میں گئے اور سید صاحب تو عربی نسل کے دوسرے مرکز میں چلے گئے۔ اور بیروت پہنچ گئے اور ترکی اور عربی مخلوط سیاسی اور مذہبی حلقے میں کام شروع کیا اور

شیخ صاحب نے علمی مرکز میں کام جاری رکھا۔اس کے بعد ۱۹۲۲ء میں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے پہنچنے سے سلسلہ عالیہ کا تعارف نہایت عمدگی سے شروع ہوا۔ شیخ صاحب نے ایک وقت ''قصرالنیل'' نام اخبار خرید کر لیا تھا مگر ان کوششوں نے باقاعدہ اور باضابطہ شکل ۱۹۲۵ء میں اختیار کی جبکہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اپنی سیاسی قید سے آزاد ہو کر مع مولوی جلال الدین صاحب شمس دمشق پہنچے اور وہاں مشن قائم کیا۔اس کے بعد سید صاحب تو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد (جو رؤیا میں ہوا) کے ماتحت عراق آ گئے۔سلسلہ کی تبلیغ کی اجازت حاصل کی اور شمس صاحب نے مخالفت سے مجبور ہو کر حیفا میں مرکز مقرر کیا اور وہاں سے مصر میں آئے اور مصری جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کیا۔مولوی جلال الدین صاحب شمس کے بعد ابوالعطا مولوی اللہ دتہ صاحب گئے اور حیفا کے مرکز کو جو شام کی سرحد پر انگریزی علاقہ میں بہائی علّہ کے قریب واقع ہے مضبوط کیا۔حیفا اپنے جائے وقوع کے لحاظ سے عربی ممالک کیلئے وہی حیثیت رکھتا ہے جو مغربی دنیا میں لندن کی ہے۔اور مولوی صاحب یہاں سے مشرق و مغرب میں کام کرتے ہیں اور بوجہ بیت المقدس کا قرب ہونے کے یہودی نو آباد کاروں اور جدید صلیبی جنگ کے مسیحی حملہ آوروں اور لامذہب بہائیوں کی جدوجہد کا کامیاب مقابلہ تقریر و تحریر سے کر رہے ہیں۔کبابیر میں احمدیہ مسجد بھی بن گئی ہے اور یہ مشن Ahmadia Movement in Arab countries یعنی ''تحریک احمدیت بلاد عربیہ میں'' کہلاتا ہے۔شامی لوگ تجارت کے لئے دور دور جاتے ہیں۔ایک شامی احمدی کا بیٹا حال ہی میں مغربی افریقہ بھی پہنچا ہے اور شمالی و جنوبی امریکہ میں بھی شامی مہاجرین بکثرت آباد ہیں اس لئے یہ مشن نہ صرف جائے وقوع کے لحاظ سے بلکہ ہر حیثیت سے عرب ممالک کا نہایت موزوں مرکز ہے۔کبابیر کی جماعت کے بزرگ عبدالقادر صاحب کا اپنا خاندان ۱۴۰ افراد سے زیادہ ہے۔یہ دوست اس قدر مخلص ہیں کہ قبولیت بیعت کا خط عمامہ میں باندھ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت کو اسے پیش کروں گا۔ان کے بیٹے محمد صالح اور پوتے حامد بھی اس اخلاص کے آدمی ہیں۔شامی جماعت میں قابل قدر آنریری مبلغ سید منیر الحصنی ہیں۔بابا محمد حسن صاحب والد مولوی رحمت علی صاحب (مبلغ جاوا سماٹرا) نے بیان فرمایا ہے کہ بلاد عربیہ کے

موجودہ مبلغ مولانا ابوالعطا جب بچہ تھے تو ان کے والدان کو ساتھ لے کر موضع کریام آئے اور لوگوں سے کہا دعا کرو میں اس بچہ کو پڑھاؤں اور یہ اس قابل ہو جائے کہ اللہ کے معاند کو شکست دے۔ الحمدللہ کہ خداوند تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی ہے۔

ماریشس میں مشن

یہ جزیرہ افریقہ کے مشرق میں بحر ہند کے اندر واقع ہے۔ یہاں پہلے فرانسیسی قبضہ تھا اس لئے لوگ فرنچ زبان سے زیادہ مانوس ہیں۔ گنے کی کاشت اور تجارت کے سلسلہ میں ہندوستانیوں کی کافی تعداد آباد ہے اس لئے ہندوستان کا مذہبی کرہ ہوائی پیدا ہے۔ آریہ سماج بھی ہے۔ ہر سلسلہ کی مخالف انجمنیں ہیں۔ خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام ۱۹۱۴ء میں خاکسار نیّر نے دفتر ریویو انگریزی میں ایک اخبار ایل اسلامزم (Islamism) فرنچ زبان میں دیکھا اور اس اخبار کے ایڈیٹر مسٹر نوردیا سے زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خط و کتابت شروع کی جو ایک سال تک جاری رہی۔ جس وقت ان صاحب کے خطوط قادیان آرہے تھے اس وقت مولوی محمد علی صاحب سے خط و کتابت تھی۔ سلسلہ کی نسبت ان کا ابتداءً صرف اس قدر علم تھا کہ احمدیہ تحریک ایک تبلیغی جماعت ہے جس کا مرکز قادیان اور صدر مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ مگر لاہور و قادیان سے خط و کتابت نے ان کے علم میں اضافہ کیا اور اسی وقت جمعدار امیر حسن نام ایک دوست فوجی ملازمت کے سلسلہ میں ماریشس پہنچ گئے اور خط و کتابت، گفتگو اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ سے ایک سکول ماسٹر عظیم سلطان غوث صاحب نے بیعت کی اور پھر میاں میر سبحان نے۔ اس عرصہ میں مسٹر نوردیا بہت نرم ہو گئے اور قادیان و لاہور میں صلح کرانی چاہی اور لکھا Union is Strength یعنی اتحاد میں طاقت ہے۔ اس خط کا جواب بہت لمبا حضرت امیر المومنین نے خود لکھوایا۔ اور خدا کے فضل سے نتیجہ یہ ہوا کہ مسٹر نوردیا نے اخلاص سے بیعت کر لی اور مولوی محمد علی صاحب کے اپنے ہاتھ کے لکھے جملہ خطوط قادیان بھیج دیئے۔ مبلغ کے لئے درخواست کی جو منظور ہوئی اور مولوی حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے پہلے باقاعدہ مبلغ مقرر

ہوئے۔انہوں نے ۱۹۱۵ء میں باقاعدہ ماریشس کے مشن کی بنیاد رکھی۔مولوی صاحب کی مدد کے لئے مولوی عبیداللہ صاحب ولد مولوی غلام رسول صاحب وزیرآبادی گئے اور وہیں شہید ہوئے۔ اور پھر ۱۹۲۸ء میں حافظ جمال احمد صاحب تشریف لے گئے جواب تک وہیں موجود ہیں۔اس مشن میں ڈاکٹر احسان صاحب نے بھی بطور آنریری مبلغ کام کیا۔اس مشن کا مرکز روزہل میں ہے اور یہاں کی جماعت اور مبلغین کو بہت سی مشکلات ومقدمات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔سلسلہ کا فرانسیسی لٹریچر یہیں سے تیار ہوتا ہے۔ماریشس کا جزیرہ ہمارے افریقہ تا آسٹریلیا زنجیر جزائر مشن کی مغربی کڑی ہے۔

سیلون میں مشن

یوں تو مرکزی میلے ایسوسی ایشن کولمبو کے صدر نے ریویو آف ریلیجنز کا مطالعہ کرنے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری ایام میں شرف بیعت حاصل کرلیا تھا مگر خلافت ثانیہ میں ان لوگوں سے خط وکتابت شروع ہوئی اور خداوند تعالیٰ کی توفیق سے یہ عاجز سیلون سے خط وکتابت زیرہدایت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کرتا رہا اور سنبھالی و میلے ہردو جماعتوں کے لوگ بیعت میں داخل ہوئے۔مگر مشن و جماعت کا باقاعدہ قیام ۱۹۱۵ء میں ہوا جبکہ حافظ صوفی غلام محمد صاحب ماریشس جاتے ہوئے کولمبو میں ٹھہرے اور جماعت کی تنظیم کی۔صوفی صاحب کے بعد مولوی اے۔بی ابراہیم صاحب مالاباری کو بھیجا گیا اور اب مولوی عبداللہ صاحب مالاباری مبلغ انچارج ہیں۔کولمبو کا بندرگاہ دنیا کے ایک بڑے راستہ پر واقع اور فرنچ، ڈچ، جاپانی، آسٹریلین، انگلش کمپنیوں کے جہازوں کا مقام اتصال ہے۔اس لئے بڑی اہم جگہ ہے اور رام چندر جی و اشوکا کے جلالی و جمالی حملوں کے باعث شمالی ہند کے ساتھ اس کا خاص تعلق ہے۔مذہبی نقطۂ نظر سے بھی یہی ایک مشن ہے جو ایک بدھ مذہب کے مرکز میں واقع ہے۔کولمبو سے جماعت احمدیہ کا اخبار The Message (پیغام) انگریزی وتامل زبان میں شائع ہوتا ہے۔

مشرقی جمع الجزائر کا مشن

زمام خلافت ہاتھ میں لینے کے چند روز بعد حضرت خلیفہ ثانی کی توجہ عالیہ جزیرہ نما ملایا کی طرف ہوگئی اور مجھے ملائی زبان سیکھنے کا ارشاد فرمایا۔ ملائی مسلمان بہت جاہل ہیں اور مسیحی حملہ آوروں کا آسان شکار ہیں۔ نیز یورپ کی سیاسی طاقتوں اور مسیحیوں نے افریقہ سے آسٹریلیا تک کی تمام زنجیر جزائر پر قبضہ کر کے اسے نوآبادیاں بنانے کا ارادہ کیا اور ڈچ مبلغین مسیحیت نے بھی اپنے مقبوضات جاوا وسماٹرا میں مسلمانوں کو عیسائی بنانا شروع کر دیا۔ اس لئے ماریشس وسیلون کے بعد سماٹرا و جاوا میں دین الحق کی اشاعت کا مرکز بنا کر میلن ایشیا (Malun Asia) یا مجمع الجزائر شرقی کے مشن کا قیام ضروری ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کا علم ہونے اور میلے زاد اقوام کو احمدیت کے فیوض سے مستفیض کرنے کی ضرورت کے ماتحت ۱۹۲۲ء میں لیگوس نائیجیریا سے وہاں کے ڈچ کونسل کے توسط سے احمدیہ لٹریچر ہالینڈ بجھوایا گیا اور کونسل مذکور چونکہ میرا دوست اور جماعت احمدیہ اور حکومت برطانیہ کے تعلقات سے واقف تھا اس لئے اس نے اپنی رپورٹ میں مفصل سلسلہ کی پرامن تعلیم کا ذکر کیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفہ ثانی کے ولایت جانے کے وقت ایک ڈچ خاتون احمدی ہوگئی اور حضرت نے نظارت دعوت وتبلیغ میں West Africa and Far East مغربی افریقہ اور مشرقی بعید کی شاخ قائم فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے سماٹرا سے چند طالب علم بھی قادیان میں تعلیم کے لئے بھیج دیئے اور ۱۹۲۵ء میں مولوی رحمت علی صاحب پہلے باقاعدہ مبلغ مقرر ہو کر گئے اور سماٹرا میں پیڈانگ ادارۂ تبلیغ کا مرکز مقرر ہوا۔ مولوی رحمت علی صاحب کامیابی سے کام کر کے واپس آئے اور دوبارہ ۱۹۳۰ء میں مولوی محمد صادق صاحب ان کے ساتھ گئے۔ اب موخر الذکر سماٹرا میں اور اول الذکر جاوا میں ہیں۔ جاوا، بورنیو اور جزیرہ نمائے ملایا میں تبلیغی کام کا مرکز جیگو یا ہے۔ پیڈانگ سماٹرا

سے اسلام نام رسالہ ملایا زبان میں اور جاوا سے سٹار اسلام رسالہ شائع ہوتا ہے۔ اس مشن کی خصوصیات میں یہ امور ہیں کہ قادیان کے فارغ التحصیل سماٹری طلباء جن میں سے بعض پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل بھی ہیں وہاں تبلیغ کرتے ہیں اور قادیان آنا اور تعلق رکھنا بیرونی ممالک میں سے ان جزائر کو زیادہ نصیب ہوا ہے۔ ایک رپورٹ میں بوگوراجاوا کی جماعت کے سیکرٹری صاحب لکھتے ہیں۔ ''ہماری تعداد اسی ہے۔ ہم تبلیغ کو دوسرے مقام پر جاتے ہیں۔ بعض اوقات سفر میں رات پڑ جاتی ہے ہم پھر بھی پروانہیں کرتے۔ اس جماعت کو بھی سخت مخالفت کا سامنا ہے۔

متفرق امور

۱۸۹۹ء میں ہانگ کانگ چین سے قاری غلام مجتبیٰ صاحب نے بیعت کی اور پیغام صداقت وہاں پہنچانا شروع کیا اور یہ آنریری کام چین کے سرپرزرد اقوام میں ہے مگر ابھی تک یہاں باقاعدہ مشن نہیں قائم ہوا۔ بخارا روس میں مولوی ظہور حسین صاحب نے جیل کی صعوبتیں اٹھا کر، ایران میں شہزادہ عبدالمجید صاحب نے جان دے کر اور افغانستان میں شہداء نے اپنے خون سے، آبادان بغداد، بصرہ، روڈیشیا، ابی سینیا، ٹرینیڈاڈ، برازیل، برٹش گیانا، جنوبی امریکہ، ہنڈوراس، وسط امریکہ اور دیگر اقطاع عالم میں آنریری احمدی کارکنوں نے پرچم اسلام بلند کر رکھا ہے اور حفاظت واشاعت اسلام کا کام جاری ہے۔

خلاصہ اور اپیل

اس مختصر تبصرہ سے واضح ہے کہ باقاعدہ ایک سکیم اور ایک نظام کے تحت خلافت ثانیہ میں آرین، نیگرو، منگولین اور سامی اقوام کے درمیان صداقت کا پیغام پہنچا دیا گیا ہے اور بقیہ دنیا کی طرف توجہ ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ چاروانگ عالم میں قادیان کے مینار کی شعاعیں پہنچ رہی ہیں۔

احباب کرام ہم نادار اور بے زر ہیں۔کوئی حکومت اور کوئی ریاست اور کوئی امیر ہماری پشت پر نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے شیطان کے قتل اور اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا کام آپ کے سپرد کیا ہے۔نوشتے پورے ہوں گے۔امن کا شہزادہ جَرِیُ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ مسیح موعود جلال کے تخت پر جلوہ فرما ہوگا اور دنیا امن سے پُر ہوگی۔اہل دنیا کے دل محبت و آشتی سے بھر جائیں گے۔نئی زمین اور نیا آسمان، نیا آدم اور نیا دور اور کل دنیا کا ایک اللہ اور ایک ہی رسول ہوگا۔وَ آخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ۔ ۱۸

☆......☆......☆......☆......☆

اچھوت اقوام کی موجودہ بیداری سے جماعت احمدیہ کس طرح فائدہ اٹھا سکتی ہے

الحاج مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب نے ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۶ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ۔ (بقرہ: ۲۱۴)

برادران! مجھے آج آپ کو ایسے مضمون پر مخاطب کرنا ہے جو ہندوستان کے ۳۳ کروڑ باشندوں سے بالعموم اور ۱۶ کروڑ سے بالخصوص تعلق رکھتا ہے۔ مجھے آج ایسے سوال کا حل تجویز کرنا ہے جس پر ہندوستان ہمارے وطن ہندوستان کا پُر امن مستقبل انحصار رکھتا ہے۔ مجھے آج اس مظلوم، اسیر غلام گروہ کی رستگاری کا طریق عمل پیش کرنا ہے جو آریوں کے پادشاہ گئوپال کرشن کی آمد کا منتظر ہے تا وہ پہلے کی طرح مظلوم پانڈو کو کورو کے جبر وظلم سے رہائی ومخلصی دلائے یعنی انسانوں کے اس گروہ کو جسے ان کے بھائیوں نے اچھوت بنایا اور ذلیل کیا ہے دوبارہ انسانیت کے حقوق سے مستفیض ہونے کے راستے اختیا کرائے۔ آٹھ کروڑ اچھوت صدیوں کی نیند سے بیدار ہو رہے ہیں۔ منوسمرتی کی قیدو بند سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ میں آج یہ بتاؤں گا کہ احمدی جماعت کو اس موقع پر کیا کرنا چاہئے۔

اچھوت کی تعریف

اچھوت انسانوں کے اس گروہ کا نام ہے جن میں گوشت پوست خون تو ویسا ہی ہے جیسے ان کے دوسرے بھائیوں میں ہے۔ جن کی نبض اسی طرح پھڑکتی اور جن کا دل اسی طرح دھڑکتا ہے جس طرح دوسرے فرزندان آدم کا مگر طاقتوروں نے ان کو مجلس کے اعلیٰ مقام سے

اتار نیچے رکھ کر ذلیل و پست کر کے اس قدر ارذل بنایا ہے کہ ہندوستان کی اصلاح کے مدعی پنڈت دیانند جی فرماتے ہیں۔ ''چنڈال اچھوتوں کی بدبو کی وجہ سے عقل صاف نہیں رہتی''
(ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ دفعہ ۱۲)

برہمن تعلیم یافتہ اچھوت سے بھی اپنی لڑکی کا بیاہ نہ کرے کیونکہ بوئے رذالت اس کے دماغ میں ہوگی۔'' (جیون چرتر صفحہ ۲۶۹۔۲۷۰)

اچھوتوں کے ہندو اصطلاح میں دوسرے نام دسیو۔ راکشس۔ ملیچھ۔ شودر ہیں۔ اور ان سے ''کھان پان'' روٹی، بیٹی کا تعلق ناجائز ہے اور ان سے چھونا منع ہے۔
(ستیارتھ پرکاش باب ۱۵ دفعہ ۱۵۔ باب ۱۰ صفحہ ۳۰۷)

اچھوت کس طرح بنے

قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے ان رسم ورواج اور سزاؤں کا حوالہ دیتے ہوئے جو وہ گائے پرست ہندوؤں کے بھائی فراعنہ مصر کے زیر اثر دیا کرتے تھے اور جو گوسالہ بنانے والے سامری کے لئے تجویز ہوئے فرمایا ہے **فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَکَ فِی الْحَیٰوۃِ اَنْ تَقُوْلَ لَامِسَاسَ** دور ہو تیرے لئے یقیناً اسی دنیا میں یہ ہوگا کہ تو کہے مجھ سے مت چھوؤ۔ ہندوستانی اچھوت بھی کچھ تو ان مجرموں کی اولاد ہیں جن کو سزا کے طور پر مجلسی حقوق سے محروم کیا گیا تھا مگر بیشتر حصہ ان والیان ملک مالکان سرزمین ہند کی اولاد ہیں جن کو ان کے عزیز وطن کی مدافعت کے جرم میں حملہ آور آریہ فاتحین نے ان کی ہر ایک مملوکہ و مقبوضہ چیز سے محروم کیا۔ اور غلامی کی کڑی زنجیروں میں ایسا جکڑا کہ وہ حکمران کے سامنے نسل در نسل ذلیل رہیں۔ اس برتاؤ کی ایک مثال رپورٹ مردم شماری ۱۹۲۱ء پیرا ۱۰۷ میں مسٹر گرانتم نے برما کی پست اقوام کا ذکر کرتے ہوئے بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: Degraded below the level of the rest of the society, they include the Sundulus who live outside the villages, the Pagoda slaves, the Thinche descendents of a

certain Arakanese general and his followers who rebelled against the King of Arakan and were condemned to everlasting social degradation.

اچھوت وہ ہیں جو بقیہ سوسائٹی کے اصل مقام سے نیچے گرا دیئے گئے ہوں اور ایسے لوگوں میں سندلاز (قبرکن) جو بستیوں سے باہر رہتے ہیں بدھ عبادت گاہوں کے غلام اور تھنچی وغیرہ اقوام شامل ہیں۔ موخرالذکر (ہندو) راجہ ارکان کے کسی جرنیل اور اس کے ہمراہیوں کی اولاد ہیں جنہوں نے راجہ مذکور سے بغاوت کی تھی اور اس کی سزا میں اس کو ہمیشہ ہمیش کے لئے تمدنی ذلت کی سزا دی گئی تھی۔

آریوں کو تو قدیم فرمانروایان ہندوستان سے اس قدر بغض وعداوت رہی ہے کہ باوجود شری رام چندر جی کے ساتھ ہو کر لنکا کے راجہ راون سے لڑائی کر کے فتح پانے، سیتا جی کو چھڑانے اور ہر طرح آریہ عظمت کو بچانے کے راجہ سگریو اور جرنیل ہنومان اور ان کی سپاہ کو بندر اور ریچھ ہی کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آریہ فاتحانہ مظالم کا شکار آریہ دھرم کے ورن آشرم کے اسیر آریہ مذہب کے تمدنی قوانین مندرجہ منوسمرتی سے پامال ذلیل وخوار بے یارو نادار ہو کر اور صدیوں غلام رہ کر ادنیٰ زندگی بسر کرنے والے اصل باشندگان ہند اچھوت کہلانے لگے ہیں۔

ہندوستان میں اچھوتوں کی تعداد

۱۹۲۱ء کی مردم شماری سے قبل اچھوت اقوام کو اپنی ہستی کا احساس ہونے لگا تھا اور حکومت کو بھی ان کی طرف خصوصیت سے ان کی بیداری کے سبب قدرے توجہ ہوئی تھی۔ اس لئے پست اقوام کی تعداد مردم شماری میں علیحدہ دکھائی گئی مگر عملی طور پر وہ سب مثل سابق ہندو قوم میں ہی شامل رہے۔ تاہم اس مردم شماری سے معلوم ہوا کہ ایسی اقوام کی تعداد ۵۵ اور ۶۰ ملین یعنی ۵ اور ۶ کروڑ کے درمیان ہے۔ مگر ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں مسیحی۔ مسلمان سکھ تبلیغی کوششوں کے

باوجود اچھوتوں کی تعداد بوجہ کثرت پیدائش اور اچھوت بیداری کے قریباً ۲ کروڑ نفوس کا اضافہ ہو گیا جو تعداد ہندوؤں میں کلیتہً شامل کرلی جاتی تھی۔ اس میں سے بڑا حصہ نکل کر تعداد شماری کے لئے انہی قوموں میں شامل ہو گیا۔ گویا آخری مردم شماری کے اعداد و شمار کی رو سے اچھوتوں کی تعداد مسلمانوں کے برابر ہے اور علیحدہ اقلیت کا شمار ہونے کی صورت میں مسلمانوں کے بعد انہی اقوام کا نمبر ہے۔ اگر دونوں میں اتحاد و یگانگت ہو جائے تو پھر ہندوستان کی سیاسی گتھی خود بخود سلجھ جائے گی۔

اچھوتوں کی بیداری اور اس کے وجوہات

گذشتہ بیس سال میں اچھوتوں کے اندر جو حیرت انگیز بیداری پیدا ہوئی ہے اس کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے وجوہات پر نظر ڈالنا ضروری ہے جو حسب ذیل ہے۔

(۱) اسلامی اثرات جن کے باعث ان اقوام کا ایک طبقہ مسلمان ہوا اور مساوات اسلامی سے بہرہ ور ہو کر نواب علی وردی خان بنگال کے جرنیل کالا پہاڑ فاتح جگن ناتھ پوری کی طرح بام ترقی پر پہنچا۔

(۲) اسلام سے متاثر ہو کر رامانج۔ چتنیا۔ کبیر۔ دادور، نانک شاہی تحریکات

(۳) مسیحی اثرات و تعلیم کی اشاعت

(۴) اسلامی و مسیحی اثرات سے پیدا شدہ تحریکات مثل برہمو سماج۔ آریہ سماج۔ راما کرشنا مشن کی کوششیں۔

(۵) حکومت کی سیاسی اغراض اور انسانی ہمدردی۔

(۶) ہندو مظالم کی اشاعت اور ظالموں پر قانون کی قیود۔

(۷) ہندوؤں سے ستیہ گرہ مجہول مقادست کر کے حقوق طلبی میں ناکامی اور ہندوؤں کی طرف سے مایوسی۔

(۸) کانگرس لیڈرز بالخصوص گاندھی جی کی کوششیں اچھوتوں سے میل ملاپ۔

(۹) ڈاکٹر بھیم راؤ امبید کار کا بیرسٹر ہو کر آنا اور باوجود اعلیٰ تعلیم و تموّل ہندوؤں کی ان سے بدسلوکیاں۔ لاء کالج کا پروفیسر ہونے پر ہندو گریجوایٹوں کی طرف سے ان کا مقاطعہ۔ ان کے مندر میں جانے پر مندر کا دھلانا۔ اور اس طرح ان کا اور شری پتت پادن داس جی ایڈیٹر پتت پادن۔ جگن ناتھ پرشاد مکلک بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ شودرانند۔ اچھوتانند ایسے لیڈروں کا میدان عمل میں آنا۔

اچھوت تغیّر کے تین دور

ہم کو مظلوم پست اقوام کی حالت میں تغیّر کے تین دور نظر آتے ہیں۔

ا۔ ماضی میں انتہائی مظلومیت کے بعد سب سے پہلے گوتم بدھ کی تعلیم نے ہندوستان کی پست اقوام کو امید کی جھلک دکھائی اور ورن آشرم کی غلامی سے نجات دلانے کی کوشش کی۔ مگر قسمت نے جلد پلٹا کھایا اور بدھ مذہب برہمن مذہب کے سامنے مغلوب ہو کر خود ہندوستان سے خارج البلد کر دیا گیا۔

دوسرا دور اسلام و مسیحیت ہر دو سے اثر لے کر ہندو مذہب سے بغاوت کر کے اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کی جدوجہد کا ہے۔ اس میں ہندو خود غرضی کو بڑا دخل ہے کیونکہ اگر حال میں اچھوت اور دلت اوھار کی کوشش ہوئی ہے تو اس کی غرض بقول مسٹر کھیکر مرہٹہ لیڈر حسب ذیل ہے ''خود غرضی کے خیال سے بھی یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اچھوت اوھار کے کام کو ہاتھ میں لے کر اچھوتوں کو جلد از جلد اپنے اندر ملا لیں کیونکہ موجودہ دور حکومت میں تعداد ہی ایسی چیز ہے۔ جس پر حکومت میں نمائندگی کا دارومدار ہے''۔ (ملاپ ۲۲ جنوری ۲۷ء)

''ہندوؤں کے لئے اچھوت اوھار کا مسئلہ زندگی اور موت کا سوال ہے۔ مردم شماری میں ہندوؤں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔''

ہندوؤں کی اس چال کو اچھوت لیڈرز بھانپ گئے ہیں اور وہ جداگانہ حقوق لینے پر مصر ہوئے اور مراعات حاصل کیں اور کر رہے ہیں۔ یہ دور اس لئے مذہب کی بجائے محض سیاست کا

ہے۔

تیسرا دور یہ ہے کہ جب تک سیاسیات ہند کا امتحانی زمانہ ہے اور اصلاحات میں جداگانہ انتخاب داخل ہے اچھوت حکومت کی عطا کردہ مراعات سے فائدہ اٹھائیں گے اور مذہب پر سیاست کو ترجیح دیں گے۔ مگر پانچ دس سال کے بعد جیسا کہ جناب جگنناتھ پرشاد کھٹک بی اے ایل۔ ایل۔ بی نے اپنے رسالہ ''اچھوت کدھر جائیں گے۔'' میں لکھا ہے۔ خالص مذہبی دور آئے گا۔ اس وقت انشاء اللہ احمدیت کے پیش کردہ اسلام میں اچھوتوں کو پناہ لینا پڑے گی۔

مذکورہ بالا وکیل لیڈر صاحب نے فرمایا۔ ''یہ ممکن نہیں ہے کہ آٹھ کروڑ اچھوت قوم ایک ہی دن میں دھرم بدلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس میں دس پانچ سال ضرور لگیں گے۔''

تبدیل مذہب میں اچھوتوں کی مشکلات

اچھوت لیڈر ڈاکٹر امبید کار نے پونا میں تقریر کرتے ہوئے پونا پیکٹ کے دو سال بعد اپنے تاریخی لیکچر میں کہا۔ ''اچھوت اگر آزادانہ زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ان کو ہندو دھرم چھوڑنا ہی پڑے گا۔''

ہندو مذہب ترک کرنے کے بعد اچھوت اقوام کے لیڈرز کے سامنے بدھ مذہب۔ لامذہبیت مسیحیت۔ اسلام۔ سکھ مذہب اور آریہ سماج ہیں جن میں سے اول دونو ہستی باری تعالیٰ سے انکار سکھاتے ہیں اور ہندوستانی دماغ خواہ اچھوت کاندھوں پر ہی ہوں دہریت سے متنفر رکھتا ہے۔ اور لامذہبیّت سے بیزار ہے۔ مسیحیت کی چھوت چھات جس کا تجربہ گرجوں میں اچھوت اور رووجنما کی تمیز سے ہو رہا ہے اچھوتوں کو مسیح کی بھیڑیں بننے سے روکتا ہے۔ گورو گوبند سنگھ کا سکھ مذہب اور آریہ سماج ورن آشرم اور مسئلہ کرم پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور تجربہ بتا چکا ہے کہ ہندو مذہب کی ان دختروں کی چھاتیوں کا دودھ اچھوتوں کے لئے سوکھ چکا ہے۔ یعنی سکھ اور آریہ اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ اس وقت جتنے اچھوت لیڈر ہیں وہ قریباً آریہ سماج کے ممبر بن کر واپس ہوئے ہیں۔ باقی رہا اسلام، اچھوت لیڈروں کو افسوس ہے کہ

مسلمانوں کے اختلافات اور فرقہ بندی ان کے قبولیت اسلام میں رکاوٹ ہیں لہٰذا وہ مشکلات میں ہیں اور فوراً کسی مذہب کو اختیار نہیں کر سکتے۔ ان کو یقیناً پانچ دس سال انتظار کرنا پڑے گا اور خدا نے احمدی جماعت کو موقع دیا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے۔

جماعت احمدیہ کیا کرے

نظام سلسلہ کا ایمان کی طاقت کے ساتھ اثر ڈالا جائے۔ اچھوت بیدار ہیں۔ ان کے لیڈر ہم ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں اسلام کو پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم کالا رام مندر کی ستیہ گرہ کے موقع پر ناسک گئے تو ہمیں دیکھ کر ستیہ گرہ کرنے والے رضا کاروں نے کھانا کھاتے ہوئے ہی بلند آواز سے السلام علیکم کہا مگر مسلمانوں کے احرار کی شرارتیں وہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ڈاکٹر امبید کار نے کہا تھا کہ مسلمانوں میں بھی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں اور امر واقعہ ہے کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ یہ کوئی کام اجتماعی اور مرکزی حیثیت سے استقلال کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ پس احمدیوں کے لئے موقع ہے کہ مساوات، حریت اور اخوت کے صحیح نقوش اپنے مضبوط نظام خلافت، عدیم المثال موجودہ پیشوا کے اقتداء میں ''آریوں کے پادشاہ'' کی مظلوم رعایا کے سامنے رکھ دیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں کہ وقت آ گیا ہے کہ حکم عدل زمین کو اس طرح انصاف سے بھر دے جس طرح وہ جور و ظلم سے بھری ہوئی ہے اور **قوموں کو برکت دینے والی خلافت** میں اسیروں کی دستگیری۔ مظلوموں کی دادخواہی اور آریہ دھرم کے پادشاہ کی آسمانی حکومت گائے کی طرح غریب بے زبان اچھوتوں کی رکھشا کرے اور گوپال کرشن موعود کے گئوشالہ میں وہ بحفاظت تمام امن و ترقی کی زندگی بسر کریں۔

مرکز کی توجہ اور جماعت کا تعاون

سلسلہ کا مرکز تمام حالات سے واقف اور تمام تغیّرات کا گہری نگاہ سے مطالعہ کر رہا ہے۔ اچھوتوں کی بیداری کی موجودہ منزل جو اخراجات چاہتی ہے اور جس طرح اچھوتوں کی

سیاست کے بازار میں قیمت پڑ رہی ہے اس پر ان کو خریدنا نہ مصلحت، نہ مفید اور نہ بابرکت ہے۔اس لئے ہماری خاموشی معنی دارد کی مصداق ہے۔ نظارت دعوت وتبلیغ باقاعدہ کر رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اب ترقی اسلام کے صیغہ تبلیغ اچھوت اقوام کو اور زیادہ مضبوط کرے گی۔ اور آپ لوگوں کے انفرادی اور اجتماعی تعاون کے ساتھ آئندہ پانچ سالہ کوشش کا آغاز کرے گی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اچھوت ہندو۔ شودر و چنڈال جو منوسمرتی و دیگر سمرتیوں کے قوانین کی موجودگی میں مساوات کے ساتھ ہندو نہیں رہ سکتے۔ مسیحی اچھوت جن کو مغربی آریہ دھرم پھر یوروپین مسیحی مشن جذب نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حال میں گرجوں کے اندر شورشوں سے ظاہر ہے۔ اچھوت سکھ جن کو گورو گوبند سنگھ جی کی تعلیم اور اور سکھوں کے گھروں میں ہندو اثر سکھ سوسائٹی میں شامل نہیں ہونے دیں گے۔ آخرش اسلام کی آب حیات امرت سے زندگی حاصل کریں گے۔

سکھ خالصہ کالج میں اچھوتوں کے لئے جداگانہ امرت تیار کرتے ہیں۔ ایسے ہی آریہ سماجی اچھوت مہاشہ بھی آخر اسلام ہی میں شدھ ہوں گے کیونکہ آریہ سماج تو عبدالغفور دھرم پال۔ غلام حیدر ستیہ دیو۔ محمد علی شانتی سروپ ملرہ مسلمانوں کو بھی ہضم نہیں کر سکی۔ پھر بقول دیانند گندگی بھرے اچھوت اس میں کس طرح جذب ہوسکیں گے۔ نظارت تبلیغ کا ارادہ ہے کہ آنے والے برس میں اچھوت لیڈروں کو بلا کر ان سے تبادلۂ خیالات کیا جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک ارشاد کے ماتحت جو خطبہ الہامیہ میں منارۃ المسیح کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے سلسلہ کانفرنس میں اچھوتوں کو مدعو کیا جائے۔

مسلمانوں کو تلقین

(۱) بگڑے ہوئے اور غافل احرار کے زیر اثر مسلمانوں کو سمجھایا جائے کہ ہندو سنگھٹن کی تحریک کا اہم جز مہا سبھا کا اچھوت اوھار ہے اور اس کی غرض بالفاظ قابل مؤلف ''ہندو راج کے منصوبے'' ہندو سیاسی قوت بڑھانے اور مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے دو فرقوں میں ہے۔ اور

جس طرف اچھوت ہوں گے آئندہ سیاسیات ہند میں اب اور مخلوط انتخاب اور حکومت اختیاری کے وقت وہی قوم ہندوستان کے دور جمہوریت میں ملک پر حکمران ہوگی۔ پھر اخیار مسلمانوں پر واضح کیا جائے کہ اسلام کی اہم خدمت اور اپنی خیر اسی میں ہے کہ آٹھ کروڑ دروازہ پر پہنچے ہوئے خدا کے بندوں کو اسلام کے گھر میں داخل کرلیا جائے جس طرح گاندھی جی اچھوتوں کے گھروں میں جا کران کے درمیان بیٹھے۔ ریاست ٹراونکور نے مندروں کے دروازے قانوناً کھول دیئے۔ مسلمان مبلغین پر پابندیاں عائد کیں۔ نومسلموں کو مسلمانوں کی طرح معافی فیس کی رعایت سے محروم کیا اور ایسا ہی دوسری ہندو ریاستیں مثلاً بڑودہ نے ۱۹۱۷ء سے آریہ سماج کے ذریعہ اچھوتوں میں کام شروع کردیا اور اب کئی لاکھ آریہ سماجی اچھوت ہندو بن کر ریاست میں آباد ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کے امراء اور حکمران ان اقوام کی طرف خود توجہ کریں۔ ملک کا جو قانون مہاراجہ بڑودہ کولہاپور ٹراونکور کے ہندو حکمرانوں کے لئے اور ان کے سکھ راجاؤں کے لئے ہے جنہوں نے اچھوت سکھوں کو روپیہ اور خلعت دیئے ہیں وہی مسلمان والیان ملک کے لئے ہے۔ اور ایسے مسلمان جو اس معاملہ میں ہمارا ساتھ دیں ان کو ترقی اسلام کے ممبر بنا کر خاموشی سے ٹھوس کام استقلال کے ساتھ کرتے رہیں۔

(۲) مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جو ہندو اثر کے ماتحت نومسلم اچھوتوں کو مسجدوں میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ میں نے برار جلگاؤں میں ایسا واقعہ سنا جبکہ پانچ ہزار مہار اسلام لانے کو تیار تھے مگر میرے سوا وہاں اس دن کوئی مسلمان نہ پہنچا۔

(۳) ہمیں مسلمانوں کو اس معاملہ میں بھی مسلمان بنانے کی ضرورت ہے اور بھنگی چمار کی جو بحث اسلامی ممالک اور مسیحی ممالک میں نہیں اسے ان کے ذہن نشین کرانا ہے۔ ایک بھنگن نے ایک مسلمان ڈپٹی کمشنر کو کیا خوب کہا صاحب! بھنگی تو ہاتھ سے صاف نہیں کرتے مگر آپ اور ہم سب ہاتھ سے اپنی صفائی کرتے ہیں۔ اس لئے اگر صفائی کرنا بھنگی پن ہے تو سب بھنگی ہیں۔

(۴) اچھوتوں کو مسلمانوں کے مخالف جھوٹ بول کر مسلمانوں سے متنفر کیا جاتا ہے مگر اچھوتوں کے بوڑھے اب تک مسلمانوں سے محبت رکھتے ہیں۔ مدراس میں اچھوت عورتیں

مسلمان بچوں کو دودھ پلاتی ہیں اور دکن میں عام طور پر اچھوت عورتوں سے مسلمانوں کے اس قدر تعلقات ہیں کہ وہ مسلمان خون کو ان میں ملا ہوا سمجھتے ہیں۔ مگر آریہ سماجی پروپیگنڈا مسلمانوں سے نفرت دلانے کا کام زور سے کر رہا ہے۔ الغرض مسلمانوں کو ہر طرح ہوشیار کرنے اور اچھوتوں کو اسلام کی طرف لانے کے لئے متوجہ کیا جائے۔

میں ذاتی تجربہ کی بناء پر جو لکھنؤ حیدر آباد، ناسک' بمبئی'' 'باگاں'' جامووونا گپور جا کر اور لیڈران اچھوت سے مل کر ہوا ہے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسلمان صحیح طور پر کوشش کریں تو اچھوت اسلام کو دوسرے مذاہب پر ترجیح دیں گے۔

لٹریچر

اگرچہ اچھوتوں میں تعلیم کی بہت کمی ہے تاہم چھپی ہوئی کتاب، رسالہ۔ اشتہار پڑھوا کر سنتے ہیں اور تصویر دار لٹریچر کو تو شوق سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے (۱) ہندستان کی مختلف زبانوں بالخصوص ہندی۔ گورمکھی، مرہٹی' کنٹری' تلگی' ملیالم اوڑیا اور بنگالی میں رسائل شائع کرنے سے بہت بڑے فوائد ہوں گے۔ (۲) ایسے تصویر دار رسائل جن میں ہندو تعلیم پر عمل کر کے، کہیں وید پڑھنے پر زبان کاٹتے ہوئے، کہیں ہندو ریاستوں میں اچھوت عورتوں کو ہولی کے موقع پر برہنہ کر کے ان سے ہنسی مخول کرتے ہوئے، کہیں پانی میں ڈوبتے ہوئے اچھوت کی طرف عدم توجہگی کہیں بیمار کے ساتھ بے رحمی، کہیں مندر میں داخلہ کی کوشش پر قتل وغیرہ وغیرہ واقعات کو تصویری زبان میں ظاہر کر کے شائع کیا جائے (۳) ہندو، آریہ سماج، مسیحیت اور سکھ مذہب کے سلوک پر ٹریکٹ تیار کئے جائیں تا اصل پوزیشن کا نقشہ بچوں اور بڑوں کے قلوب پر کھینچ جائے اور پھر دکھایا جائے کہ مسلمان ہو کر کس طرح اچھوتوں کے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کے مدارج کھلے ہیں۔ نیز مختلف زبانوں میں ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جو نو مسلموں کی تربیت کے لئے وقت پر کام آئے کیونکہ زبان کا سوال بھی دقت پیش کرتا ہے۔ اچھوت ملک کے اکثر حصوں میں ملکی زبان کے سوا کوئی ایسی زبان جس میں نماز، مسائل دینیہ پر لٹریچر موجود ہے نہیں جانتے۔

ملازم رکھیں

مسلمان اہل ثروت کو متوجہ کیا جائے اور خود ہماری جماعت کے دوست جو سوداگر زمیندار وٹھیکیدار (گتہ وار) ہوں تو مزدوروں میں تبلیغ کریں ورنہ ہر شخص مرد وعورت جیسے توفیق ہے اچھوت ملازم رکھے۔اوراس کی اسلامی طریق پرتربیت کر کے کوئی پیشہ سکھائے۔اوراگر مچھ لوگ اسلام لائیں توان کوفوراًایک مقام سے دوسری جگہ منتقل کردیں۔

یتامیٰ کی پرورش

اچھوت یتامیٰ لڑکےولڑکیاں لےکراسلامی طریق پر پرورش کریں اورتبلیغ کے لئے تیار کریں اور ہرنومسلم کے ذہن نشین کرائیں کہ وہ اپنی قومیت چھپانے کی بجائے ہم قوم لوگوں پر اس کا اظہار کریں۔اس طرح دوسروں کوترغیب وتحریص دلائیں۔بعض دوست لڑکے اور بعض لڑکیاں پالیں پھران کی شادیاں کردیں۔

تعلق رشتہ ناطہ

بعض دوست اچھوتوں سے تعلق رشتہ داری قائم کریں اورخواہ اس راہ میں قربانی کرنی پڑے اس پرعمل کرنے کی جہاں تک ممکن ہوکوشش کریں۔حیدرآباد کے عرب اچھوت عورتوں کو مسلمان کرکےان سے نکاح کرتے اوراسلامی آبادی بڑھاتے رہتے ہیں مگر یہ لوگ دیندار نہیں اس لئے گہرااثرنہیں۔اگردین حق کی اشاعت کے لئے ایسا ہوتو پھراچھوت اقوام میں اشاعت اسلام کاایک ذریعہ میسرآجائے گا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف

پڑھے لکھے اچھوت طلبا کومسلمان کرکے اعلیٰ تعلیم کے لئے وظائف دیئے جائیں تا وہ اپنی قوم پر بعد میں اثر ڈال سکیں۔مسیحی مشن نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔تعلیمی وظائف

دیتے وقت خیال رکھا جائے کہ مستحق طالب علم کسی چودھری یا اچھوتوں کے بڑے آدمی کی اولاد ہے۔ اچھوتوں کے اندر بھی Caste System موجود ہے جسے مٹانا چاہئے۔

تعلیم کے مدارس شبینہ

جن دوستوں کو اللہ توفیق دے وہ اچھوت آبادیوں میں رات کے مدرسے کھولیں۔ دن کو انہیں پڑھنے کی فرصت نہیں۔ ان کے اندر ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لئے دوکانیں کھولیں اور مدرس، ساہوکار، طبیب بن کر ان اقوام کے افراد کو فائدہ پہنچائیں اور ان کی زندگی اپنے نمونہ سے اسلام کی زندگی بنائیں۔

تالیف قلوب

دعوتوں کے ذریعہ جبکہ بڑے آدمی اچھوتوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں، تعلقات دوستانہ ہو سکتے ہیں اور تھوڑے خرچ سے بہت فائدہ ہوسکتا ہے۔ نیک لوگ اچھوتوں کو روحانیت سے مغلوب کریں۔ یہ لوگ تو ہم پرست ہیں۔ ان کے لئے دوا اور دعا اکٹھی کر کے استعمال کریں اور روحانیت کا اثر ڈال کر اسلام کی طرف لائیں۔ پہلے صوفیوں نے اسی طرح اشاعت اسلام کی تھی اور افریقہ میں ہاؤسا آیات قرآنی سے تعویذ کا کام لے کر بت پرست وحشی کو مسلمان کر لیتا ہے۔

فتح وظفر پر یقین

احمدی جماعت یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے کل دنیا کو ہمارے ہاتھ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنا ہے۔ اچھوت اس ملک کا حصہ ہے وہ اطمینان قلب احمدیت کے اسلام میں پائیں گی۔ اے اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر۔ خدا ہم کو اس موجودہ اچھوت بیداری میں فائدہ پہنچانے اور اچھوتوں کو فائدہ حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ واخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین۔ ۱۹

بیرونی ادارہ ہائے تبلیغ احمدیت کے حالات

(تقریر بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۳۷ء)

هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَ لَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ۔ (سورۃ الصّف:۱۰)

معززین! اس پیشگوئی کا مسیح موعود کے زمانہ میں پورا ہونا بیان کرتے ہیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی نے بھی یہی لکھا ہے اور تفسیر ''قایۃ البرہان فی تاویل القرآن'' مطبوعہ ریاض پریس امروہہ کے صفحہ ۵۴ میں مکاشفہ ۲۰ (عہدنامہ جدید) کی پیشگوئی خروج یاجوج ماجوج و دجال اور سانپ کا سر کچلا جانے کا پورا ہونا ''بذریعہ امام مہدی'' لکھا ہے۔

تبلیغ اسلام کے ذرائع

اس آخری جنگ میں جس کا نام تبلیغ اسلام ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پانچ ہتھیار استعمال فرمانے کا فتح اسلام میں ذکر کیا ہے۔ یعنی (۱) تصنیف کتب (۲) خطوط اور اخبارات میں مضامین لکھنا (۳) تقریر کرنا، لیکچر دینا (۴) انفرادی ملاقاتیں کرنا (۵) سلسلہ بیعت۔

یہاں پر اس امر کا واضح کر دینا ضروری ہے کہ تبلیغ کی مذکورہ بالا شاخوں میں سے سلسلہ بیعت یعنی تسخیر قلوب دراصل اس جماعت کا مدعا و مقصد ہونا چاہئے جو مسیح پاک کے بعد حضور کے کام کو جاری رکھنے کی سعادت رکھتی ہے **خلافت و ذرّیت**۔ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے شریعت اور عزت کو چھوڑا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قدرت اول تھے اپنی جماعت کو قدرت ثانی کے مظاہر (خلفاء) کے ماتحت اور ذرّیت (رجال ابنائے فارس) کے ذریعہ خاص کامیابی کے وعدے دے کر چھوڑا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے مطابق صرف وہ جماعت کام کرتی ہے جو رفض اور خارجیت سے

علیحدہ ہوکر قادیان کے مرکزی خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار ہیں ہدایات کے ماتحت لوگوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرتی اور خلافت و ذرّیّت سے تعلق و اخلاص رکھ کر چار ہتھیار پانچویں غرض کے لئے استعمال کرتی ہے۔

سلسلہ کا اصل کام

لوگوں کا ایک گروہ ہے جو دعوے کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل کام کر رہے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ یا دوسرا لٹریچر بعض زبانوں میں شائع کر دیا ہے یا بعض جگہ کوئی مبلغ بھیج دیا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ آیا ترجمہ قرآن تعمیر مسجد یا ترسیل مبلغ تقریر وتحریر کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا دعوٰے غیر احمدی بھی کرتے ہیں یا نہیں اور کیا واقعہ میں یہ درست نہیں کہ ڈاکٹر عبداللہ کوئم ۔مسٹر سہروردی ۔مسٹر قدوائی ۔ڈاکٹر عبدالحکیم ۔ مرزا حیرت دہلوی ۔ڈاکٹر آرنلڈ ۔مسٹر پکھتال ۔حافظ غلام سرور۔مسٹر شلڈریک وغیرہ نے اس طرز تبلیغ میں ان مدعیوں سے کچھ کم حصہ نہیں لیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس گروہ کے امیر کو جبکہ وہ قادیان میں تھے، صالح تھے، نیک ارادے رکھتے تھے، صحیح طریق پر کام کرتے تھے فرمایا۔’’مولوی صاحب کیا آپ سے پہلے ایم اے ایل ۔ایل ۔بی نہ تھے؟ پھر آپ کی تحریر میں کیا خصوصیت ہے؟ مجھے چھوڑ کر وہ کونسا اسلام ہے جو آپ دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔

اس وقت غیر مبایعین نے وہی کچھ کہا جو ہم کہتے ہیں مگر اب نہ صرف خلافت و ذرّیت سے بغاوت کی بلکہ قادیان سے لئے ہوئے قرآن سے اللہ کے کلام کا (بلامتن) ترجمہ شائع کیا۔ اور تبلیغ اسلام سے قرآن کو واپس لانے والے مسیح پاک کا نام حذف کر دیا ہے۔لیکن جماعت قادیان خدا کے فضل سے فتح اسلام کے اسلحہ کو پانچویں خصوصیت کے ساتھ استعمال کرتی ہے اور حقیقی اسلام کی چاروانگ عالم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشائے عالیہ کے مطابق اشاعت کر کے اسلام کا اصل کام کر رہی ہے اور غلبہ اسلام کی پیشگوئی کے پورا کرنے میں ایمان، تنظیم ،ایثار کی وردی پہن کر مصروف ہے۔اور فضل الٰہی کا یہ عالم ہے کہ اب ہم پر سورج غروب نہیں ہوتا اور ہم ایک بین الاقوام حیثیت رکھنے والی جماعت ہیں۔

سمندر پار کا کام

اب میں آپ کو جماعت احمدیہ کے سمندر پار کے کام سے واقف کراتا ہوں اور تحدیث بالنعمتہ کے طور پر بتاتا ہوں کہ خلافت ثانیہ میں اسلام نے حیرت انگیز اور غیر معمولی ترقی کی ہے اور سائنٹیفک طریق پر دنیا کی کل اقوام کے دلوں کو تسخیر کرنے کے عظیم الشان کام کی بنیاد دور دراز ممالک میں رکھ دی گئی ہے اور ہندوستانی و مقامی کارکنوں کی فوج کے علاوہ دعوۃ وتبلیغ اور تحریک جدید کے مبلغ دنیا کے چالیس ملکوں اور قریباً جملہ اقوام عالم میں سمندر پار قادیان کی روحانی حکومت قائم کررہے ہیں۔ گو دنیا کی وسعت کے لحاظ سے اصل مفتوحہ ارواح ورقبہ بہت کم ہے تاہم چار ارب میں سے ایک ارب انسان اور ۶۸ کروڑ مربع میل میں سے ۲ کروڑ مربع میل دنیا ہمارے روحانی دائرہ اثر کے نیچے آچکی ہے اور ان کو روحانی خوراک پہنچانا ہمارا فرض ہو چکا ہے۔

اب ہم Echmography اور Echmology یعنی دنیا کی تقسیم جغرافیہ اور اقوام عالم کی تقسیم بلحاظ رنگ و مذہب کے مدنظر اپنے سمندر پار دورہ ہائے تبلیغ کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) تقسیم جغرافیہ (i) یورپین (ii) ایشیائی (iii) امریکن (iv) افریقن (v) متفرق

(۲) تقسیم رنگ۔ (i) سفید (ii) بھورے (iii) سیاہ (iv) زرد

(۳) تقسیم مذاہب (i) آرین (ii) سامی (iii) بے مذہب (iv) متفرق

سفید اقوام۔ اینگلوسیکسن

موجودہ دنیا کی متمدّن، متموّل، باا ثر حکمران اقوام میں سے جس سفید رنگ نسل کو دنیا کے بہت بڑے حصہ پر حکومت حاصل ہے وہ یورپین، سفید مسیحی اینگلوسیکسن قوم ہے جو نئی و پرانی دنیا میں انگریز اور امریکن کہلاتے ہیں۔ انگریزی قوم کو پیغام پہنچانے کا فریضہ لنڈن کا ادارہ تبلیغ ادا کررہا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) اس سلطنت میں پیدا ہوئے۔ (۲)

یہی قوم یاجوج ماجوج کی نسل سے ہے(۳)اس کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی کثرت رکھی ہے(۴)اس قوم کے قوانین حکومت رومنز (Romans) سے ملتے ہیں اور(۵)انہی کے دارالحکومت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تئیں تقریر کرتے ہوئے دیکھا (۶)انگریزی مبلغ مسیحی دین کی اشاعت کے لئے دنیا بھر میں جدوجہد کر رہے ہیں (۷)انگلستان کا دارالحکومت لندن کل دنیا میں آمدورفت کے راستوں کا مرکز ہے۔(۸)ہر قوم و ملک کے طلباء و سیاح لنڈن آتے رہتے ہیں۔(۹) لنڈن میں Lud Gate اللدّ ہے (۱۰)انگریزی زبان دنیا میں دوسری زبانوں کے مقابل زیادہ مروج ہے۔اس لئے لنڈن میں پہلا احمدیہ دارالتبلیغ ۱۹۱۴ء سے باقاعدہ قائم ہوا اور اس کے پہلے مبلغ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے ہیں۔ چودھری صاحب نے کرایہ کے مکان میں رہ کر مختلف سوسائیٹیوں کے ذریعہ لیکچروں کا انتظام کیا۔چوہدری صاحب ابتدائی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ''وہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اس کا لطف ابھی تک باقی ہے''۔

لنڈن میں ہمارا پہلا مکان ابتداءً ایسا غریبانہ تھا کہ ایک موقعہ پر خواجہ کمال الدین صاحب نے اس مکان کا ذکر بہت حقارت سے کیا۔مگر یہ حقارت غیرت الٰہی کو جوش میں لائی اور اب لنڈن کی سب سے پہلی مسجد ووکنگ سے بڑی اور حقیقی معنوں میں مسجد کہلانے کی مستحق مسجد فضل لنڈن ہے جو صرف احمدی مستورات کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہے۔

اس مشن میں اب تک چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔قاضی محمد عبداللہ صاحب۔مفتی محمد صادق صاحب۔خاکسار عبدالرحیم نیّر۔مولوی مبارک احمد صاحب۔مولوی عبدالرحیم صاحب درد اور مولوی فرزند علی صاحب نے کام کیا ہے۔ اس وقت لنڈن میں حضرت مولوی شیر علی صاحب۔مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد ہیں۔ یہ دارالتبلیغ کل یورپ بلکہ کل دنیا میں اسلامی مفاد کی حفاظت کا کام کرتا ہے۔جاپانی۔جرمن۔مصری اور دیگر غیر ملکی لوگ مسجد دیکھنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔اس دارالتبلیغ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۱۹۲۴ء میں تشریف لے جانے کے بعد سے خاص اہمیت اور شہرت حاصل ہوئی اور کانفرنس

مذاہب میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شمولیت نے مغرب میں احمدی تبلیغ کا نیا باب وا کیا۔ اس وقت لنڈن احمدیہ دار التبلیغ سے ایک پندرہ روزہ اخبار ''مسلم ٹائمز'' نکلتا ہے۔ امام مسجد کے مضامین ''لنڈن ٹائمز'' میں بھی شائع ہوتے ہیں اور مولوی شمس صاحب عربی اخبارات میں لکھتے رہتے ہیں۔ تحریر و تقریر سے کام ہو رہا ہے۔ آنریری مبلغین کی ایک جماعت بھی یہاں کام کرتی ہے۔ انگریز قوم کو اسلام سے قرب ہوتا جا رہا ہے۔ اسلام اب اجنبیت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ برٹارڈ شا انگلستان بلکہ کل یورپ کا ''آئندہ مذہب اسلام ہوگا'' کی پیشگوئی وثوق سے کر رہے ہیں۔ مبلغین۔ مسجد۔ اخبار اور آنریری کارکن سب مل کر اس ادارہ تبلیغ کے ذریعہ مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کی پیشگوئی پوری کرنے میں ساعی ہیں۔

سال رواں میں قابل ذکر مقرر لارڈ ہیلے سابق گورنر پنجاب وصوبجات متحدہ اور ان کے صدر لارڈ زٹلینڈ سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا تھے۔ لارڈ ہیلے نے احمدیت کی حیرت انگیز ترقی اور احمدیوں کے کل دنیا میں موجود ہونے کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے احمدیہ مسجد کا نو مغربی افریقہ بھی دیکھی تھی۔ آنریبل سر ظفر اللہ خاں صاحب کا لنڈن میں تشریف لے جانا اس مشن کے لئے تقویت کا موجب ہوا ہے۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور دوسرے صاحبزادے بھی تبلیغ میں مدد دیتے رہے ہیں۔ جو تغیّر بتدریج اور آہستہ ہو رہا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ بہت عظیم الشان ہے۔ نومسلم اردو سیکھتے اور انگریزی میں مضامین لکھتے ہیں۔ بعض لوگ محض روحانی اثرات سے احمدی ہوئے ہیں۔ سال رواں میں ۳۴ نومبایعین ہوئے اور ۳۰ شلنگ تحریک جدید کا چندہ دیا۔

امریکن

دوسری سفید قوم جو طاقت ور متموّل اور نئی دنیا کی مالک ہے اور جہاں سے مبلغین مسیحی تبلیغ کے لئے اسلامی ممالک میں بھیجے جاتے ہیں جن کے قبضہ میں عربی زبان کی بہترین یونیورسٹی بیروت ہے وہ امریکہ ہے۔ اس لئے انگریزوں کے بعد جس قوم کو اسلام کا پیغام پہنچانا چاہئے تھا وہ امریکن تھے اور حضرت امیر المومنین نے ۱۹۲۰ء کے آغاز میں حضرت مفتی محمد صادق

صاحب جولنڈن میں تھے امریکہ بھجوا دیا۔ مفتی صاحب کو امریکن حکام نے داخلہ سے روک دیا مگر آخرش ادارہ تبلیغ قائم کرنے کی اجازت ہوئی اور مفتی صاحب نے نہایت شاندار کام کیا۔ پہلے ڈیٹرائٹ میں مسجد کا افتتاح کیا۔ پھر شکاگو میں مسجد بنائی اور مسلم سن رائز سہ ماہی رسالہ کا اجرا کیا۔ مفتی صاحب کے بعد مولوی محمد الدین صاحب پھر مولوی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی گئے اور اس وقت بھی موخر الذکر انچارج مبلّغ ہیں۔ سہ ماہی رسالہ ''سن رائز'' جاری ہے اور اچھا کام کر رہا ہے۔ نو مسلم روزہ رکھتے ہیں۔ تحریک جدید کا چندہ بھی دیا۔ جمعہ کی نماز بھی شکاگو۔ کلیولینڈ اور پٹس برگ میں ہوتی ہے۔ انچارج مبلغ نے چھ بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا۔ شامیوں سے مباحثات بھی ہوئے۔ ایک البانی مسلمان نے مسلم سن رائز کے ۱۰ مضمون کتابی شکل میں شائع کیئے۔ لجنات قائم ہیں۔ خدمت دین میں عورتیں مردوں پر سبقت لے گئی ہیں۔ مسجد کے سامان کا خرچ جماعت نے برداشت کیا ۹۴۴ ڈالر خرچ کیئے۔ یہ مبلغ مع فیملی کام کرتے ہیں اور سید عبدلرحمٰن بریلوی امام الصلوٰۃ کلیولینڈ ان کو بہت مدد دیتے ہیں مگر کام اس قدر زیادہ ہے کہ دوسرے آدمی کی مدد کی ضرورت ہے۔ سال رواں میں ۲۴ نو مبایعین ہوئے۔

یورپین لاطینی اقوام

اینگلو سیکسن سفید یورپین اقوام کے بعد لاطینی اقوام ہیں جن کا مرکز روم ہے۔ ان کے لئے روما میں تحریک جدید کے ماتحت ادارہ تبلیغ قائم ہوا ہے۔ مولوی محمد شریف صاحب مبلغ پہلے میڈرڈ میں رہے جہاں آگ برسی اور وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ کا منظر دنیا نے دیکھا۔ اور جس طرح ایسے ہی نشان الٰہی کے بعد مولوی شمس صاحب دمشق سے روانہ ہوئے تھے اسی طرح شریف اندلس سے روانہ ہو گئے اور روما جنوری ۳۷ء میں پہنچے۔ ایک یونانی نو مسلم کونٹ غلام احمد میڈرڈ میں احمدی ہو چکا تھا۔ اب اٹالین نو احمدی مسیمو لیکیٹ صادق قابل ذکر ہیں اور قلیل عرصہ میں ۷ احمدی ہوئے ہیں۔ مبلغ صاحب اٹالین بول سکتے ہیں۔ آپ کا طرابلس کے عربوں پر بھی اثر ہے کیونکہ اٹالین افواج میں بعض عرب ہیں جو روم میں آتے جاتے ہیں۔ یہ مشن بھی بہت اہم

ہے کیونکہ مسولینی کو مسلمانوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے کا شوق ہے۔

حضرت امیر المومنین بھی اس سے مل چکے ہیں ۔ نپولین کی طرح مسولینی بھی مسیحیت سے تو بیزار ہے اور اسلام کا مداح ہے اور اپنے تئیں اسلام کا محافظ کہتا ہے۔اس کی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ پھر شہر روم کیتھولک مسیحیت کا بھی مرکز ہے۔

امریکہ بونس آئرس

امریکہ میں لاطینی سپینش شاخ کے لئے جو تمام جنوبی امریکہ میں آباد ہے ارجنٹائن کے دارالحکومت بونس آئرس میں ایک مرکز مئی ۳۷ء میں کھولا گیا ہے جو تحریک جدید کے ماتحت ہے۔ مبلغ کو داخلہ میں رکاوٹ ہوئی مگر اللہ نے آسانی کر دی اور کپتان جہاز نے خود ضمانت دی۔اس ملک میں عرب بہت آباد ہیں اور اسلام کے اندلس کے ساتھ دیرینہ تعلقات کے باعث جنوبی امریکہ کی سپینش اقوام کا ہم پر بہت حق ہے۔مولوی رمضان علی صاحب کے ذریعہ ۴۰ احمدی ہو چکے ہیں اور فلسطین کے احمدی رسالہ ''البشریٰ'' کے یہاں ایک صد خریدار ہیں۔

سلیوز

مشرقی یورپ کی اقوام نے جنگ عظیم کے بعد سیاسی آزادی حاصل کر کے جو نئی ملکی و قومی تقسیم کی ہے اس میں سلیوز کا بڑا حصہ ہے۔ یہ قوم دریائے ڈینیوب کے کنارے اور بلقان اور سابق آسٹریا کے صوبہ جات بوسنیا ہرزیگونیا وغیرہ میں آباد ہے۔ اس لئے یوگوسلاویہ کے پایہ حکومت بلگریڈ میں ایک ادارہ تبلیغ تحریک جدید کے ماتحت دسمبر ۳۶ء میں قائم ہوا۔ آٹھ طالبان حق سلسلہ عالیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں بعض بہت مخلص ہیں۔ایک تو قدیم دستور کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا نام خطبہ جمعہ میں پڑھتے ہیں۔ڈاکٹر محمد دین صاحب مجاہد انچارج مشن پہلے البانیہ میں داخل ہوئے تھے مگر مسلمان حکومت نے ان کو ٹھہرنے کی اجازت نہ دی۔

مگیا ر وتورانین

ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپسٹ میں تحریک جدید کا ایک مجاہد حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے مطابق فروری ۱۹۳۶ء میں پہنچا اور تورانی مگیار اور قرب و جوار کی اقوام کو روحانی غذا پہنچانے کا کام شروع کیا۔ پہلے مجاہد حاجی احمد خاں صاحب ایاز بی اے ایل ایل بی تھے۔ اب محمد ابراہیم صاحب ناصر بی اے انچارج مبلغ ہیں۔ جماعت ۴۷ ممبروں پر مشتمل ہے۔ عید کی نمازیں شان سے ہوئی ہیں۔ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی وہاں تشریف لے گئے تھے اور نواب ذوالقدر جنگ بہادر ہوم سیکرٹری نظام حیدر آباد نے بھی اس ادارہ تبلیغ میں جانے اور نومسلموں سے ملنے کا مجھ سے ذکر فرمایا۔ [۲۰]

مطالبات تحریک جدید

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء)

تحریک جدید کی ضرورت

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) یٰۤاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ۔(النساء آیت:۱۳۷)یعنی اے مسلمانو! پھر سے مسلمان بنو۔اور اللہ اور اس کے رسول اور قرآن ،اور قرآن سے پہلی کتابوں پر ایمان لاؤ۔اور پھر فرمایا۔

(۲) یٰۤاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ.

(الانفال:۲۵)

یعنی اے مسلمانو! جب رسول تم کو نئی زندگی بخشنے اور نئی روح پھونکنے والی تحریک کی طرف بلائے تو اللہ اور اس کے رسول کے احکام مانو۔

اب یہاں ان آیات میں تجدید ایمان وعمل کی تحریک کے حکم کی نسبت تاکید ہے۔اور دوسری میں صریح ارشاد ہےاور وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ اُنۡزِلَ مِنۡ قبل (النساء:۱۳۷) کے متعلق پولوس کرنتسیون ۱۵/۱۳میں فرماتے ہیں:۔’’میں ہر روز مرتا ہوں‘‘اور رومیوں ۶/۴ میں اس موت کے بعد’’نئی زندگی کی راہ‘‘پر چلنے کی ہدایت کرتے ہیں۔پس تحریک جدید الہام الٰہی کے ماتحت جماعت مومنین کو پھر سے ہوشیار اور کمر بستہ اور ایمان وعمل میں چست ہونے کی ضرورت کا اعلان ہے۔

تحریک کی اہمیت

اگرچہ تحریک جدید کی نسبت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ’’میری دعوت اختیاری ہے جو چاہے شامل ہو۔‘‘

مگر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ''لفظ میرے ہیں مگر حکم اللہ کا ہے''۔

پھر جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک وحی کو پڑھتے ہیں تو مضمون کا ایک تسلسل پاتے ہیں۔ اس میں علمائے سوء کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ کے ''گھر کو بدل ڈالا'' عبادت گاہ میں احراری ہو کر شکم کے ''چولھے'' بنائے۔ اور ''چوہوں کی طرح نبیؐ کی حدیثوں کو کتر ڈالا''۔

اس کے بعد میں ''پانچ ہزار'' سپاہیوں کی امداد کا وعدہ ہے۔[1] حدیث ابوداؤد میں مذکور منصور سے مسیح موعود مراد لی گئی ہے۔ اور میں ''زمین والوں کی راہ سیدھی'' کر دینے اور ''اسیروں کی رستگاری'' بخشنے والے ''فرزند۔ دلبند۔ گرامی ارجمند'' کا ذکر ہے۔ گویا شیطان کے لشکر پر مسیح موعود کی حملہ آور فوج کے ''ذرّیت سے'' پیدا ہو کر کمان کرنے والے موعود مظہر قدرت ثانی کا ذکر ہے۔ اب واضح ہو کہ تحریک جدید کا خلافت ثانیہ میں اجراء منشائے الٰہی کے ماتحت ہے۔ اور انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔

تحریک جدید کے اغراض و مقاصد

تحریک جدید کے مجاہدین کی فوج کو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت زمین پر قائم کرنے کے لئے جن اغراض و مقاصد کو سامنے رکھنا ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بعض عمالِ حکومت نے جو ہتک گذشتہ سالوں میں سلسلہ کی کی ہے اس کا ازالہ اور احرار کے چیلنج کا جواب۔

[1] قرآن پاک نے فرمایا کہ ۲۰ مہاجرین ۲۰۰ پر غالب ہوتے ہیں۔ یعنی ایک مسلم سپاہی دس پر غالب ہوگا اور ایک دس کی نسبت ہوگی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں کہ پہلا مسیح تو موسیٰؑ سے چھ سو سال بعد آیا، میں بارہ سو سال بعد۔ اس لئے میرے زمانہ میں شیطان دوگنی طاقت سے آیا ہے۔ پس اللہ نے لشکر ملائک کو بھی دوگنی طاقت دی اور پانچ ہزار سپاہیان کشفِ مسیح موعود کو ایک بیس کر کے ایک لاکھ کا قائم مقام کر دیا۔

۲۔ جماعت اور پڑوسی اقوام کی ذہنیت میں تبدیلی۔

۳۔ مغربی اثرات کا ازالہ کرنا۔

۴۔ امیر وغریب کی تفریق کو دور کرنا۔

۵۔ زیادہ سے زیادہ مبلغ پیدا کرنا۔

٦۔ مرکز کی حفاظت۔

۷۔ قربانیوں کے لئے تیاری۔

۸۔ تقویٰ کی راہوں پر چلانا۔

۹۔ دشمن کے حملوں کی مدافعت۔

۱۰۔ دشمن پر حملہ۔

لشکر تحریک کے سپاہیوں کا لائحہ عمل

ملک عراق میں علاقہ کوفہ کے قریہ قرن میں رسول اللہ ﷺ کے نادیدہ عاشق حضرت اویس قرنی تھے جو خرما چن کر کھا لیتے۔ کپڑا دھو کر پہنتے تھے۔ لڑکے ان کو دیوانہ سمجھ کر کنکر مارتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ان کے مدراج اعلیٰ کی نسبت خبر دی تھی۔ اور جب خلیفہ دوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برم بن حیان کو ان کے پاس بھیجا تو اس عاشق رسولؐ اور مجاہد اسلام نے پیغام لانے والے بھائی کو نصیحت فرمائی کہ :۔

(۱) اللہ کی کتاب کو ہر وقت سامنے رکھو

(۲) اصلاح کرنے والوں کا راستہ اختیار کرو۔

(۳) موت کی یاد سے ایک دم غافل نہ ہو۔

(۴) دینی قوم کی تربیت کرو اور خلق خدا کو تبلیغ سے باز نہ رہو۔

(۵) جماعت میں یگانگت و اتفاق رکھو۔

پس ممبران و مجاہدین تحریک جدید کو عشق و محبت میں، قربانی و ایثار میں اور زندگی کے لائحہ عمل کی تیاری میں اویس کی مثال اور اقوال کو سامنے رکھ کر میدان عمل میں اترنا ہے۔

تحریک کا گذشتہ کام

۲۳؍نومبر۱۹۳۴ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کی ابتداء فرمائی اور گذشتہ چار سال میں جماعت ومجاہدین نے جو عمل کر کے دکھایا ہے وہ بفضلہٖ تعالیٰ قابل ستائش وفخر ہے۔ بعض مجاہدین دور دراز ممالک میں پہنچ گئے ہیں۔ بعض قید ہوئے اور بعض شہید ہو گئے ہیں۔ بیرون ممالک میں ۵ نئی جماعتیں بنی ہیں۔ جماعت ہنگری کے ۲۵ پولینڈ کے ۱۷ چکوسلوا کیہ کے دو علی الترتیب ممبر ہیں۔ یوگوسلاویہ اور ارجنٹائن میں بھی با قاعدہ جماعتیں ہیں۔ مگر با قاعدہ ممبروں کی تعداد معلوم نہیں۔ غرض اغراض و مقاصد تحریک کو زیر نظر رکھ کر دیکھا جائے تو مسرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ (۱) بعض عمالِ حکومت کے ہتک آمیز رویہ کی اصلاح اور احرار کے چیلنج کا شکست دینے والا جواب ہوا ہے۔ (۲) جماعت کی اپنی ذہنیت میں تغیر ہوا۔ اور سیاسی معاملات کی طرف توجہ کرنے اور پڑوسی اقوام پر احمدیہ طریق عمل و وطن پرستی کے جذبات کا اظہار ہو جانے سے بہت غلط فہمیوں بالخصوص احمدیوں کے برطانوی جاسوس ہونے کے خیال باطل کا ازالہ ہوا ہے جو منشائے الٰہی کے ماتحت ہے اور انتہائی اہمیت رکھتا ہے (۳) سادہ زندگی نے مغربی اثر کو زائل (۴) امیر وغریب کے فرق کو پہلے سے زیادہ دور کیا ہے۔ (۵) پانچ ہزار سے زائد سپاہیوں و مجاہدین تحریک کے میدان عمل میں اترنے سے مبلغین کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہوا ہے۔

۶۔ قادیان کے اردگرد تبلیغ پر زور دیئے جانے اور تحریک فنڈز سے قادیان ونواح میں جائیداد خریدنے کے باعث مرکز کی مضبوطی ہوئی۔

۷۔ روزوں اور تہجد پر زور دینے اور دل آزاری و مصائب جھیلنے، حضور کے متواتر خطبوں سے متاثر ہو کر دعا میں مشغول رہنے سے جماعت نے تقویٰ کے راہ پر قدم مارا ہے اور نوجوانوں میں نمایاں تبدیلی دکھائی دیتی ہے اور الحمدللہ کہ مطالباتِ تحریک جدید پر لبیک کہنے سے جماعت قربانیوں۔ ۸۔ دشمنوں کے حملوں کی کامیاب مدافعت اور ۹۔ شیطان کے لشکر پر حملہ کے لئے تیار ہے جس کا احساس عالمگیر طور پر دشمنوں کی چھاؤنیوں میں ہو رہا ہے۔

اب میں میدان میں اترے ہوئے لشکر جرار کے سامنے مطالبات تحریک جدید کا اعادہ کرتا ہوں۔

(ا) سادہ زندگی

صوفیا کہتے ہیں کہ روحانی ترقیات کے لئے کم کھانا، کم سونا، کم بولنا ضروری ہے اور فرماتے ہیں کہ کھانا، پہننا اور مسکن ضرورت کے مطابق ہو۔ جب ضرورت سے تجاوز ہوا تو حاجت ہوئی۔ حاجت سے تجاوز زینت کہلاتی ہے اور زینت سے آگے بڑھنا تجمل کہلاتا ہے جو انسان کو دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔ تحریک جدید احمدیوں کو اس آگ سے جو دنیا کو جلا رہی ہے بچانا چاہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اب اس سادہ زندگی پر ہے۔

خوراک

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(ا) جس نے پیٹ کو بھر لیا اس پر آسمان کی بادشاہت کا راستہ بند کر دیا گیا۔

(۲) بہترین عمل یہ ہے کہ تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور پردہ کے مقامات کو ڈھانپنے پر قناعت کرے۔

(۳) شیطان انسان کے جسم میں حرکت کرتا رہتا ہے۔ اس کا راستہ کم خورونوش سے تنگ کیا جائے (۴) مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور منافق سات سے (۵) ہمیشہ بہشت کے دروازے پر دستک دیتے رہو۔ حضرت ام المومنین عائشہؓ نے پوچھا کس طرح دستک دیں فرمایا بھوک و پیاس سے۔

پس تحریک جدید کے پہلے مطالبہ کا پہلا حصہ یہ ہے خوراک اور اس کے تکلفات میں کمی کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت شکم کا ۱/۳۔ کھانے ۱/۳ پینے

سے پر کریں۔ اور ۳/۱ ذکر الٰہی کے لئے خالی رکھیں۔ اور کم مقدار اور کمی اقسام طعام سے ایک سالن پر قناعت کر کے بہشت کا راستہ تیار کریں۔

لباس وزیور

ان دنوں اعلیٰ سوسائٹی میں بھڑ کیلے کپڑے اور بناوٹی سنگار کے سامان سے آراستہ افراد کو توقیر کی بجائے تحقیر کی نظر سے دیکھا جانے لگا ہے اور امیر و غریب کی تفریق کو دور کرنے میں سادہ لباس کا بڑا دخل ہے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

سادہ زندگی کے بغیر ہم آنے والی جنگ کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ ہمارے ایمان کی اس میں آزمائش ہے۔ عورتوں اور بچوں کو خصوصاً اس طرف توجہ دلائی جائے کہ تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سادہ لباس اور سادہ غذائیں کھاؤ۔ نئے کپڑے ۴/۳ یا ۵/۳ کر دیئے جائیں۔ عورتیں پھیری والے سے کپڑے نہ خریدیں۔ گوٹہ۔ فیتہ وغیرہ قطعاً نہ خریدیں۔ عورتیں نیا زیور نہیں بنوائیں گی۔ مرد عورتوں کو نیا زیور بنا کر نہیں دیں گے۔ اقتصادی لحاظ سے زیور مضر چیز ہے۔" اور اس ہدایت پر عمل کرنے کی ایسی سختی سے تاکید ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بصد تاکید فرماتے ہیں۔ جو اس ہدایت سے منہ موڑے اس سے منہ موڑ لو۔

یادرکھیں کہ بعض اوقات لباس کا اندازہ کرتے وقت بدظنی کی وجہ سے گناہ ہو جاتا ہے اور ممکن ہے کہ غریب طبیعت امیر کو ضرورت کی وجہ سے پہلے کے بنے ہوئے کپڑے پہن کر نکلنے پر تحریک جدید کے حکم کو توڑنے والا سمجھ لیا جائے۔ اس لئے جلدی کی وجہ سے کسی کی نسبت بدظنی نہ کریں۔ چنانچہ ایک عید پر میں نے خود سبز پگڑی نہ ہونے کے باعث بنارسی پگڑی پہن لی جسے دیکھ کر چند نوجوانوں نے کہا دیکھو بوڑھا کیسے دولہا بنا جاتا ہے اور آگے جا کر ایک مسیح موعود کا پرانا صحابی ملا اور دوڑ کر بغلگیر ہوا اور کہنے لگا کہ مسیح موعود کے صحابہ کا ایسا لباس کیسا پیارا لگتا ہے۔ میں نے دونوں جگہ اصل واقعہ سنایا کہ پگڑی نہ ہونے کے باعث ایک ایسا عمامہ جو حضرت امیر المومنین

ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بطور خوشنودی مزاج مغربی افریقہ میں بھجوایا تھا میں نے پہن لیا ہے ورنہ تفاخر مقصد نہیں ۔ پھر بدظنی سے بچتے رہو۔ جہاں کوئی سوال لباس پر پیدا ہو پہننے والے سے دریافت کرلو۔ اور میری پگڑی پر ہنسنے والے نوجوانوں کی بجائے بوڑھے مسیح موعود کے صحابی کا طرزِ عمل اختیار کرو۔

شادی بیاہ

شادیوں پر بے جا تکلفات اور پابندی رسوم بہت کچھ زیر بار کرتی اور فریقین کو اخراجات کے نیچے دباتی ہے اس لئے تحریک جدید میں شرکت کرنے والے دوست عہد کریں۔

(۱) بے جا رسوم جاہلیت سے پرہیز کریں گے۔ جہیز میں کچھ زیور، کپڑا بقدر ضرورت اور کچھ نقد دیں گے۔

(۲) ولیمہ میں ۱۰، ۱۵۔ اشخاص کو بلانا کافی سمجھیں گے یا شوربا پکا کر خاندان کے لوگوں میں بانٹ دیں گے۔

(۳) البتہ مہر حیثیت کے مطابق رکھا جائے گا۔

(۴) علاج معالجہ۔ جو لوگ پٹینٹ ادویات یا بھاری فیسیں ادا کر کے علاج معالجہ کے عادی ہیں وہ اگر تھوڑی سی توجہ کریں اور سستے داموں کے نسخے استعمال کریں اور ویدک یونانی ہومیوپیتھ یا سرکاری ہسپتالوں سے فائدہ اٹھائیں تو وہ بہت کچھ کفایت کر سکتے ہیں۔

(۵) سینما۔ ہندوستان میں جب سے سینماؤں کی کثرت ہوئی ہے ایک بڑا حصہ ہندوستانی آمد کا آنکھیں خراب، نیند حرام، اخلاق پر بد اثر، گاڑھے پسینے کی کمائی کے ضائع کرنے والے سینما پر خرچ ہوتا ہے جس سے اجتناب حضرت قائد تحریک جدید کا منشاء وارشاد ہے۔

پس مذکورہ بالا اجزائے سادہ زندگی پر عمل کر کے خواہشات نفسانی کو دبائیں اور اکتساب خیر کے ساتھ ساتھ روپیہ بچا کر اپنی حالت درست اور اسلام کی خدمت کریں۔

۲۔امانت

مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جو اپنا روپیہ محفوظ امانت میں رکھنے کا متمنی ہے۔اور منشائے الٰہی بھی ہے کہ مومن عیسائیوں کی طرح صرف آج کی روٹی ہی نہ مانگے بلکہ وَالْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی ہر نفس سوچے کہ اس نے کل کے لئے کیا جمع کیا ہے اور اس طرح اپنی آمد کا ۱/۵ سے ۱/۳ تک کفایت کے ذریعہ بچایا ہوا روپیہ تحریک جدید کے امانت فنڈ میں جمع کرا دے۔ جو جمع بھی رہے گا اور تین سال کے بعد واپس ملے گا اور اس سے جیسا کہ تجربہ ہوا ہے سلسلہ کو بھی فائدہ پہنچے گا اور یہ ہم خرما و ہم ثواب کام دین و دنیا کی بہتری کا موجب ہوگا۔

۳۔گندے لٹریچر کا جواب تجارتی نقطۂ نگاہ سے

جن واقعات نے حضرت امام المسلمین کو تحریک جدید کی طرف متوجہ کیا ان میں سے ایک عدوان احمدیت کا تیار کردہ گندہ لٹریچر ہے جس کے ذریعہ احمدیت سے حسن ظن رکھنے والے لوگوں کو سلسلہ سے بدظن کر کے گمراہ کیا گیا ہے۔اور ان کی مذہب سے ناواقفیت اور سادگی سے ناجائزہ فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ جیسا کہ قادیانی مذہب مولفہ پروفیسر برنی و ہز ہولی نس His Holiness وغیرہ تالیفات اور ان کی کثیر مفت اشاعت سے ظاہر ہے۔ان کے جواب ایسے طریق پر لکھے جائیں کہ زہریلے اثرات کو دور کریں اور خوب فروخت ہوں۔فروخت کتب و اخبارات کے متعلق جو عذرات احباب بیان کرتے ہیں ان کو سکندر آباد میں جناب عبدالغفور صاحب نے اور قادیان میں مولوی عبدالقدوس مالا باری نے غلط ثابت کر دیا ہے۔اول الذکر ریلوں میں سیٹھ عبداللہ بھائی کی شائع کردہ کتب فروخت کر کے قریباً سو روپیہ ماہوار پیدا کرتے ہیں۔اور موخر الذکر نے اخبار یں فروخت کر کے اپنی غربت و مسکنت کو دور کیا اور حالت کو بہتر بنا لیا ہے۔پس اہل علم دوست پبلک کے مذاق کے مطابق لٹریچر تیار کریں۔سلسلہ کی خدمت کریں۔اسلام کی خدمت کریں اور بیکار دوست ان کو فروخت کریں۔

۴۔ تبلیغ بیرون ہند

دنیا مسیح موعود کے پیغام کی منتظر ہے۔ مشرق سے روحانیت کا آفتاب طلوع ہو چکا ہے۔ اس روشنی سے فائدہ اٹھاؤ، روشن بنو اور روشن بنانے کے لئے حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے ماتحت دنیا میں پھیل جاؤ۔ ہندوستان کا مارواڑی ریگستان راجپوتانہ سے لٹیا وڈوری لے کر نکلا اور نکلتا ہے۔ ملک کے پورپ ودکن میں وہ خاص طور پر کروڑ پتی ہو چکا ہے۔ سندھی ہندو سواحل ہائے ایشیا وافریقہ پر اور شامی امریکہ ومغربی افریقہ میں اور افریقن ہاؤسا و یوروبا تمام تاریک براعظم میں تاجر بن کر پھیلا ہے اور مالا مال وخوشحال ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔ اس لئے دنیا کے کونوں تک پھیل جاؤ اور اسلام پھیلا دو۔ ۱۹۲۰ء میں لورپول میں مفتی صاحب اور بندہ Nelson ہوٹل میں مقیم تھے۔ وہاں مجھے کہا گیا ''اسلام کا درخت پھولے گا پھلیے گا دنیا کے کونوں تک جائے گا'' پس سچے وعدوں والے خدا کے کلام پر اے ابراہیم ثانی کے پرندو یقین رکھ کر اندورن ہند بیرون ہند میں پھیل جاؤ۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ صرف مرکز قادیان سے وابستہ رہو اور خلیفہ کی آواز کی طرف کان رکھو اور اس سے برکت پاؤ۔

۵ و ۶۔ خاص تبلیغی سکیم اور سروے

سیاسی ومذہبی کام کرنے والی تمام جماعتیں کسی حملے کے آغاز سے قبل تفتیش حالات و فراہمی معلومات ضروری سمجھتی ہیں۔ اس لئے حضرت امیر المومنین نے پہلے بعض علاقہ جات کی تبلیغی پیمائش کرائی ہے تا یہ معلوم کر کے کہ کس قسم کے آدمی کس جگہ مقامی باشندوں کی ضرورت کو پورا کر سکیں گے ہر مقام اور مقامی حالات کے ماتحت مجاہدین تحریک کا تقرر فرمایا اور فرما رہے ہیں۔

۷ و ۸ و ۹۔ وقف رخصت۔ رخصت موسمی ووقف زندگی کے مطالبات

ان مطالبات کے ذریعہ واقفان زندگی و رخصت ہائے کو فراہمی حالات کے لئے کہیں سواروں کے رستوں میں تفتیش کے لئے بھجواتے ہیں، کہیں مرکز مقرر کر کے ایک معین عرصہ کے

لئے بطور مبلغ مقرر فرماتے اور ان کی جگہ بعد میں ریز رو سے دوسرے لوگوں کا تقرر فرماتے۔ کہیں ضرورت کے ماتحت دوکاندار، امام، طبیب، مدرس کو بھجواتے ہیں۔ لازم ہے کہ احباب رخصتوں کو اور کالج و مدارس کے طلباء تعطیلات موسمی کو اور واقفان زندگی سہ سالہ وسالم اپنے امام کی آواز پر لبیک کہیں اور دوسری تبلیغی تحریکات پر واضح کر دیں کہ مسیح موعود کی جماعت میں بھی وہی جوش قربانی ہے جو دوسری بالخصوص مسیحی دنیا کے مرد وعورت واقفان زندگی میں ہے۔ وہ آرام کو، آسائش کو، تعیش کو، تفاخر کو چھوڑ کر اللہ کے لئے فقر اختیار کریں گے اور دین حقہ کی منادی کے لئے کفن پہن کر دنیا کو زندگی بخشنے کے لئے جہاں آقا بھجیں گے جائیں گے جیسا رکھیں گے رہیں گے۔

۱۰۔ صاحب وجاہت و پوزیشن مقررین

چونکہ سلسلہ کی غرض جیسا کہ میں نے تمہید میں واضح کیا ہے مسلمانوں کو مسلمان بنانا، اخوت اسلامی کا مظاہرہ کرنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے اور امیر وغریب کی تفریق کو مٹا کر ذات پات کے پابند اور عرصہ دراز کے ''اسیروں'' کی رستگاری اور اچھوتوں کو بھائی بند اور برابر بنانا ہے۔ اس لئے حضرت چاہتے ہیں کہ صاحب حیثیت و پوزیشن لوگ پبلک تقریریں کریں اور انفرادی ملاقاتیں کر کے سلسلہ کی اشاعت کریں۔

۱۱۔ ۲۵ لاکھ ریز وفنڈ

جس طرح دنیا کا کوئی کام مستقل سرمایہ کے بغیر تواتر واستقلال کے ساتھ نہیں چل سکتا اسی طرح تبلیغ کا حال ہے۔ دنیا کا کامیاب اور سب سے بڑا ادارہ تبلیغ یعنی رومن کیتھولک چرچ شاہان مسیحی کے اوقاف سے جو ریز روفنڈ ز ہیں ان پر چل رہا ہے۔ ہمارے امام عالی مقام چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی کشتی کو تباہ کن امواج کے تھپیڑوں سے بچائیں اور ان کی من حیث القوم بہتری کی کوشش کریں۔ اور اگر ایسا ہو کہ ۲۵ لاکھ ریز ور فنڈ جمع ہو جائے تو ۵۰ ہزار روپیہ کا ایسے کاموں کے لئے بجٹ بنایا جا سکتا ہے۔ پس دوست کوشش کریں کہ غیروں سے ان

کے لئے بھیک مانگی جائے۔ حضرت خلیفۂ برحق فرماتے ہیں۔ ''میں تو اسلام کیلئے بھیک مانگنے سے نہیں ڈرتا۔ میں اسلام کے لئے جھولی ڈالنے کے لئے تیار ہوں۔ عزیمت پیدا کرو مسلمانوں پر رحم کرو ان کا بیڑا غرق ہو رہا ہے ہم کو ان سے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔''

۱۲۔ پنشنر خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کریں

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی سرکار کی خدمت کرنے کے بعد فارغ کیا ہے وہ بڑی سرکار کی خدمت کے لئے اپنے تئیں پیش کریں۔ دین کا کام کریں۔ بیکار بیٹھنے سے عمر کم ہوتی ہے اور جب اللہ نے گذارہ کا سامان کسی اور جگہ سے بلا کام کرنے کے کر دیا ہو تو پھر اگر پنشنر حضرات اپنی خدمات دین کے لئے پیش نہ کریں تو ناشکر گذاری ہوگی۔ واضح رہے کہ مسیحی اور ہندو اداروں میں ان اقوام کے پنشنر کام کرتے ہیں۔ رادھا سوامی مرکز دیال باغ آگرہ کے کارکن پنشنر ہیں۔ قادیان میں رہنے والے پنشنر دوست مبلغین کے عیال اور بیواؤں کو سودا سلف اور دوا دارو لا کر دینے سے بھی خدمت خلق و دین کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۳و۱۴۔ بچوں کی تربیت اور مستقبل

چونکہ سلسلہ احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے اور اس کے بچوں کو کل دنیا کے استاد بننا اور مبلغین اسلام کے باپ ہونا ہے اس لئے ان کی تعلیم و تربیت مرکز سلسلہ قادیان میں ہونی چاہئے اور وہ یہاں نیک اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم و تربیت حاصل کریں اور بچپن سے تہجد پڑھیں۔ درس قرآن سنیں اور دینی ماحول میں پرورش پائیں۔ اور ایسا ہی والدین اس امر کو مدنظر رکھیں کہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم سلسلہ کے مشورہ سے دلائیں تا احمدیت کے آئندہ کارکن زندگی کے مختلف شعبوں میں مناسب اور موزوں تعداد میں داخل ہوں اور ان کو بجا فخر اور والدین کو یہ ناز ہو کہ ان کے لخت جگر مرکز سلسلہ کے مشورہ سے شیطان کی جنگ کے لئے تحریک کے لشکر میں بھرتی ہونے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔

۱۵۔ بے کار باہر نکل جائیں

مسلمانوں میں بے کاری کا مرض بہت ہے۔ اکثر جگہ ایک کمانے والا ہوتا ہے اور کئی ایک بے کار بیٹھے کھاتے ہیں اور کہیں تھوڑی سی جائیداد ہوئی اسی پر بے کار بیٹھے بیٹھے کھانے والے وقت گذاری کرتے ہیں۔ یہ ایک مہلک اور موذی مرض ہے اور اس مرض کو دور کرنے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا منشائے عالی ہے کہ اللہ کے حکم پر عمل کریں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم سورۃ نساء رکوع نمبر ۱۴ میں ارشاد باری ہے لوگ اللہ کے راستہ میں باہر نکل جائیں اور تلاش معاش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کا ارادہ ہو تو پھر ان کو کام ملے گا اور رزق وافر عنایت ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ دراصل جمعہ کی نماز ہے۔ اور جب حضور کا وصال ہو چکا تو پھر جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ جب نماز ختم ہو جائے تو پھر زمین میں پھیل جاؤ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وَسِّعْ مَكَانَكَ کے ایک مفہوم کو مدنظر رکھ کر کام کرو خواہ کوئی کام ملے اور اسلام کی اشاعت کرو۔

۱۶۔ ہاتھ سے کام کرنا

ہمارے مردوں اور عورتوں میں یہ بیماری ہے کہ ہاتھ سے کام کرنے کو عار سمجھتے ہیں۔ حالانکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جوتے تک مرمت فرما لیتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاتھ سے برتن صاف کر لیتے۔ کپڑے دھو لیتے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ باوجود کثرت مصروفیت ہاتھ سے کام کر لیتے ہیں، اور دنیا کی متمدن اقوام کے بڑے بڑے لوگ اپنے باغوں میں ہاتھ سے کام کرتے، اپنے جوتے اور کپڑے آپ سی لیتے ہیں۔ گھروں میں ٹوٹی چیزوں کی خود مرمت کر لیتے ہیں۔ انگریز عورتیں اور ہندو عورتیں گھروں کو خود صاف کرتی ہیں۔ پہننے کے کپڑے بنتی، میلے دھوتی ہیں، مگر یہاں اگر جالا لگا ہے تو نوکر آئے اور اتارے۔ اگر پیچ ڈھیلا ہے تو خواہ تمام کیل ڈھیلے ہو کر دروازہ گر جائے مگر

بڑھئی کا انتظار ہوگا، حالانکہ چاقو یا پیچ کس لے کر ایک ڈھیلے کیل کو پہلے ہی دن کس دینے سے یہ نقصان دور ہوسکتا تھا۔ ایسا ہی راستوں کی درستی، بستی کی صفائی، مسافروں کی خدمت، گھر کا سامان خرید لانا، چھتوں پر مٹی ڈالنا، صحن میں سبزی بونا، پودوں کو پانی دینا، بیوی کو گھر کے کام میں مدد دینا وغیرہ وغیرہ کام ہیں جن میں ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ہو کر ایک قومی نقص دور ہوتا ہے اور اخراجات میں بھی کفایت ہوتی ہے۔

۱۷۔ بے کار چھوٹے سے چھوٹا کام بھی کرلیں

تحریک جدید کے ممبروں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ سوائے معذوروں کے اور کوئی بے کار نہ رہے۔ کوئی شخص یہ خیال کر کے کہ کام اس کی شان کے مطابق نہیں ملتا بے کار رہے تو یہ ایک گناہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ خواہ کتنا بھی چھوٹا اور بظاہر ذلیل کام ہو، وہ بھی کرلیا جائے۔ اگر ایک گرایجوایٹ بے کار ہے اور کپڑے پہن، سیر کر کے، گھر پر والد کی کمائی سے کھانے کے لئے آ جاتا ہے، اسے شرم کرنی چاہیئے۔ وہ سٹیشن پر قلی کا کام، بازار میں بوٹ پالش یا سودا خرید کر لے جانے والوں کی مدد کر کے یا کتب و رسائل فروخت کر کے یا پھیری سے کوئی چیزیں فروخت کر کے یا کسی کے خطوط لکھ کر کچھ نہ کچھ کما سکتا تھا۔ یاد رکھو کہ حضرت امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''جس قوم میں بے کاری کا مرض ہو وہ نہ دنیا میں عزت حاصل کرسکتی ہے اور نہ دین میں۔''

۱۸۔ قادیان میں مکان بنانا

ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ مرکز سلسلہ کو مضبوط کرے اور بستیوں کی ماں قادیان سے تعلق بڑھائے اور ''وَسِّعْ مَكَانَكَ'' اپنے مکان کو وسیع کرو کے الہام پر قادیان میں گھر بنا کر عمل کرے۔ قادیان کا گھر نہ صرف اس کو ثواب دے گا بلکہ دنیوی مفاد بھی حاصل ہوں گے۔ پنشنیں ملنے پر آ کر خود اور اس سے قبل بچے تعلیم کے لئے آ کر اور جلسہ پر آنے والے زائرین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان آ کر اس میں قیام کریں گے۔

۱۹۔ دعا

چونکہ دعا تمام عبادتوں کا مغز ہے اور معذور و بیمار بھی اس میں حصہ لے سکتا ہے اس لئے وہ تمام لوگ اس عبادت الٰہی سے کام لیں جو کسی اور طرح تحریک کے دوسرے مطالبات میں شریک نہیں ہو سکے جن کو اللہ نے دوسرے مواقع بھی دیئے ہیں اور وہ اسلام و سلسلہ کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں تو پھر یہ اللہ کی دین اور فضل ہے۔ اس سے خوب فائدہ اٹھائیں کیونکہ ۴۰ دعائیں کرنے والے مومن دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

ہزار سرزنی و مشکلے نہ گردد حل   جو پیش او بردی کاریک دعا باشد

اور میں نے میدان تبلیغ مغربی افریقہ میں کہا تھا۔ ؎

ہر عدو کے ہاتھ میں تیغ و سناں تیر و تفنگ   ہاتھ میں اپنے بجز تیر دعا کچھ بھی نہیں

پس دعاؤں سے کام لو کیونکہ حضور فرماتے ہیں۔ ''ہماری فتح ظاہری سامانوں سے نہیں بلکہ باطنی سامانوں سے ہوگی'' اس سے ہمیں روحانی غلبہ ہوگا اور اس سے سانپ کا سر کچلا جائے گا اور اس دم سے دجال مرے گا اور مسیح موعود کا لشکر شیطان پر غالب آئے گا۔ **بشارت:** ۲۲ ر ۲۳ ر دسمبر کی درمیانی شب تھی اور گھڑی میں ۱۰ بجکر ۲۰ منٹ تھے جبکہ میں اس مضمون تحریک جدید کے نوٹس کو ختم کر کے اس مقام پر پہنچا۔ تب مجھے غنودگی ہوئی اور میں نے دیکھا کہ حضرت امیر المومنین کھڑے ہیں اور تحریک جدید کا لشکر آ رہا ہے۔ پہلے ایک ٹولی قادیان کے مجاہدین کی آئی اور حضور نے فرمایا۔ ''یہ اب قادئیں آئیاں'' گویا اللہ نے تحریک جدید کی فوج میں قادیان کے سپاہیوں کی خدمت قبول فرما کر لشکر میں سب سے آگے رکھا ہے۔ فالحمد للہ علے ذالک۔

دور ثانی کے مطالبات

حضرت امیر المومنین دور ثانی میں جماعت سے مطالبہ فرماتے ہیں:۔ کہ (۱) تمدن اسلامی کا احیاء و قیام ہو، جماعت اپنی زندگی میں اس کا نمونہ دکھائے کیونکہ مسیح موعود مغرب کے

دجالی اثر کو زائل کرنے آئے ہیں۔ (۲) قومی دیانت قائم ہو اور لوگ کہہ اٹھیں کہ امین دیکھنے ہوں تو احمدیوں کو دیکھو (۳) عورتوں کے حقوق یعنی وراثت کی تقسیم میں اور ایک سے زائد بیویوں میں انصاف قائم کرنے میں نمونہ دکھایا جائے۔ (۴) احمدیوں کے تنازعات سرکاری عدالتوں میں جا کر اموال ضائع نہ ہوں اس لئے دارالقضاء کو مضبوط کیا جائے۔ راستوں کی صفائی کی جائے اور اس طرح دنیا کو راہ راست دکھانے اور خدا کے راستوں کو صاف کرنے کا سبق خود پڑھیں اور اللہ کے بندوں کو پڑھائیں۔ ۲۱

اسلام بزمانہ خلافت اور بعد از زمانہ خلافت

(حسب ذیل تقریر الحاج مولوی عبدالرحیم صاحب نیرّ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۳۹ء کو جلسہ سالانہ جوبلی پر کی) ۔

ہم پر کرم کئے ہیں ربّ غفور نے
پورے ہوئے وہ وعدے کئے جو حضور نے
ھذا ابن فاطمہ ان کنت جاھلہ
بجدہ انبیاء اللّٰہ قد خُتِموُا
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
باغ مرجھایا ہوُا تھا گر گئے تھے سب ثمار
میں خُدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا شمار

میں نے یہ اشعار کیوں پڑھے ہیں۔ اس امر کی تشریح سے قبل میں تمہیداً چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

تاریخ وجغرافیہ کی روشنی میں نقشہ

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں نقشے بھی دکھاؤں چونکہ اس قدر بڑے مجمع کو کاغذ پر نقشہ دکھانا ممکن نہیں اس لئے تاریخ وجغرافیہ کی روشنی میں آپ کو تصور کی آنکھ سے واقعات کی سرزمین پر سیر کراتا اور خلافت اور خلافت کے بعد اسلام کا نقشہ دکھاتا ہوں۔

اسلام کی اشاعت جس سرعت اور طاقت اور زور کے ساتھ ہوئی اس کی نظیر روئے زمین کے دُوسرے مذاہب کی تاریخ اشاعت میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام کے دشمن حیران ہیں۔

جیسا کہ سر ولیم میور نے اسلام کے عروج و زوال میں لکھا ہے کہ ”کس طرح نصف درجن سالوں کے اندر اسلام نے عرب، شام، ایران و مصر پر قبضہ کر لیا اور ایک صدی کے ختم ہونے سے قبل اسلام کی حکومت جبل الطارق سے دریائے جیحون اور بحیرہ اسود سے دریائے سندھ تک پھیل گئی اور جس کامیابی کے حاصل کرنے میں مسیحیت کو صدیاں لگیں اسے اسلام نے دس بیس سال میں حاصل کرلیا“

اگر آپ رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت کا تصور فرمائیں تو آپ دیکھیں گے کہ باب المندب سے عمان تک قرآن پاک کی حکومت قائم ہو چکی ہے اور اسلام کی سرحد قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کی سرحدات سے ٹکرا رہی ہے۔ ہجرت کے بعد دس سال میں ایک تغیر عظیم واقع ہوا ہے۔ اس کے بعد خلافت راشدہ میں اسلام کی سیاست ریاست اور تعلیم اندرونی فتنوں کو فرو کر لینے کے بعد صحائف سابقہ میں مندرجہ نبوتوں (دانیال ۲: ۳۱ و ۴۵) کے مطابق روما کی سلطنت کے ٹکڑے کرتیں اور کسریٰ کے ملک پر قابض ہوتیں اور قرآن پاک کی پیشگوئیوں کے موافق بحرِ ظلمات سے دریائے گنگا تک اور ہسپانیہ سے دیوار چین تک پھیل جاتی ہیں۔ اس وقت کے مسلمان بچے، عورتیں، جوان، بوڑھے سب ایمان کے نشہ میں چور، شہادت کے شائق، موت سے نڈر، تقویٰ میں بالا، انصاف میں اعلیٰ، صفات انسانی میں فائق اور غیر مسلم مخالف کی نسبت شہ زوری فنون جنگ اور علوم ظاہری و باطنی میں بہتر تھے۔ ان پر خلافت کے زمانہ میں ایسا وقت تھا کہ وہ غیر مسلم رعایا کے جسم کے علاوہ دل پر بھی حکمران تھے۔ دوسرا وقت بھی ان پر ایسا تھا کہ طاقت و اخلاق کی فوقیت رکھتے ہوئے وہ اندلس (سپین) فتح کرنے کے بعد کوہ پیرنیز میں سے گزر کر فرانس میں داخل ہوئے اور مرکزی یورپ میں بھی ویانا (۱۶۸۳) کا محاصرہ کرلیا۔ مگر دوسرے دور میں پہلی بات نہ رہی۔ خلافت کے روحانی اثرات جاتے رہے۔ قدم پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ غالب کی بجائے مغلوب ہوئے۔ سات سو سال تک حکومت کر کے سپین سے اور قریباً ۳۵۰ برس مشرقی یورپ کو زیر نگین رکھ کر فاتح سے مفتوح ہو گئے۔ بت پرست اقوام کے سامنے عزت کی جگہ ذلت ملنے لگی۔ ریاست و سیاست کا غلبہ قریباً کل دنیا سے جاتا رہا۔ حتّٰی کہ اللہ نے

فتح وشکست ، جنگ و جدال کا نقشہ اور نقطہ نگاہ بدل دیا اور نئے زمین و آسمان کی تخلیق فرمائی اور نئی فتوحات کی بنیاد ڈالی۔

دو زمانے

تصور کے اس نقشہ پر نظر ہمیں اولاً اس زمانے کی طرف لے جاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے فیض یافتہ صحابہؓ کا تھا اور وہ وقت بھی اس کا جزو ہے۔ جبکہ غلطی خوردہ مومنین آپس میں لڑے مگر پھر توبہ کر لی۔ لیکن بعد کا وقت ایسا ہے کہ جب رسول اللہ کی سلطنت کے دو حصے ہو گئے اور خلافت و امارت کی تقسیم ہو گئی۔ میرے نزدیک ان دونوں زمانوں کا نام (۱) زمانہ خلافت اور (۲) بعد از زمانہ خلافت رکھا جا سکتا ہے

پہلا زمانہ پھر دو حصوں میں تقسیم ہے۔ اول خلافت راشدہ جو خلفائے اربعہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کے وقت بالخصوص سیدنا عمرؓ کے وقت میں ہر طرح قابل رشک ہے اور جس کی آخری کڑی سیدنا علی مرتضیٰؓ ہیں مگر جب سے مدینۃ النبوی سے مرکز سلطنت بدل کر کوفہ (بزمانہ خلافت رابعہ) گیا حکومت اسلام کو ضعف ہوا۔

دوم۔ امارت و خلافت جبکہ رسول اللہ ﷺ کی سلطنت روحانی و مادی یکجا نہ رہی بلکہ دمشق میں جا کر خلافت کو سلطنت مادی کی طرح ورثہ بنا لیا گیا۔ اس زمانہ کو بھی اس وقت تک خلافت کا زمانہ کہا جا سکتا ہے جب کل اسلام کا ایک مرکز رہا۔

دوسرا زمانہ وہ ہے جب خلافت روحانیہ منتقل ہو کر علماء ، صوفیہ کرام اور فقرائے مبلغین اسلام کے حصہ میں آ گئی اور امارتِ زمینیہ بغداد، دہلی ، قرطبہ، قسطنطنیہ ، قاہرہ وغیرہ میں قائم ہو گئی۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کی روحانی فتوحات زمانہ خلافت کے حصہ دوم اور زمانہ بعد از خلافت میں بھی جاری رہی ہیں اور دین حقہ کی اشاعت کا کام کبھی کلیتہً بند نہیں ہوا۔ لیکن حالات نے بد سے بدتر صورت بھی اختیار کی اور نبوتوں کے مطابق یاجوج و ماجوج کا خروج ہوا

اور دجال کا غلبہ ہوگیا۔ مسلمانوں کا ارتداد شروع ہوا اور تاریکی اپنی انتہا کو پہنچ گئی اور آخرش آسمان سے خبر پا کر اللہ کے بندے بولے۔

غم مخور کہ ہم دریں تشویش
خرمی وصل یارے بینم

اشعار کی تشریح

ابتدائے تقریر میں جو اشعار میں نے پڑھے ہیں وہ اس تقسیم زمانہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جس میں میں نے اسلام کے زمانہ کو تقسیم کیا ہے۔ (۱) پہلا شعر حضرت ابوعبیدہ بن جراح سالار لشکر اسلام کا جنگ یرموک کے وقت کا قول شاعر نے موزوں کیا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک نوجوان کو شوق شہادت پیدا ہوا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ٹھان لی اور سپہ سالار کے پاس آکر کہا فرمائیے جب میں سرکار دو عالم سے ملاقات کروں تو آپ کی طرف سے حضور میں کیا پیغام پہنچاؤں۔ خلافت راشدہ کے فیض یافتہ قائد لشکر اسلام نے بچہ کو ایمان افروز جواب دیا اور جو کچھ ان کے کانوں نے سنا تھا آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ اس کے مدنظر جانے والے نوجوان کو پیام دیا۔

پورے ہوئے وہ وعدے کئے جو حضور نے

۲۔ دوسرا عربی شعر اس خونی باب کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اللہ کی مصلحت نے ایک وقت مسلمانوں پر کھولا۔ یہ شعر حضرت زین العابدین کی نسبت ہے جبکہ جگر گوشۂ رسول خاص و عام کا محبوب اپنی صورت و روحانی کشش سے بنوامیہ کے معاند حاکم کی توجہ کو حرم کعبہ میں قبولیت عامہ کے باعث اپنی طرف کھینچتا ہے۔

آہ! یہ خونیں باب حضرت عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ کی شہادتیں یاد دلاتا ہے اور اس سینہ سوز، جگر دوز داستان کا بہترین نقشہ بنوامیہ کے عملی واقعہ دمشق کا ایک واقعہ اس طرح ظاہر کرتا ہے۔ خلیفہ عبدالملک کے سامنے مصعب کا سر لایا گیا۔ وہ پیش ہوا اور ایک نوے سالہ بوڑھا مسلمان جس کی

آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا تھا بچشم پرنم یوں گویا ہوا۔

اے بادشاہ! اس محل میں عبداللہ ابن زیاد کے سامنے حسینؓ کا سر لایا گیا پھر المختار کے حضور عبیداللہ کا سر پیش ہوا اور المختار کا سر اپنی باری پر مصعب کے سامنے رکھا گیا اور اب مصعب کا سر تیرے حضور پیش ہے۔

''تیسرا شعر مسلمان اہل درد کی اسلام کی حالت زار پر مرثیہ خوانی اور چوتھا مسیح موعودؑ کی آمد اور خوشخبری اور پھر سے مایوسی میں آس اور ناامیدی میں امید کی جھلک پر دال ہے جو معروف وظاہر ہے۔

خلافت راشدہ کے وقت کی چند مثالیں

اب میں خلافت راشدہ کے وقت کی چند ایسی مثالیں سناتا ہوں جو ان خوبیوں کی واضح مثال ہیں جو کہ مسلمانوں کو اسلام کی بدولت حاصل ہوئیں اور جن کے باعث مسلمان پھر سے بہروں کو کان، مردوں کو جان، بے ایمانوں کو ایمان، گمراہوں کو عرفان دے سکتے ہیں کیونکہ لکیر پیٹنے کی بجائے اس نقشہ کو دیکھ کر کام کرنا ہے۔

سنو! مسلمانوں میں کیا تھا؟ ایک شخص کو جاننا ہو تو اس کے دل، ہاتھ اور دماغ کو دیکھیں گے۔ کیونکہ دل جس میں ایمان اور ہاتھ، جس میں طاقت اور دماغ جو تدبیر وتعلیم کا منبع ہے اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ ان کا مالک کس حیثیت کا آدمی ہے۔

مسلمان کا دل

اردونگ واشنگٹن لکھتا ہے کہ (۱) ''جائے حیرت ہے کہ مدینہ کی مسجد میں چند ایسے بوڑھے عرب جمع ہیں جو چند سال قبل بھگوڑوں کی حالت میں اپنے وطن مکہ سے آئے تھے، وہ اب قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔''

(۲) ایسا ہی محاصرہ دمشق کے وقت جب مسیحی مندوب سپہ سالار لشکر اسلام حضرت

ابوعبیدہؓ کے خیمہ میں صلح کی بات چیت کرنے آتے ہیں تو وہ سخت متعجب ہو کر قائداعظم کا سادہ لباس اور سادہ خیمہ کو دیکھ کر کہتے ہیں۔" قیصروکسریٰ کے ستونوں کو ہلانے والے جرنیل کا لباس اور خیمہ بالکل سادہ ہیں۔"

(۳) یزدجر شاہ ایران ورطۂ حیرت میں غرق ہوا۔جب اس نے دیکھا کہ "عرب سفارت کے اراکین اس کے سامنے فرش پر بیٹھ کر بے خوف باتیں کرنے لگے" اور جب اس متکبر بادشاہ نے حقارت سے عربوں پر مٹی کے بورے لاد دئے اور یہ کہہ کر رخصت کیا کہ "تمہارے افسروں کی قبریں قادسیہ زمین میں بنیں گی۔اور یہ مٹی اس کی خبر دیتی ہے۔" اس حقیر پیغام اور مٹی کے بوروں سے مومنین نے اپنے ایمان سے بشارت لی اور خوش ہو کر بولے "یہ مٹی سرزمین ایران کی فتح کی بشارت ہے۔"

(۴) سیف اللہ خالد میدان جنگ میں انفرادی نبردآزمائی سے شجاعت کے جوہر دکھاتے ہیں۔ہر مخالف کو تلوار کے گھاٹ اتارتے اتارتے ایک مشہور مسیحی پہلوان کو اللہ اکبر کہہ کر زمین سے اٹھاتے اور لشکر اسلام میں لاتے ہیں اور تھک سے گئے ہیں۔اس وقت برہنہ جسم لڑنے والے نوجوان شجاع نامور مسلم سپاہی ضرار بن ازور کہتے ہیں۔" خالد ذرا آرام کرلو" سیف اللہ بہادر "خدا کی تلوار" جواباً فرماتے ہیں "ہاں! ضرور! آرام یہاں نہیں بہشت میں ہوگا" اللہ اکبر!

(۵) فاتح شمالی افریقہ جنرل عقبہ نے سمندر میں گھوڑا ڈال دیا اور اٹیلانٹک بحرِ ظلمات کے پانیوں نے ان کے زین تک پہنچ کر اس سپہ سالا لشکر اسلام کے پاؤں کو بوسہ دیا۔بہادر مسلم کی آنکھ آسمان کی طرف اٹھی۔دل ایمان سے بھر پور تھا اور رسول اللہ کے روضہ مبارک میں پہنچا۔اور لب کشا ہو کر اللہ کو مخاطب کیا اور کہا۔" اے خدا! اگر یہ پانی میرے راستہ میں روک نہ ہوتے تو میں تیرے دین کے علم کو اس وقت اور آگے لے جاتا۔"

(۶) یہی عقبہ تھے کہ جب انہوں نے ٹیونس میں شہر قیروان کی بنیاد ڈالنے کا فیصلہ کیا اور وادی کو جنگل اور جنگل کو سانپوں اور درندوں سے پُر پایا۔تب وحشی باشندگان جنگل کو مخاطب کر کے سالار اسلام نے کہا۔"سنو! اے جنگل کے سانپو اور درندو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

یہاں چھاؤنی ڈالنا چاہتے ہیں، تم نکل جاؤ۔'' اس آواز میں کیا رعب تھا کیا جادو تھا۔ کیا خاص بات تھی کہ درندے اور سانپ اپنے بچوں کو مونہہ میں دبا دبا کر جنگل سے نکل گئے۔ کاروان اسلام نے قیروان کا شہر آباد کر دیا۔

(۷) طارق نے سپین کی سرزمین پر جھنڈا گاڑ دیا اور بحری سواری کے سامان جلوا دیے۔ اکثر نوجوانوں نے الجنتہ الجنتہ کہہ کر جوہر مردانگی دکھاتے ہوئے موت کے دروازے سے خدا کے ساتھ وصال حاصل کیا۔ اور جوش ایمان سے کہا۔ ''اگر مریں گے تو جام شہادت پیئیں گے اور اگر جنگ میں جیتیں گے تو فتح کا تاج پہنیں گے۔''

(۸) ان مردوں کے علاوہ عورتوں اور لڑکیوں میں بھی یہی جوش ایمان اور ولولۂ ایمان تھا۔ حضرت خولہ نوعمر خاتون ضرار ابن ازدر کی بہن تھیں۔ دونوں بہن بھائی خاص ایمان وشجاعت کے زیور سے آراستہ تھے۔ ایک موقع پر مسلمان عورتیں قید ہوگئیں۔ ان کے پاس ہتھیار نہ تھے۔ مسیحی لشکر کا سردار پطرس خولہ پر عاشق ہوگیا۔ بے بس قیدیوں میں سے بہادر خولہ اٹھیں اور تقریر کی۔ ''ہم مجاہدین اسلام کی لڑکیاں محمد رسول اللہ ﷺ کی پیرو ہیں اور کیا اب ہم ان وحشیوں اور بت پرستوں کی لونڈیاں اور معشوقہ بنیں! اس سے موت بہتر ہے۔'' خولہ کی تائید دوسری لڑکی عفیرہ نے کی اور خیمہ کی چوبوں کو ہتھیار بنا کر ان دونوں لڑکیوں کی قیادت میں عورتیں صف بند ہو کر دائرہ میں کھڑی ہوگئیں اور جو آگے بڑھا اسے موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ حالت دیکھ کر پطرس خود آیا اور اظہار محبت کرنے لگا اور عزت وعظمت کا لالچ دینے لگا۔ اس پر خولہ بولیں! اے کافر! کُتّے! بت پرست کیا تو محمد رسول اللہ ﷺ کی ماننے والیوں سے اظہار تعشق کرتا ہے آ تجھے واصل جہنم کروں۔ خولہ ابھی یہ کہہ رہی تھی کہ آواز آئی ''خالد ضرار'' اور یہ آواز ہی مسیحی فرار کے لئے کافی تھی۔

(۹) ملک شام کی لڑائیوں میں ایک اور جگہ حضرت خالدؓ نے ان دونوں بہادر لڑکیوں کو عورتوں کی پلٹنوں کا کمان افسر مقرر کیا اور حکم دیا کہ بھاگنے والے مسلمانوں کو گناہ گار اور مرتد کہہ کر میدان جنگ میں واپس کریں اور ضرورت کے وقت اپنی خود حفاظت کریں۔ جس کی ان بہادر

خواتین اسلام نے مستعدی سے ایسی تعمیل کی اور تاریخ اس کی اب تک شاہد ہے۔

(۱۰) آبان ایک نوعمر سپاہی تھے اور ٹامس مسیحی لشکر کا دمشق میں سردار تھا متوخرالذکر نے زہر میں بجھے ہوئے تیر سے آبان کو زخمی کر کے شہید کر دیا۔ آبان اور اس کی بیوی نئے دولہا دولہن تھے۔ دلہن میدان کے دوسرے حصہ سے بھاگ کر میاں کو دیکھنے آئی مگر اس کے آنے سے قبل اس کا محبوب خاوند واصل بحق ہو گیا۔ اس پر بیوی نے شہید کی لاش پر جھک کر کہا۔

''میرے محبوب! ہم کو خدا نے جدا کرنے کے لئے اکٹھا کیا تھا۔ میں تمہیں ملنے کے لئے آتی ہوں۔ اب اس جسم کو تیرے بعد کوئی نہیں چھوئے گا یہ اب خدا کے سپرد ہے'' اس کے بعد خاوند کا تیر کمان سنبھالا اور پہلے دشمن کے علمبردار کو پیوند خاک کیا اور اس کے بعد ٹامس کی آنکھ میں تیر مار کر اسے ایسا سخت زخمی کیا کہ وہ لڑائی کے قابل نہ رہا اور آخر مارا گیا اور اس کے بعد بدلہ لے کر شربت شہادت پی کر اپنے شہید دولہا سے جاملی ہونگی۔ یہ تھا مسلمان فیض یافتگان خلافت کا دل۔

مسلمان کا ہاتھ

خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کا ہاتھ اونچا کیا ان کو افلاس سے نکال کر تموّل بخشا اور زمین کے خزائن کا مالک بنایا اور اس قدر کہ حضرت عمرؓ نے ۳۶ ہزار قصبات آباد کئے اور رخ زر پر لا الہ الا اللہ کا سکہ نقش ہوا اور بیت المال کی باقاعدہ بنیاد پڑی اور فتح ایران پر ۱۹۰۰ اونٹ مال غنیمت سے لدے ہوئے مدنیہ منورہ میں پہنچے اور ۶۰ ہزار فاتحین قادسیہ میں سے ہر ایک کو ۱۲۰۰ درہم ملے اور علاوہ دوسرے اموال کے اکیلے سیدنا علیؓ کے حصہ میں کسریٰ کے ایک خاص غلیچہ کا جو ٹکڑا آیا اس سے حضرت کو ۸ ہزار درہم ملے۔ ساحل افریقہ پر جہازوں کی تباہی کے بعد کہا جاتا ہے ایک بوڑھا عرب بیٹھا تھا۔ کسی نے اس کے ہاتھ سے چھڑی چھیننا چاہی مگر چھین جھپٹ میں چھڑی ٹوٹ گئی تو اس کے اندر سے جواہرات اور سونے کے سکے نکلے۔ یہ تھا مسلمانوں کا تموّل!

اور سنئے! خلافت ثانیہ میں حضرت عباسؓ کو ۲ لاکھ درہم سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ بدری صحابہ

کو پانچ پانچ ہزار۔صاحبزادگان حسینؓ وحسنؓ میں سے ہر ایک کو اسی قدر۔امہات المومنین میں سے ہر ایک کو دس ہزار اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ۱۲ ہزار درہم سالانہ ملتے تھے۔ باوجود اس قدر دولت کے یہ لوگ دل کے غریب فیاض اور دین کے پابند تھے۔

مسلمان کا دماغ

ان علوم وفنون کے علاوہ جن کی شہادت آج تک عربی زبان کا ''اَلْ'' الجبرا میں اور اعلیٰ عمارتیں دہلی وغرناطہ وقرطبہ میں اور عربی عبارتیں انگلستان کے محلات پر کرسٹل پیلس (Crystal Palace) برائٹن وغیرہ) پیش کرتی ہیں۔مسلمان سپاہی فنون جنگ اور میدان جنگ میں اپنی سادگی کے باوجود دماغی لحاظ سے بھی ممتاز تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کہیں چالیس صندوقوں میں جانباز سپاہی بند کر دیے جاتے ہیں اور جب مال غنیمت سمجھ کر دشمن ان کو قلعہ میں لے جاتا ہے تو صندوق توڑ کر موقع شناس بہادر باہر نکل پڑتے ہیں اور اللہ اکبر کہہ کر قلعہ کے دروازے کھول دیتے ہیں۔کہیں مسیحی بھیس بدل کر تدبیر سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں کہ کہیں ایسی ہوشیاری وکرتب دوزی سے کام لیتے ہیں جیسی کہ ذیل کی مثال ہے:۔

حلب کا محاصرہ تھا فصیل کا توڑنا یا اس پر چڑھنا محال ہورہا تھا۔تب سردار لشکر اسلام نے تمام سپاہ کو مخاطب کر کے کوئی تدبیر پوچھی اور خواہش ظاہر کی کوئی صاحب تدابیر بہادر اس شہر پناہ کو تسخیر کرے۔اس پر ایک جری قدآور جسیم وشہزور عرب نے اپنے تئیں پیش کیا اور سات مددگار طلب کیے۔رضا کاروں کی کہاں کمی تھی۔آٹھوں مجاہدین روانہ ہوئے۔بکریوں کی کھالیں اوڑھ لیں۔مونہہ میں سوکھی روٹی پکڑلی۔چاروں ہاتھ پاؤں پر اس طرح چلتے گئے اور روٹی کی ایسی آواز نکالی کہ مسیحی پہرہ دار سمجھے کتے جارہے ہیں۔ دیوار کے پاس پہنچ کر لیڈر بیٹھ گیا اور ساتوں بہادروں کو اوپر نیچے اپنے کندھوں پر بٹھالیا اور ایک ایک کر کے پہلے ساتوں اور بعد میں آٹھواں کھڑا ہو گیا اس طرح اوپر کا جوان دیوار پر چڑھ گیا۔پھر کیا تھا عمامہ پھینکا پہلے ایک پھر ہر ایک کو عمامے جوڑ اوپر کھینچ لیا پہرہ داروں کو زیر کیا اور شہر کے دروازے کھول دیئے اور سینے لکھا

ہے کہ جب انطاقیہ میں ضرار اور چند دیگر معزز مسلمان قید ہوئے تب ہرقل شاہ روم نے قیدیوں سے چند سوال کیے۔ انہیں میں سے بعض سوال اور جواب حسب ذیل ہیں۔

ہرقل:۔ تمہارے پادشاہ کیسے فرش پر بیٹھتے ہیں

بزرگ۔ انصاف اور مساوات کے فرش پر۔

شاہ روم۔ ان کا تخت کیسا ہے۔

مسلمان قیدی:۔ راستی اور پرہیزگاری کا

سوال:۔ تمہاارے خلیفہ (عمرؓ) کا خزانہ کیا ہے۔

جواب:۔ توکل علی اللہ

س:۔ خزانہ کے محافظ کون ہیں۔

ج:۔ اللہ کی توحید پر بہترین ایمان رکھنے والے

یہ تھا مسلمانوں کا روشن دماغ اور اسی نے میدان جنگ کے بعد میدان اصلاح میں وہ کچھ کیا جو آج یورپ کی اصلاح ریفارم Reform اصلاح مذہب اور علمی ترقی کا موجب ہوا ہے۔

خلاصہ و دعا

یہ ہے نقشہ زمانہ خلافت کا اور اس کے بعد کا۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت مقتضی ہے کہ ہم نے پھر سے وہ روح تازہ کرنا ہے جس کے فقدان نے عزت کے بعد ذلت دکھائی ہے۔ مالدار مسلمان نے اپنے جواہرات ٹھیکریاں سمجھ کر پھینک دیئے اور مفلس کافر نے اپنی ٹھیکریاں ناکارہ سمجھ کر پھینک دیں اور ہوشیاری سے مسلمان کے قیمتی موتی اٹھا لئے یعنی مسلمان نے چھوڑا اگر اسلام اور ذلت دی اور کافر نے چھوڑا اگر کفر اور اسلام کی تعلیم پر عامل ہو کر عزت حاصل کی۔ اے اللہ ہم تجھ سے چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو پھر مسلمان کر دے اور نئی خلافت میں ان کو خلافت کا مسلمان بنا اور کافروں کو بھی ایسا اسلام دے جو زمانہ خلافت میں تھا جس کی نسبت ایک دشمن اسلام مؤرخ کہتا ہے۔'' جائے حیرت ہے کہ جو شخص بھی ایک دفعہ اسلام لایا

خواہ وہ شمشیر کے ذریعہ ہی لایا ہو جو کہ اسلام کا خاص حربہ تھا وہ پھر ایسا ایمان دار ہوا کہ اس نے اپنے نئے مذہب کے لئے ہر طرح قربانی کی اور مرتد نہیں ہوا'' (تاریخ اس کی بہت مثالیں پیش کرتی ہے) خدا نے ہم کو وعدہ دیا ہے کہ کل ادیان پر اسلام غالب ہوگا۔ خلافت پھر سے ہم میں موجود ہے۔ تاریخ اسلام کا وہ زمانہ عود کر رہا ہے جو فتوحات میں بے نظیر تھا۔ ضرورت ہے کہ ایمان کی نعمت سے مالا مال ہونے کے بعد تنظیم کی برکت سے ایثار کرتے ہوئے زمانہ خلافت اسلام کا ہر مرد اور ہر عورت اور ہر نوجوان نمونہ بن جائیں۔ ہمارے سامنے موسیٰ بن نصیر گورنر شمالی افریقہ و سپین فاتح سسلی و سارڈینیا جیسے بوڑھے غازیان بر و بحر ہیں (ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے سسلی میں ہر دس گز پر مسجد تعمیر شدہ دیکھی) ہمارے سامنے نعمان فاتح ایران ہیں جنہوں نے فتح و شہادت دونوں کی خواہش کی اور جب تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر علم کو جنبش دے کر حملہ کیا اور فتح حاصل کر لی تو پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ ''اے خدا فتح تو ہوئی مگر میں نے شہادت کے لیے بھی تو استدعا کی تھی وہ بھی قبول فرما۔'' اس کے بعد جان جانِ آفرین کے سپرد کر کے شہادت کا تاج پہنا۔ ہم حضرت خالد کی شجاعت اور بعد کی اطاعت کو سنہری حروف سے تاریخ کے صفحات پر منقوش دیکھتے ہیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے منکرین خلافت اور عدوان اہل بیت کی قسمت سے بھی واقف ہیں اس لئے پہلے واقعات سے سبق لیں اور اللہ سے دعا کریں کہ ہمیں وہ کچھ دکھائے جو پہلوں نے دیکھا جس کی ایک مثال حضرت سعد بن ابی وقاص پیش کرتے ہیں۔ جب یزدجر کو شکست ہوئی۔ کسریٰ کی سلطنت اس طرح ٹکڑے ہوئی جس طرح یزدجر نے رسول کریم ﷺ کے خط کو پھاڑ کر کئے تھے۔ جس کی حضرت نبی کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس وقت مدائن کے ویرانوں کو دیکھ کر اور ایرانیوں کی شکستہ حالت پر نظر کر کے حضرت قائد لشکر اسلام نے قرآن پاک کی حسبِ ذیل آیات پڑھیں۔ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ. وَّزُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ. وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ. كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ o فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ (سورہ دخان۔ آیات ۲۶ تا ۳۰) کیا منظر تھا جو قرآن کے سننے والوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ فالحمدللہ کہ ہم نے بھی جو

بشارات سنی تھیں ان کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ برکات خلافت ثانیہ کے ۲۵ سالہ عہد کو دیکھا ہے اور فرط محبت سے تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں۔ ؎

نعرہ اللہ اکبر کر دیا ہم نے بلند
جب عدو کہنے لگا اسلام کا کچھ بھی نہیں
ہے عدو کے ہاتھ میں تیغ و سناں تیرو تفنگ
ہاتھ میں اپنے بجز تیر دعا کچھ بھی نہیں
مطلع مغرب سے چمکا نیّر نصف النہار
آنکھ کھولو منکرو اب بھی گیا کچھ بھی نہیں

۲۲

☆......☆......☆......☆
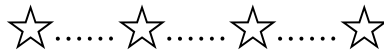
حوالہ جات

۱۔الحکم ۷؍جنوری ۱۹۲۵ء

۲۔الفضل ۲۳؍۲۶؍فروری ۱۹۲۶ء

۳۔الفضل ۳؍جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۲

۴۔الفضل یکم؍جنوری ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۱

۵۔الفضل ۳؍جنوری ۱۹۳۰ء

۶۔الفضل ۸؍دسمبر ۱۹۳۱ء

۷۔فاروق ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۳ء

۸۔یکم؍جنوری ۱۹۳۵ء

۹۔الفضل ۲۹؍دسمبر ۱۹۳۶ء

۱۰۔الفضل ۱۹؍دسمبر ۱۹۳۷ء

۱۱۔الفضل ۱۱؍جنوری ۱۹۳۹ء

۱۲۔الفضل ۹؍جنوری ۱۹۴۰ء

۱۳۔الفضل ۳۱؍دسمبر ۱۹۴۰ء

۱۴۔الفضل ۳۰؍دسمبر ۱۹۴۲ء

۱۵۔الفضل ۱۹۴۶ء

۱۶۔الفضل قادیان ۲۳،۲۶ فروری ۱۹۲۶ء

۱۷۔الفضل ۱۴؍جنوری ۱۹۳۴ء

۱۸۔الفضل ۳؍فروری ۱۹۳۵ء

۱۹۔الفضل ۵؍جنوری ۱۹۳۷ء

۲۰۔الفضل ۱۱؍جنوری ۱۹۳۸ء

۲۱۔الفضل ۱۱،۱۲؍جنوری ۱۹۳۹ء

۲۲۔الفضل ۹ جنوری ۱۹۴۰ء

بابِ نہم

پاکستان میں آمد اور وفات

پاکستان میں آمد

قیام پاکستان سے چند ماہ پیشتر آپ بمبئی مشن سے علالت کے باعث قادیان میں آ گئے۔ قادیان سے ہجرت ایک تکلیف دہ امر تھا۔ آپ کسی صورت میں بھی قادیان سے نکلنا نہ چاہتے تھے۔ لیکن ہجرت بھی مقدر ہو چکی تھی۔ لہٰذا آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں آخری قافلہ کے ساتھ مع اہل وعیال ہجرت کر کے پاکستان میں تشریف لے آئے۔ قادیان سے ہجرت کے وقت جب منارۃ المسیح اور دیار مسیح سے جدائی ہو رہی تھی۔ اس وقت کی کیفیت میاں غلام محمد صاحب ٹیلر ماسٹر کے بیان سے ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں:۔

آخری قافلہ جو ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لاہور پہنچا۔ اتفاق سے میں بھی اس میں سوار ہوا جس میں حضرت نیّر صاحب مع اہل وعیال عازم سفر ہجرت تھے۔ حضرت نیّر صاحب میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ آپ کسی سے گفتگو نہ کر رہے تھے، آپ کی نظریں منارۃ المسیح کی طرف لگی ہوئی تھیں اور فرما رہے تھے ''ہم نہیں جا رہے، دشمن ہمیں نکال رہا ہے نیز حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''آ جاؤ'' اس لئے ہم جا رہے ہیں''

جب تک منارۃ المسیح نظر آتا رہا اسے دیکھتے رہے اور زار وقطار روتے رہے اور یہی کیفیت سارا سفر رہی۔ بیوی بچوں سے بھی بات تک نہ کی۔ [1]

پاکستان میں قیام

پاکستان آنے پر حضرت نیّر صاحب نے چند روز لاہور میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کر لی اگرچہ آپ بیمار تھے۔ لیکن جب ذرا طبیعت اچھی ہوتی تو نماز جمعہ لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اقتداء میں ادا فرماتے۔

وصیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری کردہ نظام وصیت کے تحت آپ نے ۲۰/جنوری ۱۹۰۸ء کو ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کی ، اس کے بعد ۶ دسمبر ۱۹۳۶ء کو آپ نے اپنی وصیت میں اضافہ فرمایا اور سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کی خدمت میں لکھا کہ '' آئندہ سے میری وصیت ۱۰/۱ کی بجائے ۹/۱ کر دی جائے ۔ آپ کا وصیت نمبر ۲۸۲۴/۲۸۳ ہے ۔ ۲

وفات

قادیان سے ہجرت کے بعد آپ کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی ۔ اس دار فانی سے کوچ کا وقت مقدر ہو چکا تھا ۔ اس لئے جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا ۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو وفات کی خبر پہلے سے ہی دے رکھی تھی شیخ عبدالقادر صاحب فاضل محقق نومسلم مبلغ تحریر فرماتے ہیں :-

'' پاکستان آنے کے بعد پہلی عید جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے منٹو پارک میں پڑھائی ۔ اس میں نماز اور خطبہ کے بعد احباب جماعت حضرت اقدس سے ملاقات کر رہے تھے ۔ خاکسار بھی امیدواروں میں سے تھا حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ نے خاکسار کو دیکھ کر پوچھا کہ '' آپ بتائیں ہم لوگ قادیان کب واپس جائیں گے ۔''

اتنا فرماتے ہی حضرت نیّر صاحب کے آنسو نکل آئے خاکسار نے جواب میں عرض کیا کہ مولوی صاحب ! اس کا انحصار تو ہمارے اعمال پر ہے اگر ہم جلد اپنی اصلاح کر کے اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کر لیں تو وہ ذات ارحم الراحمین جلد ہمیں واپس قادیان لے جائے گی ، ورنہ شاید کچھ دیر لگ جائے ، خاکسار کا یہ جواب سن کر حضرت نیّر صاحب نے فرمایا ۔

'' پھر مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ تم ایک سال کے اندر اندر چلے جاؤ گے ۔'' ۳

خدا تعالیٰ کی مشیت پوری ہوئی اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک درخشندہ ستارہ

۷ ستمبر ۱۹۴۸ء کوخدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سایہ میں ہمیشہ کے لئے چھپ گیا۔(انا لِلّٰہ و انا الیہ راجعون) ہاں وہی جس کے ذریعہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی پیشگوئی اسلام کی نشاۃ اولیٰ کے بعد پہلی بار اپنی پوری شان وشوکت سے مغربی افریقہ میں پوری ہوئی۔اور وہی جس نے ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' الہام کے پورا ہونے کی داغ بیل ڈالی۔ اللہ تعالیٰ حضرت نیّر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور اعلیٰ علیّین میں جگہ عطا فرمائے۔اے خدا تو ایسا ہی کر۔آمین

تدفین

آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو غسل آپ کی زوجہ ثانیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے دیا اور ایک احمدی مکرم غلام رسول صاحب نے پانی ڈالنے میں مدد دی اور اس طرح رب کریم کے حضور ایک پیارا وجود سفید کپڑوں میں ملبوس حاضر ہوا جس کی نماز جنازہ میں بکثرت لوگ شامل ہوئے۔

اس وقت حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے آپ کو گوجرانوالہ میں ہی امانتاً دفن کیا گیا اور اس کے بعد آپ کی نعش مبارک ۲۹ رجنوری ۱۹۵۵ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپرد خاک کر دی گئی۔آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ کا بیان ہے کہ حضرت نیّر صاحب کا تابوت اپنی پہلی حالت میں ہی تھا لہٰذا تبدیل نہ کیا گیا۔آپ کی وفات کی خبر الفضل نے ان الفاظ میں شائع کی۔

حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کی وفات

''نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ کل بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۴۸ء ساڑھے سات بجے صبح سلسلہ کے دیرینہ خادم اور مغربی افریقہ کے سب سے پہلے مبلغ الحاج مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب طویل علالت کے بعد گوجرانوالہ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت نیّــــر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے اور عرصہ دراز تک بیرونی ممالک میں ایک کامیاب مبلغ کی حیثیت سے کام کرتے رہے تھے۔ بالخصوص مغربی افریقہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی ہدایات کے ماتحت پہلا تبلیغی مشن آپ نے ہی قائم کیا۔ انگلستان میں بھی آپ کو تبلیغ حقہ کے فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے کئی اور نوع کی خدمات سلسلہ بجالانے کی بھی آپ کو توفیق بخشی، ہمیں اس صدمہ میں حضرت نیّر صاحب کی اہلیہ محترمہ اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بہت بہت بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین''

''وکل من علیھا فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام''

حلیہ

آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے آپ کے حلیہ مبارک کی تصویر کشی درج ذیل الفاظ میں کی۔

''آپ درمیانہ قد کے تھے خوشنما زردی مائل رنگت جس میں سرخی بھی جھلکتی تھی۔ بھری ہوئی مالیدہ داڑھی جس کے اندر مستقل مزاجی کا نشان ٹھوڑی نظر آیا کرتی تھی اور چاہ ذقن بھی تھا، سر پر سبز پگڑی ڈھیلے ڈھالے پیچ جس سے آپ کا چہرہ اور بھی نمایاں ہوجاتا تھا۔ ۵

حوالہ جات

۱۔غیر مطبوعہ بیان میاں غلام محمد صاحب ٹیلر ماسٹر
۲۔ریکارڈ بہشتی مقبرہ فائل نمبر ۲۸۲۴/۲۸۳
۳۔تاریخ احمدیت لاہور صفحہ ۵۴۳ مولفہ شیخ عبدالقادر صاحب فاضل
۴۔الفضل ۱۹/ستمبر ۱۹۴۸ء
۵۔غیر مطبوعہ

فصل دوم

سیرت نیّر

حضرت الحاج مولانا عبدالرحیم نیرؓ نے بچپن میں خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کی سواری آئی ہے جس کی لگام انہوں نے آگے سے ہوکر پکڑ لی ہے۔اس خواب کی تعبیر ان کی نیک اور پارسا والدہ نے یہ کی کہ ''بیٹا یا تو تمہاری زندگی میں امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا یا تم بہت بڑے عالم بنو گے'' کیا ہی مبارک یہ خواب تھی اور کیا ہی مبارک یہ تعبیر جو لفظاً و معناً حضرت مولانا نیّر صاحب کی ذات میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔آپ کو امام مہدیؑ کی نہ صرف زیارت نصیب ہوئی بلکہ بیعت کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی۔آپ ایک انتہائی پارسا، متقی اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ سچے عاشق رسول، عاشق قرآن اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفاء سے قابل رشک اخلاص و وفا کے پیکر تھے۔فرشتوں کا سا نورانی متبسم چہرہ اور شیریں لب و لہجہ آپ کی پہچان، حد درجہ خوش خلق، ملنسار، حلیم الطبع، ہنس مکھ، بے ضرر، غریب پرور اور نافع الناس وجود تھے۔ پابندی احکام اسلام آپ کا شعار اور تقویٰ آپ کا لباس تھا۔آپ کی زندگی سیرت کے ان حسین واقعات سے مرصع ہے جن کا ایک خاکہ آئندہ صفحات میں پیش ہے۔

عشق رسول ﷺ

یوں تو ہر احمدی کی زندگی عشق رسول ﷺ سے عبارت ہے مگر بعض غلامان مسیح الزمان فنافی الرسول کا مقام پا گئے انہی میں سے ایک حضرت مولانا نیّر صاحب کی ذات ہے۔آپ کی زندگی کا ہر لمحہ، قول اور فعل عشق رسول کا آئینہ دار ہے۔ ۲۷ جولائی ۱۹۱۹ء کو انگلستان تبلیغ اسلام کے لئے جاتے ہوئے جب بحری جہاز سید الاوّلین و آخرین کے مولد کے قریب سے گذرا تو آپ آنحضرت ﷺ کی محبت میں اپنے جذبات قابو میں نہ رکھ سکے۔آپ کی زبان پر حضرت مسیح موعودؑ

کے مندرجہ ذیل اشعار جاری تھے اور آنکھوں سے آنسورواں تھے۔

حمامتنا تطیر بریش شوق وفی منقار ھاتحف السلام

الی وطن النبیؐ حبیب ربی وسید الرسل خیرا لانام

حضرت نیّر صاحب مغربی افریقہ میں کام کے بوجھ اور تفکرات سے تن تنہا نبرد آزما تھے۔ دعا کے سوا کوئی سہارا نہ تھا اگرچہ مصروفیات کا یہ عالم تھا کہ سوائے شدید بیماری کے مکمل آرام کبھی نہ کیا تاہم ان تفکرات اور دن بھر کی تھکن دور کرنے کے لئے کبھی کبھار آپ سالٹ پونڈ کے ساحل سمندر پر جا کر دنیا سے بے نیاز ہوکر تنہائی میں خدا تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز کرتے اور پُرنم آنکھوں سے عشق رسول ﷺ میں مگن ہوکر اپنے لئے اور اپنے پیاروں کے لئے دعائیں کرتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر سمندر کے کنارے تنہا نہایت رقت اور الحاح کے ساتھ اپنے عشق رسولؐ کا اظہار حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی جھوک پڑھنے سے کر رہے تھے اور اس سے لطف اندوز اور تسکین قلب حاصل کر رہے تھے ''جھوک'' درج ذیل ہے۔

کون کوئی ہووے جاوے دیس رسول دے
حال سناوے جیہڑا اگے مقبول دے
کرم دی نظر اک لوڑاں سرکار دی
میں بھی ہاں بندی اک ایس دربار دی
سب گناہیاں وچوں وڈی بدکار میں
حال نہ کوئی کویں لنگھاں گی پار میں
کون نی سیّو میرے دکھڑے ونڈے نی
درداں دے سول چبھن دکھاندے کنڈے نی
کوکاں پئی تتی میں تاں کنڈھے اورار دی
ہوئی اداس جیویں کونج پہاڑ دی
ٹھلیں مہانیاں کدے بیڑا ضرور وے

پار لنگھاویں مینوں پہلڑے پور وے
دیر نہ ہووے کرنی عرض منظور وے

جھوک مہدی والی ۲

آپ اپنے وجود کو ہر وقت اپنے محبوب آقا ﷺ کے ساتھ لگائے رکھتے اور آپ کو آنحضور ﷺ سے ایک لمحہ کے لئے بھی علیحدگی گوارا نہ تھی۔ ایک واقعہ جس سے آپ کے عشق رسولؐ کا یہ پہلو ظاہر ہوتا ہے درج ذیل ہے۔ مکرم میجر منظور احمد صاحب (ریٹائرڈ) لکھتے ہیں۔

نیوی کے ایک سکھ افسر صاحب کے ساتھ ہمارا مذہبی تبادلہ خیال ہوا کرتا تھا مکرم ومحترم کموڈور باجوہ صاحب سے بھی ان کی گفتگو رہتی تھی۔ ایک دن گفتگو کے دوران انہوں نے خاکسار سے کہا کہ آؤ ہم فرض کرلیں کہ ہم دونوں کسی مذہب کو نہیں مانتے میں فرض کر لیتا ہوں کہ میں سکھ نہیں ہوں اور آپ فرض کرلیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں اس طرح مذہبی بندھنوں سے بالا ہو کر ہم عقلی طور پر اسلام اور قرآن مجید کی سچائی کو پرکھیں۔

خاکسار کی عمر اس وقت بمشکل بیس اکیس برس ہوگی۔ ناپختہ ذہن، خام معرفت۔ میں نے جھٹ کہہ دیا ''چلو یونہی سہی''......اس پر وہ افسر مجھے بتانے لگے کہ ''میں نے آپ کے مبلغ مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کے سامنے بھی یہ طریق استدلال رکھا تھا مگر انہوں نے سختی سے اسے رد کر دیا تھا'' مکرم نیّر صاحب مرحوم نے جو جواب دیا تھا وہ آب وزر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ''میں اپنے آپ کو محمد ﷺ سے الگ نہیں کرسکتا خواہ وہ مفروضہ کے طور پر ہی ہو۔ نہیں! ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔'' ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طنیت را ۳

اطاعت رسول ﷺ

عشق کا ایک تقاضا یہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق کی ہر بات پر عمل کرے اور اس کے ہر اشارہ پر مجسم تعمیل ہو جائے۔ یہ خصوصیت حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل حضرت نیّر صاحب میں بھی

پائی جاتی تھی۔

مکرم میاں غلام محمد صاحب ٹیلر ماسٹر فرماتے ہیں کہ حضرت نیّر صاحب سردی کے موسم میں ایک روز کمبل اوڑھے نماز فجر سے قبل تشریف لائے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:۔ ''کچھ کام ہے نماز فجر کے بعد میرے ساتھ گھر چلیں'' نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں ان کے گھر حاضر ہوا۔ انہوں نے پہلے چائے پلائی پھر کام بتایا۔ میں کپڑے لے کر واپس آ گیا دو پہر کے وقت کام ختم ہوا تو میں آپ کے گھر گیا آپ گھر پر نہ تھے۔ کپڑے آپ کی میز پر رکھ کر گھر لوٹا کپڑوں پر بل رکھ دیا جس پر یہ لکھا ہوا تھا ''**اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ**۔ جب حضرت نیّر صاحب گھر تشریف لائے بل پر لکھی ہوئی مذکورہ حدیث شریف پر نظر پڑتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی تیزی سے ہمارے گھر تشریف لائے۔ وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں نے مذکورہ حدیث دیکھ کر دیر کرنا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے سلے ہوئے کپڑے تک نہ دیکھے مبادہ دیر ہو جائے۔ ادائیگی فرمانے کے بعد جا کر کپڑے دیکھے۔'' ۴

عشق قرآن

آپ کو قرآن کریم سے بے حد محبت تھی۔ قرآن کریم پڑھتے تو اس کے مطالب و معانی پر غور کرتے اور اس کی تلاوت بڑے سوز و گداز سے کرتے۔ مکرم مولوی محمد ابرہیم صاحب خلیل مبلغ سیرالیون فرماتے ہیں:۔

''ایک دن بندہ شہر (فری ٹاؤن) کے سب سے بڑے مسلم رئیس الہادی ماسٹر آف کورٹ کو ملا خوش ہو کر عجیب لطف اندوز پیرایہ میں حضرت نیّر صاحب کے حالات سنانے لگے۔ کہنے لگے نیّر صاحب کیا تھے ایک مجسمہ جادو تھے ہزاروں کے مجمع میں رات کو پانچ چھ گھنٹے تقریر کرتے رہے سب کو مسحور کر لیا خصوصاً جب قرآن کریم وجد سے پڑھا تو دنیا عاشق ہو گئی جس طرف جائیں سینکڑوں لوگ پیچھے پیچھے گویا سارا شہر ہی احمدی ہو گیا۔'' ۵

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام سے والہانہ عشق و محبت

حضرت نیّر صاحب ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی سعادت پائی۔ حضور کے رُخ انور پر آپ کی پہلی نظر اور پھر حضور کا بطور خاص نظر شفقت سے آپ کی طرف دیکھنا عشق و محبت کا ایک ایسا منظر تھا جو حضرت نیّر صاحب کے دل و دماغ پر نقش ہو گیا اور حضور کی محبت آپ کے دل میں گھر کر گئی۔ اگرچہ بیعت کے بعد آپ اپنی ملازمت پر واپس تشریف لے گئے مگر آپ کا دل قادیان میں اٹکا رہا اور آپ کو ہر وقت اور ہر لمحہ اپنے پیارے محبوب کی یاد ستانے لگی آپ ہر سال چھٹیوں میں اس پیاس کو بجھانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں حاضر ہوتے لیکن اس سے آپ کی تسکین نہ ہوتی۔ بالآخر یہ عشق و محبت آپ کو ۱۸ر ستمبر ۱۹۰۵ء کو دیار مسیح میں کھینچ لائی۔ عشق و محبت کی اس داستان کو الفاظ کا روپ دینا ناممکن ہے تاہم چند واقعات درج ذیل ہیں۔ حضرت نیّر صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:۔

''میں اودھ سے تعطیلات موسمی میں غالباً ۱۹۰۳ء کرمدین والے مقدمہ کا وقت تھا آیا ہوا تھا اور گورداسپور میں حضرت کی زیارت کے لئے مقدمہ کے دوران میں موجود تھا۔ ایک شام کو حضور نے فیصلہ فرمایا کہ قادیان چلیں گے اس پر میں بھی رتھ کے ساتھ جو حضور کی سواری میں تھی پیدل قادیان آیا'' ۶

رتھ کے ساتھ پیدل چل کر آنا ایک دفعہ کی بات نہیں بلکہ اکثر اوقات آپ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں۔

''ایک دفعہ کی یہ بات مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ رتھ پر سوار ہو کر گورداسپور جاتے اور آتے تھے اور جو خدام حضورؑ کے ہم رکاب اس سفر میں ہوتے ان میں بعض دفعہ نیّر صاحب مرحوم بھی ہوتے اور آپ کی عادت تھی کہ فرط محبت میں اپنے یکہ کو چھوڑ کر حضرت صاحب کی رتھ کے ساتھ پیادہ پا دوڑتے اور حضورؑ سے باتیں کرنے کا موقع حاصل کرتے۔'' ۷

محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ بنت حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب سابق مبلغ ماریشس

آپ کے حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:۔

''اللہ اللہ کیسی پاکیزہ، کتنی بلند و ارفع تھی آپ کی ہستی۔ حضرت اقدسؑ کے ساتھ بے انداز محبت و عقیدت تھی۔ کوئی گفتگو خواہ کیسی ہی ہو آپ اس میں حضورؑ کا ذکر ضرور کرتے کہ حضور اقدس نے اس موقع پر یوں فرمایا تھا پھر جس پیار اور ادب سے حضور پُر نور کا نام لیتے وہ آپ کی محبت اور اخلاص کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ بیماری کی حالت میں فرمانے لگے جب میں افریقہ میں تھا تو میرا دل حضور کی جدائی اور یاد سے بہت بے تاب تھا تو میں نے تین روز خدا تعالیٰ سے رو رو کر آدھی آدھی رات تک دعا کی۔ تیسری رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضور اقدسؑ تشریف لائے ہیں اور بڑے پیار سے مجھے گلے لگا کر ملے ہیں۔ صبح جب میں بیدار ہوا تو دل بالکل مطمئن تھا تمام اضطراب اور بے چینی رفع ہو چکی تھی پھر آپ نے چند اشعار سنائے جو آپ نے اس رؤیا کو دیکھ کر بطور یادگار لکھے تھے۔ جب آپ یہ رؤیا بیان کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک تھی۔'' ۸

محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے بیان فرمایا کہ آپؓ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''ان ہاتھوں نے مسیح پاک کو چھوا ہے ان میں بڑی برکت ہے بعد میں آنے والے اگرچہ بہت عالم ہوں گے مگر انہوں نے مسیح پاک کو نہ دیکھا ہوگا۔ آپ ہمیشہ ''مسیح پاک'' ہی فرماتے اور اکثر اوقات ذکر کرتے وقت آپ کی آنکھیں تر ہو جاتیں۔'' ۹

اسی طرح مکرم مختار احمد ہاشمی صاحب نے یہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ نیّر صاحب نے فرمایا:۔

''بیٹا ان آنکھوں نے مسیح پاک کو دیکھا ہے۔ خدا کی قسم میں نے اس کے بعد اس جیسا حسین چہرہ کوئی نہیں دیکھا۔'' ۱۰

یادِ حبیب

حضرت نیّر صاحب نے مئی ۱۹۳۹ء میں اپنے پیارے محبوب حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں اپنی پیاری دلکش و حسین یادوں کو جمع کر کے ایک مضمون تحریر فرمایا۔ اس مضمون کا ایک ایک لفظ

مسیح موعودؑ سے آپ کی محبت کا آئینہ دار ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

''۲۶مئی کا دن قریب آرہا ہے۔آج سے اکتیس سال پہلے ۲۶مئی کے دن احمدی جماعت کو ایک ایسا واقعہ پیش آیا تھا اور زمین نے ایک ایسے عظیم الشان انسان کو آسمان کی طرف رخصت کیا تھا جس کی نظیر دنیا میں شاذ ہوا کرتی ہے۔یعنی اس دن حضرت مسیح موعودؑ کا وصال مبارک ہوا اور اسی مہینے میں میں نے یاد حبیب میں ذیل کے اشعار کہے۔

راتیں کٹی ہوں جس کی جاناں کے درد و غم میں
وہ جانتا ہے جاں کی عاشق کی جانکنی کو
دلبر تھا ایک اپنا دلدار تھا یگانہ
بھرتا ہوں سرد آہیں کر یاد میں اسی کو
پیش از وصال مشکل گو ہے وصال جاناں
رؤیا میں آکے لیکن ملتے ہیں احمدی کو
زر ہے نہ پر ہے آخر کیا تحفہ ان کو بھیجوں
لے جا نسیم سحری اس میری بے بسی کو
آنکھوں کا پانی میرے باد صبا تو لے جا
اس گل کی جا کے دینا ہر ایک پنکھڑی کو
جاناں تمہارے منہ سے نیّر میں نور چمکا
کیا منہ تھا ورنہ اس کا پاتا جو روشنی کو

عصر کا وقت قیامت کا وقت کہا جاتا ہے اور میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ قیامت آرہی ہے اور عصر کا وقت ہے اور میں نے اپنی لائبریری سے کشتی نوح لے کر بغل میں تھام لی ہے اور موت کے لئے تیار ہوں۔ہم نے ماہ مئی کی ۲۵ تاریخ کو عصر کے وقت جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنا وہ قیامت کا نشان تھا اور اس کے بعد ہم بروز مصطفیٰ کو جسم عنصری کے ساتھ اس زمین پر دوسری عصر

کے وقت نہیں دیکھ سکے۔اس علامت قیامت یعنی مسیح موعودؑ کے ساتھ آخری نماز عصر خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں ادا کرنے کے بعد حضرت نے لاہور میں فرمایا: ''کئی دنوں سے دست آرہے ہیں اندر سے کھوکھلا معلوم ہوتا ہوں۔اور فرمایا:۔''ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔''

مسیح موعود کے ان الفاظ نے اس عصر کے وقت واضح کر دیا تھا کہ حضور کی وفات قریب ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اپنے کام کو کامیابی سے ختم کرنے کے بعد اسہال کی بیماری سے جو دو زرد چادروں میں سے ایک تھی حضور کا وصال مبارک ہوا۔پس ہماری جماعت نوٹ کر لے کہ حضور کا وصال دستوں کی بیماری سے ہوا نہ کہ کسی اور مرض سے۔میں ان الفاظ کو جو حضرت کی زبان مبارک سے سنے تھے اب تک کانوں میں گونجتا ہوا پاتا ہوں اور جب کبھی دشمن کسی کمزور روایت کی بناء پر حضرت مسیح موعود کے وصال کو کسی اور بیماری کی طرف منسوب کرتا ہے تو میرے خون میں جوش آجاتا ہے اور مجھے ہمیشہ آخری عصر کے وقت کی آخری صحبت اور حضور کے کلمات طیبات کہ ''دستوں کی وجہ سے اندر سے کھوکھلا معلوم ہوتا ہوں'' یاد آجاتے ہیں اور کانوں میں وہ آواز جس کا اب سننا ناممکن ہے گونجتی ہے۔

ایک رؤیا ''یہاں مت کھڑے ہو''

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی نماز مغرب کا وقت تھا جب کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ کے مکان میں حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت ام المومنین (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) کے ہمراہ گھوڑا گاڑی میں سیر کر کے واپس آنے پر داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور اس کے بعد ہمارا سورج غروب ہو گیا اور احمدیہ بلڈنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز دوبارہ سننے میں نہیں آئی۔دوسرے دن چاشت کے وقت ٹریننگ کالج کے بورڈنگ ہاؤس میں جب کہ میں چارپائی پر لیٹ گیا تو رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود تشریف لائے اور احمدیہ بلڈنگز جسے اب غیر مبائع کوارٹرز کہا جاتا ہے اس کے قریب ایک جگہ ہے جہاں مخالف تقریریں ہو رہی ہیں حضرت نے فرمایا:۔''یہاں مت کھڑے ہو''

میں سمجھتا ہوں مجھے ارشاد تھا کہ اس مقام کے قریب بھی کھڑے نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہاں میری مخالفت ہورہی ہے۔الحمدللہ کہ میں نے اس ارشاد کی اب تک تعمیل کی ہے۔

جب نعش مبارک سٹیشن پر پہنچ گئی تو حضرت ام المومنین (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) سٹیشن پر تشریف فرما تھیں اور ہم لوگ نہایت افسردگی کی حالت میں ایک طرف کو بیٹھے تھے تب ایک آریہ سماجی نے آ کر کہا کیوں صاحب اب کیا ہوگا۔جس کا مطلب یہ تھا کہ مرزا صاحب تو فوت ہوگئے ہیں اب تم کیا کرو گے؟ میں نے جوش سے جواب دیا ایک مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں مگر وہ دشمن کا سر کچلنے کے لئے پانچ لاکھ مرزا پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔جس سے دشمن پر یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام زندہ ہیں اوران کا کام جاری رہے گا۔

جماعت کی تسکین کا باعث

حضرت مسیح موعودؑ کے وصال کے وقت لوگوں کے ہوش وحواس پر اثر تھا اور جماعت احمدیہ کو بے انتہا صدمہ تھا لیکن جو شخص اس وقت صبر و وقار سے کام لے کر جماعت کی تسکین کا باعث تھا وہ حضرت مولانا حافظ نورالدینؓ تھے۔حضرت مولوی محمد سعید صاحب حیدرآبادی بھی ان دنوں لاہور میں موجود تھے انہوں نے نیز خاکسار اور مولوی حافظ (صوفی) غلام محمد صاحب نے حضرت موصوف کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ہم سے بیعت لے لیں مگر موصوف نے فرمایا جاؤ اپنا کام بدستور کرو اور بیعت کا فیصلہ قادیان جا کر ہوگا۔چنانچہ قادیان آ کر بیعت ہوئی اور حضرت مولانا نورالدین صاحب بھیروی بالاتفاق کل جماعت اور اہل بیت کے اجماع سے خلیفۃ المسیح الاوّل منتخب ہوئے۔

فرطِ محبت

بعض باتیں ایک کیفیت ہوتی ہیں ان کا بیان کرنا مشکل ہوجاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر جو میرے ساتھ گذرا اس کا ایک پہلو اب دیوانگی معلوم ہوتا ہے۔میں فرطِ

محبت سے اور دماغ پر اس وقت کے خاص تاثرات کی وجہ سے یقین کر رہا تھا کہ حضورؑ قادیان جا کر تیسرے دن زندہ ہو جائیں گے اور ہر وقت دیکھتا رہا کہ نعش مبارک میں حرکت پیدا ہو مگر یہ انتظار مایوسی کے ساتھ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ حضور کو دفن نہ کر دیا۔ اس کے بعد بھی قبر سے عالم ربودگی میں مٹھی بھر مٹی اٹھا لایا اور اس کی طرف دیکھتا ہوا مقبرہ سے آ رہا تھا کہ راستہ میں مولانا شیر علی صاحب ملے انہوں نے فرمایا ''یہ کیا ہے؟'' اور ان کے اس سوال پر مجھے ہوش آئی اور میں نے کہا حضرت کی قبر سے مٹی اٹھا لایا ہوں۔ مولانا موصوف نے فرمایا:۔

''اگر تمہارے جیسے مخلصین مٹی اٹھانے لگیں تو پھر ہڈیوں کا بھی احترام نہ رہے گا'' اور میں نے مٹی کو زمین پر پھینک دیا۔

حضرت نیّر صاحب اپنے اس مضمون کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

۲۶ مئی کا دن مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں ہم پر یہ واضح کرتا ہے کہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال اپنا کام ختم کر چکنے کے بعد ہوا۔

۲۔ حضور کا وصال جیسا کہ میری شہادت اور ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ سے ظاہر ہے کسی متعدی بیماری سے نہیں ہوا۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر پہلا اجماع اور قلوب کا قدرتی میلان اس طرف تھا کہ خلافت ہو اور خلیفہ اول حضرت مولانا نورالدین ہوں اسی پر اجماع ہوا اور اسی پر عمل۔

۴۔ دشمنوں کا خیال تھا کہ اب سلسلہ عالیہ احمدیہ نابود ہو جائے گا مگر مومنین کو یقین تھا کہ یہ پودا پھولے گا پھلے گا اور دنیا کے کناروں تک پھیلے گا اور کہ پانچ لاکھ احمدی مسیح موعود کی تعلیم کو پھیلانے کے لئے کمر بستہ ہوں گے۔ انتہائی محبت کے جذبات نے ثابت کر دیا کہ پہلے مسیح کا مُردوں میں سے جی اٹھنا ایسی ہی محبت سے متاثر دیوانگی تھی جیسی کہ مجھ پر عائد ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں دلائل اور سنّت نبوی سے اور ۲۶ مئی کو خود فوت ہو کر حضرت ابن مریم کی وفات کو ثابت کر دیا۔ اللھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ عبدك المسیح الموعود ۱۱

پیارے محمود کے حضور نذرانہ عقیدت

حضرت نیّر صاحب کوانگلستان روانگی سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ''افسر ڈاک'' ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو حضور سے محبت اور قربت کا تعلق تھا۔ جس کا اظہار مندرجہ اشعار سے ہوتا ہے۔

نہ بھولا ہوں نہ بھولوں گا میری جان تیری صورت کو
تیری من موہنی مورت تیری پاکیزہ سیرت کو
خبر لے اے مسیحا دم کہ میں ہوں نیم جاں بسمل
پکڑتا ہے سمندر ۔ آ ۔ تیرے بیمار الفت کو
مماثل حسن و احسان میں مسیحائے مبارک کے
میرے محمود آ جلدی بدل میری نحوست کو
میرا محمود پیارا ہے جو عیسیٰ کا دلارا ہے
گذارش باادب کرنا نہ بھولیں اہل عصیاں کو

۱۲

محبت دیار مسیح علیہ السلام

حضرت مولانا نیّر صاحب کے محبوب کی یادگاروں میں سے قادیان کی بستی کے گلی کوچے اور مٹی کے وہ ذرات تھے جنہیں مسیح پاک کی قدم بوسی کی سعادت ملی۔ وہ درودیوار تھے جن میں آپ کا محبوب رہا کرتا تھا۔ ان مقامات مقدسہ کے لئے ہر سچے احمدی کی طرح آپ کے دل میں بھی عجیب والہانہ عشق موجزن تھا۔ یوں تو اس بستی سے جدائی ہر احمدی کے لئے روح فرسا ہے مگر وہ اضطراب اور قلق اور والہانہ محبت جو مسیح موعودؑ کے رفقاء کو دیار مسیح سے ہوسکتی ہے وہ بے مثال ہے

کیونکہ انہوں نے اس پیاری بستی میں اپنے محبوب کو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے دیکھا اوراس بستی سے ان کی پیاری اور حسین یادیں وابستہ تھیں جس کے ذکر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں حضرت نیّر صاحب کا قادیان سے نکلنا ایسے ہی تھا جیسے مچھلی کا پانی سے نکلنا۔آپ کی اس کیفیت کا اندازہ آپ کے اس بیان سے بخوبی ہو جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

''وہ دل جسے کوچہ دلدار سے محبت ہو۔وہ مجنوں جسے نجد کی ہوا سے لیلیٰ کی بو آئے۔ اسے دیار محبوب سے اور کوئے جاناں سے عارضی طور پر بھی جدائی اختیار کرتے وقت خاص خیالات کا حامل ہونا پڑتا ہے۔مجھے قادیان سے روانہ ہوتے وقت اکثر وہ زمانہ یاد آجایا کرتا ہے جب کہ خدا کا مسیحؑ (الف الف صلوٰۃ) زندہ تھا اور جب قادیان کا قیام دربار شام اور سیر صبح کے پُر لطف مناظر سے زائرین کی روح کو اس قدر سرشار کرتا تھا کہ روانہ ہوتے وقت آنسوؤں کی روانگی حالات قلب کی ترجمانی کیا کرتی تھی۔'' ۱۳

ایک مرتبہ قادیان سے کلکتہ جاتے ہوئے دیار محبوب کے لئے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ایک وقت تھا کہ قادیان سے چلتے وقت راستہ کی گہرائی، بہت پہلے یکہ پھر ٹم ٹم بعد میں ٹانگہ اور آخر میں موٹر کے ہچکولے قدر عافیت معلوم کراتے تھے مگر عشاق کی آنکھیں قادیان سے جاتے وقت پُر آب دل، آب حیات کے تازہ جام سے سرشار ہونے کے باعث زندہ ہوتا تھا اس لئے وہ زیر و بم موسیقی کی الاپ صوفی کا ذکر بن جاتی اور اکثر یکّہ میں بیٹھنے کا پتہ اس وقت لگتا جب یکّہ بان پنجابی میں ''نون'' اور ''ب'' کو موٹا کر کے کہتا ''سنبھلنا جی'' یا یکّہ کا پہیہ ایک طرف کو جھکتا یا یکّہ بان ''ریت ہے جی جرا (ذرا) اتر جانا'' کہتا۔اب دجال کا گدھا خادم مسیح بن کر مسیح کے دروازہ پر آچکا ہے مگر اس نے اس خدمت کرتے وقت مجھے اس راحت بھری تکلیف سے محروم کر دیا جس کا اظہار الفاظ نہیں کر سکتے جس کا اعادہ اب ناممکن ہے۔

جب تک ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا خیال
اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی

ہاں قادیان سے چلتے وقت وہ رخصت کرنے والا سہ راہہ (یعنی جہاں سے تین راستے نکلتے ہیں۔ ناقل) کنواں تو نہیں ملتا اور نہ ہی نہر کا پل دکھائی دیتا ہے مگر منارۃ المسیح کی بلندی قادیان کی عظمت اور قادیانیوں کے چاردانگ عالم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے مقصد کو یاد دلاتی ہے اور ایک مبلغ کا روانہ ہونا اسے اپنی ہستی کو اصل غرض کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

''میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔'' ۱۴

توکل علی اللہ

محترم نیّر صاحب کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو آپ کا توکل علی اللہ ہے۔آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات پر عجیب بھروسہ تھا۔ چند واقعات درج ذیل ہیں۔

مغربی افریقہ میں دورہ کے دوران ایک دن گیارہ میل کا سفر درپیش تھا۔سخت گرمی تھی۔ سواری کی بہت کوشش کی مگر نہ مل سکی سوائے پیدل سفر کے اور کوئی صورت نہ تھی۔ڈاکٹروں کی غیر ملکی لوگوں کو ہدایت تھی کہ پیدل بہت کم چلیں ورنہ بخار کا اندیشہ تھا۔ان سب حالات کو سامنے رکھتے ہوئے آپ نے دعا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے پیدل ہی چلنے کا عزم کر لیا۔تمام قافلہ سفر پر چل پڑا اور حضرت نیّر صاحب نے بھی باوجود صحت کی کمزوری کے کمرِ ہمت باندھ لی۔ابھی بمشکل دو فرلانگ سفر کیا تھا کہ پسینہ کا دریا شروع ہو گیا اور دریائے رحمت نے جوش مارا اور ایک مسیحی نوجوان بھاگتا ہوا آیا اور کہا

"Revd. Revd. Hammock come"

مولوی! مولوی! ہیمک آ گئی ہے (ان دنوں افریقہ میں ہیمک ایک قسم کی سواری تھی جو ڈولی کی طرح ہوتی تھی) اس کے بعد آپ نے ''ڈولی'' میں بقیہ سفر کیا۔سوار ہونے سے پہلے آپ نے عربی زبان میں توکل پر ایک مختصر تقریر کی۔ ۱۵

توکل علی اللہ کا ایک اور واقعہ آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے بیان فرمایا کہ افریقہ میں قیام کے دوران ایک دفعہ حضرت نیّر صاحب کہیں تبلیغی سفر پر تشریف لے

گئے تو آپ نے ایک ہوٹل میں قیام فرمایا مگر آپ کے پاس ادائیگی کے لئے رقم نہ تھی بس خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ تھا کہ وہ خود انتظام فرما دے گا۔ جب ادائیگی کا وقت آیا تو آپ نے دعا کی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وقت سے پہلے ہی خدا تعالیٰ نے یہ سامان فرمایا کہ ایک شخص جس نے کسی وقت آپ سے کچھ قرض لیا تھا اس نے آکر وہ رقم واپس کر دی چنانچہ آپ نے نہ صرف ہوٹل کا بل ادا کیا بلکہ کچھ زائد رقم بھی دے دی۔ ١٦

توکل علی اللہ کا ایک اور واقعہ حضرت نیّر صاحب کے الفاظ میں تحریر ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''سالٹ پونڈ پہنچ کر دیکھا کہ منزل مقصود والی سڑک بند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ توکلاً علی اللہ موٹر کرایہ پر مقرر کر لی۔ اور تمام تیاری کر لی موٹر ڈرائیور میری بیوقوفی پر ہنستا ہوا ساڑھے سات بجے پندرہ ستمبر کو آ گیا اور عاجز سوار ہو کر چل پڑا۔ راستہ میں پھاٹک سے تین فرلانگ کے فاصلہ پر روڈ انجینئر ملا جو پھاٹک کھول کر واپس آ رہا تھا اور سڑک کھلنے کا اعلان کرانے جا رہا تھا۔ پہلی موٹر جو آج گذری وہ میری تھی اور میں ١٦ ستمبر کو تیسرے پہر واپس آیا۔ آخری موٹر جو اس دن گذری وہ میری تھی اور اس کے بعد پھر سڑک بند ہو گئی۔'' ١٧

ایسا توکل سوائے خدا تعالیٰ کی ہستی پر پختہ ایمان اور یقین کامل رکھنے والے کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

دعا گو

آپ اپنے رب کے حضور بہت ہی عاجزانہ دعائیں کرنے والے تھے۔ ہر کام دعا سے شروع کرتے۔ خدا تعالیٰ کا بھی آپ سے پیار کا سلوک تھا کہ اس نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔ خاص دعاؤں میں تو اکثر ایسا ہوتا کہ خدا تعالیٰ آپ کو انجام سے بھی آگاہ فرما دیتا۔ آپ کی دعا اور قبولیت دعا کے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے بعض مقالہ میں متفرق طور پر مذکور ہیں اور بعض کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ نیّر صاحب اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر کہا کرتے تھے کہ یہ ہاتھ مسیح پاک کے ہاتھ میں رہے ہیں یہ بابرکت ہیں اور جب میں دعا کیلئے ہاتھ پھیلاتا ہوں تو ان میں برکت آجاتی ہے۔ ابتدا میں یہ بات مجھے عجیب سی لگتی۔ جب آپ دعا کرتے تو جو کچھ ان کو نظارہ دکھایا جاتا اسے بتادیا کرتے تھے۔ دعا کے وقت آپ یوں لگتے جیسے ایک بچہ اپنے والدین سے درخواست کررہا ہو۔ کسی خاص مقصد یا کسی خاص آدمی کے لئے دعا کرتے ہوئے آپ پر رقت طاری ہوجاتی اور ایک آواز جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو سنائی دیتی اور اکثر و بیشتر خدا تعالیٰ آپ کی پُرسوز دعا کو شرف قبولیت بخشتا اور دعا کے ساتھ ہی اس کے نتیجہ سے بھی آپ کو بتادیا جاتا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت نے اپنے گمشدہ بچے کے لئے دعا کرنے کو کہا جو جنگ عظیم ثانی میں لاپتہ ہوگیا تھا۔ آپ نے دعا کی اور ساتھ ہی اس عورت کو اس کے بیٹے سے متعلق بتادیا کہ اس کا بچہ کس مقام اور کس حالت میں ہے۔ اس کے بعد جلد ہی اس کی والدہ کو اپنے بچہ سے متعلق اطلاعات ملیں جو حضرت نیّرؓ کی بتائی ہوئی تفصیلات کے عین مطابق تھیں۔

آپ کی اہلیہ مزید فرماتی ہیں:۔

محترم قاضی محمد عبداللہ صاحبؓ کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی جب حضرت نیّـر صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے ان کے لئے دعا مانگی کہ

''اے پیارے خدایا قاضی صاحب کو اولاد سے نواز۔'' تو خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو سنا اور ایک بچی عطا فرمائی۔ ۱۸

قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ حضرت نیّـر صاحب کے الفاظ میں پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''مغربی افریقہ میں تکالیف کا سامنا، دشمن سے مقابلہ تھا، وطن سے دوری تھی، جسم کو راحت کے سامان مقصود تھے اس لئے آسمان زمین کے بہت قریب تھا اور دعاؤں میں بہت لذّت تھی۔ ایک دفعہ خرچ کی سخت تکلیف تھی۔ قادیان سے روپیہ نہ پہنچا۔ میزبان جسے تین پونڈ

ہفتہ وار دیتا تھا اس کے بارہ پونڈ بن گئے اور وہ تین پونڈ پیشگی چاہتا تھا۔ پندرہ پونڈ ہوں تو ''سفید مولوی'' کی عزت رہتی تھی۔ وطن بہت دور اور غربت میں غربت تھی مگر حضرت مسیح موعودؑ کا خدا بہت نزدیک تھا اس لئے بحر ظلمات کے کنارہ پر جا کر دعا کی اور آکر اطمینان سے دوپہر کا کھانا کھایا جس کے بعد معاً تار آیا کہ پندرہ پونڈ آپ کی نذر ہیں۔ میزبان منتظر تھا اور مجھے گھر سے نکلنے کا نوٹس دینا چاہتا تھا مگر مولا کریم نے عزت رکھی اور جو کچھ ضروری تھا وہ دیا۔'' ۱۹

آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے تقسیم ہند کے ایام میں بعض بزرگوں کو خاص طور پر تحریک فرمائی کہ وہ ''مصلح موعود'' مرکز سلسلہ اور جماعت کی حفاظت کے لئے دعائیں کریں اور آگے دوسرے اصحاب اور اہل و عیال میں بھی یہی تحریک کریں اور اگر کوئی امر ظاہر ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ ان احباب میں حضرت نیّر صاحب کا نام بھی شامل فہرست تھا۔ ۲۰

آپ حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل دعا کے ذریعہ بیماروں کو بھی اچھا کیا کرتے تھے۔ اگر کسی کو بخار آجاتا تو آپ یہ دعا فرماتے ''یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرداً وَّ سَلَامًا'' اور ساتھ ہی بیمار پر ہاتھ بھی پھیرتے تو اللہ کے فضل سے بخار اتر جاتا۔ ۱۸

افریقیوں سے محبت

حضرت مولانا نیّر صاحب کو ارض بلال کے مکین بہت ہی بھلے لگتے تھے۔ آپ ان سے آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں بہت ہی پیار کا سلوک فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے ''خدا کی قسم یہ سیاہ فام افریقن مخلصین مجھے بہت ہی پیارے ہیں ان کا اخلاص قابل قدر ہے۔'' ۲۲

آخری عمر میں جب آپ بیمار تھے تو اکثر فرمایا کرتے! ''کیا میں افریقہ کے لوگوں کے پاس کبھی جا سکوں گا۔'' ۲۳

محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ بنت حضرت حافظ صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشش تحریر فرماتی ہیں:۔

''ایک دفعہ جب آپ کو وہاں (افریقہ) کے چند افراد کے نظام جماعت سے منحرف ہونے کی خبر ملی تو آپ کو بے انتہا رنج پہنچا۔ بار بار فرماتے تھے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے وہ تو بہت ہی مخلص احمدی تھے۔'' ۲۴

اگر کوئی افریقن احمدی فوت ہو جاتا تو آپ کو ایسے ہی افسوس ہوتا جیسے کوئی اپنا بہت ہی پیارا عزیز فوت ہو گیا ہو۔ جماعت لیگوس کے امیر جماعت کی وفات کا آپ کو شدید صدمہ ہوا۔ وفات کی خبر جو الفضل میں جناب بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی کے خط سے درج کی گئی اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو افریقیوں سے کس قدر محبت تھی ''الفضل'' نے یہ خبر حسب ذیل الفاظ میں دی:۔

''۱۹ستمبر کو صبح کی نماز کے بعد پہلی خبر جو پٹنی سے روتے روتے امام نیّر صاحب نے فون کے ذریعہ سنائی وہ بہت افسوس ناک تھی اور وہ یہ کہ لیگوس کے احمدیہ کمیونٹی کے پریذیڈنٹ فوت ہو گئے ہیں۔ان کے اخلاص اور مالی خدمات کا امام نیّر صاحب پر ایسا گہرا اثر تھا کہ وہ اس خبر کو سن کر رونے لگے۔'' ۲۵

جذبہ احسان مندی

حضرت نیّر صاحب اپنے محسنوں کو ہمیشہ یاد رکھتے اور نہ صرف ان کا شکریہ ادا کرتے بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ان کے ساتھ احسان کا سلوک فرماتے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''میری احسانات کو یاد رکھنے والی طبیعت اس امر کی خواہش مند ہے کہ ڈاکٹر فتح دین صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مجھے اپنی خیر و عافیت سے مطلع فرماویں۔'' ۲۶

شیخ عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی (ریٹائرڈ) نائب تحصیلدار ابن حضرت حاجی منشی حبیب الرحمٰن صاحب کپورتھلوی (رفیق حضرت مسیح موعودؑ) نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میری والدہ صاحبہ اور بہن دونوں برادر مکرم شیخ کظیم الرحمٰن صاحب کے پاس قادیان گئی ہوئی تھیں۔ نیّر صاحب نے ان کی دعوت کی۔ واپسی پر آپ نے میری ہمشیرہ صاحبہ کو بیس روپے دیئے۔ اصرار

کرنے پر فرمایا کہ حضرت منشی حاجی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پورہ کے مجھ پر اتنے احسان ہیں کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ آپ میرے ہاں تشریف لائی ہیں اس لئے میں نے یہ پیسے دیئے ہیں۔

مکرم شیخ صاحب موصوف مزید فرماتے ہیں کہ

''ایک دفعہ میں لاہور اسٹیشن سے اپنے گھر جا رہا تھا۔ نیّر صاحب ٹانگے پر سوار تھے مجھے دیکھ کر وہیں ٹانگہ ٹھہرالیا اور اصرار سے مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور مجھے گھر کے پاس اتار کر آگے تشریف لے گئے۔'' ۲۷

حساس طبیعت

آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ کا بیان ہے کہ

''اگر میں کوئی چیز تلاش کر رہی ہوتی تو فوراً بھانپ لیتے کہ مجھے کس چیز کی ضرورت ہے اور اس چیز کی تلاش میں میری مدد فرماتے یا وہ چیز مہیا کر دیتے۔'' ۲۸

فیاضی

حضرت نیّر صاحب اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے۔ افریقہ میں جہاں ہر وقت غذا کی قلت کا مسئلہ درپیش رہتا وہاں بھی آپ کی فیاضی میں کچھ فرق نہ آیا۔ ایک واقعہ تحریر خدمت ہے۔

افریقہ میں ''صرح'' نامی جگہ پر آپ نے تقریر کی اور خطبہ جمعہ دیا۔ بعد میں رؤسا نے مرغی، چاول، دودھ کے ڈبے، ایک بھیڑ اور کھانڈ (دیسی چینی) آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کی۔ آپ نے یہ تحائف قبول کرنے کے بعد انہیں فوری طور پر افریقن احباب میں تقسیم کرنے کی ہدایت کر دی۔ ۲۹

سادگی

آپ کی طبیعت میں بہت سادگی تھی آپ کو لوگوں پر بہت اعتماد تھا۔آپ سودا سلف خریدنے جاتے تو کبھی قیمت دریافت نہ کرتے اور نہ ہی چیز دیکھتے بلکہ دوکاندار پر پورا اعتماد کرتے ہوئے جیسی بھی چیز وہ دکاندار دیتا لے لیتے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ کا بیان ہے کہ ''ایک دفعہ ہم بازار اشیاء خریدنے کے لئے گئے۔ان دنوں کھانڈ کی سخت قلت تھی۔چوک میں ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ اگر آپ کو کھانڈ درکار ہو تو میں ابھی لا کر دے سکتا ہوں۔نیّر صاحب نے اسے دس روپے اور کپڑا دیا۔وہ شخص غائب ہو گیا۔اس کے بعد ہم نے اس کی صورت کبھی نہ دیکھی۔'' ۳۰

خادموں سے حسن سلوک

خادموں سے حسن سلوک آپ کی فطرت کا خاصہ تھا۔آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے بیان فرمایا:۔

''مخلصانہ حسن سلوک آپ کی فطرت کا جزو تھا۔ایک واقعہ عرض کرتی ہوں کہ حیدرآباد دکن کی ایک بوڑھی اور ضعیف عورت کو ہم نے گھر رکھا ہوا تھا تاکہ بچوں کی دیکھ بھال میں مدد کرے۔دسمبر کے دن تھے،شدید سردی تھی جو اس عورت کے لئے بہت تکلیف دہ تھی۔اس کے پاؤں متورم ہو گئے تھے۔ایک رات میں نے دیکھا کہ نیّر صاحب اپنے بستر پر نہ تھے۔ساتھ والے کمرے میں روشنی تھی۔دیکھنے پر معلوم ہوا کہ نیّر صاحب اس خادمہ کے پاس کھڑے اس کے پاؤں پر ہاتھ پھیر کر دعا کرتے ہوئے دم کر رہے تھے۔حتّٰی کہ وہ آرام سے سو گئی۔تب آپ بستر پر آئے۔'' ۳۱

یتیموں کی خبر گیری

آپکی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا:۔

''بی جان نامی ایک یتیم لڑکی جو کہ حیدر آباد دکن کی رہنے والی تھی ،اس کی آپ نے پرورش کی۔ جب وہ جوان ہوئی تو آپ نے اس کی شادی کی اور اسے جہیز وغیرہ دیا۔ بی جان بعض اوقات گھریلو استعمال کی چیزیں بھی اٹھا کر لے جاتی۔ آپ اسے سمجھا دیتے ،سزا وغیرہ کبھی نہ دی۔'' ۳۲

احساس ذمہ داری

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں:۔

''نیّر صاحب اپنے مفوّضہ کاموں کو نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ لنڈن میں رات کو جب ہم سو جاتے تو اس وقت بھی نیّر صاحب بیٹھے ہوئے کام میں مصروف ہوتے تھے۔'' ۳۳

مولانا غلام باری سیف صاحب نے آپ کے احساس ذمہ داری سے متعلق فرمایا کہ:۔

''میں نے دیکھا کہ ایک دن جب کہ شدید بارش ہو رہی تھی حضرت نیّر صاحب بھیگتے ہوئے اسٹیشن پر تشریف لائے۔ بارش کی وجہ سے اسٹیشن پر مسافر نہ تھے گاڑی روانہ ہونے کو تھی۔ آپ سے دروازہ نہ کھل سکا۔ میں نے آپ کو اس پریشانی کے عالم میں پایا تو گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ آپ نے سوار ہونے پر فرمایا کہ مجھے حضورؓ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے سیرت نبوی ﷺ کے ایک جلسہ میں شمولیت کے لئے ارشاد فرمایا ہے اس لئے میں اسی گاڑی پر جانا چاہتا تھا۔ محترم مولانا سیف صاحب نے فرمایا کہ اس دن شائد ہی کوئی مسافر گاڑی پر سوار ہوا ہو۔'' ۳۴

انداز بیان

آپ کا انداز بیان بہت دلکش اور دل موہ لینے والا تھا۔آپ کی زبان شیریں اورشائستہ تھی۔آپ دھیمے انداز میں وقار، اطمینان اور نرم و دلنشین انداز میں بات کرتے کہ سامعین متاثر ہوئے بغیر رہ نہ سکتے۔

جناب چوہدری مظفرالدین صاحب بنگالی آپ کی ایک تقریر کے وقت سامعین کی کیفیت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

''سامعین کی یہ حالت تھی کہ جیسے کسی نے ان پر سحر کر دیا ہو۔وجد وشوق کا عالم ان پر طاری ہو گیا ہو اور ہمہ تن نقش دیوار بنے سب کچھ وہ سن رہے تھے جو ان کو سنایا جارہا تھا۔'' ۳۵

انداز تحریر

آپ کا انداز تحریر دل کی گہرائیوں میں اترنے والا تھا رپورٹ کارگزاری ہو یا سفرنامہ علمی موضوع ہو یا سیاسیات کا شعبہ، میدان کارزار ہو یا حالات حاضرہ پر تبصرہ آپ کا انداز تحریر ایسے تھا جیسے پاس بیٹھے کسی دوست سے باتیں کررہے ہیں۔تحریر میں مخاطب کرنے کے لئے ''پیارے پڑھنے والے'' یا ''دوستو'' کے الفاظ بکثرت ملتے ہیں۔کسی جگہ کسی شہر یا ملک کی تاریخ لکھتے ہوئے یوں لگتے ہیں جیسے آپ وہیں کے ہی رہنے والے ہیں۔

ذیل میں آپ کے مضمون بعنوان ''سیر عالم'' سے کچھ حصہ درج کیا جاتا ہے۔جس سے آپ کے انداز تحریر پر روشنی پڑتی ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں۔

''میں عالم تصور میں بام دنیا کی رفیع چھت یا منبر پر کھڑا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ تمام دنیا عجائب وغرائب واقعات اور زیر وزبر کردینے والے انقلابات کی آماجگاہ بن رہی ہے میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور خوب دوڑائی ہے۔تمام عالم کی سیر کی اور خوب کی ہے۔حضرات جغرافیہ وحافظہ اس وقت میرے مشیر ہیں۔مؤخرالذکر مہربان رپورٹر کی مرتب کردہ رپورٹوں کا طومار ہاتھ میں لئے ہے اور اول الذکر مستعدی سے ہر مقام کا نام بتانے کی خدمت ادا کررہا ہے۔

اسلامی دنیا

''میری آنکھ سب سے پہلے اس مقدس چار دیواری پر پڑی ہے جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کسی وقت معماری کا کام کرتے تھے، جہاں میثاق النبیین کی پیشگوئی کا مصداق سب کا سردار نبی ﷺ کھڑا ہوا ایک وقت اصنام کو خانہ خدا سے نکلنے کا حکم دے رہا تھا۔ جغرافیہ نے مجھے بتا دیا کہ یہ ارض مقدس حجاز ہے۔ حافظہ نے اپنا طومار دیکھ کر فرمایا۔ اب قومیت کا شیدا جرمنی کا قیدی کوتاہ اندیش مگر شجاع ترک اپنی شامت اعمال کے باعث اس گھر کی خدمت سے محروم ہو چکا ہے۔ اب خانہ خدا کی حفاظت میں سید حسین ابن علی شاہ حجاز ملک العرب آ گیا ہے اور اس کی افواج وہ دیکھو ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ عقبہ تک پھیل رہی ہیں حجاز ریلوے پر حملہ کر رہی ہیں۔ اب میں عربی فوج کا معائنہ کرتا ہوا جزیرہ نما سینا پر پہنچتا ہوں۔ طومار کی چوٹیاں گو کسی گذشتہ نور کا پتہ دیتی ہیں مگر ان کے گرد و پیش لق و دق صحرا ہے۔ سویز کو عبور کر کے مصر پر حملہ کرنے کے خواب دیکھنے والے ترک کا نام و نشان نہیں۔ عباس حلمی سابق خدیو کی مایوسانہ شکل اپنی حرکات ناشائستہ کو یاد کر کے کف افسوس مل رہی ہے۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ کا منظر دکھانے والی نہر پر گورے منہ والا انگریز سانولہ ہندوستانی اور مشرق مغرب کے درمیان رہنے والا مصری سپاہی پہرہ دے رہا ہے۔ میں نہر سے پار اتر کر مصر میں پہنچا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ سلطان حسین والئ مصر کی سواری آ رہی ہے۔ حضرت یوسف و موسیٰ علیہما السلام کے سبق آموز کارناموں و رسالت کی سرزمین میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ اسلام کا صرف نام ہی نام ہے۔''

کسی جنگ کی حالت تحریر کرتے وقت اس میں جان ڈال دیتے۔ تحریر بولتی ہوئی معلوم دیتی اور یوں لگتا جیسے سب واقعات آپ کی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ کمان کرتے ہوئے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ بعد میں پیش آنے والے حالات و واقعات پر تبصرہ ایسے انداز میں کرتے ہیں گویا سارا منصوبہ آپ کے علم میں ہے۔ ذیل میں آپ کے مضمون سے ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جو مذکورہ بالا صفات پر روشنی ڈالتا ہے۔ جنگ عظیم اول کے

حالات بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"بیلجیئم کے شمال مغربی کونے اور فرانس کے شمال مشرقی گوشہ میں نہایت خونریز ہنگامہ گرم ہے۔ جرمن سپاہی اپنی کمر پر ایک نئی قسم کا آلہ باندھے ہیں جس میں سے دھواں نکلتا اور بادل سا بنتا جاتا ہے۔ برطانوی توپچی ایک طرف تو موسم کی سختی کا مقابلہ کر ہی رہے ہیں یہ دوسری دھوکہ دینے والی بات ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی وہ نشانہ لگانے میں دقت ہی محسوس کر رہے تھے ہوائی جہازوں نے تمام حالت کا ہوا میں سے ہی نشان دے دیا اور بدقسمت بوشی (جرمن) کی تکہ بوٹی اڑ گئی۔ باوجود نقصان کثیر اور موسم کی ناموافقت اور ہینڈنبرگ لائن کے ٹوٹ جانے کے جرمن محفوظ افواج جس میں نوعمر لڑکے بکثرت ہیں بیلجیئم میں جمع ہو رہے ہیں اور قرائن بتا رہے ہیں کہ بحیرہ شمالی کے کنارے پر رود بار کے پانی کی طرح پہلے سے بھی بڑھ کر خون کی نالیاں چلنے والی ہیں" ۳۶

حکمت عملی

آپ ہمیشہ حکمت عملی سے کام لیتے جہاں بھی جاتے لوگوں سے مل کر ان کے حالات معلوم کرتے۔ اگر وہاں کوئی جھگڑا وغیرہ ہوتا تو سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتے چنانچہ جب آپ لیگوس (مغربی افریقہ) تشریف لے گئے تو اس شہر کی حالت بہت خراب تھی۔ آبادی کا تین چوتھائی حصہ گورنمنٹ سے ناراض تھا۔ لوگ سیاست میں غرق ہونے کی وجہ سے مذہب سے لاتعلق ہو رہے تھے۔ ان تمام غیر مطمئن حالات کے باعث شہر کی جامع مسجد کی امامت کا جھگڑا تھا۔ امام کو اکثریت پسند نہ کرتی تھی لیکن گورنمنٹ اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ آپ نے سلسلہ وعظ شروع کر دیا اور ساتھ ہی خاموشی کے ساتھ تمام حالات کا مطالعہ وموازنہ کیا اور دعاؤں کے بعد حکام سے ملے اور شہر کے معززین سے ملاقات کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور حالات بہتر ہو گئے اور ہر ایک یہ محسوس کرنے لگا کہ یہ تبدیلی آپ کے آنے سے ہوئی ہے۔
آپ اپنی خداداد مومنانہ فراست تبلیغ اسلام میں صرف فرماتے تھے۔ صرف دو واقعات

پیش خدمت ہیں جن سے آپ کی فراست کا علم ہوتا ہے۔

ا۔مغربی افریقہ میں قیام کے ابتدا کا واقعہ ہے اس وقت آپ کے پاس تبلیغ کے لئے کوئی موٹر کار نہ تھی۔آپ ایک عیسائی مشنری سے ملے اور اس سے کہا کہ ''آپ مجھے بھی ساتھ لے جایا کریں۔ہم دونوں کا مقصد لوگوں کو دھوکہ دینا نہیں ہے۔آپ اپنا مدعا بیان کریں میں اپنا بیان کروں گا جسے کوئی چاہے قبول کر لے۔عیسائی مشنری نے آپ کی اس تجویز کو قبول کر لیا۔لہٰذا آپ اس کے ساتھ تبلیغ کے لئے چلے جاتے۔پہلے وہ تثلیث کا عقیدہ بیان کرتا پھر بعد میں آپ اس کی تردید کر دیتے لوگ سچی بات قبول کر لیتے اس طرح گویا لوگوں کو زہر کے ساتھ ساتھ تریاق بھی ملتا رہتا۔بعد میں جب عیسائی مرکز کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے اس مشنری کو سختی سے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ ۳۷

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ چرچ میں تشریف لے گئے اور بشپ سے کہا کہ میں گرجے میں لیکچر دینا چاہتا ہوں اگر احباب نے صحیح سمجھا تو تسلیم کر لیں گے ورنہ اسے رد کر دیں گے۔آپ کا اس میں کوئی نقصان نہیں۔اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ''اگر آپ پسند فرمائیں تو ہماری مسجد میں تشریف لا کر اپنی تعلیمات سے ہمیں آگاہ کریں'' بشپ نے آپ کی تجویز قبول کر لی چنانچہ آپ نے لیکچر دیا اور عیسائی لوگوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے آگاہ کیا۔ ۳۸

ان ہر دو واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ حکمت عملی سے کام لے کر ہر خاص و عام تک دعوت الی اللہ پہنچاتے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو سیاسی بصیرت سے بھی مالا مال کیا تھا۔آپ سیاسی امور میں بھی دانائی اور حکمت سے کام لیتے اور حکام وقت کے ساتھ ہمیشہ اچھے تعلقات قائم رکھتے۔انہی تعلقات کی بناء پر اگر کسی جگہ حکومت یا عوام میں کوئی جھگڑا ہو جاتا تو آپ اسے سلجھانے میں کامیاب ہوتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:۔

''لیگوس میں جب لوگوں نے احمدیت کی مخالفت کی اور احمدیوں کو کچھ نقصان پہنچانا

چاہا تو نیّر صاحب کے جو تعلقات حکام کے ساتھ تھے اس کے باعث حکام نے نیّر صاحب کی امداد کی اور بد اندیشوں کے شر سے ان کو اور سلسلہ کو محفوظ رکھا۔ ان کے زمانہ میں جو انگریز گورنر نائیجیریا میں تھا وہ تبدیل ہو کر بعد میں سیلون آیا۔ اس وقت سیلون میں بعض مخالفوں نے حکومت سے یہ فیصلہ کروایا تھا کہ احمدیوں کا کوئی مبلغ سیلون نہ جائے مگر اس گورنر نے جو نائیجیریا سے تبدیل ہو کر آیا تھا سیلون پہنچنے پر وہ پابندیاں ہٹا دیں اور اس نے صاف کہا کہ ہم نائیجیریا کے احمدیوں کو جانتے ہیں وہ پُر امن اور اچھے لوگ ہیں اور حکومت کے خیر خواہ ہیں" ۳۹

سیاسی بصیرت

ذیل میں آپ کا ایک پیغام درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کی سیاسی بصیرت، قابلیت اور اس جذبہ کا علم ہوتا ہے جو آپ کے دل میں مسلمانوں کی ترقی کے لئے موجزن تھا۔

مسلمانان ہند کو پیغام سال نو مبارک

برادران! میں ایک صاحب تجربہ آدمی ہوں۔ میں نے غیر سلطنتوں کے ماتحت مسلمانوں سے ملاقات کی ہے۔ میں نے مسلمانوں کے غیر انگریز حکام اور ان کے قوانین کا مطالعہ کیا ہے۔ میں مسلمانوں کی مسلمانوں کے ماتحت حالت سے واقف ہوں اور چونکہ میرا ایمان ہے کہ حضرت احمد قادیانی مسیح موعود مہدی موعود کی غرض اولاً وہ جو کہ گم ہو گیا ہے اسے تلاش کرنا اور وہ جو خطرہ میں ہے اسے بچانا ہے اور مقدم حضرت محمد عربی ﷺ کے باغ کی حفاظت کرنا ہے اس لئے میرا پیغام محبت کا پیغام اور ایک واقف اور دردمند دل کی صدا ہے۔

ا۔ آپ اپنے ملک میں اپنی پوزیشن مضبوط کریں۔ آریہ سماج کے موجودہ لیڈروں سے میں نے طالب علمی کے زمانہ میں سنا تھا پہلے انگریزوں اور پھر مسلمانوں کو بوریہ بندھنا باندھ کر ہندوستان سے نکلنا پڑے گا اور اب آواز آ رہی ہے کہ مسلمان صحرائے اعظم کا رخ کریں۔ اس خطرہ کا صلح کی صحیح سپرٹ میں انسداد کریں۔

۲۔انگلستان میں پبلک آپ کی حیثیت سے بہت کم واقف ہے۔ ہر جگہ ہندوستان سے مراد ہندوتہذیب ، ہندوتمدن ، ہندو مذہب ہے اسلام صرف ترکی خلافت اوران سیاسی تحریکوں کے ساتھ پیوستہ ووابستہ خیال کیا جاتا ہے جس کا تعلق ملک ہند سے نہیں بلکہ غیر ملکوں سے ہے۔ جولوگ ایک وقت یہ خیال کرتے تھے کہ انگریز اور مسلمانوں کا ہندوستان کی حفاظت اورامن کے لئے اتحاد ضروری ہے وہ اب مسلمانوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔ وہ صرف ہندوؤں سے ڈرتے ہیں اور ہندوؤں سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اپنے خیالات کی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ سیاسی واعظین کی بجائے جو خطبہ میں کسی سلطان خلیفہ کا نام لے کر آپ کو خوش کردیں گے مگر اسلام کیلئے کانٹے بو رہے ہیں اسلام کی صحیح اور منظّم جماعت کے ماتحت کام کرنے والے واعظین سے اسلام کی اصل خدمت کا کام لیں اور اس ملک کے لوگوں کو مسلمانوں کے ہندوستان پر احسانات، مسلمانوں کی ہندوستان میں اہمیت، مسلمانوں کو ہندوستانی تہذیب پر اثر وغیرہ مضامین سے آگاہ کریں۔

۳۔ ہندوستانی مسلمان تجارت کے اعتبار سے میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ مغربی افریقہ، شمالی افریقہ، جنوبی امریکہ کے سواحل پر ہندوستانی تاجر ہیں مگر مسلمانوں کا نام نہیں۔ میں نے اپنے سفر میں ہر جگہ مغربی افریقہ میں ہندوستانی تاجر دیکھے مگر کسی اسلامی کمپنی کے کاروبار کا نام ونشان نہیں حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ دنیا بھر میں خاص کر برطانوی نوآبادیات کے اندر جہاں جہاں مسلمانوں کے ملک ہیں ہندوستانی مسلمان تجارتی کوٹھیاں بنا لیتے۔

۴۔ ہندوستان ترقی کررہا ہے۔ ملک کا تمدن بدل رہا ہے۔ ہندو لڑکیاں تعلیم میں بڑی سرعت سے آگے جارہی ہیں سیاسیات میں مردوں سے کسی طرح کم جوشیلی نہیں۔ تعلیم نسواں کی طرف بہت توجہ کریں۔

۵۔ یورپین اقوام مسیحیت سے عملاً متنفر ہیں مگر ملاحظہ ہو کہ دہریہ بھی مشن میں چندہ دے دیتا ہے۔ یہ تمام مشنری سوسائٹیاں خوب مالدار ہیں مگر وائے برحال مسلمانان کہ اشاعت اسلام کی طرف توجہ نہیں۔ ملک میں سخت ضرورت ہے کہ ہندوستان کے اچھوت کہلانے والے بھائیوں

کو بھائی بنالیا جاوے اور غیر ملکوں میں اسلام کا علم نصب کر کے اپنی اہمیت کا ثبوت دیا جاوے اور خداوند تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ [۴۰]

آپ مسلمانوں کو ایک زندہ اور ترقی یافتہ قوم کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے اس لئے آپ دنیا کے حالات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بروقت راہنمائی فرماتے۔ مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی کے لئے آپ کے مضامین واقعات عالم اور سیر عالم الفضل اور دیگر اخبارات میں مسلسل شائع ہوتے۔ بعض اوقات مصلحتاً ان پر آپ کا نام نہیں لکھا جاتا تھا۔ آپ کی دور بین نظر آئندہ آنے والے واقعات کو بھانپ لیتی۔ وہ نظریات جو آپ کے مضامین میں بیان ہوتے بعد میں آنے والے واقعات اور حالات ان کی تصدیق کرتے۔

آپ کی اس سیاسی بصیرت اور حکمت عملی کی بنیاد قرآن کریم، احادیث، حضرت مسیح موعودؑ کے فرمودات اور الہامات ہوتے۔ آپ ہمہ وقت ان پر فکر و نظر کرتے رہتے اور مختلف نکات کا استدلال کرتے۔ ذیل میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام اور اس سے آپ کا استنباط درج ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

''اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا، میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔'' [۴۱] نیز ''کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں [۴۲] ''لنگر اٹھا دو'' [۴۳]

کی روشنی میں جنگ عظیم دوم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

''آنے والے چند ماہ میں دنیا جنگ کا نہایت ہولناک منظر دیکھنے والی ہے اگر مارچ سے ستمبر تک نازی منصوبوں کی ناکامی ہوئی تو پھر گو جنگ طویل ہو جائے مگر جرمن شکست یقینی ہے۔ اس وقت تقریباً تمام یورپ پر جرمن کا قبضہ ہے اور ایک طرف بحیرہ شمالی اور رود بار انگلستان سے لے کر بحیرہ روم تک اور دوسری طرف بحر ظلمات سے روس اور بحیرہ اسود تک نازی سواسٹیکا (نشان جرمن) لہرا رہا ہے۔ ہٹلر جو خونی ہولی کھیلنا چاہتا ہے اس کے لئے نازی نیشن عقرب ساحل رود بار انگلستان پر اور وہاں عقرب کی ہر دو شاخیں ایک طرف جزیرہ نما آئبیریا (سپین،

پرتگال) اور دوسری طرف جزیرہ نما بلقان (یوگوسلاویہ ۔مقدونیہ ۔یونان وترکی ۔تھریس) کی سرحدوں پر برطانوی جسم کو یکدم ڈسنے اور کاٹنے کیلئے تیار ہیں ۔

جرمن افواج کے ۲۲۵ ڈویژن یعنی ۵۵ لاکھ کی کثیر تعداد اس طرح تقسیم پڑے ہیں پرشیا دس ڈویژن ۔ڈنمارک ، ہالینڈ ، بیلجیئم پندرہ ڈویژن ۔فرانس پانچ ڈویژن ۔گرین لینڈ چالیس ڈویژن ۔ناروے دس ڈویژن ۔چیکوسلواکیہ پانچ ڈویژن ۔آسٹریلیا پانچ ڈویژن ۔

ان بری افواج کے علاوہ یا ان میں سے کچھ افواج اٹلی اور شمالی امریکہ میں بھیجی گئی ہیں ۔ان کے علاوہ فضا و بحر پر طیارے وڈبکنی کشتیاں قانون جنگ کو بالائے طاق رکھ کر ہر ممکن ذریعہ سے جن میں زہریلی گیس کا استعمال بھی ہے آلات بربادی کا استعمال کرنے پر آمادہ ہیں ۔ اس کے مقابل برطانیہ عظمیٰ اپنی فضائی اور بحری بیڑے ہر روز بڑھتی ہوئی نو آبادیوں اور امریکہ سے آنے والی طاقت کے ساتھ آنے والے حملہ کو قدرت کی آبی خندقوں کے پیچھے سے روکنے کے لئے دن رات مصروف ہیں اور حملہ ہو جانے پر پندرہ لاکھ افواج انگلستان میں اور سلطنت کی کئی لاکھ فاتح افواج شمالی اور مشرقی افریقہ میں مسولینی کے پھر سے وسیع رومن سلطنت حاصل کرنے کے خواب کو محض خواب بنا کر جرمنی کو دو میدان کارزار میں مبتلا کر کے نازی عقرب کا اٹھایا ہوا ڈنگ اور پھیلا ہوا دوشاخہ منہ بیک وقت مصروف پیکار ۔یونان و ہمدرد ترکی و پرتگال اتحادیوں کی مدد سے نیز سمندر پار کے ابناء ''عم'' سرمایہ دار امریکہ کے طاقت ور سہارے پر کچل دینا چاہتا ہے'' ۴۴

اس مضمون کے پڑھنے سے آپ کی سیاسی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔آپ نے اس مضمون میں تجزیہ کیا کہ '' جرمن شکست کھائے گا'' جو باوجود مخالف اور ناسازگار حالات کے پورا ہوا اور تاریخ نے آپ کے اس تجزیہ پر مہر تصدیق ثبت کی ۔

دشمنوں سے حسن سلوک

آپ ہمیشہ مخالفین سے حسن سلوک فرماتے اور اسی کی تلقین فرماتے ۔بطور مثال ایک واقعہ پیش ہے۔

لیگوس (مغربی افریقہ) میں ایک احمدیہ مسجد کا جھگڑا تھا۔مخالفین جماعت نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے ۶رفروری ۱۹۲۳ءکو فیصلہ جماعت کے حق میں ہوا۔ اس وقت آپ لندن میں تشریف لا چکے تھے۔لیگوس سے آپکو بذریعہ تاریہ خوشخبری دی گئی کہ

''الحمد للہ مقدمہ جیت لیا''

آپ نے جواباً مبارک باد کا پیغام بھجوایا نیز خدا تعالیٰ کی حمد اور حکومت کا شکریہ ادا کرنے کی ہدایت کے ساتھ دشمنوں کو معاف کرنے کی تلقین فرمائی۔ ۴۵

کَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ

محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے بیان فرمایا:۔

ایک دفعہ چند مسلمان غصہ سے بھرے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اصل تو یوں ہے کہ توحید کا ڈنکہ کملی والے نے بجادیا عالم میں لیکن ہندو کہتے ہیں ''توحید کا ڈنکہ مرلی والے نے بجادیا عالم میں۔''

تو آپ نے فرمایا اشتعال میں آنے کی کوئی بات نہیں مرلی والا (کرشن) اور کملی والا بھی ہمارا ہے اس پر تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔یہ سنتے ہی ان کا غصہ جاتا رہا۔ ۴۶

مطالعہ کا شوق

آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔قرآن وحدیث و بائیبل نیز کتب حضرت مسیح موعودؑ اکثر زیر مطالعہ رہتیں۔کوئی اہم موضوع ہمیشہ گھر میں اہل خانہ کے ساتھ زیر بحث رہتا تھا اور دونوں اس میں لطیف نکات نکالتے رہتے۔آپ کو مطالعہ صحیفۂ قدرت سے بھی بہت دلچسپی تھی۔آپ علم نباتات کے بارے میں بھی غور وفکر کیا کرتے تھے اگر کوئی اصول نباتات قرآن سے مطابقت کرتا تو بہت خوش ہوتے تھے۔کبھی کبھی شیکسپیر یا ڈیکن کی کوئی کتاب پڑھتے اور اس میں سے لطیف نکات اخذ کرتے۔ ۴۷

شوقِ تبلیغ

حضرت نیر ؓ صاحب کا شوق تبلیغ جنون کی حد تک تھا جہاں جاتے کیسی ہی مجلس ہو بازار ہو، گھر ہو، دربار ہو تبلیغ کا موقع نکال ہی لیتے۔ گلی کوچوں اور بازاروں میں جاتے ہوئے تبلیغی مواقع تلاش کرتے رہتے۔ بسا اوقات بازار میں محض تبلیغ کی غرض سے جاتے جس سے آپ ملتے اسلام کی ہی تبلیغ کرتے اور جو آپ سے ملتا اسے بھی اسلام کی طرف ہی بلاتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عیسائی بشپ آپ سے چندہ لینے آیا آپ نے اسے بٹھایا اور اسلام کی تبلیغ کی۔ آخر میں اسے ایک ٹریکٹ دے کر کہا کہ یہی میری طرف سے چندہ ہے جو آپ کے آخرت میں بھی کام آئے گا۔ ۴۸

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

''بوٹس (Boots) (لندن کی) ایک بڑی دکان ہے اس میں کبھی کبھی کوئی بہانہ نکال کر چلا جاتا ہوں۔ باتوں میں بات کرتا ہوا تبلیغ کر آتا ہوں۔ صاحبزادہ نواب عبدالرحیم خان جو آئے تو ان کو ایک گھڑی کی ضرورت ہوئی اس لئے ان کے ہمرکاب نیر کو ''بوٹس'' میں جانا پڑا اور من جملہ دوسری باتوں کے ذیل کا کارآمد مکالمہ ہو گیا۔

نیّر: (خان صاحب کی طرف اشارہ کر کے) یہ اس ملک سے آئے ہیں جہاں لوگ بادلوں پر سوار ہو کر آسمان پر جاتے ہیں۔

مینیجر: اس سے آپ کا کیا مطلب۔

نیّر: کیا آپ نہیں جانتے کہ بعض لوگ کسی شخص کی نسبت یقین رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا ہے اور پھر آسمان سے اترے گا۔

مینیجر: مسکراہٹ سے ایسے یقین کی تکذیب کر کے خاموشی

نیّر: کیا ایسا ایمان لوگوں میں نہیں۔

مینیجر: ہاں (پھر ایسے ایمان کی غیر معقولیت اور لغویت کا احساس کر کے) وہ کرتے ہیں

یہ باتیں گو اشاروں میں ہوتی ہیں مگر دلوں تک پہنچتی ہیں اور نیّر نے وعدہ کیا ہے کہ احمدی لٹریچر ان کو دے گا اور ان کا وعدہ ہے کہ وہ پڑھیں گے۔'' ۴۹

احمدیت کے لئے جذبہ ایثار

آپ کی اہلیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے بیان کیا کہ نیّر صاحب نے مجھے بتایا کہ

''جب میں نے قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاس آکر رہائش اختیار کر لی تو میرے سوتیلے بھائی آئے اور کہا کہ اگر تم نے جائیداد میں حصہ لینا ہے تو احمدیت ترک کر دو لیکن میں نے انکار کر دیا۔'' ۵۰

رؤیا و کشوف

آپ صاحب رؤیا و کشوف بزرگ تھے متعدد بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچی رؤیا اور کشوف سے نوازا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ ادھر آپ نے دعا کی ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشخبری عطا فرما دی جس سے آپ کو اطمینان قلب کے ساتھ یہ یقین کامل ہو گیا کہ آپ کی دعا پوری ہو گئی ہے۔ ذیل میں چند ایک کا ذکر پیش ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ۵۱

رحمت الٰہی کا نشان

اخبار بدر میں آپ کی بعض رؤیا کا ذکر درج ذیل الفاظ میں ہے۔

''بعد نماز جمعہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب سیکنڈ ماسٹر مدرسہ اکونہ ضلع بہرائچ نے اپنا رؤیا حضرت (مسیح موعودؑ) کے آگے عرض خدمت کیا کہ ''رات میں نے حضور ﷺ کی زیارت عالم رؤیا میں کی اور حضور نے دست خاص سے کچھ مٹھائی کی قسم سے جس میں گری وغیرہ ملی ہوئی تھی مجھے عنایت فرمایا۔ میں اسے دیکھ رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ حضرت میں نے اسے کھایا نہیں۔ حضرت نے فرمایا شکر کرو مل تو گیا۔''

ایک اور رؤیا

تھوڑا عرصہ ہوا میں نے ایک اور رؤیا دیکھا تھا ''حضور چار پائی پر تشریف فرما تھے ۔مفتی محمد صادق صاحب حضور کے پاس بیٹھے کسی کتاب میں سے کچھ سنا رہے ہیں ۔میں جونہی سامنے آیا حضور نے فرمایا'' دیا شنکر ہے'' مفتی صاحب نے عرض کی ۔حضور عبدالرحیم ہے''
حضرت مجھے دیا شنکر کیوں کہا گیا؟ فرمایا'' رحمت الٰہی کا نشان ہے'' ۵۲

حضرت نیّر صاحب کے بعض دیگر رؤیا

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔
''میں بچہ تھا کہ میں نے خواب میں حضرت نبی کریم ﷺ کی سواری دیکھی اور حضرت سرور کائنات کے قدم ہائے مبارک کو چھوا۔میری والدہ نے اس خواب کی تعبیر یہ کی تھی کہ
''بیٹا تو بڑا ہو کر یا خود بڑا عالم ہوگا یا تم کو حضرت امام مہدی مل جائیں گے۔''
فرمایا میرے خدا کی تعریف ہو کہ مجھے محمد رسول اللہ ﷺ کی سواری ملی میں نے قدم چھوئے اور خادم مہدی بنا'' ۵۳

۲۔ جب آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں مدرس تھے تو ایک دن حضرت مولوی شیر علی صاحب سے جو اس وقت ہیڈ ماسٹر تھے کھیلوں کے معاملہ میں جن کے آپ انچارج تھے کچھ اختلاف ہو گیا۔اسی رات آپ نے نماز تہجد میں دعا کی تو آپ کو ریشم پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔

''No tournament. No games''

ازاں بعد شدید بارش کی وجہ سے ٹورنامنٹ منعقد نہ ہو سکا۔حضرت مسیح موعودؑ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو فرمایا۔
''آپ کا الہام بڑی صفائی سے پورا ہوا یہ آپ کے صفائی قلب کی علامت ہے۔'' ۵۴
حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے سفر ولایت سے متعلق بعض بزرگوں نے خوابیں

دیکھیں۔حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔

''ماسٹر عبدالرحیم صاحب نے پُر بشارت خواب دیکھا'' ۵۵

حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔

''حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ایام علالت میں ایک دن میں نے گھبرا کر بہت دعا کی تو میں نے خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح کو دیکھا کہ میاں صاحب بشیرالدین محمود احمد کو پکڑے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ''یہ پہلے بھی اول تھے اب بھی اول ہیں'' تب سے میری طبیعت میں ایک خاص تغیر نیکی کی طرف اور میاں صاحب کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا ہے۔'' ۵۶

حضرت مفتی صاحب لندن سے امریکہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو حضرت نیّر صاحب لورپول تک انہیں الوداع کہنے تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک ہوٹل میں قیام کیا جس کا نام اتفاق سے انگلستان کے فاتح امیرالبحر لارڈ نیلسن کے نام پر تھا۔آپ نے بہت دعائیں کیں۔ رؤیا میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ہوٹل کے دروازہ پر ''فتح محمد بہادر'' لکھا دیکھا اور حضرت نیّر صاحب نے اسی رات مندرجہ ذیل جملہ رعب دار آواز میں سنا۔

''اسلام کا درخت پھولے گا پھلے گا اور دنیا کے کونوں تک پھیلے گا'' ۵۷

(آپ کے اس رؤیا کا یہی مطلب تھا کہ اللہ تعالیٰ نئی دنیا میں عظیم الشان غلبہ عطا فرمائے گا اور بہت سے سعید الفطرت انسان حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت کو قبول کریں گے جس کے نظارے آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔)

تین مستقبل کی خبریں

حضرت نیّر صاحب فرماتے ہیں۔

ا۔جنوبی ہند میں کشف دیکھا کہ پہلے میرے سامنے ایک دیہاتی عورت آئی جس کا نام کامیابی تھا اس کے بعد یورپین زنیں نمودار ہوئیں پھر ملکہ وکٹوریہ ان کے بعد شاہ ایڈورڈ اور ان

کے بعد کئی ایک جارج بادشاہ صف بندی میں فوجی طریق سے آئے اوراوپر کی طرف سلامی اتاری اور جب میں نے اوپر دیکھا تو حضرت مسیح موعودؑ ایک ہال کے برآمدہ میں کھڑے تھے اور حضور کے برابر محراب کے اندر رسول اللہ ﷺ تھے اور دروازہ پر موٹے حروف میں ''اروشیا'' لکھا تھا۔

اس کے بعد ہمارا ہال بنا اس میں شاہ دکن آئے اور جارج پنجم کی جگہ جارج ششم تخت نشین ہوئے دکن میں ہندی کا رواج تھا۔

۲۔ مغربی افریقہ میں سخت بیماری کے وقت رو رو کر دعا کی کہ اللہ میں اکیلا مبلغ اسلام ہوں اور مر رہا ہوں اس دین کا کیا بنے گا۔ تب دو کرسیاں دکھائی گئیں ایک پر ایک ملکہ تھی جس کے پیچھے سونے کی صلیب تھی، دوسری پر ایک مرد تھا دونوں بادشاہ و ملکہ بن گئے اور مجھے بتایا گیا بادشاہ اسلام اور ملکہ میسحیت ہے اسلام کو میسحیت پر غلبہ ہوگا۔ میں نے پوچھا کب؟ جواب ملا

One branch. One branch. Half a branch. Quarter of a branch.

''ایک شاخ، ایک شاخ، آدھی شاخ، چوتھائی شاخ'' اور اس کے ساتھ ہی ایسی شکل بھی دکھائی گئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں سمجھا نہیں۔ اس پر جواب ملا کہ

One year. One Year. Half a year. Quarter of a year.

''ایک سال، ایک سال، آدھا سال، چوتھائی سال''

میں نے پھر کہا میں سمجھا نہیں اس پر آخری مرتبہ فرمایا:۔

One century. One century. Half a century. Quarter of a century.

''ایک صدی، ایک صدی، آدھی صدی، چوتھائی صدی'' اس پر ہوش آئی اور ۱۰۰ + ۱۰۰ + ۵۰ + ۲۵ جمع کئے تو ۲۷۵ بنے اور یہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۲ء تھی اور مسیح پاک فرماتے ہیں کہ تین صدیوں میں اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ ہوگا۔ اس وقت تقریباً پچیس سال گزر چکے تھے۔ ۵۸

یہ پیشگوئی کسی قدر الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ درج صورت میں بھی آپ کو دکھائی گئی آپ فرماتے ہیں:۔

۲۷۵ برس میں غلبہ اسلام:

اس عاجز کو کشفی رنگ میں ایک عجیب نظارہ دکھایا گیا اور وہ اس طرح ہے کہ بیداری و خواب کے بین بین حالت تھی کہ میں نے دو شخص کرسیوں پر بیٹھے دیکھے ان میں یکا یک تغیر شروع ہوا، ایک کی شکل بدل کر ایک انگریز ڈیوک (نواب) کی سی ہوگئی اور دوسری طرف غور سے دیکھا تو ایک انگریز خاتون بیٹھی تھی۔ مرد وعورت کی کرسیاں اب نزدیک آنی شروع ہوئیں۔ مرد میں مزید تغیر ہوا اور اس کے سر پر ایک تاج اور جسم پر شاہانہ پوشاک نمودار ہوئی اور وہ ایک عظیم الشان بادشاہ بن گیا۔ اس کے سامنے کرسی پر جو میں نے اب دیکھا تو ایک ملکہ تھی جس کے سر پر تاج اور تاج پر صلیب تھی۔ اس کی کرسی کی پشت اس سے فاصلہ پر ہوگئی اور کرسی کا سامنے والا حصہ جھک گیا خود وہ بادشاہ کی طرف جھکی اور یہاں تک جھکی کہ اس کے گھٹنے شاہ کے گھٹنوں سے مل گئے اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے۔ تب مجھے تفہم ہوئی کہ بادشاہ اسلام اور ملکہ مسیحیت ہے اور ان کی شادی سے مراد غلبہ اسلام ہے۔ میں نے اسی حالت میں اس ملکہ کی کرسی کی پشت کو دیکھا اور وہاں

۱،۱،۲،۱/۴،۱/۱ ایک ایسی شکل دیکھی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ غلبہ اسلام کی مدت ہے اور پھر مجھے کہا گیا دو سال + ۱/۲ سال + ۱/۴ سال میں ایسا ہوگا۔ اس کشف سے بیداری کے معاً بعد میرا خیال اس طرف ہوا کہ سال سے مراد صدی ہے اور اس طرح ۲۵+۵۰+۲۰۰ سال مراد ہے یعنی کل ۲۷۵ سال میں کیونکہ حضرت مسیح موعود نے ۳۰۰ برس کی مدت کا ذکر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۵۹

۳۔ مانڈے سے میمو برما میں گورنر صاحب کو ملنے گیا واپسی پر راستہ میں کشف میں دیکھا کہ بہت سے حضرت بدھ کے معتقدین مرد وعورتیں مندروں میں پوجا کر رہے ہیں۔ تب حضرت بدھ ایک عورت کی شکل میں آئے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

My people are sure to accept your religion.

''میری امت یقیناً آپ کا مذہب قبول کرے گی''

ان کشوف سے واضح ہوتا ہے کہ مشرق و مغرب بادشاہ وعوام ہند اور بیرون ہند میں مسیحی و بدھ سب کے سب انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت میں اسلام قبول کریں گے اور اللہ تعالیٰ مسیح موعودؑ کے لئے نیا آسمان اور نئی زمین بنا کر شہزادہ امن کو جلال و جمال کے تخت پر بٹھائے گا۔ آمین اور ہم نے ان کو پا کر سب کچھ پایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۶۰

خدا کے مامور کے خلیفہ کا پیامبر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۷؍نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر حضرت نیرؔ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ایک بات جس کے متعلق میرا دل چاہتا ہے کہ اس طرح ہو اور افریقہ میں اسی بنیاد پر کام ہو رہا ہے یہ ہے کہ مبلغ جائیں مگر مشنریوں کی طرح نہ جائیں بلکہ ان کا طریق صحابہ اور حواریوں کا سا ہو اور ان کی حیثیت ایسی ہو جیسے باپ بیٹے سے بغل گیر ہونے کے لئے جاتا ہے اور اپنے روّیہ سے ظاہر کرے کہ یہ اس کی کھوئی ہوئی بھیڑیں ہیں جن کی حفاظت کیلئے وہ آیا ہے۔ وہ اپنے افعال سے بتائے کہ وہ ان پر اپنی حکومت کو تسلیم شدہ سمجھتا ہے اور ساتھ ہی وہ سمجھے اور یقین کرے کہ وہ خدا کا پیغام لایا ہے جس کا ماننا ان کا فرض ہے۔ میں نے دیکھا کہ ماسٹر (عبدالرحیم) صاحب میں یہ رنگ ہے۔ وہ جہاں جاتے ہیں اپنے آپ کو ان سے الگ اور منفرد نہیں ظاہر کرتے بلکہ ان لوگوں کو محسوس کرا دیتے ہیں کہ وہ ان کے خیر خواہ ہیں۔ ان سے جھگڑنے کیلئے نہیں آئے بلکہ ان کے فائدہ کیلئے آئے ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ ان کی اس بات کی قدر کریں مثلاً وہ کسی شخص کو خط لکھ دیتے ہیں کہ ہم عرصہ سے یہاں آئے ہوئے ہیں مگر افسوس ہے کہ آپ اب تک نہیں ملے اس طرح وہ شخص ملنے کے لئے آجاتا ہے اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے مگر اس اظہار کی لفظوں میں اس قدر ضرورت نہیں جس قدر افعال و حرکات سے ظاہر ہونا چاہیے۔ وہ یہ نہ کہے کہ میں ایک فرض ادا کر رہا ہوں اس میں میرا کیا دخل ہے اس طرح اس کی تمام بات کا

زور ٹوٹ جاتا ہے بلکہ اس کا یہ رنگ ہونا چاہیے کہ وہ خدا کے مامور کے خلیفہ کا پیامبر ہے اور اب لوگوں کو اس کی بات ماننے میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے۔'' ٦١

حضرت نیّر صاحب کے نام نومسلموں کے اخلاص نامے

انگلستان اور افریقہ میں قیام کے دوران ہزاروں سعید روحیں آپ کے ذریعہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئیں اور اسلام کے نور سے منور ہوئیں۔ آپ کی قوت قدسیہ اور تربیت اور توجہ کے نتیجہ میں ان میں ایک حیرت انگیز جذبہ محبت وخلوص کا بیدار ہوا یہاں تک کہ وہ اسلام و احمدیت کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار ہو گئے۔ ذیل میں چند نومسلموں کے خطوط کا ترجمہ دیا جاتا ہے جو انہوں نے حضرت نیّر صاحب کو انگلستان اور افریقہ سے لکھے۔ یہ خطوط نومبائعین کی محبت اور خلوص کے آئینہ دار ہیں۔

حمیدہ سٹرروڈ لکھتی ہیں۔

دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ ان لوگوں کو جو اسلام اور حضرت احمدؑ کی تعلیم کی طرف سے مُردوں کی طرح غیر متوجہ ہیں دوبارہ زندگی عطا فرمائے۔ ان کو آنحضرت ﷺ کے گلہ میں واپس لائے اور یہ آپ کے توسط سے عمل میں آئے ہاں آپ کے توسط سے جنہیں اللہ نے بعید مغربی افریقہ میں آنحضرت ﷺ کی مقدس ''بشریٰ'' کی اشاعت کے منصب پر ممتاز فرمایا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گی کہ میں پھر بھی آپ کو دیکھوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہائیڈ پارک میں ان لوگوں کی کثیر تعداد جو اسلام کی تعلیم میں دلچسپی لینے لگے ہیں آپ کی عدم موجودگی کا احساس کرے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیکی کا دس گنا اجر دے جو آپ نے انگریز احمدیوں اور عوام میں پیدا کی ہے۔

(۲) عزیزہ مس صالحہ ایڈیسن لکھتی ہیں: آپ اتوار کی صبح کو اپنے کام کے نتائج کی نسبت افسردہ خاطر معلوم ہوتے تھے لیکن اگر لوگوں نے آپ کی تعلیم قبول نہ کی ہوتا ہم وہ اسے فراموش نہیں کرسکتے۔ اگر میں پارک میں آپ کی تقریریں سننے سے آگے قدم نہ اٹھاتی تو یہی جو

کچھ میں نے سنا تھا میں اسے کبھی نہ بھولتی۔ پھر اس ملک میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنی روحانی حالت کے متعلق گفتگو کرنے کے بہت خلاف ہیں اس لئے غالبًا میری طرح بہت سے لوگ ہیں جو خیال کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ نے ان کے ساتھ کیا نیکی کی ہے مگر اپنے اعتراف خوبی کا اظہار کرنے کے قابل نہیں۔

۳۔مس گورنل تحریر فرماتی ہیں

ایک ہندوستانی بھائی! تم میرے لئے اور بہت سے دوسرے لوگوں کے لئے لنڈن میں روحانی مدد کا کام کرتے ہو۔میری دعا ہے کہ خدا تمہارے کام کو بابرکت کرے۔

اب پیارے بھائی نیّر !افریقہ میں اپنی صحت کا بہت خیال رکھیں اور پارک میں ہمارے پاس ضرور واپس آئیں۔میں خدا سے دعا کرتی رہوں گی کہ وہ تمہاری مدد کرے اور تمہیں برکت دے۔

۴۔ جہاز ایس ایس بروٹو کے افسر ثانی عزیزی اقویم احمد فرینک سی باون جہاز پر سے لکھتے ہیں:۔

عبدر (کلمہ محبت ہے) ہم صرف پانچ روز جہاز پر اکٹھے رہے۔کاش! ہم کچھ دن اور جہاز پر رہتے۔

میں اپنا قرآن ہر روز پڑھتا رہا ہوں اور جس قدر زیادہ میں پڑھتا ہوں اسی قدر زیادہ میں اسے پسند کرتا ہوں یہ لاریب الہام ربانی کی ایک عجیب کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے شک مجھ پر بہت رحم کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن درحقیت ایک عجیب الہام ہے اور میں بہت خوش ہوں کہ عبدر! یہ میری تم سے ملاقات ہوئی۔اب کیا یہ عجیب امر نہیں کہ ہم کس طرح کسی پوشیدہ طاقت کے کام سے ایک دوسرے کے ملاقی ہوئے۔

عبدر! اگر تم مجھ سے کوئی خدمت لینا چاہو تو ذرا مجھے کہنے میں تعامل نہ کرنا۔جب سے تم گئے ہو میں تمہاری جدائی کا بہت احساس کرتا ہوں۔ ۶۲

اہل افریقہ کی والہانہ محبت

مئی ۱۹۲۱ء میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں آپ افریقن بخار کے باعث شدید بیمار ہو گئے آپ فرماتے ہیں:۔

''مصلحت ربی نے مجھے آخری عشرہ رمضان میں افریقن بخار کے ذریعہ صاحب فراش کر کے آرام و دعا کا موقع دیا اور کمرے میں بند کر کے ایک قسم کا معتکف بنایا۔ میں بہت سخت بیمار اور جان بہ لب ہو گیا۔ جماعت کے نوجوان زار زار روتے اور ڈاکٹر کو بلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زاری اور میری عاجزی اور ناتوانی و مسیح موعود کے پاک مشن کی عزت و ناموس کے صدقے بارہ روز صاحب فراش رہنے کے بعد مجھے شفا بخشی اور اب پھر کام میں تندہی سے مصروف ہوں۔ الحمدللہ''

اپنے مولا سے ملنے کے لئے ہمہ وقت تیار

آپ فرماتے ہیں دوران علالت جہاں میں نے اپنے تئیں اپنے مولا کے حضور حاضری کے لئے تیار اور فرض منصبی کی ادائیگی کے بعد دربار میں جانے کی عزت خوشی سے قبول کرنے کا احساس قلب میں پایا وہاں میری زبان پر یہ بہ تقاضائے بشریت مفصلہ ذیل پنجابی اشعار جاری رہے اور یہ میری خواہشات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

میرے دوست اور جماعت اس غریب کی خواہشات کو نوٹ کر لیں اور میرا سردار میرا پیارا آقا خلیفہ برحق تو اس سے واقف ہی ہے اور وہ اشعار یہ تھے۔

اللہ بیلڑی ساڑھے کوچ ڈیرے تجن لاونا اہل سہیلیو نی

میری جگہ اونے کسی پیار دی دا چرخہ ڈاہونا اہل سہیلیو نی

یعنی خدا حافظ خوش رہو احباب ہم سفر کرتے ہیں ہاں میری سہیلیاں کام تبلیغ میں مصروف رہیں اور میری جگہ مغربی افریقہ میں کسی مبلغ کا تعین ضرور کیا جائے۔ ۶۳

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ

انگلستان کے باشندے بالعموم آزاد خیال ہیں مگر عیسائیت کے تعصب نے وہاں بھی بعض لوگوں کو اندھا کر رکھا تھا۔ ذیل میں مذہبی تعصب اور انتہا پسندی کا ایک واقعہ حضرت نیّر صاحب کے الفاظ میں درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''چند روز کی بات ہے کہ ایک دوست اس عاجز کو Y.M.C.A. ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن میں لے گیا۔ وہاں پہلے ایک حبشی الاصل امریکن سے گفتگو ہوئی جو مسیح کی موت کے اسلامی عقیدہ سے آگاہ ہو کر سٹپٹایا اور کہنے لگا

I would cut off your head if I could.''

''اگر ہو سکتا تو میں تمہارا سر کاٹ لیتا'' کمرہ میں انگریز عورتیں بھی تشریف فرما تھیں جن میں مکان کی منتظمہ بھی تھی۔ میں نے یہ خیال کر کے یہ انگریز عورتیں کالے برّے کی بات کو نفرت سے دیکھیں گی ان کو مخاطب کر کے جملہ مذکورۃ الصدر دہرایا۔ لیکن میرے تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب کہ میں نے ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن کی نرم دل سفید مسیحی بھیڑ کو نہایت متانت کے ساتھ مجھے مخاطب کر کے ذیل کا جملہ کہتے سنا

Yes, I would if I could. ہاں اگر مجھ سے ہو سکتا تو میں تمہارا سر کاٹ لیتی۔

احمدی کے پاس ایسی باتوں کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے ماتحت سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا تھا کہ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے دعا کرتا ہوا واپس چلا آئے۔ ۶۴

انفاق فی سبیل اللہ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا نزول

آپ فرماتے ہیں:۔

''میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کا مدرس تھا تنخواہ آنے سے پہلے قرضوں میں تقسیم ہو جاتی تھی اکثر اوقات ایک پیسہ یا ایک آنہ بچتا تھا اس پر خدا نے رفیق زندگی ایسا بخشا کہ جب یہ دور ختم ہو کر کچھ فلاحیت ہوئی تو وہ خدا سے ہمیشہ بیوپار کرتیں، زیور اتارا خدا کے راستہ میں دے دیا، نقد ہوا تو غریب محتاج کی مدد کر دی۔ میں نے بھی غربت کے ایام میں جو چیز پسند آئی وہ حضرت مسیح موعودؑ کے حضور پہنچائی۔ آخر خدا نے بھی تنگی کو خوشحالی و فارغ البالی سے بدل دیا اور کوئی ضرورت

ایسی نہ رہی جو پوری نہ کر دی ہو۔ یوں تو اللہ کی رحمت اب تک برابر ہو رہی ہے مگر ایک وقت جب کہ میں لنڈن میں تھا ایک بڑی دکان سے سودا کا آڈر دیا تو انہوں نے دریافت کیا ''آپ کا بنک؟'' چونکہ بنک میں کوئی بڑی رقم نہ تھی اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ دوسرے دن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پچھتر ہزار روپیہ تعمیر مسجد کے سلسلہ میں میرے نام بھجوایا جو بنک میں میرے ہی نام اور میرے حساب میں داخل ہوا اور جب دوبارہ دکان والوں نے بنک کا سوال پوچھا تو خدا تعالیٰ کے اس فضل کو یاد کر کے کہ پانچ ہزار پونڈ کی رقم میرے نام پر جمع ہے میں نے اطمینان سے بنک کا نام دے دیا۔ دنیا ان باتوں کو معمولی سمجھتی ہے مگر ہم ان میں خدا تعالیٰ کا خاص تصرف پاتے ہیں کبھی اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور کبھی اس تلطف کو دیکھتے ہیں۔ میں سکول کا معمولی سا مدرس تھا میرے خیال میں بھی نہ آسکتا تھا کہ لندن پہنچ کر امراء کی طرح زندگی کے ہر آرام اور دین کے ساتھ دنیوی حیثیت بھی میسر آئے گی۔ مجھے وہ وقت یاد تھا جب کہ بیس روپے گم ہونے پر مجھے سخت قلق ہوا تھا مگر خدا وہ وقت بھی لایا کہ بیس پونڈ گم ہو جانے پر کوئی رنج نہیں ہوا۔ میں نے کبھی سینکڑے بھی جمع نہ دیکھے تھے اب بنک کا حساب اور ہزاروں کا اعتماد تھا۔ ۶۵

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

''فرمایا مجھے وہ وقت یاد ہے جب کہ انٹرنس پاس کرنے کے بعد میں نے قادیان آکر درخواست کی کہ دس روپے ماہوار پر مدرسہ میں ملازم رکھ لیں گو یہ درخواست زمین پر نا منظور ہوئی مگر آسمان نے اسے قدر کی نظر سے دیکھا اور اس قدر دیا کہ میں اللہ کے فضلوں کو یاد کر کے اور اپنی نا اہلیت کو دیکھ کر شرمندہ ہوتا ہوں۔ اللہ نے دین ہمیں دیا اور دنیا بھی اور گمنام کو نام، مبتلائے آلام کو راحت و آرام دیا اور ہم نے جب دلآ رام کے ہاتھ سے کوثر کا جام پیا تو سبھی کچھ پایا۔ دنیا بھی حیثیت سے بڑھ کر پائی اور دین بھی جھولیاں بھر کر ملا۔'' ۶۶

مبلّغین سے حسن سلوک

حضرت مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب جو ۲۳ رجنوری ۱۹۲۲ء کو قادیان سے روانہ

ہوکر براستہ لندن مورخہ ۱۷ اپریل کو لیگوس پہنچے اور ۲۲ روز یہاں قیام کے بعد اپنی منزل مقصود سالٹ پانڈ (گھانا) کے لئے روانہ ہوئے۔آپ حضرت نیّر صاحب کے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''لیگوس میں مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب نے مجھے بچوں سے زیادہ عزیز رکھا اور ان کی یہ شفقت برابر یہاں بھی جاری رہی ہے اور مجھ سے زیادہ میری ان کو فکر ہے۔خداوند کریم دین و دنیا میں اپنی خاص الخاص نعمتوں سے ان کو اور ان کے بچوں کو بہرہ ور فرمائے۔ ۶۷

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

حضرت نیّر صاحب کا انداز گفتگو ایسا حسین اور دل موہ لینے والا تھا کہ جو بھی آپ کی بات سنتا وہ آپ کا گرویدہ ہوجاتا اور نیک اثر لئے بغیر واپس نہ جاتا۔اگست ۱۹۲۳ء میں حضرت نیّر صاحب لندن سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ایک چھوٹے سے قصبے Little Hampan تشریف لے گئے وہاں ساحل سمندر سے کچھ فاصلہ پر آپ بیٹھے قرآن کریم پڑھ رہے تھے کہ ایک انگریز اپنی آراستہ گاڑی لے کر آپ کے نزدیک آیا۔آپ کو مصروف پا کر اس نے مخاطب کیا اور عیسائیت کی برائی شروع کردی اور پادریوں کا کچا چٹھا سنانے لگا۔آپ نے اس کے خیالات بڑے غور سے سنے اور فرمایا کہ تمہارے خیالات تو مسلمانوں کے سے ہیں۔کیا تم محمڈن ہو؟ محمڈن کا لفظ سنتے ہی اس نے نفی میں سر ہلایا اس پر آپ نے اسے مسلمان کی تعریف اور اسلام کے اصول نہایت حسین پیرایہ میں بتائے تو وہ فوراً بول اٹھا ''میں مسلمان ہوں''

ایک اور صاحب جو بوڑھے تھے اور برسوں سے مختلف مذاہب کے مقررین کی تقریریں سنتے رہے تھے حضرت نیّر صاحب سے اسلام کی حسین تعلیم کا تذکرہ سن کر فرمانے لگے ''میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ میں آج تک مذہبی آدمیوں کو ایسے معقول پیرایہ میں مذہب پیش کرتے نہیں سنا جیسا کہ آپ پیش کرتے ہیں'' ۶۸

الٰہی عُجب سے بچا

مغربی افریقہ میں قیام کے دوران ایک سواڑتیس (۱۳۸) میل کا تکلیف دہ سفر طے کر کے آپ اشیام (Eshiem) نامی ایک قصبہ میں پہنچے۔ راستہ میں گاڑی کیچڑ میں پھنس گئی ایک گھنٹہ انتظار کے بعد نزدیکی گاؤں کے مزدور منگوا کے گاڑی نکلوائی۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ٹائر پھٹ گیا اس کی مرمت کے بعد چلے ہی تھے کہ جنگل میں گاڑی پھر خراب ہو گئی اور اسے راستہ میں ہی چھوڑ کر پیدل جانا پڑا۔ لیکچر سوال و جواب سے فارغ ہوئے اور رات آرام کیلئے لکڑی کا ایک تخت میسر آیا۔ کمرہ میں مختلف تصاویر یں مسیحی بت پرستی کا نمونہ تھیں۔ ان تصاویر میں ایک تصویر مسیحی مبلغہ کی تھی جو قید خانہ میں ہاتھ جکڑے پڑی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

اس تصویر نے مجھے شرمندہ کیا اور رات کی بے آرامی یادِ خدا میں صرف ہوئی اور بار بار یہ کہا کہ الٰہی عجب سے بچا۔ ابھی کیا کیا ہے آہ! میں تو اس عورت سے بھی بازی نہیں لے جاسکا چھوٹی چھوٹی تکالیف پر گھبراتا ہوں معاف کر، بخش دے، درگذر فرما اور سن لے۔

کام تیرا کام ہے ہم ہوئے زار و نزار ۶۹

آپ کا لگایا ہوا بیج

مکرم محمد یعقوب صاحب پریذیڈنٹ مجلس منتظم لیگوس اپنی ایک رپورٹ میں حضرت نیّر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''غرض میں اس امر کے اظہار میں ایک مسرت پاتا ہوں کہ جو بیج آپ نے بویا ہے وہ اب آہستہ آہستہ مضبوطی کے ساتھ پودے کی شکل میں نمودار ہو رہا ہے۔ ڈیئر فادر! یہ صحیح ہے کہ کسی بڑے آدمی کے کام کی قدر اس کی موجودگی میں نہیں ہوتی اور جب تک وہ آنکھ سے اوجھل نہ ہو اس کے کام کی طرف خیال نہیں آتا۔ آپ نے جو نیکی ہمارے ساتھ ہمیں جہالت کی غلامی سے آزاد کرنے میں کی ہے وہ بے اندازہ ہے۔ جماعت کے سست ممبر جو آپ کی موجودگی میں اپنے فرائض کی طرف سے بے پرواتھے اب افسوس سے کہتے ہیں کاش کہ مولوی پھر آئے اور ہم چست ہو کر علم کے چشمہ سے سیر ہو کر پانی پئیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ ہمارے لئے کوشش کریں گے کہ

ایک آپ کا سا تجربہ کار اور مساوی قابلیت کا آدمی ہمیں دیا جاوے۔قواعد وضوابط نظام جماعت جو آپ نے مرتب کئے ہیں حسب ہدایات صاف کر کے مجلس میں پیش ہونے والے ہیں اور پھر قانون نوآبادی کی صورت میں داخل کرا دیئے جائیں گے۔'' ۷۰

تربیت کا ایک پیارا انداز

حضرت نیّر صاحب مغربی افریقہ میں جہاں جاتے مسلمان آپ سے مسائل فقہ شادی ومرگ کی رسومات و احکامات، حلال وحرام اور دیگر اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوالات کرتے۔آپ انہیں صحیح اور حقیقی اسلام کی تعلیم سے آگاہ فرماتے تو وہ کہتے کہ انہیں ان کے اکابرین نے اسلام کی تعلیمات صحیح طور پر نہیں سکھائیں۔اس پر آپ انہیں نہایت پیار اور محبت سے یہ کہتے کہ ہاؤسا لوگوں نے اخلاص ومحبت سے جو کچھ وہ جانتے تھے تمہیں سکھایا۔تم ان کا شکریہ ادا کرو اور نیا علم جو آسمان سے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ بھیجا ہے اسے سیکھو۔ ۷۱

مصمم ارادہ

مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب رئیس تبلیغ مغربی افریقہ تحریر فرماتے ہیں۔

Although the health of the Maulana was not so good and even failing gradually,his determination to spread Ahmadiyyat made him work so assiduously that it simply surprised the people. I am told by some of the eyewitnesses that when the Maulana started to argue, he would become vigorous like the most vigorous youth, although he was an old man.

(ترجمہ) اگرچہ مولانا کی صحت ٹھیک نہ تھی بلکہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتی جا رہی تھی لیکن

احمدیت کی اشاعت کے متعلق پختہ عزم کی وجہ سے انہوں نے اس قدر محنت شاقہ سے کام کیا کہ لوگ آپ کی ہمت کو دیکھ کر حیران ہوتے تھے۔ مجھے عینی شاہدوں نے بتایا کہ مولانا جب احمدیت کی صداقت میں دلائل دیتے تو بوڑھا ہونے کے باوجود نوجوانوں کی طرح پُر جوش ہوتے۔

حضرت نیّــر صاحب کا یہ پختہ عزم اور مصمم ارادہ جیسا کہ آپ کے خطوط سے واضح ہوتا ہے خدا تعالیٰ پر یقین کامل کے نتیجہ میں تھا۔ حضرت نیّــر صاحب نے پانچ مارچ ۱۹۲۱ء کو جب کہ ابھی آپ گولڈ کوسٹ میں قیام فرما تھے ایک احمدی کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا

Have no fears about the first impression. It is neither your work nor my work; we are mere instruments.The swords of wood in the hands of untrained boys killed Abu Jahl. Well, dear, Allah bless you. We are both pioneers of the Message in Africa.

(ترجمہ) آپؓ فرماتے ہیں:۔ابتدائی نتائج اور تاثر کے بارے میں بالکل خوف زدہ نہ ہوں یہ آپ کی کوشش سے ہوگا نہ میری۔ہم تو محض مہرے ہیں۔ابو جہل بھی لکڑی کی تلوار سے جو غیر تربیت یافتہ لڑکوں کے ہاتھ میں تھی مارا گیا تھا۔اچھا! میرے پیارے! خدا تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ہم دونوں افریقہ میں ابتدائی طور پر پیغام حق پہنچانے والے ہیں

ایک اور احمدی دوست کو حضرت نیّر صاحب نے اپنے خط محررہ پانچ ستمبر ۱۹۲۱ء میں تحریر فرمایا:۔

It is all Allah's work and your or my absence will not be felt if He, out of His mercy Himself takes charge of things. You know your right apprehensions and I know my short-comings and we both can only feel how Allah helped me. Abeokuta and Ibadan and Epe will

insha-Allah respond. There is all possibility of Shitta Bey party coming over to us, insha-Allah.

(ترجمہ) یہ سب خدا کا کام ہے اگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کاموں کو سنبھال لے تو تمہاری یا میری غیر موجودگی سے اس کام پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ کو اپنی صلاحیتوں اور خوبیوں کا علم ہے اور میں اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو جانتا ہوں۔ ہم دونوں صرف یہ جان سکتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ میری مدد فرماتا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ابیوکوٹہ اور ابادان اور اپیے ضرور (دین حق) قبول کریں گے اور مجھے امید ہے کہ شیٹا بے پارٹی احمدیت میں شامل ہو جائے گی۔ انشاءاللہ

ایک پیاری اور دلربا کہانی

مولانا نور محمد نسیم سیفی صاحب مزید فرماتے ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ نائیجیرین احمدی احباب حضرت نیّر صاحب سے بے حد محبت وعقیدت رکھتے تھے یہ دراصل اس محبت کا پرتو تھا جو نیّر صاحب کے دل میں اہل نائیجیریا کے لئے تھی۔ انہوں نے اپنے مشفقانہ رویہ، اپنے شیریں گفتار اور مسکراتے چہرہ سے کس طرح لوگوں میں اپنے آپ کو مقبول اور محبوب بنایا یہ ایک ایسی کہانی ہے کہ جس کسی نے بھی آپؓ کا یہ دور (۱۹۲۱۔۱۹۲۲ء) دیکھا وہ اس پیاری اور دلربا کہانی کو بیان کرنے کے لئے بے تاب ہے۔ وہ بچوں سے کھیلتے اور جوانوں اور بوڑھوں سے یکساں حسن سلوک اور عزت وتکریم کا معاملہ کرتے۔ وہ سب سے حد درجہ شفقت سے پیش آتے۔ لوگوں کو آپ کا یہ انداز محبت بہت پسند آیا۔ ایک دفعہ حضرت نیّر صاحب نے گولڈ کوسٹ (گھانا) سے اپنے ایک خط میں لکھا ”اس وقت جب کہ میں یہ خط لکھ رہا ہوں لیگوس کے دو احمدی میرے پاس بیٹھے ہیں جن میں سے ایک کا نام Ajale ہے یہ بہت ہی قابل محبت لوگ ہیں۔ (ترجمہ) ۲۷

مشاہدات نیّر

حضرت مولانا نیّر صاحب نے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہایت حاضر اور روشن دماغ پایا تھا۔ آپ اپنے ماحول کی ہر چیز پر غور فرماتے اور اس کے حسن و قبح کو پرکھتے ۔ جہاں سے گزرتے یا قیام کرتے وہاں کے حالات و واقعات کا بخوبی مطالعہ و مشاہدہ فرماتے اور بیشتر اوقات اپنے یہ مشاہدات مضامین یا سفرناموں کی صورت میں افادہ عام کے لئے تحریر فرماتے اور لوگوں کی علمی اور معلوماتی پیاس کی تسکین فرماتے ۔ ذیل میں آپ کے چند ایک ایسے مشاہدات درج کئے جاتے ہیں جو نہ صرف دلچسپی کا باعث ہیں بلکہ اس دور کی ثقافت ،طرز معاشرت اور روحانی کیفیت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں ۔ نیز یہ تحریرات آپ کے انداز بیان کی عکاس ہیں ۔ آپ ''میں نے قادیان میں آکر کیا دیکھا'' کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں ۔

پرانی قادیان

ایک ہزار نو سو پانچ عیسوی کے نویں ماہ کا دس پر آٹھواں دن تھا جب میں قادیان پہنچا۔ آج کی قادیان اور مسیح موعود کے وقت کی قادیان میں عمارتوں ،آبادی ،تجارت اور سامان راحت و آرام کے لحاظ سے زمین آسمان کا فرق ہے ۔ ہمارے گھر عموماً خام ،کھیل کے میدانوں کا نہ نشان نہ نام ۔ نہ موٹروں کا وجود نہ ریل کا آرام نہ گلیوں میں فرش نہ صفائی کا اہتمام تھا ۔ بایں ہمہ روحانی و جسمانی مریضوں کی شفایابی کے سامان مہیا تھے اور اس شاعر کا قول عملاً مشاہدہ میں آتا تھا جس نے کہا ہے ۔

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

اور ہر قسم کے جسمانی مریض حضرت حکیم الامت ؓ کے دست شفا بخش پر مرضوں سے نجات پاتے اور ہر قسم کے اندھوں کو روحانی آنکھیں ، بہروں کو کان اور گونگوں کو مہدی کے مسیحی نفس سے زبان ملتی تھی ۔ صبح کی سیر ہوتی ،شام کا دربار لگتا ،مولوی نورالدین اعظم ؓ درس قرآن میں

معارف کلام الٰہی کا سیم وزر لٹاتے اور بروز مصطفیٰ اللہ کے منہ سے نکلی ہوئی تازہ بہ تازہ باتیں سنا کر روحانی خزانوں کے منہ کھولتے۔

بجلی کے موجودہ خوشنما بلند قامت کھمبے نہ تھے نہ روشن قمقمے مگر ایک نور تھا جو ہر تاریکی کو منور کرتا، ایک سورج تھا جو ہر کونے کو روشن بناتا تھا۔ مسجدیں چھوٹی تھیں مگر مخدوم الملت کی بلند دلکش اور خوش الحان آواز تھی کہ چھوٹی مسجد مبارک کے ''امن کا گھر'' ہونے کا اعلان کرتی تھیں۔ منارۃ المسیح اپنی موجودہ بلندی کے ساتھ نہ تھا مگر اصل منارۂ نور تھا جس پر پیشگوئی کے مطابق منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ غرض آج اور آنے والے کل کی قادیان کا نظارہ وتصور پرانی قادیان کی یاد دلا کر دل میں ایک کیفیت پیدا کرتا ہے جسے بیان کرنا مشکل ہے۔ جو کچھ ان کانوں نے سنا تھا آنکھوں نے دیکھا جو اللہ نے فرمایا اور مسیح موعودؑ نے سنایا وہ بالقویٰ سے بالفعل ہو رہا ہے۔

الغرض الحمدللہ! کہ ہم نے قادیان کی ڈھاب سے گھری ہوئی گمنام بستی کو جسے پرانی قادیان کہا جاتا ہے اور جو اپنی سادگی اور اپنے آسمانی حکیم کے باعث نئے آسمان اور نئی زمین کی خلق کے پیغام کی حامل تھی آج سے ۴۳ سال قبل دیکھا۔

قرآن کی آیات پر عمل

ایک افسر اپنے ایک ماتحت پر خفا ہوئے اس قدر کہ ان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ماتحت نے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ پڑھا وہ ٹھنڈے ہو گئے۔ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کی تلاوت ہوئی انہوں نے معاف کر دیا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ زبان پر لایا گیا ماتحت کی ترقی ہو گئی۔

تبلیغ کا جوش بڑے ارادے

بڑوں کے سینے تو جوش ایمان سے بھرے ہوئے تھے ان میں ایک دریا موجیں مارتا تھا مگر نوعمر بچے آپس میں بیٹھے ہوئے کہتے تھے میں لنڈن جاؤں گا انگریزوں کو مسلمان کروں گا۔

دوسرا کہتا اچھا! ہم امریکہ جائیں گے نئی دنیا کو احمدی بنائیں گے۔ تیسرا بولتا میں تو جاپان اور چین کو اسلام کیلئے فتح کروں گا۔ چوتھا یورپ کے دوسرے ملکوں کا نام لیتا۔ استاد نقشہ دکھاتے وقت ملکوں کو جانے کے راستے بتاتے اور بچے دل میں دین اللہ کی اشاعت کے ارادے بیج کی طرح بوتے رہے ہیں جو آج بیج سے ثمر دار درخت بن رہے ہیں۔

مسلمانوں کا لیڈر

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک عظیم صحابی اور مسلمانوں کا لیڈر حضرت مولانا عبدالکریمؓ صاحب سیالکوٹی کی وفات کے وقت حضرت نیّر صاحب قادیان میں ہی قیام پذیر تھے۔ آپ نے حضرت مولانا صاحب کے سفر آخرت کو دیکھا اور مندرجہ ذیل زرّیں حروف میں اظہار فرمایا جو من وعن تحریر کئے جاتے ہیں۔

”حضرت مخدوم الملّت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مسلمانوں کا لیڈر بستر علالت پر اللہ میاں سے وصال کے قریب تھے۔ الہام الٰہی ان کو رخصت کی خبر دے رہا تھا۔ ہم بورڈنگ ہاؤس قدیم ہائی سکول حال مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرہ میں کھڑے ڈھاب پر سے (کیوں کہ ابھی کوئی مکان اس طرف نہیں بنا تھا) ننگل باغبانان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک بگولا اٹھا آسمان کو چڑھا بادل بنا آسمان پر چھایا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ اس وقت خبر آئی کہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔ جنازہ آیا، آسمان رویا، حضرت مسیح موعودؑ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آسمان ساتھ ساتھ آنسو ٹپکا تا رہا۔ جنازہ رات بھر ایک کمرہ میں رہا رات بادل نے وقفوں سے آنسو بہائے، جنازہ امانت کے ساتھ دفن کرنے کے لئے اٹھایا گیا۔ آسمان نے ٹپ ٹپ جھولی سے موتی نچھاور کئے۔ زمین نے آغوش کھولی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے یار باوقار کو اپنے اندر لیا تو آسمان نے صف ماتم اٹھالی اور مطلع صاف ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی خاص باتیں

نبی کا زمانہ روحانی اعتبار سے عروج کے کمال تک پہنچا ہوتا ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اپنی بساط کے مطابق روحانیت کے مدارج طے کر رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی بعض اہم خصوصیات جو حضرت نیّر صاحب کے مشاہدہ میں آئیں درج کی جاتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''۱۔قریباً تمام احمدی تہجد گزار ہوتے تھے۔ ہائی سکول کے بورڈ ز کا ایک طبقہ قیام اللیل کرتا، نماز نیم شب پڑھتا، اپنے معصوم چہروں پر اشکوں کے موتی بہا کر اللہ تعالیٰ سے **اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِ سْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْحَکَمِ الْعَادِل** کی دعا کرتا۔

۲۔خوبصورت نوجوان چہروں پر سیاہ داڑھیاں ہوتی تھیں۔ کرزن فیشن بلکہ کٹی ہوئی داڑھیوں کو ناپسند کیا جاتا تھا۔عورتیں ماتھے پر ہندو نما بندی نہیں لگاتی تھیں نہ کوئی ساڑھی پہنتی تھی۔

۳۔صبح کو قرآن پاک کی تلاوت سے در و دیوار گونجتے تھے۔

۴۔زندگی سادہ تھی ایک دوسرے سے بہت محبت تھی۔

۵۔بچے گالیاں نہیں جانتے تھے بہت خفا ہو جائیں یا گندی گالیاں بکیں تو خبیث کہہ دیتے۔

۶۔تمباکو، سگریٹ پینے والوں کو بدقماش سمجھا جاتا تھا

۷۔لڑائی ہو جائے تو صلح فوراً ہوتی تھی۔ہم نے بورڈنگ ہاؤس کے معصوم بچوں کے رقعوں میں ایک دوسرے کو لکھا ہوا پڑھا ہے۔ ''بھائی! اب تو تین دن ہو گئے اب تو بولیں''

۸۔پیش گوئیوں کے پورا ہونے پر خوشیاں منائی جاتی تھیں۔حضرت مسیح موعودؑ کے رُخ مبارک پر کسی نشان کے پورا ہونے پر ایک خاص رونق اور مسرت ہوتی تھی۔

۹۔رنج و کلفت کا بوجھ، مصائب و آلام کے اثرات مسجد میں جا کر رُخ پاک کی زیارت کے بعد سب کافور ہو جاتے تھے۔

۱۰۔قادیان کی گلیوں میں السلام علیک کی بلند اور بہ کثرت آواز دار السلام میں داخلہ کی یاد دلاتی تھی۔'' ۷۳

گولڈن ٹیمپل

جون ۱۹۱۸ء میں آپ نے قادیان سے بمبئی تک سفر کیا جس کے حالات تفصیل سے سلسلہ کے اخبارات میں شائع ہوئے ۔دوران سفر آپ نے ''دربار صاحب امرتسر'' کا مشاہدہ بنظر غائر کیا جس کا ذکر ذیل میں درج ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

''میں گولڈن ٹیمپل پہنچا اور سلطنت اسلام کے کھنڈرات پر تعمیر ہونے والی سکھ حکومت کے نشانات کا ملاحظہ کیا اور اگرچہ صبح کا وقت ہونے کے باعث مسلمان مردانہ کو ہر وقت ساتھ رکھنے والے اور ''کلمہ کہوں تو کل پڑے بن کلمے کل نا'' کا ورد کرنے والے گرو کے سکھوں نے انتظام کر رکھا ہے کہ دس بجے سے قبل مسلمانوں کو اندر نہ جانے دیا جائے مگر وہ جس طرح مردانہ کی تصویر کو گرو کے دربار سے گرنتھ صاحب کے اوپر سے کڑھا پرشاد چھُونے سے دور نہیں کر سکتے اسی طرح وہ گرو کے اصل سکھوں کے دل سے بھی اس مندر کی عمارت اس مندر کی اشیاء کے تصورات کو محو نہیں کر سکتے ۔میں نے جب چھوت چھات کی پابندی کا ذکر سنا تو گو میرا جسم امرتسر کے تالاب کا طواف کر رہا تھا مگر قلب کہہ رہا تھا۔

''اللہ یہ عمارت زمان شاہ کی عطا کردہ سلطنت اور مسلمانوں کے بنائے ہوئے راجاؤں کی یادگار،اس کی بنیادیں حضرت میاں میر کے ہاتھوں سے رکھی ہوئیں،اس کے قیمتی پتھر جہانگیر کے مقبرہ سے لئے ہوئے اور یہ عمارت حاجی صوفی نانک شاہ کی یادگار اور پھر اس میں چھوت چھات و بت پرستی۔خیر! میں نے دربار صاحب دیکھا۔پاپا گل میں مندر کی دیوار کے ساتھ سر لگائے ہوئے مخلوق سے مرادیں مانگنے والے مرد اور عورتیں دیکھے اور واپس آ گئے'' ۴۷

حرم بیت اللہ کا نظارہ

حرم بیت اللہ کے نظارہ سے متعلق آپ فرماتے ہیں ''حرم کے وسیع صحن میں اور ارد گرد

کے برآمدوں میں آپ زائرین کی ایک بڑی تعداد کو ہر وقت بیٹھا پائیں گے ان میں حفّاظ ہیں جو خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ان میں وظیفہ کرنے والے، ان میں گداگر اور ان میں دعائیں کرنے والے مرد وعورتیں بکثرت موجود رہتے ہیں۔ ان مختلف بلاد کے مہمانان خانہ خدا میں سے بعض دن رات حرم میں ہی گزارتے ہیں۔ ۷۵

☆......☆......☆......☆......☆

حوالہ جات

۱۔الفضل ۴؍اکتوبر ۱۹۱۹ء

۲۔الفضل ۹؍مئی ۱۹۲۱ء صفحہ ۷

۳۔ہفت روزہ لاہور ۹؍اکتوبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۴

۴۔غیر مطبوعہ

۵۔الفضل ۳۱؍اکتوبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۲

۶۔رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۲۔روایات نیّر

۷۔الفضل ۲۴ مئی ۱۹۵۰ء صفحہ ۳

۸۔الفضل ۲۶۔اپریل ۱۹۵۰ء

۹۔غیر مطبوعہ

۱۰۔بر روایت مکرم مختار احمد ہاشمی صاحب (غیر مطبوعہ)

۱۱۔الحکم قادیان ۲۸؍مئی و ۷؍جون ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۴

۱۲۔الفضل ۱۴؍ستمبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۲

۱۳۔الحکم ۲۸؍اگست ۱۹۱۸ء صفحہ ۲

۱۴۔فاروق ۱۴؍نومبر ۱۹۳۵ء

۱۵۔الفضل ۸؍دسمبر ۱۹۲۱ء

۱۶۔غیر مطبوعہ

۱۷۔الفضل ۳؍نومبر ۱۹۲۱ء

۱۸۔غیر مطبوعہ

۱۹۔الحکم ۷؍اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵

۲۰۔تاریخ احمدیت جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۷ حاشیہ

۲۱۔ غیر مطبوعہ بیان محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ
۲۲۔ الفضل ۹/ ۱۲/ جون ۱۹۲۱ء صفحہ ۴
۲۳۔ بر روایت محترمہ محمود نیّر صاحبہ غیر مطبوعہ
۲۴۔ الفضل ۲۶/ اپریل ۱۹۵۰ء صفحہ ۵
۲۵۔ الفضل ۸/ نومبر ۱۸۲۴ء صفحہ ۳
۲۶۔ الفضل ۲۶/ فروری ۱۹۲۱ء
۲۷۔ غیر مطبوعہ بیان مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی
۲۸۔ غیر مطبوعہ
۲۹۔ الفضل ۹/ ۱۲/ جون ۱۹۲۱ء صفحہ ۴
۳۰۔ غیر مطبوعہ بیان
۳۱۔ غیر مطبوعہ
۳۲۔ غیر مطبوعہ
۳۳۔ الفضل ۲۴/ مئی ۱۸۵۰ء صفحہ ۳
۳۴۔ بر روایت مولانا غلام باری سیف صاحب غیر مطبوعہ
۳۵۔ الفضل ۲۲/ اکتوبر ۱۹۲۶ء
۳۶۔ الفضل ۳۱/ جولائی و ۱۴/ اگست ۱۹۱۷ء
۳۷۔ غیر مطبوعہ بیان مکرم مختار ہاشمی صاحب کارکن دفتر خدمت درویشاں ربوہ
۳۸۔ ایضاً
۳۹۔ الفضل ۲۴/ مئی ۱۹۵۰ء
۴۰۔ الفضل ۷/ مارچ ۱۹۲۴ء
۴۱۔ حقیقۃ الوحی بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۹
۴۲۔ الحکم ۱۷/ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱

۴۳۔ الحکم ۲۴/مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۶۰۷ اشاعت ۱۹۵۶ء
۴۴۔ الفضل ۲۱/مارچ ۱۹۴۱ء
۴۵۔ الفضل ۵/مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲
۴۶۔ غیر مطبوعہ
۴۷۔ غیر مطبوعہ بیان محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ
۴۸۔ الفضل ۲۲/دسمبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۸
۴۹۔ الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۲۰ء صفحہ ۷
۵۰۔ غیر مطبوعہ
۵۱۔ روایات جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۶
۵۲۔ بدر ۸/جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۸
۵۳۔ الفضل ۲۳/اگست ۱۹۱۹ء صفحہ ۹
۵۴۔ رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ (روایات نیّر)
۵۵۔ فاروق ۲۶/اپریل ۱۹۱۷ء
۵۶۔ البدر ۳/اکتوبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۲
۵۷۔ الفضل ۸/مارچ ۱۹۲۰ء صفحہ ۲
۵۸۔ الحکم ۷/اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵
۵۹۔ بحوالہ الفضل ۳/اپریل ۱۹۲۲ء صفحہ ۲
۶۰۔ الحکم ۷/اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۵
۶۱۔ الفضل ۲۸/نومبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۵، ۶
۶۲۔ الفضل ۳۰/جون ۱۹۲۱ء
۶۳۔ الفضل ۲۵/جولائی ۱۹۲۱ء صفحہ ۲
۶۴۔ الفضل ۲/دسمبر ۱۹۲۰ء صفحہ ۱، ۲

۶۵۔الحکم ۷/اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴

۶۶۔الحکم ۷/اکتوبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۴

۶۷۔الفضل ۱۴/ستمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۲

۶۸۔الفضل ۱۲/اکتوبر ۱۹۲۳ء

۶۹۔الفضل یکم/دسمبر ۱۹۲۱ء صفحہ ۲

۷۰۔الفضل ۱۶/اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۱، ۲

۷۱۔الفضل ۹/مئی ۱۹۲۱ء صفحہ ۷

۷۲۔رسالہ تحریک جدید جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۳

۷۳۔الحکم قادیان ۲۸/اگست تا ۷ستمبر ۱۹۳۸ء

۷۴۔الفضل ۲/جولائی ۱۹۱۸ء

۷۵۔الفضل ۱۶/ستمبر ۱۹۲۷ء
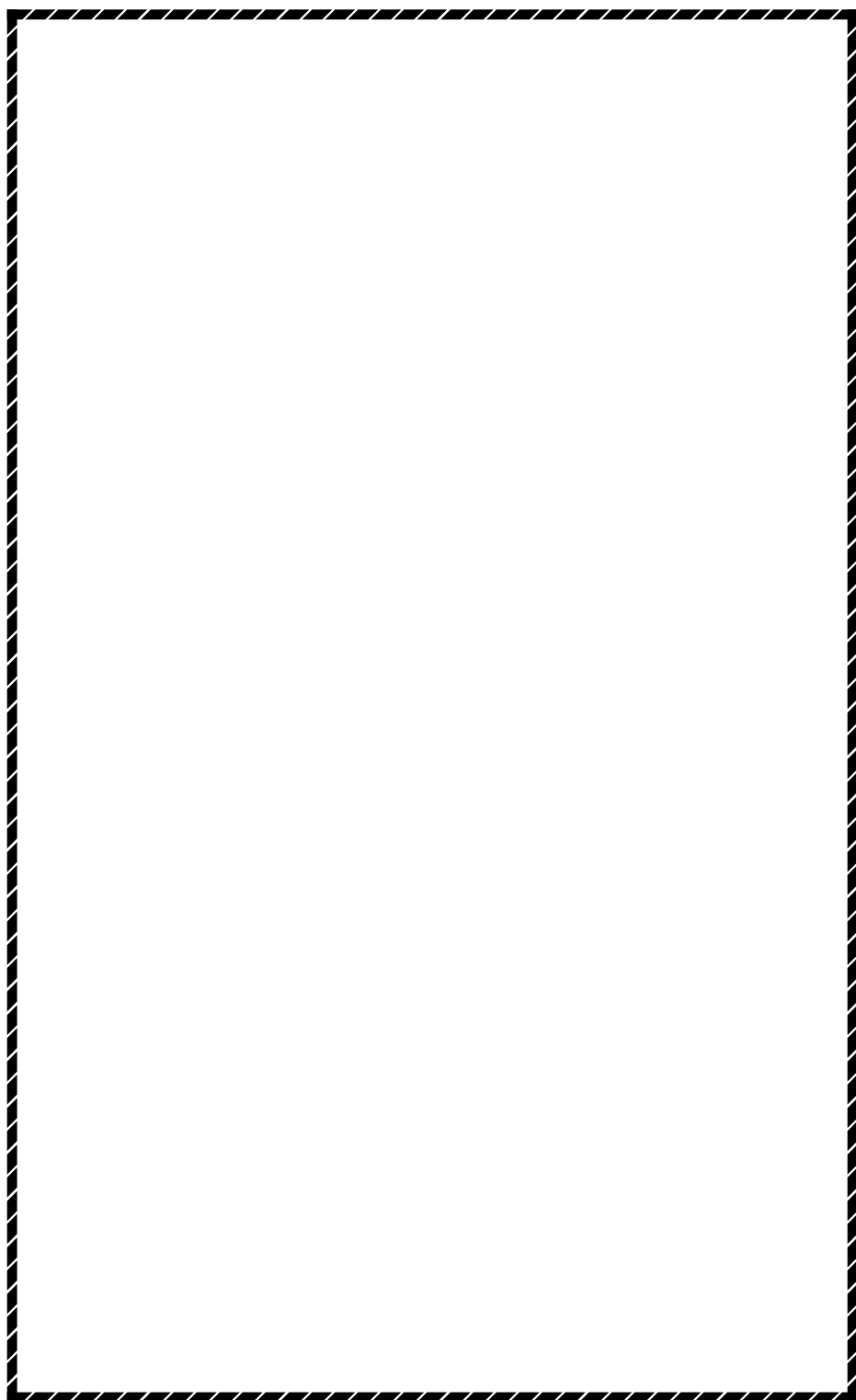
باب دہم

حضرت نیّر صاحب کی یاد میں

علماء و بزرگانِ سلسلہ کے تاثرات

فصل اول
مطبوعہ آراء

فصل دوم
غیر مطبوعہ آراء
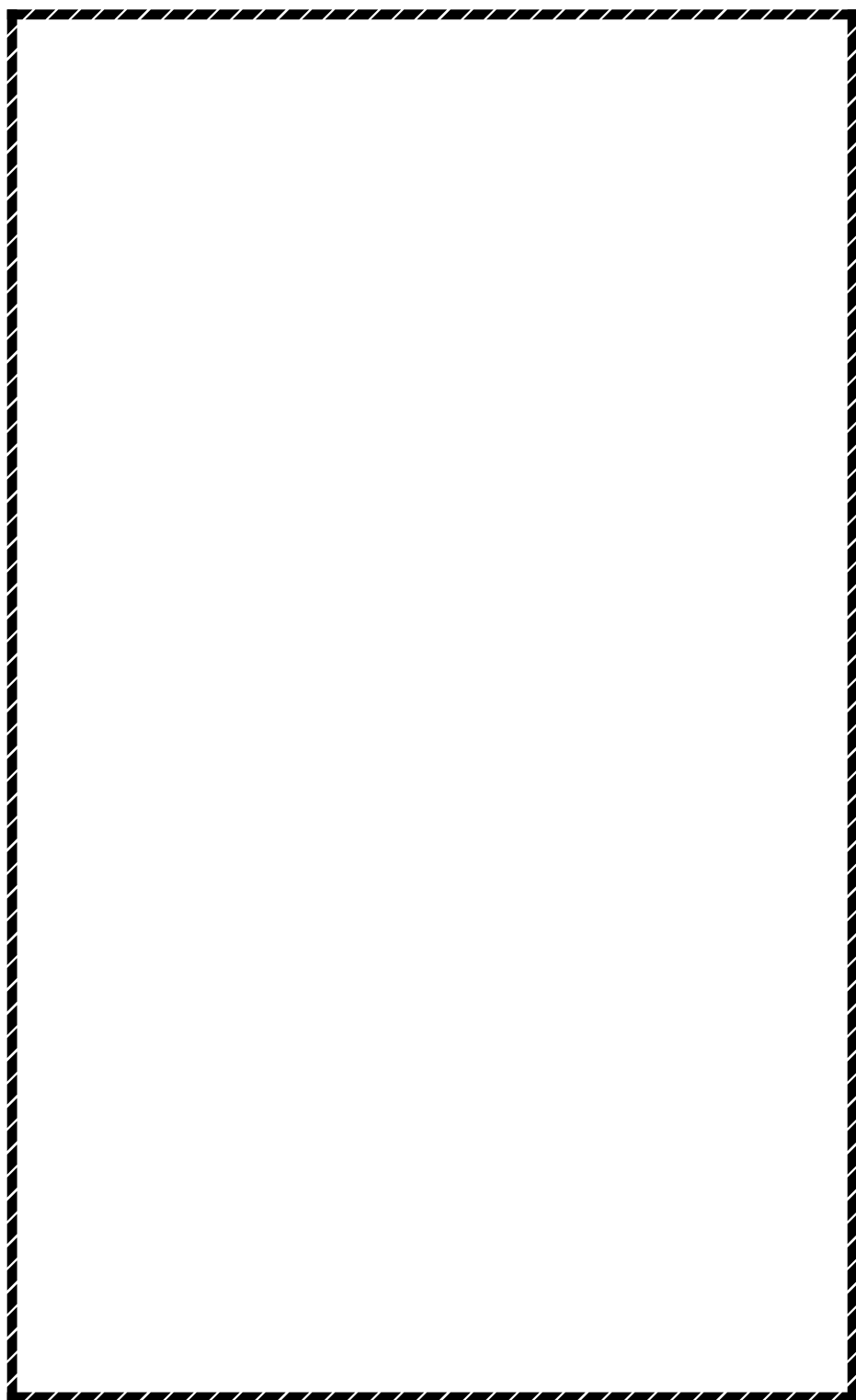
فصل اوّل

مطبوعہ آراء

انگریزی میں اعلیٰ مہارت۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے محبت

(حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحبؓ)

مولانا نیّر صاحب مرحوم سے میری واقفیت اس زمانہ سے تھی جبکہ وہ علاقہ یو۔پی میں مہاراجہ کپورتھلہ کی ایک جائیداد میں بطور ملازم کے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کرتے تھے اور بذریعہ خط بیعت کر چکے تھے۔اس کے بعد وہ ریاست کی ملازمت ترک کر کے قادیان آ گئے اور ہمارے ہائی سکول میں مدرّس ہو گئے۔جب ان کے خطوط انگریزی زبان میں لکھے ہوئے یو۔پی سے آیا کرتے تھے تو میں اپنے دوستوں سے ذکر کیا کرتا تھا کہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کی انگریزی بہت اعلیٰ ہے۔لیکن جب ان کی شادی عزیزہ محمودہ خانم سے ہوئی تو میں کہا کرتا تھا کہ عزیزہ کی انگریزی نیّر صاحب کی انگریزی سے بھی بہت اعلیٰ ہے۔ جب وہ نئے نئے قادیان آئے تو ایک دفعہ کی یہ بات مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رتھ پر سوار ہو کر گورداسپور جاتے اور آتے تھے اور جو خدام حضورؑ کے ہمرکاب اس سفر میں ہوتے ان میں بعض دفعہ نیّر صاحب مرحوم بھی ہوتے تھے اور ان کی عادت تھی کہ فرط محبت میں اپنے یکّہ کو چھوڑ کر حضرت صاحب کی رتھ کے ساتھ پیادہ یا دوڑتے اور حضور سے باتیں کرنے کا موقع حاصل کرتے۔

قابل رشک اخلاق

حضرت مولانا صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت اور اخلاص کا تعلق تھا کہ میں کہا کرتا تھا کہ مولانا عبدالرحیم صاحب کا اخلاص قابل رشک ہے۔وہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور محبت کی خاطر اپنی ہر ایک خواہش اور اپنے ہر ایک مقصد کو بھی قربان کرنے کے واسطے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

افسر ڈاک

جب مجھے ولایت جانے کا حکم ہوا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک کا کام میرے سپرد تھا اور میرے ولایت جانے پر حضور کے حکم سے میں نے ڈاک کے کام کا چارج مولانا صاحب کو دیا۔ اور جب مجھے ولایت میں حکم پہنچا کہ میں لندن سے امریکہ چلا جاؤں تو مجھ سے لندن کے کام کا چارج لینے کے لئے قادیان سے چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے اور مولانا نیّر صاحب بھیجے گئے تھے اور ان کے وہاں پہنچنے پر اور لندن کا کام ان کے سپرد کرنے پر چند ماہ لگے۔ اس طرح مجھے نیّر صاحب کے ساتھ اکٹھے رہنے کا بھی ایک موقع ملا۔

نیّر صاحب اپنے مفوضہ کاموں کو نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ لندن میں رات کو جب ہم سب سو جاتے تھے تو اس وقت بھی نیّر صاحب بیٹھے ہوئے کام میں مصروف ہوتے تھے۔

مولانا نیّر صاحب کو یہاں سے تو لندن بھیجا گیا تھا مگر بعد میں انہیں لندن میں حکم پہنچا کہ وہ مغربی افریقہ چلے جائیں۔ چنانچہ لندن سے وہاں جا کر انہوں نے لیگوس نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ اور اس کے قریب قریب کے علاقوں میں تبلیغ کی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بے نظیر کامیابی عطا فرمائی۔ ہزارہا آدمی ان کے ذریعہ سے داخل اسلام اور احمدیت ہوئے۔ کئی جگہ مسجدیں بنائیں اور نومسلموں کی تعلیم و تربیت کے واسطے بہت اچھا انتظام کیا جس کے نتیجہ میں آج تک لوگ وہاں پر احمدیت میں ترقی کر رہے ہیں۔

اہل افریقہ کا اخلاص و محبت

مرحوم نہایت حسن اخلاق سے نئے لوگوں کو اسلام اور احمدیت کی طرف مائل کرتے اور انہیں حقیقت اسلام پر عملدرآمد کرنے کے ذرائع بتاتے اور اس طرح ان لوگوں کے دلوں میں

آپ کے ساتھ پوری طرح محبت اور اخلاص پیدا ہوتا۔ جب مرحوم قادیان واپس آ گئے اور انہوں نے یہاں شادی کی جس کی خبر مغربی افریقہ کے احمدیوں کو ہوئی تو انہوں نے چندہ کر کے ایک معقول رقم مرحوم کے پاس بطور شادی کے تحفہ کے ارسال کی اور وہ چاہتے تھے کہ اور بھی چندہ کر کے بھیجیں لیکن مرحوم نے ان کو منع کر دیا۔

دوسری شادی

افریقہ سے واپسی پر جب مرحوم کی پہلی بیوی صاحبہ فوت ہو گئیں تو انہوں نے اپنی خانہ آبادی کے واسطے ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑک کی صاحبزادی محمودہ خانم کے لئے درخواست کی۔ اس سے ان کی غرض زیادہ تر یہ تھی کہ ایک ایسی لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بیوی ان کے گھر میں ہوگی تو اس کے ذریعہ سے وہ عورتوں میں بالخصوص یورپین عورتوں میں آسانی سے تبلیغ کر سکیں گے۔ اس نکاح سے ان کو اللہ تعالیٰ نے چار بچے عطا کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت اور نیکی کے ساتھ لمبی عمریں دے۔ محمودہ خانم نے بچوں کی تعلیم و تربیت میں بہت محنت اور جانفشانی سے کام لیا مگر ان کی مصروفیت گھر میں بچوں کے سبب اتنی بڑھی ہوئی رہی کہ نیّر صاحب کا یہ منشاء پورا نہ ہو سکا کہ وہ پنے اوقات عورتوں کی تبلیغ میں لگائیں۔ پھر بھی کئی ایک دینی خدمات میں محمودہ نے ان کا ہاتھ بٹایا اور میری کتاب ''ذکر حبیب'' کے ایک حصّہ کا انگریزی ترجمہ کر کے عزیزہ محمودہ خانم نے رسالہ ''سن رائز'' میں شائع کرایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور اس سے بھی زیادہ نیکیوں کی توفیق حاصل ہو۔ آمین ثم آمین

حکام سے تعلقات

مرحوم نہایت دانائی کے ساتھ سیاسی امور میں بھی حکمت عملی سے کام لیتے اور حکام وقت کے ساتھ ہمیشہ اچھے تعلقات قائم رکھتے۔ چنانچہ لیگوس میں جب بعض لوگوں نے احمدیت کی مخالفت کی اور احمدیوں کو کچھ نقصان پہنچانا چاہا تو نیّر صاحب کے جو تعلقات حکام کے ساتھ

تھے اس کے سبب سے حکام نے نیّر صاحب کی امداد کی اور بداندیشوں کے شر سے ان کو اور سلسلہ کو محفوظ رکھا۔ ان کے زمانہ میں جو انگریز گورنر نائیجیریا میں تھا وہ تبدیل ہو کر بعد میں سیلون آیا۔ اس وقت سیلون میں بعض مخالفوں نے حکومت سے یہ فیصلہ کرایا تھا کہ احمدیوں کا کوئی مبلغ سیلون نہ جائے مگر اس گورنر نے جو نائیجیریا سے تبدیل ہو کر آیا تھا سیلون پہنچنے پر وہ پابندیاں ہٹا دیں اور اس نے صاف کہا کہ ہم نائیجیریا کے احمدیوں کو جانتے ہیں وہ پُر امن اور اچھے لوگ ہیں اور حکومت وقت کے خیر خواہ ہیں۔

فراخ دلی

مرحوم طبیعت کے فیاض تھے۔ جو لوگ ان کے زیر تبلیغ ہوتے یا تبلیغ کے بعد ان سے تعلیم حاصل کرتے۔ ان کی اپنی آمدنی سے بھی فراخ دلی کے ساتھ امداد کرتے رہتے۔" ا

خوش خلق، ملنسار، بے ضرر، غریب پرور اور نافع الناس

(مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مبلغ سیرالیون افریقہ)

''مغربی افریقہ میں ایک چھوٹا سا ملک سیرالیون ہے۔ یہاں سب سے پہلے ہمارے مجاہد بزرگ مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ ۱۹۲۱ء میں تشریف لائے۔ ان کو لوگ بہت یاد کرتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کے نام نیّر رکھ کر ان کی یاد تازہ کرتے ہیں نیّر صاحب مرحوم حد درجہ خوش خلق، ملنسار، حلیم، رحیم، ہنس مکھ، بے ضرر، غریب پرور، نافع الناس وجود تھے۔ جب میں ۱۸ ؍دسمبر ۱۹۴۵ء کو لندن روانہ ہونے والا تھا تو قادیان کے اسٹیشن پر ملے یہ آخری ملاقات تھی۔ میں نے عرض کی کچھ نصائح لکھ دیں۔ آپ نے میری کاپی پر مندرجہ ذیل نصائح اپنے ہاتھ سے لکھیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تقویٰ، پابندی نماز، استقلال اور ہمت سے کام لو۔ ہمیشہ دعائیں کرتے رہو۔ راستہ میں بھی دعائیں کرتے جاؤ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ خدا حافظ

والسلام
بقلم نیّر

دنیا عاشق ہوگئی

آپ کو فری ٹاؤن کے اس وقت کے سب چھوٹے بڑے خوب جانتے ہیں اور اب آپ کے حالات جھوم جھوم کر خوشی سے بیان کرتے ہیں۔ ایک دن بندہ شہر کے سب سے بڑے مسلم رئیس الہادی ماسٹر آف کورٹ کو ملا۔ خوش ہو ہو کر عجیب لطف اندوز پیرایہ میں حضرت نیّر صاحب کے حالات سنانے لگے۔ کہنے لگے نیّر صاحب کیا تھے ایک مجسمۂ جادو تھے۔ ہزاروں کے مجمع میں

رات کو پانچ چھ گھنٹے تقریر کرتے رہے۔سب کو مسحور کرلیا۔خصوصاً جب قرآن کریم وجد سے پڑھا تو دنیا عاشق ہوگئی۔جس طرف جائیں سینکڑوں لوگ پیچھے پیچھے گویا سارا شہر ہی احمدی ہوگیا۔

دائیں ہاتھ قرآن بائیں ہاتھ بائیبل

فری ٹاؤن کے بہت لوگ اب بھی بیان کرتے ہیں کہ ہر کام کا ایک فن ہوتا ہے۔تبلیغ کے فن میں کمال نیّر صاحب کو حاصل تھا۔بازار میں جاتے تھے تو ایک ہاتھ میں (دائیں طرف) قرآن کریم دوسرے ہاتھ میں (بائیں طرف) بائیبل ہوتی ۔ ہر ایک کو دعوت دیتے آؤ بھائی مقابلہ کرلو۔کون سی کتاب افضل ،اعلیٰ و برتر ، بہتر، اکمل ، انور اور احسن ہے اور کون سی کتاب ناقابل عمل اور ادنیٰ ہے۔آؤ، آؤ میدان میں آؤ۔ پھر فرماتے سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ الہامی کتاب خود دعویٰ کرے اور خود ہی دلائل بھی مہیا کرے۔قرآن کریم میں دعویٰ بھی ہے اور اس کے ساتھ دلائل بھی۔ایک نہیں ہزار ہا دلائل کا سمندر ہے۔مگر بائیبل میں نہ دعویٰ نہ دلائل۔ بتلاؤ بھئی ڈگری کس کے حق میں دو گے انصاف کرنا۔ظلم نہ کرنا۔مسیحی مشن سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا یہاں قائم تھے۔یتیم خانے قائم کئے۔ بھولے بھالے ان پڑھ لوگوں کو ہزاروں کی تعداد میں مسیحی بنا کر پھولے نہیں سماتے تھے لیکن وہ سب آپ کے دم سے مرتے تھے۔مقابلہ پر ہرگز نہیں آتے تھے۔ایک دن مکان تلاش کرتے کرتے فری ٹاؤن مسجد کے نزدیک بندہ اور مولوی محمد صدیق صاحب فاضل چلے گئے ۔ایک گھر کی مالک نوّے سالہ مسلم بڑھیا یوں گویا ہوئی ’’میں وہ عورت ہوں جس نے نیّر صاحب مرحوم کو اپنے ہاتھوں سے کھانا پکا کر کھلایا اور وہ میرے اسی مکان میں ٹھہرے رہے۔‘‘ بہت خوش ہو ہو کر حالات سناتی رہی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق بخشے اور ان کے قائم مقام پیدا ہوتے رہیں۔حتّٰی کہ تمام دنیا کا ایک ہی مذہب یعنی حقیقی اسلام ہو جائے اور ہم سب کا انجام بہتر ہو۔آمین

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید ۔‘‘ ۲

مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی راہنمائی

ملفوظات حضرت اقدس، الفضل میں خدمات

(حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکمل)

''مولانا الحاج نیّر صاحب کی وفات کی خبر الفضل میں پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمرہاں رفتند ومن تنہا حزیں۔ **اللھم اغفر واکرم اجمعین۔**

میں جب پہلی بار مخّی مولوی غلام رسول صاحب آف لنگے ضلع گجرات کے ہمراہ وارد دارالاماں ہوا تو رات مہمان خانے میں گذاری۔ دائم المرض تھا سفر کی وجہ سے حرارت ہوگئی اور پیاس کی شدت۔ حکیم الامت حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کو جب معلوم ہوا تو ایک قدح میں آلو بخارا بھگو کر بھیجا اور لومت چندن جس سے صبح کچھ تسکین ہوئی تو ہم مدرسہ میں گئے جہاں ایک کلاس میں جلسہ طلباء تھا۔ مقررین کی رہنمائی جو ماسٹر صاحب فرما رہے تھے، ان کی روانی اور جوش موجب استعجاب ومسرت ہوئی۔ وہ ہمیں بڑے تپاک سے ملے اور میرا نام معلوم ہونے پر بہت سرگرم مصافحہ ومعانقہ کیا۔ ان کا نام عبدالرحیم اکونوی تھا۔ (اکونہ ان کا سابق وطن تھا) یہی ہمارے الحاج نیّر صاحب تھے جو ایک عرصہ تک ہائی سکول میں سینئر ٹیچر رہے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کی سعادت مجھ سے پہلے حاصل تھی۔ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ایک مجلد کاپی میں کلمات طیبات نوٹ کرتے رہتے اور مجھے میرے فرض منصبی کے ادا کرنے میں بعض اوقات مدد دیتے۔ اخبار بدر والحکم کے بعد الفضل جاری ہوا تو حضور نے دو معاون مقرر کئے جو ہر روز کچھ وقت الفضل کے دفتر میں دیتے ایک مولوی غلام محمد صاحب صوفی مبلغ ماریشس جو اسلام پر ایک صفحہ کا مضمون دیتے اور ایک مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر جو عموماً سیاسی اور ملکی واقعات پر تبصرہ فرماتے نہایت رنگین اور پر لطف معنی خیز الفاظ میں۔ الفضل جلد اول و دوم وسوم ملاحظہ ہو۔ اگرچہ ان کا نام نہ ہوتا تھا مگر عبارت خود بتا دے گی کہ یہ کس کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ جب پہلی

جنگ عظیم شروع ہوئی تو آپ نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا ’’ڈینیوب کے پانیوں میں آگ‘‘ جو بہت پسند کیا گیا۔ اس بارے میں ان کے معلومات بہت وسیع تھے۔ جلسہ کے ایام میں ضمیمہ الفضل روزانہ بھی چھپتا رہا۔ آپ سول اینڈ ملٹری گزٹ سے تازہ خبریں بڑی سرعت سے ترجمہ کر دیتے۔ اس کے بعد بھی الفضل میں لکھتے رہے۔

آپ کو حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا شرف بھی مدت تک حاصل رہا۔ اپنے طور پر نائیجیریا (افریقہ) کے احباب سے خط و کتابت رکھتے تھے۔ جہاں ریویو آف ریلیجنز کی وجہ سے چند دوست احمدیت سے مشرف تھے۔ چنانچہ اسی واقفیت و تعلق کی وجہ سے حضور نے ان کو پہلا افریقی مبلغ بنا کر بھیجا۔ وہاں خدا کے فضل و رحم سے بہت کامیابی ہوئی اور علاقے میں باوجود آب و ہوا کی ناموافقت اور جسمانی ضعف و نحافت کے مفصلات میں سفر کیا اور کئی چیفوں سے ملے۔ ان تک پیغام حق پہنچایا۔ انگریزی تو آپ کی اچھی تھی اس لئے اس زبان سے وہ خوب کام لیتے رہے اور آپ کے لیکچرز کا طرز بہت پُر جوش اور دلآویز و دلکش تھا۔

عربی میں خطبہ

جب انہیں معلوم ہوا کہ یہاں خطبہ عربی میں پڑھنا ہوگا اور گو ہر احمدی خصوصاً پڑھا لکھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس قدسیہ و کتب عربیہ کے طفیل کچھ نہ کچھ عربی سمجھنے اور بولنے میں بھی جلد ترقی کر جاتا ہے لیکن آپ نے غیر معمولی محنت و ٹیکٹ سے کام لیا اور مجھے بتایا کہ میں قرآن مجید کی آیات اور چند احادیث پھر اس کے بعد سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی عبارتیں عمدگی کے ساتھ ملا کر سنا دیتا تھا۔ جس سے بہت اثر ہوتا اور اپنا مطلب اور وقتی خطاب بھی انہی عبارتوں سے تیار کر لیتا۔ آپ کو لندن میں بھی تبلیغ و اشاعت کی سعادت ایک مدت تک حاصل رہی۔ جب حضور وہاں بناءِ مسجد فضل کے لئے تشریف لے گئے تو یہ وہیں تھے۔

آپ حیدر آباد دکن، بھوپال اور بمبئی میں بطور مبلغ بھی عرصے تک کام کرتے رہے ہندوستان میں پھر کر اکثر شہروں میں تبلیغی لیکچرز دیئے جو بہت مقبول و مؤثر ثابت ہوئے اور پھر

دعوۃ وتبلیغ میں سمندر پار ملکوں کی تبلیغ اور مبلغین کے انچارج رہے۔ اخبار الفضل کے افسر اعلیٰ بھی عرصہ تک رہے۔ اس کے علاوہ اور کئی خدمات سلسلہ میں حصہ لینے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کی زبان بہت شستہ اور پیرایہ بہت نرم و منکسرانہ تھا۔ مجھے جب کبھی رستہ میں مل جاتے تو نہایت خوش ہوتے اور معانقہ کیلئے دور سے بازو پھیلا لیتے اور ہمیشہ زمانہ مسیح موعودؑ کی کوئی نہ کوئی بات بچشم نم، بھرّائی ہوئی آواز میں کرتے یا یاد دلاتے۔ پہلی بیوی حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب کی دختر سے دو لڑکیاں مبارکہ و حمیدہ ہیں جو حیدر آباد دکن میں ہیں۔ لڑکیوں سے بہت پیار تھا۔ اواخر عمر میں محترمی عبدالغنی صاحب کڑک کی دختر نیک اختر محمودہ صاحبہ سے ازدواج کر لیا جو تعلیم یافتہ خاتون ہیں اور انگریزی خوب جانتی ہیں اور دین کے لئے بہت مخلصانہ جوش رکھتی ہیں۔ ان سے دو لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کی تو حال ہی میں ولادت ہوئی۔'' ۳

☆......☆......☆......☆
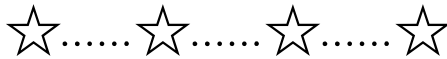
''ایک مہربان استاد کا تذکرہ''

(حضرت مولانا ابوالعطا صاحب جالندھری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض صحبت سے مشرف ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کئی بزرگ گذشتہ دنوں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انہی واجب الاحترام بزرگوں میں سے ایک ہمارے استاد اور مہربان مربی حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر بھی تھے۔ قادیان ہم سب کا وطن ہے۔ ان دنوں ہم اس مقدس اور محبوب وطن سے باہر نکالے ہوئے ہیں اور مختلف شہروں اور دیہات میں منتشر ہیں۔ حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر گوجرانوالہ میں مقیم تھے اور وہاں پر ہی انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بچوں میں تبلیغی روح

میں نے مدرسہ احمدیہ کی تیسری جماعت میں حضرت مولوی صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ مدرسہ میں ان دنوں انگریزی کے استاد تھے۔ آپ بچوں کے اندر اسی وقت سے تبلیغی روح پیدا کرتے تھے۔ طبیعت میں بہت نرمی اور ملاطفت تھی اور ہمیشہ نصیحت آموز باتیں بالخصوص سیدنا حضرت مسیح موعود کی پیاری پیاری باتیں سنایا کرتے تھے اور ان پیارے دنوں کی یاد سے اکثر آبدیدہ ہو جاتے۔

تبلیغ کا اشتیاق

مجھے یاد ہے کہ وہ مدرسہ کی محدود تعلیمی زندگی کی بجائے تبلیغی زندگی کو ترجیح دیتے اور ہمیشہ اس کے لئے اشتیاق کا اظہار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس پُرخلوص جذبہ کو نوازا اور انہیں ہندوستان کے طول وعرض میں یورپ اور افریقہ کے وسیع علاقوں میں پیغام حق پہنچانے کا کامیاب موقع عطا فرمایا اور سینکڑوں انسانوں کو ان کے ذریعہ قبول حق کی توفیق نصیب ہوئی۔

حضرت مولوی صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں نرینہ اولاد بھی عطا فرمائے تا وہ خدمت دین میں ان کی قائم مقام ہو۔اس کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ان کی اس خواہش کو بھی پورا فرما دیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جنت الفردوس میں حضرت مولوی صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اوران کی اولاد کوان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور جماعت کے نوجوانوں کو تبلیغ کے اسی ولولہ سے معمور فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں پایا جاتا ہے۔اللھم آمین۔" ۴

خدا کی راہ میں سفر

"ان دنوں بیرونی ممالک میں زیادہ مشن نہ تھے۔ہمارے انگریزی کے استاد حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ کو جب حکم ہوا کہ وہ انگلستان جانے کیلئے تیاری کریں تو میں تیسری جماعت میں تھا۔وہ ہمیں روزانہ پڑھانے کے بعد نہایت پیارے انداز میں یہ تذکرہ شروع فرمایا کرتے تھے کہ بچو! میں اب عنقریب خدا کی راہ میں سفر پر جاؤں گا۔اسے وہ اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتے تھے اور ہم سب بچوں کو بھی دعا کیلئے کہا کرتے تھے اور خود بھی بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ہمارے دل میں بھی جوش پیدا ہوتا تھا کہ ہم بھی جلد جلد اپنے تعلیمی کورس کو پورا کر کے خدمت دین کا کام کرنے کے قابل ہو جائیں۔حضرت مولوی صاحب بہت محبت کرنے والے استاد تھے۔مجھے اوائل میں ان کے گھر میں بھی جانے کا موقع ملتا رہا۔بالعموم اساتذہ ان دنوں طلبہ سے بہت انس رکھتے تھے۔مجھے یاد ہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ کے عازمِ سفر ہوتے وقت اکثر طلبہ کی آنکھیں ان کی جدائی کی بناء پر پُرنم تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مولانا نیّر صاحب کو انگلستان میں اور پھر مغربی افریقہ میں خاص خدمات کی توفیق بخشی اور ہزارہا افریقن ان کے ذریعہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔" ۵

افریقہ میں پہلے مبلغ اسلام

(از میجر منظور احمد صاحب۔ ریٹائرڈ)

یہ ذکر خیر ہے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کا۔ حضرت نیّر صاحب پہلے مبشر اسلام ہیں جنہوں نے موجودہ زمانہ میں آج سے کوئی نصف صدی پیشتر مغربی افریقہ میں عیسائی مشنریوں کے مقابلے میں اسلام کے جھنڈے گاڑے اور ہزارہا بت پرستوں اور تثلیث پرستوں کو کلمہ توحید لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھایا۔ آج آپ کا لگایا ہوا یہ شجر بہ فضل ایزدی بار آور ہے اور لاکھوں سابق مشرک اور عیسائی دن رات اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ افریقہ کے بعد کچھ عرصہ انگلستان میں بھی اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ اس طرح سے حضرت علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کے صحیح معنوں میں مصداق ٹھہرے۔

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

پنجاب یونیورسٹی کے گریجویٹ، فرشتہ صورت اور فرشتہ سیرت

آپ مہدئ دوراں کے اصحاب میں سے تھے۔ شاہجہان پور (یوپی۔ انڈیا) کے مردم خیز خطہ سے تعلق رکھتے تھے اور پنجاب یونیورسٹی کے گریجویٹ تھے۔

۴۴۔۱۹۴۵ء کے دوران مولانا بمبئی میں متعین تھے۔ خاکسار اکثر خدمت میں حاضر ہوتا۔ فرشتہ صورت اور فرشتہ سیرت انسان ''گرم دمِ جستجو نرم دمِ گفتگو'' کا ایک دل موہ لینے والا انداز رکھتے تھے۔ جو کوئی آپ سے ایک بار مل لیتا آپ کی پیار بھری دھیمی گفتگو اور پدرانہ سلوک کو پھر نہ بھلا سکتا۔ ہم اپنے دوستوں کو ملاقات کیلئے لے جاتے آپ ان سے باپ کی سی شفقت فرماتے اور نہایت عمدہ دلنشین انداز میں وعظ و نصیحت فرماتے۔

مسیح پاکؑ کی دعا سے مُردہ زندہ ہو گیا

ایک بار خاکسار اور مکرم الحاج چودھری بشیر احمد صاحب (ریڈیو آفیسر مرچنٹ نیوی) خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر مبارک شروع ہوا۔ محترم نیّر صاحب نے ہمیں اپنے آقا و مرشد کے دست مبارک کے لکھے ہوئے خطوط کی زیارت کروائی جو انہوں نے بطور ایک نادر خزانہ کے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔ ایک خط دکھایا جس کا پس منظر یہ تھا کہ مولانا مرحوم جب لاہور میں زیرِ تعلیم تھے تو تپ دق میں مبتلا ہو گئے۔ اس زمانے میں تپ دق کا مطلب یقینی موت ہوتا تھا۔ دونوں پھیپھڑے ماؤف ہو گئے۔ اٹھ کر بیٹھنے کی سکت نہ رہی۔ اپنے آقا و مرشد کی خدمت میں لکھا:۔

''حضور! زندگی کی کوئی امید نہیں۔ دونوں پھیپھڑے بیکار ہو چکے ہیں۔ بڑی ہی شرم کے ساتھ حضور کی خدمت میں چار آنے بطور نذرانہ مسنون بھیجتا ہوں۔ میرے لئے دعا فرماویں۔'' یہ بیان کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ آقا نے اسی خط پر اپنے قلم مبارک سے لکھ بھیجا ہم دعا کر رہے ہیں۔ پرسوں آپ کے لئے دوا بھجوائیں گے۔ خاکسار نے یہ تحریر بچشم خود دیکھی۔ کم وبیش یہی الفاظ تھے۔

نیّر صاحب فرمانے لگے کہ میں یہ الفاظ پڑھ کر اٹھ بیٹھا۔ ''خدا کے مسیح نے فرمایا ہے پرسوں دوا بھیجوں گا تو پرسوں تک تو میں مرتا نہیں۔ اللہ اللہ کیا یقین اور ایمان کا درجہ تھا۔ پھر کہا ''مسیح محمدی کی معجزانہ دعا سے یہ مُردہ زندہ ہو گیا جس کے دونوں پھیپھڑے ختم ہو چکے تھے۔ اس میں ازسرنو ذرّہ حیات نمودار ہو گیا۔'' بڑے جوش سے سینے پر ہاتھ مار کر کہنے لگے! وہ نیّر جو تپدق سے مر رہا تھا اور بات کرنے کی سکت بھی نہیں رکھتا تھا وہی نیّر پھر تپتے ہوئے ریگ زاروں میں بولا برف بار فضاؤں میں بولا۔ اور اب قریباً چالیس برس کے بعد بھی پیاسی روحوں تک کو اسلام کا جاں بخش شربت پلا رہا ہے۔''

انگریزی میں مہارت

مولانا مرحوم کوانگریزی میں تقریر کرنے کا بھی ملکہ حاصل تھا۔ایک دفعہ ''یوم مصلح موعود'' تھا۔ بالا وٹسکائی تھیوسافیکل ہال'' میں جلسہ تھا۔حضرت مولانا نے اس جلسے سے انگریزی میں خطاب فرمایا جو کہ نہایت ہی اثر انگیز تھا۔اس جلسے کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ مکرم ومحترم جناب لیفٹیننٹ بشیر احمد صاحب آرچرڈ بھی جوفوج کی وردی میں ملبوس تھے ایک مدلل تقریر اس موضوع پر فرمائی۔''میں نے اسلام کیوں قبول کیا۔''

ایک پُر لطف واقعہ

حضرت نیّر صاحب نے ایک دفعہ ہمیں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قیام امریکہ کا ایک پُر لطف واقعہ سنایا۔حضرت مفتی صاحب نے جب پہلے پہل امریکہ میں جا کر تبلیغ اسلام شروع کی تو ایک دن چند نومسلم امریکی مرد وخواتین کو ساتھ لے کر نماز مغرب باجماعت پڑھانے لگے۔خوش الحانی کے ساتھ پہلی رکعت پڑھا کر جب رکوع میں گئے تو پیچھے سے ایک خاتون کی آواز آئی۔ Once more please یعنی ایک بار پھر پڑھیے۔

اگرچہ یہ ایک لطیفہ ہوا مگر اس سے قرآن عظیم کی معجزانہ اور مسحور کن عبارت وآیات کے اثر وتاثیر کا پتہ بھی چلتا ہے۔

جناب نیّر صاحب شعری ذوق بھی رکھتے تھے۔جب سالٹ پانڈ (افریقہ) میں تھے۔تو ایک روز جھیل کنارے بیٹھے تھے۔اپنے امام (حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد) کی یاد میں بیقرار ہو گئے۔دل پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ ایک پرانے گیت کو حسب حال کر کے یہ بیت پڑھنے لگے۔

موری نیند پڑ گئی

میرے سر میں جنوں میرے دل میں جلن مورا چین گیا موری نیند گئی

موہے یاد جو آیا وہ سیمیں بدن مورا چین گیا موری نیند گئی

موری بہیاں پکڑ کے گلے سے لگا مورے سینے کو سینے سے اپنے ملا

ہائے سینے میں جلتی ہے برہا اگن، مورا چین گیا موری نیند گئی

تورے لخت جگر کی صورت ہے، محمود کی موہنی مورت ہے

اور وہ بھی دور ہے دور وطن، مورا چین گیا موری نیند گئی

رات سوئے۔ تو خواب میں حضرت کی زیارت نصیب ہوئی دل شاد ہوا۔ اس پر یہ بیت پڑھا۔

موہے نیند پڑی

سوئے لیکھ سکھی مورے جاگ پڑے سوکھے برج کئے مورے آن ہرے

موے آ کے ملا مورا بانکا بلم موہے چین پڑا موہے نیند پڑی

آنحضرت ﷺ سے محبت اور وابستگی

نیوی کے ایک سکھ افسر صاحب کے ساتھ ہمارا مذہبی تبادلہ خیال ہوا کرتا تھا۔ مکرم و محترم کموڈور باجوہ صاحب سے بھی ان کی گفتگو رہتی تھی۔ ایک دن گفتگو کے دوران میں انہوں نے خاکسار سے کہا کہ :۔

”آؤ ہم فرض کر لیں کہ ہم دونوں کسی مذہب کو نہیں مانتے۔ میں فرض کر لیتا ہوں کہ میں سکھ نہیں ہوں اور آپ فرض کر لیں کہ آپ مسلمان نہیں ہیں۔ اس طرح مذہبی بندھنوں سے بالا

ہو کر ہم عقلی طور پر اسلام اور قرآن مجید کی سچائی کو پرکھیں۔‘‘

خاکسار کی عمر اس وقت بمشکل بیس اکیس برس ہوگی۔ ناپختہ ذہن، خام معرفت۔ میں نے جھٹ کہہ دیا۔ ’’چلو یونہی سہی‘‘

اس پر وہ افسر مجھے بتانے لگے کہ میں نے آپ کے مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر کے سامنے بھی یہ طریق استدلال رکھا تھا۔ مگر انہوں نے سختی سے رد کر دیا تھا۔

مکرم نیّر صاحب مرحوم نے جو جواب دیا تھا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ نے فرمایا۔

’’میں اپنے آپ کو حضرت محمد (ﷺ) سے الگ نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ مفروضہ کے طور پر ہی ہو۔ نہیں! ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔‘‘

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را ۶

☆......☆......☆......☆

فرشتوں کا سا نورانی اور متبسم چہرہ

(محترمہ نسیمہ بیگم بنت حضرت حافظ غلام محمد صاحب آف ماریشس)

جماعت احمدیہ میں کون ہے جو حضرت نیّر صاحبؓ کو نہیں جانتا۔ان کا نام لب پر آتے ہی ایک فرشتوں کا سا نورانی اور متبسم چہرہ آنکھوں کے آگے پھرنے لگتا ہے اور پھر ان کا وہ شیریں لب ولہجہ کیا کوئی شخص ایک دفعہ دیکھ کر پھر بھول سکتا ہے؟

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان چوٹی کے مجاہدوں میں سے تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ احمدیت کے لئے وقف کر کے دین کو دنیا پر مقدم کر کے دکھا دیا۔۱۹۲۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نائیجیریا (افریقہ) میں پیغام حق پہنچانے کیلئے روانہ فرمایا۔

اس سے قبل آپ انگلستان کے دارالتبلیغ میں دو سال کام کر چکے تھے اور تبلیغ کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ رستہ میں سیرالیون اور گولڈ کوسٹ میں قیام کرتے ہوئے نائیجیریا پہنچے۔اس ملک کے دارالسلطنت لیگوس میں تبلیغی مرکز قائم کیا۔ خدا نے آپ کے کام میں ایسی برکت دی کہ ایک قلیل عرصہ میں نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ میں ہزارہا لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے اور خدا کے فضل سے یہ دارالتبلیغ اب تک بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔آپ بہت عرصہ تک تبلیغ کا کام کما حقہ سرانجام دینے کے بعد واپس تشریف لائے۔ پھر کافی عرصہ حضور کی خدمت میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔

آپ کو وہاں کے احمدیوں سے بہت محبت تھی۔آپ اکثر انہیں بڑے پیار سے یاد کیا کرتے تھے۔ایک دفعہ جب آپ کو وہاں کے چند افراد کے مرتد ہونے کی خبر ملی تو آپ کو بے انتہا رنج پہنچا۔ بار بار فرماتے تھے کہ انہیں کیا ہو گیا۔ وہ تو بہت ہی مخلص احمدی تھے۔

حضرت اقدس سے محبت وعقیدت

اللہ اللہ کیسی پاکیزہ، کتنی بلند وارفع تھی آپ کی ہستی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ بے انداز محبت اور عقیدت تھی۔ کوئی گفتگو خواہ کیسی ہی ہو آپ اس میں حضور علیہ السلام کا ذکر ضرور کرتے کہ حضور اقدس نے اس موقع پر یوں فرمایا تھا۔ پھر جس پیار اور ادب سے حضور پُر نور کا نام لیتے وہ آپ کی محبت اور اخلاص کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ بیماری کی حالت میں فرمانے لگے۔ جب میں افریقہ میں تھا تو میرا دل حضور کی یاد اور جدائی سے بہت بے تاب تھا تو میں نے تین روز خدا تعالیٰ سے رو رو کر آدھی رات تک دعا کی۔ تیسری رات میں نے رویاء میں دیکھا کہ حضور اقدس تشریف لائے ہیں اور بڑے پیار سے مجھے گلے لگا کر ملے ہیں۔ صبح جب میں بیدار ہوا تو دل بالکل مطمئن تھا۔ تمام اضطراب اور بے چینی رفع ہو چکی تھی۔ پھر آپ نے چند اشعار سنائے جو آپ نے اس رؤیا کو دیکھ کر بطور یادگار لکھے تھے۔ افسوس کہ اس وقت مجھے یاد نہیں رہے۔ جب آپ یہ رؤیا بیان کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک تھی۔

قادیان سے محبت

قادیان کی جدائی تقریباً ہر احمدی کیلئے روح فرسا ہے مگر وہ تعلق جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہے وہ اور ہی چیز ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اس میں خدا تعالیٰ کے پاک مسیح محمدیؐ اور مہدی موعود کو اس میں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے دیکھا تھا جس کے ذکر سے ہی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگنے لگتی تھیں۔ آپ ہر ایک سے خواہ وہ کوئی ہی ہو نہایت خندہ پیشانی سے ملا کرتے تھے۔ تکبر، غصہ، کینہ کا تو مادہ ہی نہ تھا۔ عاجزی، انکساری اور رحم دلی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ کسی کو دکھ دینا تو گویا جانتے ہی نہ تھے۔ دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے۔ ذرا کسی کو غمزدہ دیکھا تو اسے اتنی تسلی دی کہ وہ مطمئن ہو کر اٹھا۔

وفات سے چند ماہ قبل گوجرانوالہ میں ہم آپ سے ملنے کے لئے گئے۔ صبح کا وقت تھا۔

اس وقت باغ میں ٹہل رہے تھے۔ہمیں دیکھ کر بڑی شفقت اور محبت سے سروں پر باری باری ہاتھ پھیرا۔ساتھ ساتھ فرماتے جاتے تھے میرے مرحوم بھائی کی نشانی اور آنسو اس وقت آپ کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ پھر ابا جان مرحوم کی باتیں بہت دیر تک ہم سے کرتے رہے۔فرمایا تمہارے ابا جان اور میں اکٹھے کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ مجھے ان کی بہت سی باتیں یاد ہیں ۔وہ کسی دن تم کو بتاؤں گا۔نوٹ کر لینا۔ دوسری بار جب گئے تو آپ بیمار تھے۔ بیماری کے دوران میں بھی آپ نے کہا مگر آپ کی تکلیف کے خیال سے ہم نے کہا کہ آپ کو صحت ہونے پر لکھیں گے مگر صد افسوس کہ آپ اس بیماری سے صحت یاب نہ ہو سکے اور ہم آپ کی باتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم رہ گئے ۔ ۱۷رستمبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت عالم بیہوشی میں ہی آپ عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے ۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔اس وقت بھی آپ کے چہرہ پر مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔ وہی مسکراہٹ سے لبریز مقدس مسکراہٹ۔گو آپ کی جدائی نا قابل تلافی صدمہ ہے لیکن ہمیں ہر حال میں خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔ ہر آنے والا جاتا ہے۔ ہاں کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ دنیا جب سے پیدا ہوئی قضا وقدر کا یہ لامتناہی سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا۔مگر کیا ہی خوش نصیب ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کے دین کی خدمت کرتے ہوئے عمر گذار دے۔ آپ کے دونوں بچے عزیزان اسماعیل خلیل اور آدم بہت ہی کم سنی کی حالت میں شفیق باپ سے محروم ہو گئے ہیں ۔خدا تعالیٰ انہیں اپنی خاص حفاظت اور امان میں رکھے۔ان کی عمر دراز کرے اور انہیں اپنے نیک باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔آمین

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ حضرت نیّر صاحب رضی اللہ عنہ کو فردوس اعلیٰ میں سرور کائنات آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے۔آپ کے مزار مبارک پر اپنے انوار اور رحمتوں کی بارش برسائے۔آمین ثم آمین۔“ ☐

وہ خادم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ عاشق مسیحا

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے حضرت نیّر صاحب کی وفات پر اپنے دلی جذبات اور محبت کا اظہار ایک منظوم کلام کی صورت میں فرمایا جس میں آپ نے حضرت نیّر صاحب موصوف کی سیرت وسوانح کے بے شمار پہلوؤں پر نہایت حسین اور دلکش انداز میں روشنی ڈالی۔ آپ کا منظوم کلام درج ذیل ہے۔ افسوس ہے اس میں سے بعض اشعار پڑھے نہیں جا سکے۔ (نظم کا عکس بھی شامل اشاعت ہے)

"(وفات حسرت آیات)

حضرت عبدالرحیم صاحب نیر (رضی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں کیا کہوں کہ کیا تھے عبدالرحیم نیّر
وہ عبد باصفا تھے عبدالرحیم نیّر

وہ خادم محمد وہ عاشق مسیحا
مخلص تھے باوفا تھے عبدالرحیم نیّر

ان میں جو خوبیاں تھیں ان میں جو تھے محاسن
میں کیا بتاؤں کیا تھے عبدالرحیم نیّر

مہدی کی اک نظر نے نیّر انہیں بنایا
پُرنور و پُرضیا تھے عبدالرحیم نیّر

احمد نبی کی صحبت میں سالہا رہے وہ
عاشق تھے اور فدا تھے عبدالرحیم نیّر

ہجرت بھی کر کے آئے صحبت سے فیض پائے

حق پر تھے حق نما تھے عبدالرحیم نیّر
سادہ وضع تھے رکھتے اور سادگی تھی بے حد
خوش طبع و خوش نوا تھے عبدالرحیم نیّر
تھے پاک از تصنع تھے پاک از تکلف
سادہ تھے بے ریا تھے عبدالرحیم نیّر
صالح تھے متقی تھے مخلص وہ احمدی تھے
باوصف پارسا تھے عبدالرحیم نیّر
باطبع، حلم، نرمی، شوخی نہ تھی نہ گرمی
باشرم باحیا تھے عبدالرحیم نیّر
حسن کلام والے حسن بیان والے
باطرز دلربا تھے عبدالرحیم نیّر
معلوم ایسے ہوتے کم علم ہیں وہ گویا
لیکن عجب نما تھے عبدالرحیم نیّر
ہر علم کی مہارت رکھتے تھے اور لیاقت
ذی فہم نکتہ زا تھے عبدالرحیم نیّر
وہ فارسی کے عالم انگلش کے وہ معلم
بہاشا کے خوش نوا تھے عبدالرحیم نیّر
وہ صاحب معارف اور دین حق کے عارف
ملت کے راہنما تھے عبدالرحیم نیّر
تقریر جب وہ کرتے حق سے دلوں کو بھرتے
داعی الی الہدیٰ تھے عبدالرحیم نیّر

نرمی سے بات کہتے الفت سے مل کے رہتے

الفت سے آشنا تھے عبدالرحیم نیّر

محمودہ ان کی وائف اس سے بہت تھی الفت

محمود پر فدا تھے عبدالرحیم نیّـــر

سادہ لباس رکھتے اللہ کی آس رکھتے

قانع بہ اتقاء تھے عبدالرحیم نیّر

میٹھی تھیں ان کی باتیں اور تھیں ادائیں پیاری

دلکش تھے دلربا تھے عبدالرحیم نیّـر

میرے بھی ساتھ کچھ دن وہ ہم سفر رہے تھے

وہ یار باصفا تھے عبدالرحیم نیّـــر

کیا ہی وہ مجلسیں تھیں کیا ہی وہ محفلیں تھیں

جن میں وہ آشنا تھے عبدالرحیم نیّـــر

شکل و شباہت ان کی باہیبت مشرع

نہج الاتقیاء تھے عبدالرحیم نیّـــر

جب حکم ان کو پہنچا افریقہ میں وہ جائیں

لبیک بر ندا تھے عبدالرحیم نیّر

افریقہ کے مبلغ یہ پہلے تھے صحابی

باشان انبیاء تھے عبدالرحیم نیّـر

افریقہ میں ہزاروں تھے احمدی بنائے

جب آئے مقتدا تھے عبدالرحیم نیّـر

وہ تھے بڑے مقرر تقریر تھی موثر

دلکش تھے دلربا تھے عبدالرحیم نیّر
حسرت ہے ایسے پیارے ہم سے جدا ہوئے ہیں
کیا ہی وہ جانفشاں تھے عبدالرحیم نیّر
جب تک رہے وہ زندہ کرتے رہے اطاعت
مخلص تھے باوفا تھے عبدالرحیم نیّر
قامت کے تھے میانہ سر سبز تھا عمامہ
باشکل و پارسا تھے عبدالرحیم نیّر
اہل بیت سارے تھے ان کو سب پیارے
سب پر بہ دل فدا تھے عبدالرحیم نیّر
ام المومنین سے اخلاص تھا ادب تھا
باصدق و باوفا تھے عبدالرحیم نیّر
یک بیوہ چار بچے باقی ہیں یاد اس کی
ان سب پہ وہ فدا تھے عبدالرحیم نیّر

☆......☆......☆......☆
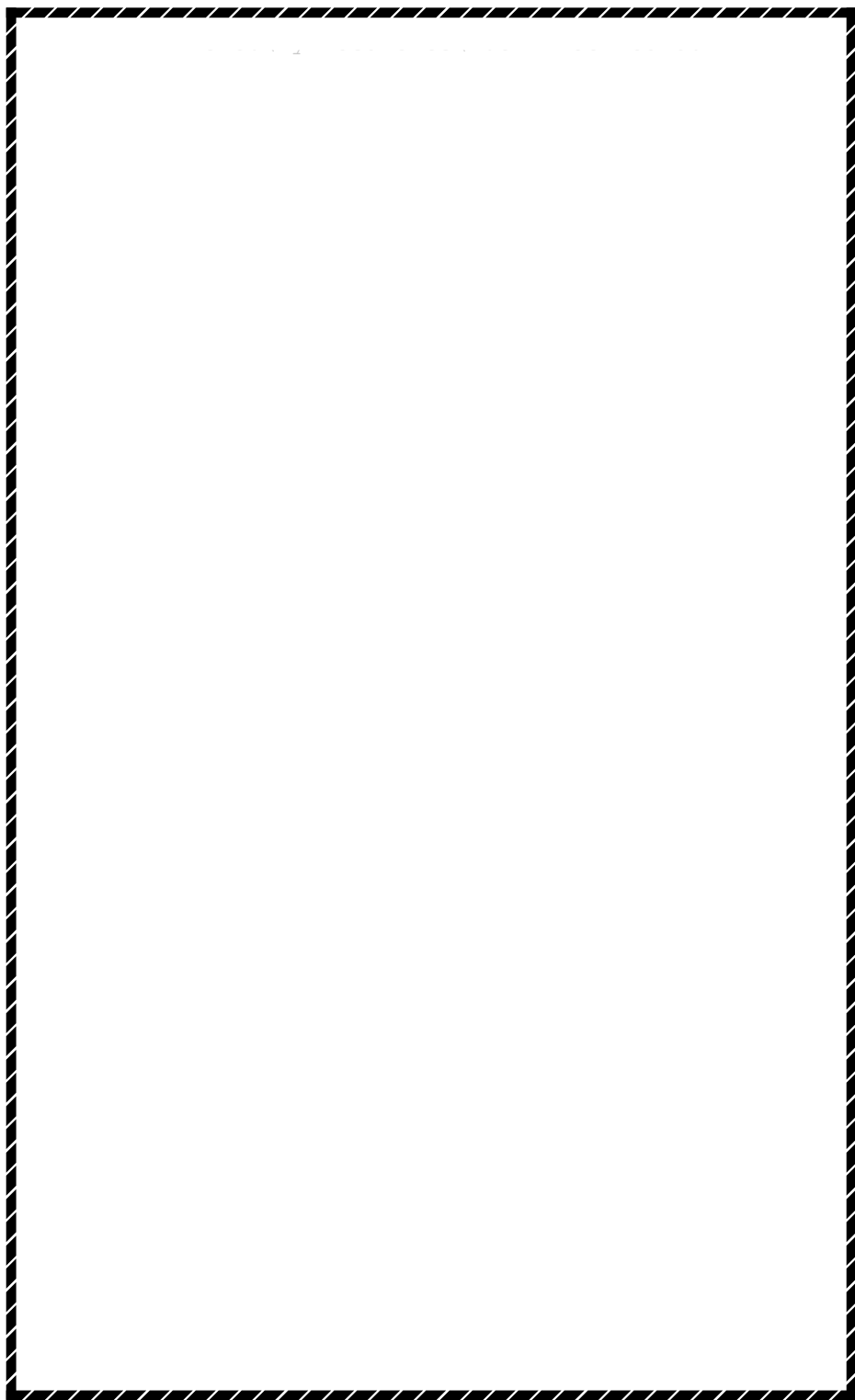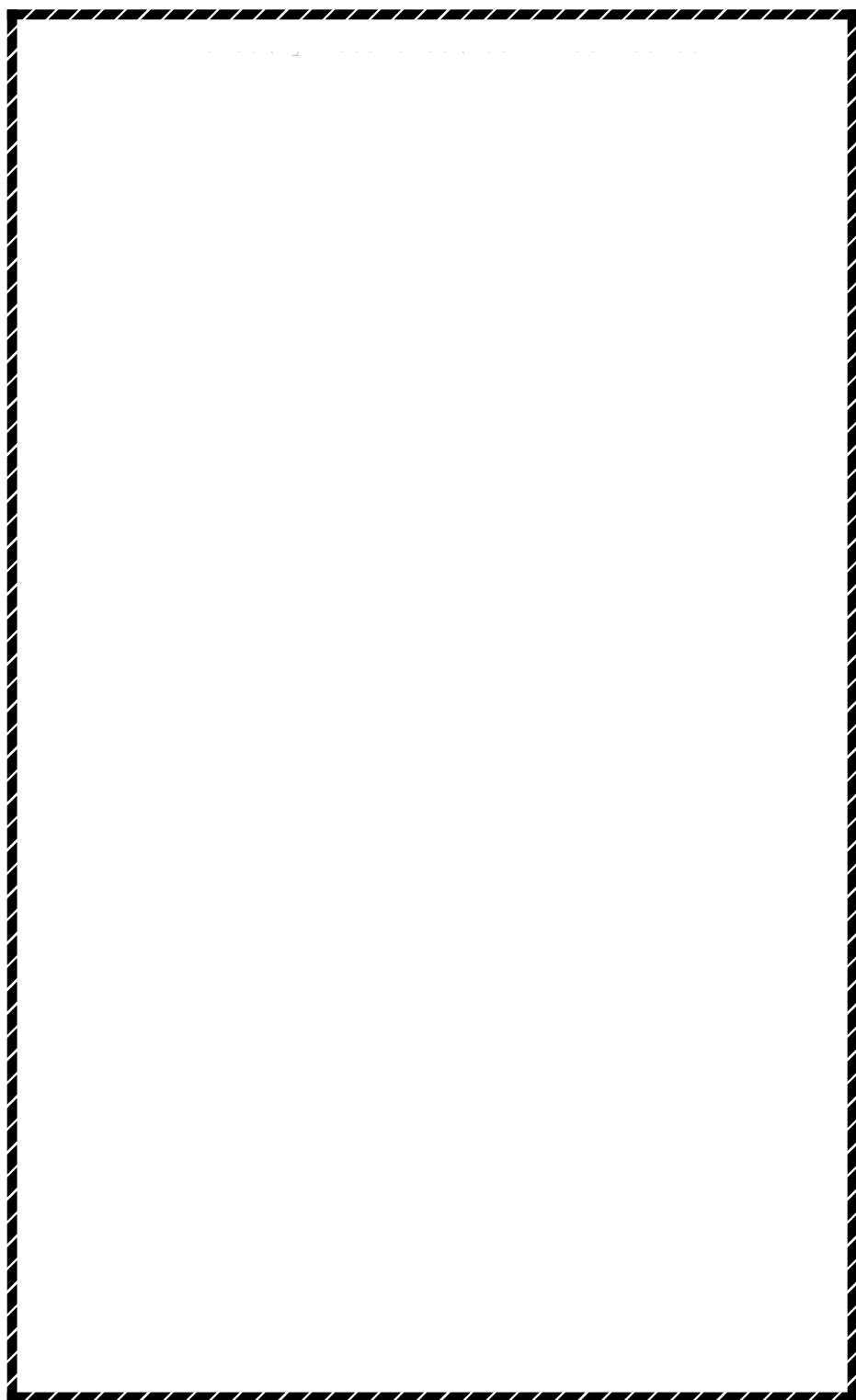
نیّر احمد

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّـــر صاحب کی یاد میں مکرم محمود احمد صاحب کا ایک منظوم کلام پیش ہے جو روزنامہ الفضل میں ۲۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو شائع ہوا۔

حضرت مرد مجاہد مولوی عبدالرحیم
احمدی و پارسا و صاحب قلب سلیم

سالہا در صحبت احمد جری اللہ بود
یافت اندر قادیاں مامن ز شیطان رجیم

قرب احمد علم افزودش بہ قرآن مجید
گشت از یمن فیوضش ہم علیم و ہم حکیم

بعد احمدؑ منسلک شد در خلافت تا حیات
منہمک گشتہ بہ تعلیم ہدایات قدیم

در زمان حضرت محمود احمد میر قوم
گشت مامور از پئے تبلیغ ایں دین قویم

بود افریقہ زمین تار از آغاز خلق
نیّـــر احمد بہ مغرب تافت بر برّ عظیم

کافر و مشرک ہمہ کردند ترک کفر و شرک
آمدند در حلقہ اسلام باعزم صمیم

نیّــر حق ضو فگن شد بر دل تاریک شاں
رہبر شاں شد سوئے قرآں صراط مستقیم

صد ہزار از کافراں بردست او مسلم شدند
زندہ شد بردست او آں استخواں ہائے رمیم

آمد از مغرب بہ شوق حسب فرمان امام
تاکند آرام در دارالاماں ارض حریم

عین در پیری رسیدش داغ ہجرت بردلش
حسب تحریرات ماآں احمد نبی کردہ رقیم

حکم داور آمد و نیّر سوئے گردوں شتافت
یافت جا در قرب حق اغنی بہ جنّات النعیم

اے خدا بر مرقدش باران رحمت ہا بیار
ہم و زد بر روح پاکش از درت باد نسیم

۹

ترآنسوؤں سے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر

(شیخ محمود صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

حضرت مسیح موعود کا جب ذکر کرتے ہیں آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں رقت طاری ہو جاتی ہے اور بات گلو گیر ہو جاتی ہے۔ سلسلہ کی خدمات کے بڑے مواقع ان کو ملے۔ لینٹرن کے ذریعہ سب سے پہلے سلسلہ کا پیغام انہوں نے ہی دنیا کو پہنچایا۔ لندن اور افریقہ میں تبلیغ کے بڑے مواقع میسر آئے افریقہ میں ہزار ہا آدمی ان کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہوں کو پیغام پہنچانے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب لندن تشریف لے گئے تو اس وقت لندن مشن کے انچارج مشنری یہی تھے۔ نیّر صاحب کی زندگی کی سب سے بڑی مرغوب ترین چیز تبلیغ ہے۔ مدتوں پرئیویٹ سیکرٹری کی اہم خدمات پر فائز رہے۔" [10]

الہامی کتاب کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل

مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مجاہد بلاد افریقہ نے اپنی تالیف "روح پرور یادیں" صفحہ ۱۳ پر حضرت مولانا نیّر صاحب کی سیرت وسوانح پر ایک نہایت جامع نوٹ سپرد اشاعت کیا جو حسب ذیل ہے۔

"حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب ایک خوش خلق، ملنسار، ہنس مکھ، بے ضرر، غریب پرور اور نافع الناس وجود تھے۔ آپ ۹ر فروری ۱۹۲۱ء کو لندن سے مغربی افریقہ تشریف لے گئے اور ۱۹ر فروری کو فری ٹاؤن پہنچے۔ ان کو وہاں کے لوگ اب تک بہت یاد کرتے ہیں اور اپنے بچوں کا نام نیّر رکھ کر اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ فری ٹاؤن میں کئی مسلمان ایسے ہیں جو نیّر کے نام سے موسوم ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ خاکسار اور الحاج مولوی محمد ابرہیم صاحب خلیل مرحوم سابق مبلغ انچارج سیرالیون فری ٹاؤن کی مسجد فولا ٹاؤن کے نزدیک کسی کام کے سلسلہ میں ایک

مکان پر گئے۔ گھر کی مالکہ جو ایک نوّے سالہ بڑھیا تھی ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی میں وہ عورت ہوں جس نے نیّر صاحب مرحوم کو اپنے ہاتھوں سے کھانا پکا پکا کر کھلایا اور وہ میرے اس مکان میں ٹھہرے تھے غرض بڑی وارفتگی سے وہ ہمیں ان کے حالات سناتی رہی۔ اسی طرح ایک دفعہ فری ٹاؤن کے سرکردہ مسلمان مسٹر احمد الہادی ماسٹر آف کورٹس سے حضرت نیّر صاحب کا ذکر چل پڑا۔ کہنے لگے نیّر صاحب کیا تھے ایک چلتا پھرتا جادو تھے۔ ایک روز ہزاروں کے مجمع میں لگاتار پانچ گھنٹے تقریر کرتے رہے سامعین پر وجد کا عالم طاری تھا یہاں تک کہ پانچ گھنٹے تقریر سننے کے بعد بھی لوگوں کا اصرار رہا کہ تقریر جاری رکھیں خصوصاً جب قرآن کریم ترتیل سے پڑھتے تو حاضرین جھوم جھوم جاتے۔ جتنا عرصہ وہ ہمارے شہر میں رہے جدھر جاتے بیسیوں لوگ پیچھے ہوتے ایسا معلوم ہوتا کہ سارا شہر احمدی ہو گیا ہے۔ ہر کام کا فن ہوتا ہے تبلیغ اسلام کے فن میں نیّر صاحب کو کمال حاصل تھا۔ بازار میں جاتے تو ایک ہاتھ میں قرآن کریم اور دوسرے ہاتھ میں بائیبل ہوتی۔ ہر ایک کو دعوت دیتے آؤ بھائی مقابلہ کرلو۔ کون سی کتاب افضل واعلیٰ، کامل واکمل اور بہتر واحسن ہے اور کونسی کتاب اب ناقابل عمل اور ادنیٰ ہے۔ آؤ آؤ میدان میں آؤ۔ پھر فرماتے کہ سب سے بڑی دلیل الہامی کتاب کی صداقت کی یہ ہے کہ وہ خود الہامی ہونے کا دعویٰ کرے قرآن کریم میں ایسا دعویٰ بھی ہے اور دلائل بھی ایک نہیں ہزار ہا دلائل مگر بائیبل میں نہ ایسا دعویٰ ہے نہ دلائل۔'' [11]

حضرت نیّر صاحب کے سات مثالی الفاظ

محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مزید فرماتے ہیں:۔

ایک مرتبہ جون ۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحبؓ اور خاکسار (محمد صدیق امرتسری) سیرالیون کے اندرونی علاقہ میں کسی سفر پر تھے کہ ریل گاڑی میں باتوں باتوں میں انہوں نے خاکسار سے بیان کیا کہ مغربی افریقہ سے دوسری مرتبہ قادیان واپسی اور وہاں قیام کے دوران حضرت مولانا عبدالرحیم نیّرؓ سے میری ملاقات ہوتی رہتی تھی اور وہ وقتاً فوقتاً مغربی

افریقہ میں گذارے ہوئے زمانہ کے واقعات مجھے سنایا کرتے تھے۔ایک روز انہوں نے یعنی نیّر صاحب مرحوم نے مجھ سے (یعنی مولانا نذیر احمد علیؓ سے) ذکر کیا کہ میں نے مغربی افریقہ میں بطور مبلغ اسلام جو سبق اور تجارب حاصل کیے ہیں ان کا خلاصہ چند مثالی لفظوں میں آپ کو بتاتا ہوں جنہیں میں نے Seven Ps of Nayyar کا عنوان دیا ہوا ہے بطور مبلغ ان پر عمل کرنا۔ میں نے بہت کارآمد اور نتیجہ خیز پایا ہے اس لئے آپ بھی نوٹ کرلیں تا کہ ان پر عمل پیرا ہونے سے آپ کو بھی فائدہ پہنچے چنانچہ حضرت مولانا علی صاحب نے مجھے یہ واقعہ سنا کر مجھے بھی وہ مثالی الفاظ نوٹ کروادیئے۔خاکسار مبلغین کرام کے استفادہ کے لئے انہیں یہاں درج کرتا ہے۔

۱۔ Prayers یعنی نماز بروقت باقاعدہ پابندی اور توجہ سے اور باوقار طور پر پانچ وقت ادا کرنا نیز اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہنا گویا نماز اور دعا میدان تبلیغ میں ایک مبلغ کی کامیابی کی کنجی اور مخالفین کو زیر کرنے اور دوستوں کی مدد حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے کیا خوب فرمایا ہے

غیر ممکن کو یہ ممکن سے بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو

۲۔ Preaching یعنی تبلیغ کرنا۔ دراصل مبلغ کا اصل کام اور مقصد ہی پیغام حق دوسروں تک پہنچانا اور انہیں صراط مستقیم سے آشنا کرنا ہے جس کے لئے وقت اور مقام کی کوئی قید نہیں لہٰذا ایک مبلغ اسلام کو اس میں کسی سستی بے پرواہی یا بزدلی یا مداہنت سے کام نہیں لینا چاہئے البتہ اس میں حکمت عملی اور موقع ومحل سے کام لینا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

۳۔ Piety یعنی نیکی، پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری۔ایک مبلغ کے لئے سب سے اہم سب سے مقدم اور ضروری امر یہ کہ وہ مجسم نیکی ہو اور تقویٰ وطہارت میں اور اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ میں دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔اس کے بغیر اس کی تبلیغ بالکل بے اثر اور بے سود ہوگی۔

۴۔ Press یعنی مبلغ اسلام جہاں کہیں بھی جائے اور جہاں بھی رہے پریس کے

نمائندوں، اخبارات کے ایڈیٹروں، ملک کے مصنفوں اور علم دوست شخصیتوں ،ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے افسران اور کارکنوں سے دوستانہ مراسم رکھنا اس کے لئے بے حد ضروری ہوتا ہے کیونکہ پریس وغیرہ تبلیغ واشاعت کا نہایت اہم ذریعہ ہے

۵۔ Passport یعنی ایک مبلغ کے پاس جائز مکمل اور اپ ٹو ڈیٹ پاسپورٹ موجود ہونا نہایت ضروری ہے جس کے بغیر بیرونی ممالک میں ہر دم خطرہ ہی خطرہ ہوتا ہے۔ پاسپورٹ لمبے سفر کے دوران ساتھ رکھنا چاہئے اور اس میں ہر ضروری ویزا کا مکمل اندراج ہونا بھی لازمی ہے

٦۔ Police مبلغ جہاں بھی جائے اور جہاں بھی رہے لوکل پولیس سے تعارف اور دوستانہ مراسم رکھنا اور وقتاً فوقتاً ان پر قانونی طور پر جائز رنگ میں احسان کرنا اور ان کو اپنے اعلیٰ اخلاق اور نیک نمونہ سے متاثر رکھنا ضروری ہے

۷۔ Postmaster اسی طرح لوکل پوسٹ ماسٹر سے بھی تعارف اور دوستانہ راہ و رسم رکھنا مبلغ کو اپنے فرائض کا ایک حصہ خیال رکھنا چاہئے تا کہ اس کی ڈاک وغیرہ کے بارے میں کوئی شبہ نہ کیا جا سکے اور ڈاک محفوظ بھی رہے۔ ۱۲

فصل دوم

غیر مطبوعہ آراء

خلیق، متواضع، شریں گفتار، مخلص خادم سلسلہ

(حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان)

خاکسار جب جولائی ۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لندن تشریف آوری سے قبل لندن حاضر ہوا تو محترم جناب مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لندن میں احمدیہ مشن کے مبشر تھے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لندن تشریف آوری سے لے کر حضور کی بمبئی واپسی تک خاکسار کو حضور کی خدمت میں حاضر رہنے کا شرف حاصل رہا۔ اس دوران لندن میں محترم جناب مولوی عبدالرحیم نیّـــر صاحب سے ملاقات کے متواتر مواقع میسر آتے رہے۔ خاکسار نے مرحوم کو نہایت خلیق، متواضع، شیریں گفتار، سلسلہ احمدیہ کے مخلص خادم اور بزرگ پایا۔ لبوں پر ہر وقت تبسم رہتا تھا۔ آواز دھیمی تھی۔ خاکسار نے کبھی انہیں بلند آواز سے گفتگو کرتے نہیں سنا۔ آواز میں ایک قسم کا ترنم تھا۔

حضور امیر المومنینؓ اور آپ کے رفقائے کرام کے میزبان ہونے کی حیثیت سے مولوی عبدالرحیم نیّـــر صاحب پر کئی قسم کی ذمہ داریاں عائد تھیں جنہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ فجزاء اللہ خیراً۔

صاحب وجاہت، ہردلعزیز

حضورؓ نے اپنے قیام لندن کے دوران مسجد فضل کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔ اس تقریب میں ممتاز روسائے برطانیہ اور بہت سے ممالک کے سفراء نے شمولیت کی جن کی موجودگی جناب مولوی عبدالرحیم نیّر صاحب کی وجاہت اور ہردلعزیزی کی سند تھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات دین کو قبولیت سے نوازے اور آپ کی مخلصانہ مساعی کو مشکور فرمائے اور جنت اعلیٰ میں آپ کو مقام عطا فرمائے۔ آمین'' [۱۳]
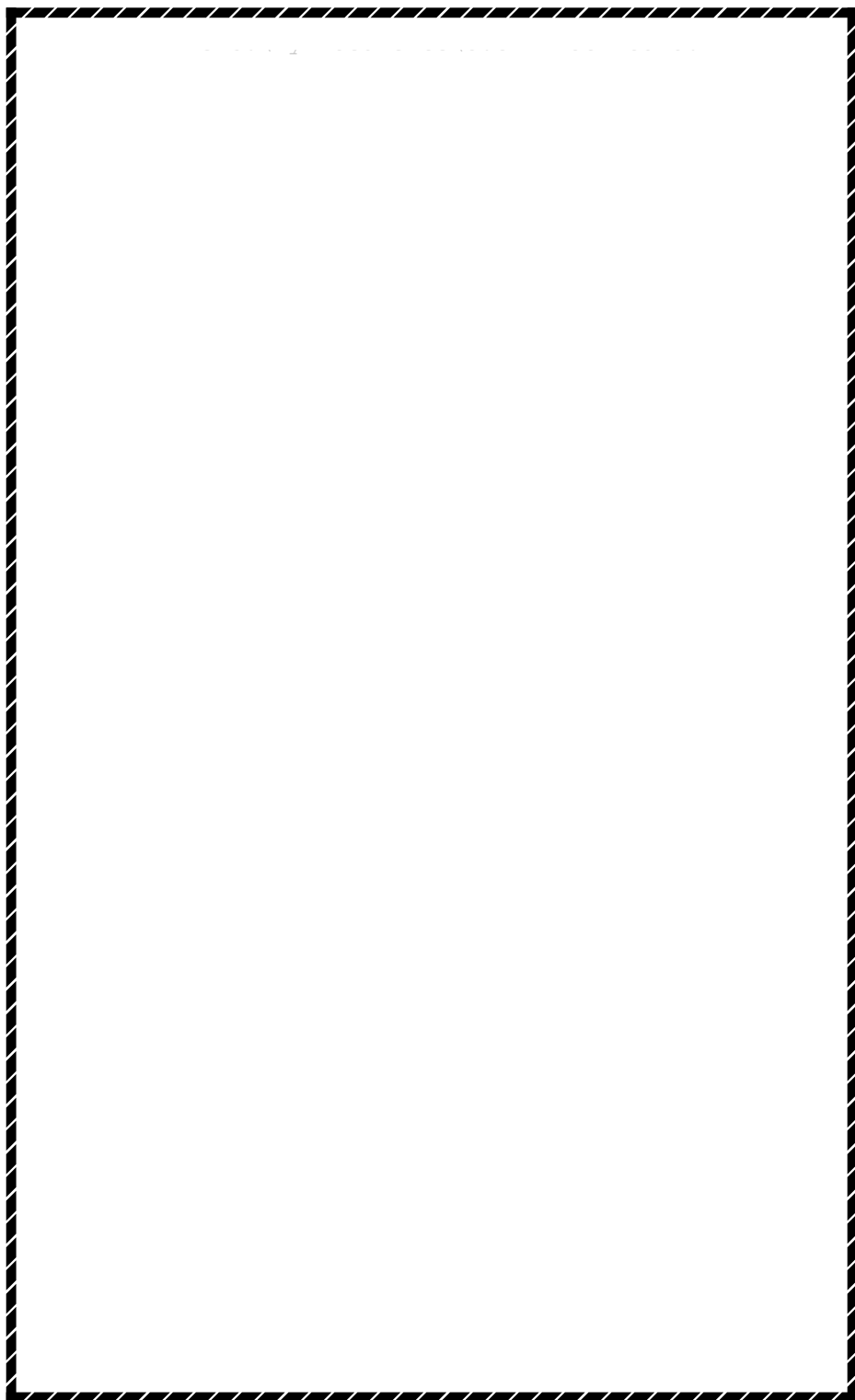
بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتے

(مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب سابق ناظر دیوان)

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّـر رضی اللہ عنہ جب انگلستان سے واپس قادیان تشریف لائے تو ہم نے ان کو نزدیک سے دیکھا۔ان سے ملاقاتیں کیں۔ان سے حالات تبلیغ پوچھے۔ان کی طبیعت میں بڑی نرمی تھی۔گفتگو بڑے سکون سے کرتے تھے۔ہم نوجوانی میں قدم رکھ رہے تھے ہمارے ساتھ بھی بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آئے اور بڑے اطمینان سے کافی دیر تک ہمیں حالات بتاتے رہے۔

دلنشین پیرایہ میں میجک لینٹرن کے ذریعہ تقاریر

رات کے وقت میجک لینٹرن کے ذریعہ تصاویر دکھاتے،خود سکرین کے پاس پوائنٹر لے کر کھڑے ہو جاتے،تصویر کے سکرین پر آنے پر نہایت مؤثر طریق پر ٹھہر ٹھہر کر اس کی تشریح کرتے۔ان کی تقریر کے تسلسل کے ساتھ ساتھ تصویریں سامنے آتی جاتی تھیں۔پہلی پبلک تقریر (بذریعہ میجک لینٹرن) انہوں نے ایک احاطہ میں ایسے دلنشین پیرایہ میں کی کہ اس کے اکثر حصے ہمیں یاد ہو گئے۔پھر کئی جگہ یہ تصاویر ہوتی رہیں۔آپ بڑے سے بڑے انسان سے گفتگو کرنے یا اسے ملنے میں کوئی حجاب محسوس نہ کرتے اور نہ کبھی احساس کمتری محسوس کرتے۔خَيْـرُ كُمْ خَيْـرُ كُـمْ لِاَهْلِهٖ لوگوں کے ساتھ حضرت نیّـر صاحب کا سلوک اور گفتگو نرم ہوتی اور آپ حسن سلوک سے پیش آتے۔اپنے بچوں اور اہل کے ساتھ عزت اور محبت کا سلوک تھا۔

ایک دفعہ خاکسار کو سیالکوٹ سے قادیان کا سفر کرنا ہوا ہم دونوں گاڑی کے ایک کمپارٹمنٹ میں تھے۔ساتھ والے کمرے میں میری بیوی اور کچھ عزیز عورتیں اور نیّـر صاحب کی

بیگم (دوسری اہلیہ) تھیں۔ ہر اسٹیشن کے آنے سے پہلے نیّر صاحب اپنی پھل کی ٹوکری میں سے کوئی پھل لیتے اسے نہایت نفاست سے چھلکا اتارنے کے بعد قاشیں بناتے۔ جب گاڑی کھڑی ہوتی تو اترتے اور اپنی اہلیہ کو دے آتے اور فرماتے آنحضرت ﷺ بھی اپنی بیویوں کا بہت خیال رکھتے تھے اور دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔غرض ہر سٹیشن پر وہ ایسا کرتے چلے گئے۔ اور جب ہم قادیان پہنچے تو (بیوی کا نام لے کر) کہنے لگے ''آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی مجھے تو ہر وقت یہی خیال رہا'' ۱۴

مجسم محبت وشفقت شیریں گفتار اور دعا گو

(مکرم الحاج چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید)

''حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر سلسلہ کے ان بزرگوں میں سے تھے جن سے میرا ذاتی رابطہ رہا ہے۔ آپ کی طبیعت میں جو شفقت اور گفتار میں جو شیرینی تھی وہ بھلائی نہیں جاسکتی۔ آپ کی دوسری بیگم صاحبہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ میری اہلیہ سلمیٰ بیگم کی سہیلی تھیں۔ ابھی میری شادی نہیں ہوئی تھی کہ میرے سسرال والوں نے حضرت نیّر صاحب سے میرے رشتہ کے بارے میں دعا اور استخارہ کیلئے کہا تھا۔ چنانچہ حضرت نیّر صاحب نے دعا اور استخارہ کے بعد اس رشتہ کو پسند فرمایا اور اس طرح میرے سسرال والوں کو (جو کہ میرے چچا ہی ہیں) میرے ساتھ سلمیٰ بیگم کا رشتہ کرنے میں انشراح اور خوشی محسوس ہوئی۔

۴۴۔۱۹۴۵ء کی بات ہے جب کہ حضرت نیّر صاحب بمبئی میں مبلغ کے طور پر متعین تھے اور خاکسار ایک محکمانہ ڈیوٹی کے سلسلہ میں بمبئی گیا تو حضرت نیّر صاحب سے بھی خاص طور پر ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اس وقت آپ محترم حضرت سیٹھ آدم صاحبؓ کے ہاں فروکش تھے۔ مجھے دیکھتے ہی سینہ سے لگا لیا اور حضرت سیٹھ صاحب کو مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ ان کو ہم نے بڑی دعاؤں سے حاصل کیا ہے۔ آپ کے انداز استقبال میں جو محبت اور شفقت تھی اور آپ کی آواز میں جو شیرینی تھی اس کا آج تک مجھے لطف محسوس ہو رہا ہے۔

میری شادی کے بعد آپ نے میرے لئے اولاد صالحہ کی دعائیں کیں اور ایک دن فرمایا ہم نے تو خواب میں ظفر دیکھا ہے۔ چنانچہ خاکسار کا بڑا بیٹا ظفر احمد جو بفضل خدا زندگی وقف کر کے سلسلہ کا مبلغ بن چکا ہے اور آج کل امریکہ میں متعین ہے آپ کی خوشخبری کا مظہر ہے۔ حضرت نیّر صاحب بہت ہی دعائیں کرنے والے اور اہل رؤیا و کشوف بزرگ تھے اور طبیعت میں سنجیدگی اور بزرگی کے باوجود مزاح اور لطافت بھی تھی۔ اسی لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے بڑی بے تکلفی سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

ساری محفل کشت زعفران بن گئی

غالباً ۱۹۳۹ء کی بات ہے کہ قادیان میں ایک نجی دعوت میں (جو خاکسار کے چچا سردار عبدالحمید صاحب کے گھر میں تھی) آپ دسترخوان پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ایک دوست نے پوچھا نیّر صاحب آپ کی عمر کیا ہے؟

اس پر فوراً حضرت مصلح موعود نے بے تکلفی سے مداخلت فرمائی اور عمر پوچھنے والے دوست سے سوال کیا ''کیا آپ نے نیّر صاحب کی شادی کروانی ہے جو عمر پوچھ رہے ہیں'' حضور کی اس مداخلت سے ساری محفل کشت زعفران بن گئی۔

حضرت نیّر صاحب اپنے اہل وعیال کیلئے **خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ** کی عملی تفسیر تھے۔ میں نے جب بھی آپ کو اپنے بچوں سے خطاب کرتے سنا اس میں محبت، شفقت اور مربیانہ انداز کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہوتا تھا۔

اگرچہ میں نے وہ زمانہ تو نہیں دیکھا جبکہ آپ میجک لینٹرن کے ذریعہ تبلیغ وتربیت فرمایا کرتے تھے لیکن میں نے اس وقت کے لوگوں سے حضرت نیّر صاحب کی اس خوبی کے بابرکت نتائج سنے تو غائبانہ طور پر ہی میں بہت متاثر ہوا اور جب میں زندگی وقف کر کے ۱۹۵۱ء میں ربوہ حاضر ہوا تو اس ذریعہ تبلیغ وتربیت کو بھی ہابی (hobby) کے طور پر اختیار کر لیا اور اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق حضرت نیّر صاحب کی اس بابرکت یاد کو تازہ رکھنے اور اس سے زیادہ سے زیادہ جماعتی مفاد حاصل کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہتا ہوں۔ **وما توفیقی الا باللّٰہ العظیم۔**

بعض دوستوں نے اس طریق تربیت وتبلیغ کو نیّری طریقہ کہا ہے اور یہ نام آپ کے حصہ نام نیّر اور نور کی نسبت سے بڑا موزوں معلوم ہوتا ہے حضرت نیّر صاحب اس طریق سے مفید کام لینے والے پہلے مبلغ تھے۔ نیز سرزمین مغربی افریقہ میں بھی آپ کو پہلا مبلغ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ **ذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشآء.** ۱۵

☆......☆......☆......☆

مردِ مومن

(پروفیسر محمود احمد ایاز)

وہ ایک مردِ مومن عبدالرحیم نیّر
ہو کر سُپردِ مَولیٰ مُلکِ خدا کا راہی
تاریک برِاعظم میں سَر بسَر خوشی سے
ہوتا ہے جادہ پیما اسلام کا سپاہی
چل چل کے پا پیادہ کرتا ہے فاصلے طے
ہمت پہ اہلِ دنیا کی آفریں نگاہی
خَرجی میں سارا ساماں ہے آرزو خراماں
گرد و غبارِ جامہ، گرداں کی دے گواہی
اُس منطقہ میں پہنچا جو گرم ہے بَلاء کا
مُشرک ہیں جس کے باسی چہروں پہ ہے سیاہی
دس دس ہزار کرتا اک روز میں مُسلماں
محنت میں اُس کی شامل ہے نُصرتِ الٰہی
اَرماں بڑا ہے دل میں، ہے آرزو سدا سے
اِثم و گناہ مِٹ کر، ہو عام بے گناہی
تثلیث کو دِگرگوں کرنے میں صرف اُس کا
اک مطمعِ نظر ہے انساں کی خیر خواہی
اک خواب اس نے دیکھا ہے اپنی زندگی کا
قائم ہو سَر زمیں پر اللہ کی بادشاہی

حضرت نیّر صاحب کی تحریر کا عکس

چوہدری محمد شریف صاحب (رئیس التبلیغ بلاد عربیہ) کو بلاد عربیہ کے لئے قادیان سے روانہ ہونے کے وقت جو نصائح حضرت نیّر صاحب نے انہیں لکھ کر دیں اس کا عکس درج ذیل ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تاریخ ۵ رستمبر ۱۹۳۸ء

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے بعض انبیاء کی امت میں صرف ایک آدمی تھا پس اگر ایک شخص بھی آپ کے ہاتھ پر ہدایت پائے اور پھر اس پر قائم رہے، دوسروں کو حق کی طرف بلائے تو آپ کامیاب ہیں۔ انشاءاللہ۔ جن امور کا مبلغ کو خیال رکھنا ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی نے فرمایا:۔ ''قیامت کے دن خدا تم کو یہ نہیں پوچھے گا کہ کتنے مسلمان کئے بلکہ یہ پوچھے گا کہ کیسے مسلمان کئے'' تعداد کی بجائے تقویٰ کو مدنظر رکھیں۔

۲۔ حیفا نہایت اہم جگہ ہے آپ کے سپرد بہائی، یہودی، مسیحی اور اسلامی دنیا ہے اور قرآن و اسلام کی زبان کا مرکز۔ اس لئے ہر شاخ کی طرف توجہ رکھیں اور لٹریچر پیدا کریں۔ خود زبان عربی میں ترقی کریں۔ بیوی کو پڑھائیں۔

۳۔ عورتوں سے بیوی کی موجودگی میں ملیں۔ ہمیشہ اخلاق سے پیش آئیں۔

۴۔ الفضل کے لئے رپورٹ لکھتے رہیں۔

۵۔ ذیل کی P's ضرور پڑھیں۔ ان سے تعارف رکھیں۔

a۔پوسٹ آفس b۔پولیس c۔فزیشن (طبیب) d۔پریسٹ (مسیحی یہودی وغیرہ)

e۔پیپر (اخبار) f۔پاسپورٹ کی حفاظت g۔Prayer دعا

۶۔حضرت کے حضور ہر معاملہ کی رپورٹ فرمائیں۔

۷۔مقامی لوگوں پر انتظام کی ذمہ داری ڈالیں۔

اللہ آپ اور آپ کی اہلیہ کے ساتھ ہو۔

عبدالرحیم نیّر ۱۷
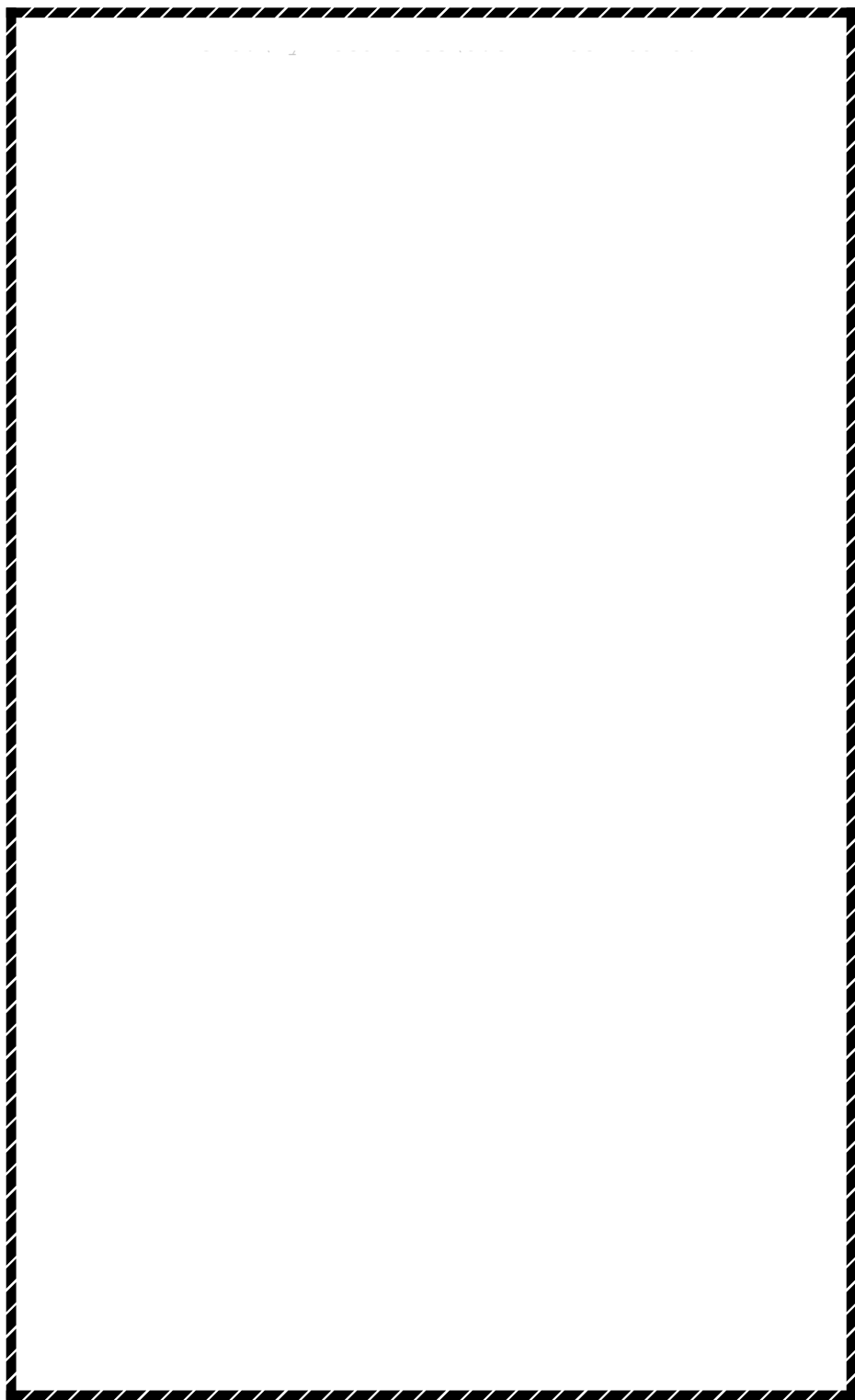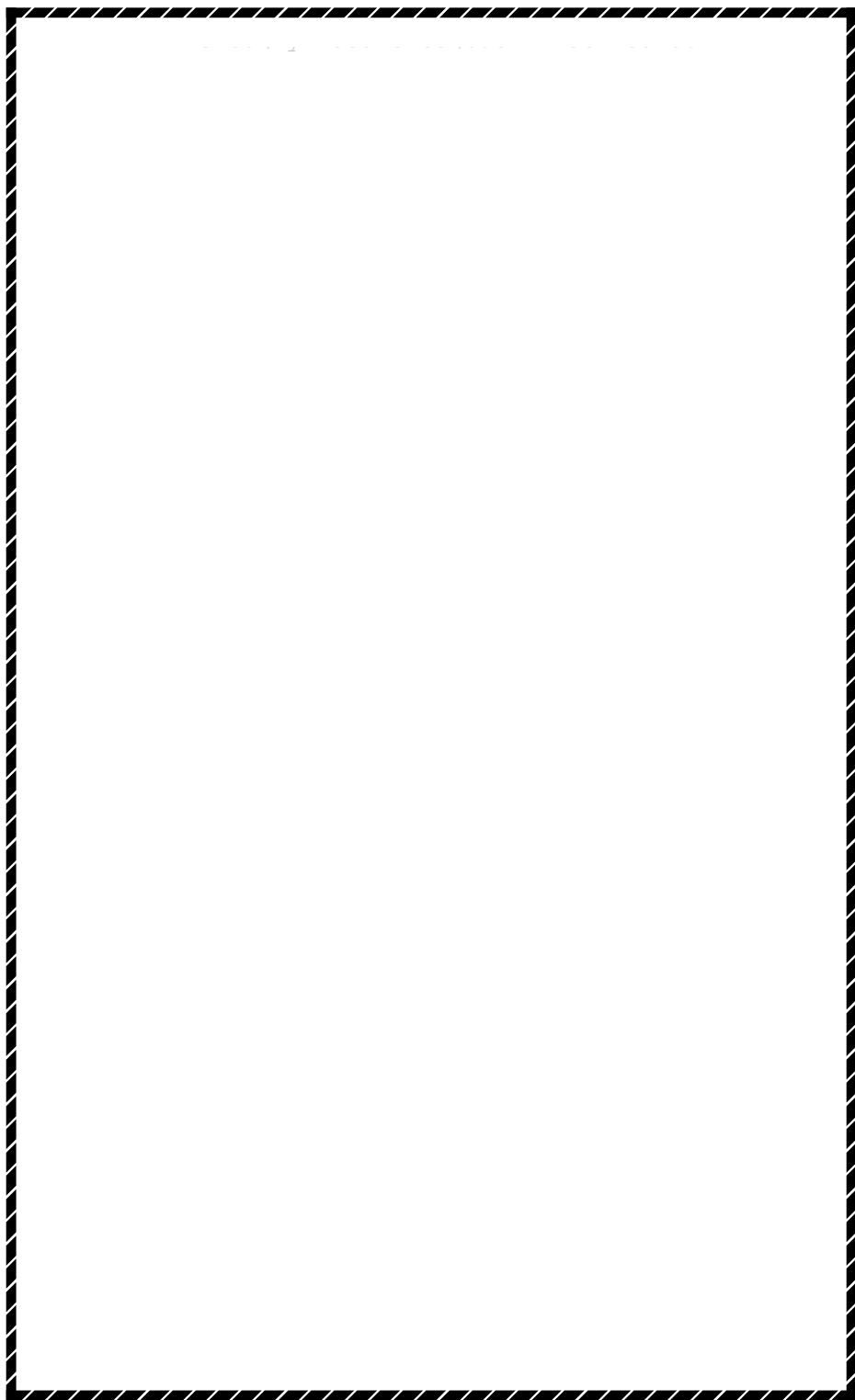
مسکراتا چہرہ، گھنی ڈاڑھی، سر پر سبز عمامہ اور اچکن

(مولانا شیخ نور احمد منیر صاحب سابق مبلغ شام ولبنان)

مکرم نیّر صاحب مرحوم بہت ہی متقی، صالح اور بزرگ شخصیت تھے۔ قادیان میں ان کی کئی تقاریر سننے کا اتفاق ہوا۔ ان کی آواز میں جاذب شرینی تھی۔ مسکراتا ہوا چہرہ، گھنی ڈاڑھی، سر پر سبز عمامہ اور اچکن بہت ہی خوبصورت لگتی تھی۔

آپ بالعموم میجک لینٹرن کے ذریعہ لیکچر دیا کرتے تھے اور سامعین کو اپنے مؤثر انداز بیان سے اپنی طرف مائل کرتے اور بعض الفاظ بڑے زوردار لہجہ میں ادا فرماتے۔ نماز بہت ہی خشوع وخضوع سے پڑھتے تھے۔ دعا کرنے والے بزرگ تھے۔

جب عاجز ۱۹۴۵ء میں فلسطین کے لئے روانہ ہوا تو بمبئی میں مجھے ان کے ہاں قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ روزانہ ناشتہ کے بعد گھر کا سودا سلف لینے کے لئے جب گھر سے نکلتے تو ایک پان فروش کو نماز سکھایا کرتے تھے۔ اس پان فروش نے مجھے بتایا کہ ''نیّر صاحب نے مجھے نماز سکھائی اور نمازی بنایا ہے''

محترم نیّر صاحب حکومت کے بڑے بڑے ذمہ دار افسران اور سفارتی نمائندگان سے ملاقات کرنے میں بہت ہی ماہر تھے۔ اپنے مافی الضمیر کو ایسے مؤثر انداز میں پیش کرتے کہ مخاطب خواہ وہ کتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو آپ کی باتوں سے اثر لیتا۔ چنانچہ میرے ساتھ آپ عراقی کونسلر کے ہاں گئے اور ان سے مل کر میری مشکل کو حل کروایا۔

دوررس نگاہ

حضرت نیّر صاحب نے مجھے اپنے قیام بمبئی میں بعض نصائح لکھ کر دیں جو منسلک ہذا ہیں۔ ان نصائح سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دوررس نگاہ کے مالک تھے اور مبلغین کو بہترین ہدایات سے نوازتے تھے۔ آپ کی ان نصائح میں جذبہ خلوص کارفرما ہے۔

آپ کی نصائح کا متن درج ذیل ہے۔

۱۔ فلسطین کا دارالتبلیغ بہت اہمیت رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے عیسائی ، یہودی ، بہائی اور غیراحمدی مراکز مذاہب پراس کونگران بنایا ہےاوراس جگہ سے کل دنیا پر مذہبی اثرات ڈالے جا سکتے ہیں اور ''البشریٰ'' کا تیز حربہ اس میدان جنگ میں انشاء اللہ آخری فتح میں بڑا مددگار رہے گا۔اسے تیز رکھیں اور خوب استعمال کریں۔

(i) Post Office (ii)Police (iii)Prayer (iv)Paper
(v) Passport (vi) Priest (vii) Physician

۲۔ان سب P's کا خیال رکھیں۔
۳۔اپنے سے پہلے مبلغین کے کام کی قدر کریں۔ان کی یاد تازہ رکھیں۔
۴۔اس ملک میں انگریزی اثرات ہیں اس لئے کسی انگریزی دان مقرر کا تبلیغی دورہ کرائیں۔
۵۔عربی ٹریکٹ یہودی، مسیحی ، بابی ، بہائی مذہب کے پیروؤں میں تقسیم ہوں۔
۶۔انگریزی اور فارسی اور عبرانی زبانیں سیکھیں اور ان میں لٹریچر تیار کریں۔
۷۔لوکل سیاسیات میں دخل نہ دیں۔مخالف علماء کو اگر کچھ خرچ کر کے مخالفت سے باز رکھا جائے تو ایسا کرنے سے دریغ نہ کریں۔
۸۔آپ کے والد نے جو نصائح کی ہیں ان پر عمل کریں۔
۹۔ہر مشکل کے لئے حضرت مصلح موعود سے دعا کی درخواست کریں اور ہدایات طلب کریں۔
۱۰۔ جہاں تک ہو سکے جماعت کے ساتھ محبت کا برتاؤ رکھیں اور ان کے اختلافات میں کسی گروہ کا ساتھ نہ دیں بلکہ منصف مزاج محبت کرنے والے دوست کا رنگ اختیار کریں۔
۱۱۔اللہ سے (من اللہ) اللہ کی طرف (الی اللہ) اللہ میں (فی اللہ) اور اللہ کے لئے (لِلّٰہ) آپ کا سفر زندگی ہو۔
۱۲۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک سفر پر مجھے لکھ کر دیا ''السلام علیکم۔عاقبت اندیش ہمت ۔استقلال۔پابندی نماز و دعا اور صحبت بد سے ہمیشہ اجتناب رکھو۔خوف خدا۔جاؤ اور راستہ میں بہت دعائیں مانگتے رہو۔نورالدین ۳۱ مئی ۱۹۰۸ء'' ۱۴/۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء عبدالرحیم نیّر

قادیان سے محبت صدق و وفا کے پیکر

(مولانا غلام باری سیف)

''میں نے حضرت نیّر صاحب مرحوم کو دیکھا آپ کی زبان بہت شیریں تھی ،ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے ،کلام کرتے تو ایک ایک لفظ نمایاں اور الگ الگ ہوتا۔طبیعت کے بھی بہت حلیم تھے۔طبیعت میں رقت تھی ۔ مجھے یاد ہے جب تقسیم ملک ہوا اور اس بار جلسہ سالانہ رتن باغ کے سامنے والے میدان میں جو جودھامل بلڈنگ کے ساتھ ملحق تھا ہوا۔سٹیج کی طرف جانے کے لئے بانس باندھ کر راستہ بنایا تھا۔

نیّر صاحب مرحوم آئے راستہ کے لئے جو بانس باندھے تھے(کھڑے رخ پر نہیں لمبے رخ پر)ان پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے ۔ یہ نظارہ آج تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہ اس لئے تھا کہ قادیان سے ان محبت کرنے والوں کو قادیان کی جدائی شاق تھی۔

ایک بار ایک تقریر کے مقابلہ میں انہوں نے مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب شحنۂ حق انعام میں دی اور ساتھ دعائیہ فقرہ یہ کہا ''لو بیٹا اللہ تمہیں آریوں کے لئے شحنہ بنائے۔''

لباس اور چال دونوں باوقار تھے۔چھوٹے قد کے تھے۔ چال آپ کی دھیمی تھی ۔سر پر سبز پگڑی باندھا کرتے تھے۔آج تک بھی میجک لینٹرن سے تصاویر دکھانے والے ان کی وہ تصویر دکھاتے ہیں جس میں نیّر صاحب مرحوم ہاتھ میں قرآن لئے افریقنوں میں تبلیغ کر رہے ہیں۔

آپ کی گفتگو سننے والے کے دل میں اتر جاتی ۔سلسلہ اور خلیفہ وقت سے انہیں ایک عشق تھا۔صدق و وفا کے یہ پیکر اپنی وفا کے نقش تاریخ احمدیت میں ثبت کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔اللہ تعالیٰ آنے والی نسل کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' [۱۹]

یہ عاجز نیّر ہے

(مولوی عبدالرحمان انور صاحب سابق انچارج تحریک جدید و پرائیویٹ سیکرٹری)

''مکرم نیّر صاحب کا مکان محلہ دارالفضل میں اسی سڑک پر تھا جو مابین محلّہ دارالعلوم و دارالفضل تھی اور فٹ بال گراؤنڈ کے بالکل قریب تھا اس طرح سے کھیل کے وقت ان کو جاتے آتے دیکھنے کا موقع ملا۔ جب آپ نائیجیریا وانگلستان سے واپس آئے تو وہاں کی مقامی تقریبوں کے نظارے اور فوٹو بھی ساتھ لائے جنہیں متعدد مرتبہ مختلف اجتماعات میں مکرم نیّر صاحب خود میجک لینٹرن کے ذریعہ دکھایا کرتے تھے۔ ان تصاویر میں جہاں ان کی تصویر آتی تو اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے یہ عاجز نیّر ہے۔

مکرم نیّر صاحب کو کچھ عرصہ بطور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی کام کا موقع ملا جبکہ خاکسار ان دنوں انچارج تحریک جدید تھا اور میرا دفتر بھی دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے ایک حصہ میں ہی تھا۔

فرض شناسی

ان دنوں یہ چرچا کارکنان دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی زبانوں پر اکثر تھا کہ ایک دفعہ ایک چٹھی جس کا مطالبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا نہ ملتی تھی اور حضور نے اظہار ناراضگی فرمایا تو اسے انہوں نے بہت ہی محسوس کیا۔ نیّر صاحب حضور کے پاس سے نیچے دفتر میں ایک ایک کارکن کے پاس جاتے اور فرماتے! جلد اس چٹھی کو تلاش کریں حضور کو بہت ضرورت ہے اگر نہ ملی تو حضور ناراض ہوں گے۔ آپ بہت گھبرائے ہوئے پھر رہے تھے کہ اچانک چٹھی مل گئی تو اسے ہاتھوں میں تھامے ہوئے فوراً سیڑھیوں کی طرف لپکے اور نیچے سے ہی اونچی آواز میں پکارتے جاتے تھے کہ

''حضور چٹھی مل گئی الحمدللہ''

ان کی تسلی نہ ہوئی جب تک چٹھی مل نہیں گئی اس سے ان کی حساس طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے۔آپ بہت ہی مخلص، نیک اور فرض شناس بزرگ تھے۔کسی سے جھگڑتے ان کو نہیں دیکھا گیا۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔آمین‘‘ [۲۰]

انگریزی اور عربی علوم سے بہرہ ور

(مکرم مولوی ظفر محمد صاحب فاضل ریٹائرڈ پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ)

’’حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب انگریزی اور عربی علوم سے بہرہ ور تھے۔آپ کا قد چھوٹا تھا عموماً سبز پگڑی پہنتے تھے۔آواز باوقار تھی تقریر کے وقت سامعین کو اپنی طرف پوری طرح متوجہ کر لیتے تھے بعض اوقات خطبہ جمعہ بھی دیا کرتے۔افریقہ میں کچھ عرصہ رہے اور وہاں جماعتیں قائم کیں۔

آپ ایک شریف اور بااخلاق انسان تھے ہر ایک سے محبت سے پیش آتے اور ہر چھوٹے بڑے کا احترام کرتے تھے۔خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو۔‘‘ [۲۱]

مجسم انکسار اور شفقت

(مکرم شیخ لطیف الرحمان صاحب کارکن نظارت تعلیم)

’’مولانا نیّر صاحب ایک خوش شکل انسان تھے۔مہندی لگائی ہوئی ریش اور سبز رنگ کا عمامہ اور شیروانی میں ملبوس بہت ہی بھلے لگتے تھے۔ایک جاذب شخصیت کے حامل تھے دوسرے کو اپنی محبت سے گھائل کر لینا ان کی فطرت میں تھا۔ہم سے بہت محبت رکھتے تھے مجسم انکسار اور شفقت تھے۔ان سے جب بھی ملاقات ہوتی طبیعت پر بڑا خوشگوار اثر ہوتا تھا۔‘‘ [۲۲]

حسین یادیں

درج ذیل مضمون حضرت مولانا نیّر صاحب کی زوجہ ثانیہ محترمہ محمودہ نیّر صاحبہ نے ۱۹۷۹ء میں تحریر فرمایا:۔

آپ درمیانہ قد اور خوشنما سرخی مائل گندمی رنگت کے شخص تھے۔آپ کی مونچھیں اور حنا سے رنگی ہوئی بھرپور ڈاڑھی تھی جس نے ٹھوڑی کی درمیانی لائن کو چھپایا ہوا تھا۔ مجھے ابھی بھی یاد ہے کہ خدا کا یہ جفاکش اور قابل اعتماد سپاہی سر پر خوبصورت تہوں میں ڈھیلی سی سبز پگڑی باندھے ہوئے بیک وقت مضبوط اور نازک چہرہ کی تصویر پیش کئے ہوئے تھا۔آپ کو موسم گرما میں پسینہ بھی آتا مگر ایک مرتبہ بھی آپ کے بدن سے مجھے اس کی بدبو نہیں آئی آپ کے لباس سے خوشنما خوشبو آتی تھی۔ایک مرتبہ میں نے کہا کہ ''مجھے آپ کی موجودگی کی خوشبو آجاتی ہے'' جواباً آپ نے فرمایا ''یہ تو قرآن کی زبان ہے'' تب مجھے یاد آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والد ماجد نے ایسا کہا تھا۔اس طرح آپ کسی کے دل کو قرآن کے قریب کر دیتے جو ایک ایسی کتاب ہے جس کی اتھاہ گہرائیوں میں ہر کوئی اپنے علم کے مطابق رسائی پا سکتا ہے۔ہم قرآن اور حدیث کا مطالعہ اکٹھے بیٹھ کر کرتے۔آپ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب کشتی نوح کا اکثر مطالعہ کرتے۔آپ تلاوت قرآن کریم مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کرتے ہوئے جذبات میں آجاتے جس کا پتہ آپ کی آواز اور آنکھیں دے دیتی تھیں۔دوران نماز آپ ایسے ہوتے جیسے کوئی بچہ اپنے محبوب والدین سے گفتگو کر رہا ہو۔آپ کی قوت قدسیہ ایسی تھی کہ آپ دعا کروانے والے شخص یا معاملہ کے متعلق پہلے ہی خبر دے دیتے تھے کہ اب کیا ہوگا۔مثال کے طور پر ایک مرتبہ کسی نے جنگ عظیم دوم میں اپنے گمشدہ بیٹے کے متعلق دعا کیلئے کہا۔آپ نے دعا کی اور گمشدہ شخص کا بالکل اسی جگہ پر موجودگی کی خبر دی اور یہ بھی کہ اس کی ماں جلد اس کے متعلق خوشخبری پائے گی اور بالکل ویسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے فرماتے یہ ہاتھ مسیح موعودؑ کے ہاتھوں میں رہے اور مسیح کے ہاتھوں کو چھوا جب میں انہیں دعا کیلئے بلند کرتا ہوں تو دعا قبول

ہو جاتی ہے۔

شروع میں یہ ایک خوفزدہ کر دینے والا تجربہ تھا کہ جب آپ نماز میں ہوتے اور میں آپ کے ساتھ کھڑی ہوتی اور آپ وہ سب کچھ بیان کر دیتے جو آپ دیکھتے۔ رفتہ رفتہ میں اس کی عادی ہوگئی اور پھر ایسے مواقع کی منتظر رہنے لگی۔ آپ کی طرف سب سے زیادہ متوجہ کرنے والی چیز آپ کی ذات کی ایمانداری اور وفاداری اور پیار لانے والی سادگی تھی۔

سلسلہ سے وفاداری آپ میں بھرپور تھی۔ کوئی انہیں اس سے جدا نہیں کر سکتا تھا آپ اپنی ذات میں سلسلہ ہی تھے۔ آپ سے محبت جھلکتی تھی آپ کی موجودگی میں لوگ اپنے آپ کو محفوظ محسوس کرتے۔ خدا تعالیٰ پر آپ کا توکّل لامحدود تھا۔ جس سے کسی دوسرے کو لاریب خلوص کا احساس ہوتا۔ کیونکہ اگر آپ کی حمایت میں خدا ہو تو کسی کی کیا جرأت ہے کہ آپ کو نقصان پہنچا سکے۔ اکثر آپ حضرت رابعہ بصری کے ایمان اور توکّل کی مثال دیا کرتے تھے۔ آپ مجھے صحابہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتایا کرتے تھے مگر ایک عورت ہونے کے ناطے مجھے خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت رابعہ اور حضرت مریمؑ کی مثالیں زیادہ پسند آتیں۔

ابتدائی بچپن کا تذکرہ کرتے ہوئے نیّر صاحب نے بیان کیا کہ میری والدہ جو کہ میرے والد کی دوسری بیوی تھیں ایک نوجوان خاتون تھیں۔ میرے والد اپنی پہلی بیوی کے اس قدر زیر اثر تھے کہ انہوں نے ان کی خاطر میری والدہ کو چھوڑ دیا اس طرح میری والدہ مجھے لے کر اپنے برادران کے ہاں چلی گئیں اور وہاں رہنے لگیں۔ انہوں نے مجھے پالنے پوسنے کیلئے سخت محنت مزدوری کی۔ میری والدہ کی ہاتھ سے چکی چلانے کی تصویر میرے ذہن پر نقش ہے۔ آپ اکثر بیان کرتے کہ وہ ایک باخدا انسان تھیں آپ گاؤں کی لڑکیوں کو جو آپ کے پاس آتیں قرآن پڑھاتی تھیں۔

حضرت نیّر صاحب نے بتایا کہ جب میں آٹھ برس کا تھا تو میں نے ایک خواب دیکھا کہ نبی کریمؐ ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور میں نے اس کی باگیں پکڑی ہوئی ہیں۔ جب میں نے اپنی یہ خواب اپنی والدہ کو بتائی تو انہوں نے کہا میرے بیٹے تم مہدی سے ملاقات کا شرف پاؤ

گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ہی اہم فقرہ تھا۔ بعدازاں نیّــــر صاحب جب کچھ بڑے ہوئے تو مذہب میں گہری دلچسپی لینے لگے۔ آپ بڑی کوشش کر کے تعلیم یافتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو تلاش کرتے اور ان سے گفتگو کرتے۔

دیو بند سکول کے ایک استاد سے الہام کے متعلق گفتگو کے دوران کسی نے پوچھا کہ الہام کیا چیز ہے؟ استاد نے جواب دیا کہ الہام وہ ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا اور جو مرزا غلام احمد قادیانی کو ہوتا ہے۔ آپ فرماتے کہ میں مہدی کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ جب میں قادیان پہنچا تو میں نے مسیح علیہ السلام کو دیکھا اور میرا دل چاہتا تھا کہ میں آپ سے کبھی بھی جدا نہ ہوں۔ لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آتے اور زمان اور مکان سے بالکل بے پروا ہو کر آپ کے پاس رہتے۔ بہت سے لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو اردو میں نظمیں سناتے مگر میں محسوس کرتا تھا کہ میں ان کے ہم پلہ نہیں ہوں لہٰذا میں نے پوربی زبان سیکھی۔

نیّــر صاحب نے پوربی زبان میں صوفیانہ طرز پر ایک نظم لکھی جس میں ایک گوالن دودھ بیچنے کیلئے آتی ہے۔ مجھے نظم تو یاد نہیں مگر جب آپ نے اس نظم کو اپنے انفرادی اور اچھوتے انداز میں پڑھا تو اس نے بہت ہی محظوظ کیا۔ آپ فرماتے ''کہ جب میں نے یہ نظم خدا کے مسیح کے سامنے پڑھی تو آپ نے نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور اس ایک نظر نے تمام عمر کے لئے مجھے اپنا غلام بنالیا۔

طاعون کے زمانہ میں نیر صاحب صرف ایک نوعمر جوان تھے آپ نے اپنے گاؤں میں حفاظتی ٹیکوں اور دوسری حفاظتی تدابیر سے لوگوں کی مدد کی۔ آپ کی والدہ بھی اس موذی مرض کا شکار ہوئیں اور جب بھی انہیں ایک مقام سے کسی دوسرے مقام پر لے جانا ہوتا تو آپ انہیں خود اپنے بازوؤں میں اٹھا کر لے جاتے۔ والدہ کیلئے ایسی فکر کی تو آپ سے امید کی جاسکتی ہے مگر باقی بنی نوع انسان کیلئے ایسا ہمدردانہ رویہ آپ کی فطرت کا حصہ تھا۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا ہے جو واضح کردے گا کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں۔

ہم نے بڑی مشکل سے ایک معمر خاتون کو جن کے دانت بھی نہیں تھے حیدرآباد سے اپنے

پاس منگوایا تاکہ وہ بچوں کے کاموں میں میری مدد کریں۔ یہ دسمبر کا مہینہ تھا جب ہم انہیں قادیان لائے۔ اور قدرتی بات ہے کہ اس بڑھیا کے لئے جو حیدرآباد دکن کی رہنے والی تھی یہ سردی بہت زیادہ تھی اس کے پاؤں تکلیف دہ حد تک متورّم ہو گئے۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ نیّر صاحب اپنے بستر پر نہیں تھے۔ ہمارے ساتھ والے کمرے کی لائٹ آن تھی جہاں بڑھیا سو رہی تھی۔ نیّر صاحب وہاں چارپائی کی پائنتی کی طرف کھڑے اس بڑھیا کے مڑے ہوئے پاؤں پر دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہوئے ہاتھ پھیر رہے تھے۔ میں انہیں دعائیں کرتے ہوئے دیکھتی رہی یہاں تک کہ بڑھیا کے کراہنے کی آواز بند ہو گئی اور اسے نیند آ گئی اور آپ اپنے بستر پر واپس آ گئے۔

آپ کبھی کسی کمتر شخص سے بھی ''تم'' کہہ کر مخاطب نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ ''آپ'' کہہ کر ہی پکارا۔ آپ کو انسان کی اندرونی اچھائی پر ہمیشہ یقین رہا ہے اور کبھی بھی کسی پر بے اعتمادی کا اظہار نہیں کیا۔ ایک مرتبہ ہم دونوں اکٹھے خرید و فروخت کیلئے گئے چینی کی ان دنوں بہت قلت تھی اور ہر کسی کو اس قلت کا بخوبی علم تھا۔ جب ہم سڑک عبور کرنے کیلئے ایک لمحہ بھر رکے تو ایک اجنبی شخص ہمارے پاس آیا اور نیّر صاحب سے پوچھنے لگا کہ اگر آپ کو چینی چاہئے تو میں لا کر دے سکتا ہوں۔ نیّر صاحب نے اسے تھیلا اور دس روپے دئے۔ اس شخص نے دس منٹ کے اندر اندر چینی لانے کا وعدہ کیا۔ ہم نے کوئی نصف گھنٹہ اس کا انتظار کیا مگر وہ نہ لوٹا۔ یہ غلط مقام پر اعتماد کی ایک مثال ہے اور بیشتر مرتبہ ایسا ظہور پذیر ہوا مگر ہم لوگوں پر اسی طرح اعتماد کرتے رہے۔

آپ کی شخصیت ایسی تھی کہ جس سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی اس میں آپ نے یقین اور اعتماد کی روح پیدا کر دی۔ ایک مرتبہ آپ ایک بحری جہاز میں عازم سفر تھے کہ سمندری طوفان نے آ لیا سارے مسافروں کو ایسے لگا کہ موت اب آئی کہ اب۔ اس جہاز پر ایک اور شخص سوار تھا جو کہ غیر معمولی طور پر پریشان تھا وہ نیّر صاحب کے پاس آیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ نیّر صاحب نے بتایا کہ میں نے اس کیلئے دعا کی اور اسے کہا کہ اپنے دل کی ساری باتیں کھول کر خدا سے بیان کرو وہی ہے جو تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ آپ کی لمبی گفتگو نے اس شخص کو پُر سکون کرنے اور زخموں پر مرہم رکھنے کا کام کیا جو کہ غالباً عقیدۃً رومن کیتھولک تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ جہاز باحفاظت اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ ۲۳

کچھ یادیں کچھ باتیں

(محترمہ بشریٰ راحت صاحبہ نیّر بنت حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب)

مجھے تو ابا کی باتیں یادنہیں کیونکہ ان کی وفات کے وقت میں بہت چھوٹی تھی مگر لوگوں سے جو سنا ہے اسے ذہن نشین کرلیا ہے۔ مجھے صرف ابا کے ساتھ سیر پہ جانا یاد ہے۔ چھوٹا بھائی اسماعیل نیّـــر پریم (PRAM) میں ہوتا تھا اور میں اور میری بڑی بہن انیسہ ابا کے ساتھ ہوتیں۔ سب سے چھوٹا بھائی آدم اس وقت شیر خوار تھا۔ جب ہوش سنبھالا، امی اکثر بٹھا کر ابا کی بہت سی باتیں بتاتی تھیں۔ کہتی تھیں ابا کا مزاج بہت نرم تھا اور انہیں غصہ کبھی نہیں آیا۔ امی کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا اور ابا ان کے اس شوق کو بہت سراہتے تھے۔ ملنے والوں سے ناز سے کہتے تھے میری بانو کو بس کتابیں مل جائیں، ان کو اور کسی چیز کا شوق نہیں۔ میری امی کا نام محمودہ خانم تھا اور وہ ڈاکٹر عبدالغنی خان کڑک کی بیٹی تھیں۔ ان کی شادی بہت دعاؤں کے بعد ہوئی۔ امی بتاتی تھیں کہ ابا انہیں قرآن پڑھانے آتے تھے اور ان کی باتوں اور روحانیت سے امی اس قدر متاثر ہوئیں کہ مصر ہوئیں کہ ان کی شادی ابا سے ہی ہو۔ امی ابا سے عمر میں بہت چھوٹی تھیں۔ امی نے ایک ماہ روزے رکھے اور ہدایت الٰہی کے لئے بہت دعا کی جب نانا نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اس سلسلہ میں لکھا تو حضور نے فرمایا اگر لڑکی مصر ہے تو شادی کردیں۔ امی کہتی تھیں کہ ابا جیسا نیک شخص انہوں نے نہیں دیکھا۔ ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہتے۔ امی اکثر اپنی چھوٹی بہن کیلئے اداس ہو جاتیں تو ابا کہتے ذرا ٹھہرو میں بتاتا ہوں وہ آنکھیں بند کرلیتے اور بتاتے کہ بہن خیریت سے ہے اور یوں مشغول ہے۔ امی کہتی تھیں کہ میں تعجب کرتی کہ شاید انہیں جادو آتا ہے، مگر بہل جاتی۔ امی یہ بھی بیان کرتی تھیں کہ ابا صاحب رویاء وکشوف تھے۔ باتیں بہت ہیں مگر جو اس وقت ٹھیک طرح سے یاد آئیں لکھ دیں۔ آخر میں یہی لکھوں گی کہ امی نے کہا تھا کہ تمہارے ابا کی اور اب میری نصیحت یہ ہے کہ خلافت سے گہرا تعلق رہے۔ میں بچپن سے خلفاء کو خط لکھتی رہی اور اس تعلق کی وجہ سے خدا نے ہمیشہ ساتھ دیا۔ اب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کو دعا کے لئے خط لکھتی اور خط لکھ کر اور حضور کا جواب پاکر بہت سکون ملتا ہے اور حقیقی راحت ملتی ہے۔ ۲۴

جماعت کا ایک درخشندہ ستارہ

محترم عبدالقادر آدم نیّر صاحب ابن حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب

جماعت کے درخشندہ ستارے، حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب کا پسر اصغر ہوں۔

ایک سال کا تھا جب ابا جان نے وفات پائی۔ والدہ محترمہ محمودہ خانم نیّر نے بچپن سے ہی ابا جان کی سیرت دلنشین سے روشناس کرایا۔ سراپا شفقت تھے اپنے ہوں یا پرائے، سب سے بھرپور محبت سے پیش آتے۔ والدہ محترمہ فرماتی تھیں کہ کبھی ان کی جبیں پر شکن نہیں دیکھی۔ سبز عمامہ، سیاہ یا بادامی رنگ کی شیروانی اور سفید پاجامہ زیب تن کرتے۔ گول چشمہ پہنتے۔ جب کسی سے ملتے، حلیم اور شیریں گفتگو سے فوراً ملنے والے کو گرویدہ کر لیتے۔ انگریزی، اردو اور پوربی زبانوں پر خاص عبور حاصل تھا۔ انگریزی اور اردو میں تقریر کرتے اور اردو اور پوربی زبانوں میں اشعار کہتے۔

تبلیغ اسلام میں میجک لینٹرن (Magic Lantern) کا پر اثر استعمال کرتے۔ میجک لینٹرن یعنی سلائیڈ پروجیکٹر کا استعمال سائنسی لحاظ سے اپنے دور سے بہت آگے تھا۔ آجکل لیپ ٹاپ کمپیوٹر کے استعمال سے سکرین پر تصویروں کی عکاسی کر کے سائنسدان اور دیگر اکابرین اپنی ریسرچ عوام الناس تک پہنچاتے ہیں، اور اس عمل کو پاور پوائنٹ پریزنٹیشن (Power Point Presentation) کہتے ہیں۔ آج سے تقریباً ساٹھ برس پہلے ابا جان میجک لینٹرن کے ذریعے اسی تکنیک کو پیغام حق پہنچانے میں استعمال کر رہے تھے۔ اللہ کی شان ہے۔ عقل حیران ہے کہ اس دور میں یہ تکنیکی صلاحیت، یہ انوکھا انداز تبلیغ، کیونکر وجود میں آیا۔ پھر دل خدا تعالیٰ کے احسان سے سرشار ہو جاتا ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل سے ابا جان کو یہ موثر اور نادر اندازِ تبلیغ عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے میرے والدین پر اور انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین ۲۵

میرے والد، مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر

(محترمہ انیسہ نیّر وجاہت صاحبہ)

والد محترم مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب، گو میری کم سنی میں ہی وفات پا گئے تھے، مگر چاروں بہن بھائیوں میں سب سے بڑی ہونے کے ناطے کچھ باتیں ذہن پر نقش ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ابا جان نماز پڑھتے ہوئے سجدے میں بہت روتے تھے۔ ابتدا میں گھبرا کر میں بھی رونے لگتی، مگر امی جان کے سمجھانے سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانے کا یہ انداز دل کو بہت بھایا۔ ابا جان نے مجھے اور چھوٹی بہن بشریٰ کو یسرنا القرآن پڑھانا شروع کیا اور کچھ عرصہ پڑھایا مگر پھر غالباً زیادہ بیمار ہو گئے۔ اس دوران میں ایک دفعہ بخار کی حالت میں میں کسی کے ہاتھ سے کچھ نہیں کھا رہی تھی تو ابا جان کا بہت پیار سے نرم ابلا ہوا انڈا چمچ سے مجھے کھلانا یاد ہے۔ دورِ صحت میں ابا جان ہم بچوں کو سیر کے لئے لے کر نکلتے تو دونوں چھوٹے بھائی پریم (Pram) میں ہوتے۔ اسماعیل خلیل کم سن تھا اور عبدالقادر آدم شیر خوار، ابا جان بھائیوں کی گاڑی کو چلاتے اور کہتے جاتے، عبدالقادر آدم ویر پیارا رے۔ بڑا ہو گا، بہنوں کو لینے جائے گا، دوران سیر گاڑی کو روک کر رستے میں حائل شیشے کے ٹکڑے، پتھر وغیرہ اٹھا کر سڑک کے کنارے رکھتے جاتے تاکہ پیچھے آنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

امی جان، محمود خانم کڑک صاحبہ بنت عبدالغنی خان کڑک صاحب، جب بیاہ کر ابا جان کے گھر آئیں تو ہمارے والدین نے نئی زندگی کی ابتدا نوافل شکرانہ اور دعاؤں سے کی۔ والدہ بتاتی تھیں کہ وہ نوافل پڑھتے پڑھتے کسی وقت جاءنماز پر ہی سو گئیں مگر ابا جان نے رات نوافل شکرانہ اور دعاؤں میں گزار دی۔ ازدواجی زندگی کا یہ مبارک ساتھ بہت ہم آہنگی کے ساتھ بڑھتا گیا۔ والدین کو اللہ نے ہم چار بچوں سے نوازا۔ سب سے بڑی میں ہوں۔ دوسرے نمبر پر بشریٰ راحت ہے۔ تیسرے نمبر پر اسماعیل خلیل ہے، اور سب سے چھوٹا عبدالقادر آدم ہے۔ پیدائش کے وقت بشریٰ راحت بہت صحت مند تھی مگر چند گھنٹوں میں اس کے پھیپھڑے ناکام ہو گئے۔ ڈاکٹروں کی

سرتوڑ کوششوں کے باوجود بشریٰ کا جسم نیلا پڑتا جارہا تھا۔انگریز لیڈی ڈاکٹر مایوس ہوکر کہنے لگی کہ اب تو کوئی معجزہ ہی بچی کو بچا سکتا ہے۔ابا جان کہنے لگے ہم دعا کرتے ہیں۔رات بھر ابا جان اور امی جان نے التزام سے بچی کی زندگی کیلئے دعا کی۔صبح تک بشریٰ کے پھیپھڑوں نے کام کرنا شروع کردیا۔صد شکر ہے خدایا، صد شکر ہے خدایا۔ابا جان اکثر کہتے کہ دعا پہاڑ تک کو ہلا دیتی ہے اور انسان کو چاہئے کہ ہر پریشانی کے وقت اپنے معبود کے آگے سربسجود ہوجائے اور دعا کرے۔اللہ اس کی دعا ضرور سنے گا۔

ابا جان کی جُدائی کے باوجود امی جان ان کی یادیں یوں تازہ رکھتیں کہ روزمرہ کے کاموں میں اکثر ان کا ذکر کرتیں۔کھانے کے وقت کہتیں تمہارے ابا جان جو بھی گھر میں پکتا، شوق سے کھاتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے۔موسم کا نیا پھل گھر میں لاکر سب سے پہلے ملازم کو دیتے تاکہ اسے محرومی کا احساس نہ ہو۔نئے کپڑے یا کوئی نئی چیز پہنتے تو دو نفل شکرانے کے پڑھتے۔امی جان ہم سب کو بھی ایسا ہی کرنے کی ترغیب دیتیں۔امی جان کہا کرتی تھیں کہ ابا جان اپنی وفات سے پہلے ان سے اکثر کہا کرتے تمہارے نازک کندھوں پر بہت بوجھ ہے مگر اللہ تعالیٰ میری اولاد کو ضائع نہیں کرے گا بیماری کی حالت میں ابا جان نے ۱۱ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کی وفات کی خبر سنی تو امی جان بتاتی تھیں کہ ان کو اتنا افسوس ہوا کہ آبدیدہ ہوگئے۔۷ستمبر ۱۹۴۸ء کو خود وفات پاگئے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

امی جان کی وفات سے دو دن قبل میں اتفاق سے ان کے پاس بیٹھی تھی۔ابا جان کی باتیں کرتے ہوئے کہنے لگیں تم اگر کبھی پریشان ہو یا دل آزردہ ہو تو فوراً سجدے میں گر جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔تمہارے ابا جان ایسا ہی کرتے تھے۔اے پاک پروردگار، میرے جنتی والدین کو اپنے قرب میں جگہ دینا اور ہم سب بہن بھائیوں اور ہماری اولاد کو ان کی دعاؤں کا وارث بنانا۔آمین ثم آمین ۲۶

☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اظہارِ تشکر

اللہ تعالیٰ کے شکر کے جذبات سے لبریز دل کے ساتھ یہ کلمات تشکر لکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم اور احسان ہے کہ اس نے کتاب ''نیّر احمدیت'' کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائی۔ کتاب کی اشاعت ایک مشکل اور طویل کام ہوتا ہے۔ بے شمار مراحل سے گزرنے کے بعد کوئی تصنیف قارئین کے ہاتھوں تک پہنچتی ہے۔

خاکسار مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کا بے حد ممنون اور احسان مند ہے کہ انہوں نے ابتدائی مسودہ میں سلسلہ کے اخبارات اور رسائل کا مطالعہ کر کے بیش قیمت معلومات کا اضافہ فرمایا نیز کمپوزنگ، پروف ریڈنگ فہرست مضامین کی تیاری، نادر اور نایاب تحریرات اور تصاویر کے حصول، کتابیات کی تیاری کے علاوہ خاکسار سے مسلسل رابطہ رکھا اور ہدایات کے مطابق خوش اسلوبی سے تمام مراحل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطاء فرمائے اور حسنات دارین سے نوازے۔ آمین

اس کتاب کی کمپوزنگ کے سلسلہ میں مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب نے بہت محنت سے کام کیا اور مکرم مولوی سلطان احمد شاہد صاحب نے کتاب کی پروف ریڈنگ اور پیسٹنگ کے سلسلہ میں تعاون فرمایا۔

آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں سب کام اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ہوتے ہیں اور یہ کام بھی اس کی ہی عنایت اور تائید اور نصرت سے ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمائے کتاب کی اشاعت کے اعلیٰ مقاصد احسن رنگ میں پورے ہوں۔ آمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خاکسار

اسماعیل خلیل نیّر

کتابیات
(Bibliography)

قرآن کریم

احادیث

کتب حضرت مسیح موعود

فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳

حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۳

متفرق کتب سلسلہ

انوار العلوم جلد ۸

تاریخ احمدیت جلد چہارم تا دہم

تاریخ احمدیت لاہور

Preaching of Islam (پریچنگ آف اسلام)

Ahmadiyya Movement in Ghana

اصحاب احمد جلد دہم۔ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے

روح پرور یادیں مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری

مرکز احمدیت قادیان مولانا برہان محمد ظفر صاحب

اخبارات

الحکم قادیان ۱۹۰۵ء، ۱۹۱۸ء، ۱۹۲۴ء، ۱۹۲۵ء، ۱۹۳۴ء، ۱۹۳۸ء، ۱۹۳۹

البدر قادیان ۱۹۰۵ء، ۱۹۰۹ء، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۳۳ء، ۱۹۳۵ء

الفضل قادیان ۱۹۱۳ء تا ۱۹۴۷ء

الفضل لاہور ۱۹۴۸ء

پیغام صلح ۱۹۱۴ء

وکیل امرتسر ۱۹۲۱ء

رسائل

ریویو آف ریلیجنز ۱۹۱۵ء، ۱۹۱۶ء، ۱۹۲۰ء، ۱۹۲۸ء، ۱۹۳۵ء، ۱۹۷۹ء

تعلیم الاسلام ۱۹۰۶ء

الفرقان ۱۹۶۸ء

ہفت روزہ لاہور ۱۹۷۷ء

سن رائز ۱۹۳۹ء

تحریک جدید ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۹ء

رسالہ کرشن اوتار مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر ۱۹۰۵ء

متفرق

رپورٹس مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۴ء

سالانہ رپورٹس صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۹۱۸ء۔۱۹۱۹ء تا ۱۹۴۷ء۔۱۹۴۸ء

ریکارڈ بہشتی مقبرہ فائل نمبر ۲۸۲۴/۲۸۳

غیر مطبوعہ تاثرات

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ

چوہدری محمد شریف صاحب فاضل

مولانا غلام باری سیف صاحب

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ

مکرمہ محمودہ نیّر صاحبہ زوجہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر

حوالہ جات

۱۔روزنامہ الفضل لاہور ۲۴؍مئی ۱۹۵۰ء صفحہ ۳
۲۔روزنامہ الفضل لاہور ۳۱؍اکتوبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۲
۳۔الفضل لاہور ۲۵؍ستمبر ۱۹۴۸ء
۴۔روزنامہ الفضل لاہور ۲۳؍نومبر ۱۹۴۸ء صفحہ ۵
۵۔الفرقان ربوہ اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۱۳
۶۔لاہور ۹؍اکتوبر ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۳، ۱۴
۷۔روزنامہ الفضل لاہور ۲۶؍اپریل ۱۹۵۰ء
۸۔غیر مطبوعہ کلام حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
۹۔الفضل ۲۲؍مارچ ۱۹۴۹ء
۱۰۔مرکز احمدیت قادیان صفحہ ۳۳۳۔مولفہ شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان
۱۱۔روح پرور یادیں
۱۲۔روح پرور یادیں صفحہ ۲۸۔۲۹
۱۳۔غیر مطبوعہ خط حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب موصولہ از لندن ۱۹۷۹ء
۱۴ تا ۲۶۔غیر مطبوعہ